سلسلۂ اشاعت نمبر 32

بفیضانِ روحانی

تاجدارِ اہلِ سنت مفتی اعظم ہند

محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ عنہ

فیصلہ وقت کرے گا مگر اے دشتِ ستم
ہم تو رگ رگ سے اپنا لہو نچوڑ آئے ہیں

کنزالایمان اور مخالفین

مع

داستانِ فرار پہ ایک نظر

مؤلف

انجینئر محمد ممتاز تیمور قادری

اورنگ آباد، مہاراشٹر

بفیض: تاجدارِ اہلِ سنت حضور مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ عنہ

فیصلہ وقت کرے گا مگر اے دشت ستم
ہم تو رگ رگ سے اپنا لہو نچوڑ آئے ہیں

کنزالایمان اور مخالفین
مع
داستان فرار پہ ایک نظر

مؤلف
انجینئر محمد ممتاز تیمور قادری
(سوائل سائنٹسٹ)

ناشر: جماعت رضائے مصطفیٰ
شاخ اورنگ آباد، مہاراشٹر

سلسلۂ اشاعت نمبر:32

نام کتاب : کنز الایمان اور مخالفین

مؤلف : مناظر اہل سنت محمد ممتاز تیمور قادری

کمپوزنگ : ایان احمد رضوی

صفحہ سازی : محمد زبیر قادری

سن اشاعت: 1438ھ/2017ء

تعداد : 1100

صفحات : 520

قیمت : -/250 روپے

حسب فرمائش: شیخ مشتاق احمد قادری، اورنگ آباد

تقسیم کار

تاج الشریعہ کتاب گھر

چمپا مسجد کے سامنے، چمپا چوک، اورنگ آباد، مہاراشٹر

رابطہ:9665947865

ای میل: hanfirazvi@gmail.com

انتساب

سرکار دو عالم ﷺ کے نام

جن کی عصمت پہ

پہرہ دینے کے لیے

یہ کتاب معرضِ وجود میں آئی۔

☪☪☪☪

apni Duwao me Zaroor Yaad Rakhe Fakeer Dr Tariq Hussain or mere Ahlo Ayal wa Dosto Ahbab aor Tamam sunni sahi ul Aqeedah bhaiyyo Khusoosi Taur par Lala khan urf Shahrukh Kalandari bhai ko.

Sayyed Azeemuddin Azhari
Office Administrator
Head of Department
Dawat-O-Tabligh

جماعت رضائے مصطفیٰ
JAMAT RAZA-E-MUSTAFA

Head Office: Dargah-E-A'ala Hazrat, 82 Saudagaran, Bareilly Sharif U.P. 243003 • Contact : Off - +91-7055078618 | 7055078619 • 7055078621
E-mail: hod1.jrm@gmail.com • jrmheadoffice@gmail.com • Visit us: www.jamatrazaemustafa.org

Ref No. : 001/Aug/17

Date : 28-08-2017

جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی شریف
(ہیڈ آفس)

کتاب : کنز الایمان اور مخالفین ....

مصنف : انجینئر محمد ممتاز تیمور قادری ....

سنہ طباعت : ۲۰۱۷ء ....

مترجم/محقق : ....

ناشر : جماعت رضائے مصطفیٰ، اورنگ آباد، مہاراشٹر

مذکورہ بالا کتاب اہلسنت و جماعت مسلک اعلیٰ حضرت کی تعلیمات اور جماعت رضائے مصطفیٰ کے اصول وضوابط کے مطابق ہے۔

لہٰذا اس کو شائع کرنے کی اجازت دی جاتی ہے۔

دستخط ....

فہرست

باب سوم

کلماتِ تکریم

خلیفۂ حضور مفتی اعظم حضور سراجِ ملت

حضرت علامہ الحاج الشاہ سید سراج اظہر رضوی نوری

بانی وسربراہ اعلیٰ دار العلوم فیضانِ مفتی اعظم، پھول گلی ممبئی

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ مقدس کتاب ہے، جو ہر اعتبار سے بے مثل اور لازوال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جس طرح اپنے محبوب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو ہر طرح سے افضل واعلیٰ اور برتر وبالا بنایا ہے، ان پر نازل ہونے والی کتاب کو بھی بے مثال اور لازوال بنایا ہے۔ یہ کتاب ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے، جو زندگی کے سارے شعبوں کو محیط ہے۔

قرآن مقدس کے یوں تو بے شمار اردو تراجم موجود ہیں مگر جو ترجمہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجددِ اعظم دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے وہ یقیناً تمام تراجم میں منفرد، ممتاز اور جداگانہ حیثیت کا حامل ہے۔

اعلیٰ حضرت نے ترجمۂ قرآن، جس کا نام کنز الایمان رکھا یعنی ایمان کا خزانہ یقیناً یہ ایمان کا خزانہ ہے اور یہ ایک ایسا ترجمہ ہے کہ اس نے لفظی ترجمے کے محاسن کے حوالے سے قرآن کریم کے ہر ہر لفظ کا مفہوم اس طرح واضح کر دیا کہ اسے پڑھ لینے کے بعد کسی لغت کی طرف رجوع کرنے کی حاجت نہیں رہ جاتی۔ جو حسن وخوبی، نظم وربط اور اندازِ بیان قرآنی الفاظ میں ہے اس کی جھلک مجددِ اعظم اعلیٰ حضرت کے ترجمۂ قرآن یعنی کنز الایمان میں نظر آتی ہے۔

حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں: ''اردو زبان میں قرآن پاک کے بہت سے ترجمے لکھے گئے ہیں اور بازار میں دستیاب بھی ہیں، لیکن ترجمہ کرنے کے لیے عربی لغت اور گرامر سے واقف ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ بارگاہِ الوہیت اور دربارِ رسالت کا ادب واحترام، عصمت انبیاء کا لحاظ، ناسخ ومنسوخ، شانِ نزول سے واقفیت، بظاہر اختلاف رکھنے والی

آیات کے درمیان تطبیق، عقائد اہلسنّت، تفسیر صحابہ وتابعین اور تفسیر سلفِ صالحین پر گہری نظر اور عبور ہونا بھی ضروری ہے۔ امام احمد رضا قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے تقریباً پچاس علوم وفنون میں بے مثال مہارت، وسیع مطالعہ اور حیرت انگیز حافظہ عطا فرمایا تھا۔ انہوں نے قرآن پاک کا ترجمہ کرکے عامۃ المسلمین پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ بلاشبہ ان کا ترجمہ تمام خوبیوں کا حامل اور قرآنِ پاک کا بہترین ترجمان ہے۔" (تقریظ بر 'تسکین الجنان' تالیف مولانا عبدالرزاق بھترالوی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمۂ قرآن کنز الایمان کی بڑھتی مقبولیت کو دیکھ کر مخالفین طرح طرح کے الزام عائد کرنے کی ناپاک کوششیں کرتے رہتے ہیں، مگر حقیقت کی عینک لگا کر دیکھا جائے تو یہ محض دھوکہ اور فریب نظر آتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب 'کنز الایمان اور مخالفین' جس کے مولف مولانا محمد ممتاز تیمور قادری صاحب ہیں، اس کتاب کو سرسری دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ کتاب اپنے موضوع کے اعتبار سے جامع اور ردِّ وہابیہ کرنے والوں کے لئے نہایت مفید اسلحہ ہے۔ علمائے دیوبند بالخصوص مولوی الیاس گھمن کی طرف سے کنز الایمان پر کیے گئے بے جا اعتراضات کے نہایت عمدہ اور شاندار جوابات اس کتاب میں موجود ہیں۔

ساتھ ہی محترم میثم عباس قادری رضوی صاحب کا مقدمہ بھی تفصیلی، تحقیقی اور معلوماتی مقدمہ ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کتاب کو مقبول، مصنف کو ہمت وتوانائی اور ناشر کو جذبۂ اشاعت مسلکِ اعلیٰ حضرت عطا فرمائے۔ اور مسلمانانِ عالم کو بدمذہبوں کے شر سے محفوظ اور مسلکِ اہلسنّت و جماعت یعنی مسلکِ اعلیٰ حضرت کی روشنی میں زندگی گزارنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔

آمین یارب العلمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقیر سید سراج اظہر قادری رضوی

دار العلوم فیضانِ مفتی اعظم پھول گلی ممبئی ۳

مورخہ: ۵/ذی القعدہ ۱۴۳۸ھ مطابق، ۲۸/اگست ۲۰۱۷ء بروز پیر

ہدیۂ تبریک

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا سید محمد ہاشمی رضوی صاحب
پرنسپل دارالعلوم فیضانِ مفتی اعظم، پھول گلی، ممبئی ۳

قرآنِ کریم مینارۂ رشد وہدایت ہے، یہ کتابِ ثواب بھی ہے اور کتابِ انقلاب بھی ہے۔ یہ جہاں فصاحت و بلاغت اور اعجاز وکمال میں بے مثال ہے وہیں یہ ساری دنیا کی کتابوں سے منفرد، موئے سر تغیر وتبدل کے امکان سے بھی پاک ہے۔ اس مقدس اور بابرکت کتاب کے متعدد تراجم متعدد زبانوں میں منظر عام پر آ چکے ہیں۔ اردو زبان میں بھی درجنوں تراجم موجود ہیں، جن میں بہت سارے تراجم نقائص سے پرُ ہیں، بلکہ وہابیہ اور دیابنہ کے تراجم تو ایمان و عقیدے کو غارت کرنے والے ہیں۔

ان تمام تراجم کی بھیڑ میں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد اعظم دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ترجمۂ قرآن کنز الایمان سب سے نمایاں، ممتاز اور راجح نظر آتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن کنز الایمان ایمانیات کے ساتھ ساتھ اردو ادب کا بھی ایک عظیم شاہکار ہے اور سب سے زیادہ پڑھا جانے والا شہرۂ آفاق ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ میں بارگاہِ الوہیت ورسالت کا ادب واحترام اور ایمان وعقیدے کی جو روشنی ملتی ہے وہ دیگر تراجم میں مفقود ہے۔ قرآن کی اصل روح کو مدنظر رکھ کر کیا جانے والا ترجمۂ قرآن کنز الایمان کے الفاظ میں عشق ومحبت، صدق وصفا اور قلبی کیفیات موجود ہیں۔ جسے پڑھنے سے عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنا ہو یا بیگانہ ہر ایک نے کھلے دل سے اس کی انفرادیت، امتیازی خصوصات اور کمالات کا اعتراف کیا ہے۔ عوام وخواص میں جو مقبولیت کنز الایمان کو حاصل ہے وہ کسی اور ترجمہ کو حاصل نہیں ہے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اس ترجمہ کا ترجمہ ہندی، سندھی، انگریزی، بنگلہ، ترکی زبان کے علاوہ کئی زبانوں میں ہو چکا ہے اور اس کے امتیازات پر کئی کتابیں اور مقالات لکھے جا چکے

ہیں۔ اور پی ایچ ڈی بھی ہو چکی ہے۔

صحیح معنوں میں آج تک کسی صاحبِ علم وبصیرت نے اس پر کسی طرح کا کوئی اعتراض نہیں کیا، بلکہ اس کی گنجائش بھی نہیں ہے۔ ہاں چند دیو بندی مولویوں نے بغض وعداوت اور اپنے عقیدے کے کوڑھ کے سبب اعتراضات کیے بھی تو وہ مبنی بر جہالت تھے۔ جن کا مسکت جواب علمائے حق نے دے کر ان معترضین کو ہمیشہ کے لئے لاجواب کر دیا۔ انہیں میں ایک مولوی الیاس گھمن ہے، جس نے 'کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ' نامی کتاب لکھ کر لوگوں کو دھوکہ دینے کی سعی لاحاصل کی ہے۔

زیرنظر کتاب 'کنزالایمان اور مخالفین' جس کے مؤلف انجینئر محمد ممتاز قادری صاحب ہیں، نے اس کتاب میں اسی مولوی الیاس گھمن کا ردبلیغ کیا گیا ہے، اس کے اعتراضات کے نہایت اچھے انداز میں مدلل جوابات دیئے گئے ہیں اور وہابیوں کی فریب کاریاں بے نقاب کی گئی ہیں۔

جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ اورنگ آباد اور اس کے جملہ منتظمین، معاونین خصوصاً عزیز القدر محبّ گرامی مولوی محمد گل خان رضوی اور مخیر قوم وملت الحاج عبدالعزیز کھتری صاحبان کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں، جو وقت کی ضرورت کے پیش نظر کتابوں کی اشاعت میں مصروفِ عمل ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی یہ کتاب بھی ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

مولیٰ کریم بطفیل حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وسلم کتاب کو مقبولِ ہر خاص وعام اور مؤلف وناشر کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ تمام سنّی مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت فرمائے اور مسلک اہلسنت وجماعت جسے اس دور میں پہچان کے لئے مسلک اعلیٰ حضرت کہا جاتا ہے اس پر سختی سے قائم ودائم رکھے۔ آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم۔

فقیر سید محمد ہاشمی رضوی

خادم دارالعلوم فیضانِ مفتی اعظم پھول گلی ممبئی ۳

مورخہ: ۵ / ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۸ / اگست ۲۰۱۷ء

بروز وہابیت سوز، ایمان افروز دوشنبہ

عرض ناشر

مجددِ مائۃ حاضرہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا ترجمۂ قرآن بنام کنز الایمان اپنی انفرادیت وجامعیت وصحیح ترجمانی کی وجہ سے اہلِ سنّت و جماعت میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ دنیا بھر میں یہ واحد ترجمۂ قرآن ہے جو اپنی خصوصیات کی بنا پر تمام تراجم میں کثیر الاشاعت ہے۔ دیگر فرقوں کے تراجم قرآن تو صرف وہی شائع کرتے ہیں، جب کہ کنز الایمان وہ واحد ترجمۂ قرآن ہے جو بدمذہب ناشرین بھی خوب شائع کرتے اور ہدیہ کرتے ہیں....

لیکن عقل کے اندھے نجدی وہابی فرقے کے ملّا جنھوں نے اعلیٰ حضرت اور اہلِ سنّت پر اعتراض واختلاف کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا ہے، انھوں نے اس بہترین ترجمۂ قرآن پر بے جا اعتراضات کرنے کی ناپاک جسارت کی اور کنز الایمان کی اہمیت وافادیت کو کم کرنے کے لیے چند کتابیں لکھ ماریں۔ یوں تو ان نجدی وہابی فرقے کے ہر ہر اعتراض کے جوابات دیے جا چکے ہیں۔ اور کنز الایمان کے دفاع میں بھی چند کتب ومضامین شائع ہو چکے ہیں لیکن ضرورت تھی کہ کنز الایمان پر ایک جامع اور مبسوط کتاب ہوتی، جس میں بدمذہبوں کے تمام ہی اعتراضات کے جوابات شامل کردیئے جاتے۔

الحمدللہ! برادرم محمد ممتاز تیمور قادری صاحب لائق مبارک باد ہیں کہ انھوں نے اس اہم کام کو انجام دیا اور "کنز الایمان اور مخالفین" نامی کتاب تحریر فرما کر اہم کارنامہ انجام دیا۔ کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر جماعت رضائے مصطفیٰ اورنگ آباد نے فوراً اس کی اشاعت کی جانب توجہ کی اور شائع کر کے عوام الناس کے سامنے پیش کردی۔ اللہ کریم اپنے پیارے حبیب سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے ہماری اس ادنیٰ سی کاوش کو قبولِ عام فرمائے۔ آمین

جنرل سیکریٹری محمد گل خان رضوی

جماعت رضائے مصطفیٰ، شاخ اورنگ آباد

عرض مؤلف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قارئین اس گئے گزرے دور میں جب دشمنان اسلام، دین کے بنیادی اصولوں پہ نشتر بازی کر رہے ہیں بجائے ان کے شبہات کے جوابات دینے کے کچھ عناصر ملک کے اندر تفرقہ بازی پھیلانے میں مشغول ہیں۔ ان حضرات کی طرف سے گاہے بگاہے تفرقہ بازی اور انتشار پہ مشتمل مواد شائع کیا جارہا ہے اور اہل حق پہ طرح طرح کے اعتراضات کر کے عوام الناس کو تشویش میں مبتلا کیا جارہا ہے۔ لیکن یہ بات یاد رہے کہ اعتراضات سے کوئی بھی چیز محفوظ نہیں۔ جناب سرفراز خان صاحب صفدر لکھتے ہیں:۔

"محترم لایعنی اعتراضات سے اسلام کا کون سا ذخیرہ محفوظ رہا ہے؟ کیا دیانند سرسوتی کی کتاب ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب قرآن کریم پر اعتراضات کے لیے وقف نہیں ہے۔ اور کیا منکرین حدیث نے صحاح ستہ کی احادیث پر کند چھری نہیں چلائی؟ اور کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رافضیوں نے مطاعن و مثالب کی مصنوعی بارش نہیں برسائی؟ اور کیا حضرات ائمہ فقہ رضی اللہ عنہم، منکرین فقہ کے تیروں سے محفوظ رہے ہیں؟ محترم! نرے اعتراضات سے اپنے ماؤف دل کی بھڑاس نکالنے اور عوام الناس کو مغالطہ دینے سے کیا حاصل ہوتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے عقل کی کسوٹی اس لیے عطا فرمائی ہے کہ صحیح و غلط اور حق و باطل کی پرکھ ہو سکے"

(المسلک المنصور ص ۹۳)

اسی طرح سید سہیل علی رقم طراز ہیں:۔

"یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے، اور تاریخ کے اوراق بھی اس بات کے گواہ

ہیں کہ اہل حق کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش اور ان کے خلاف غلط پروپیگنڈہ کر کے عوام الناس کو اور خاص کر اہل حق حضرات کے متبعین کو گمراہ کرنا اہل باطل اور نفس پرستوں کا پسندیدہ مشغلہ رہا ہے۔ اور ان حضرات کے نشانوں سے تو انبیاء کرام علیہم السلام تک محفوظ نہ رہے تو دوسرے ائمہ عظام اور محدثین کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں کہ اصل انبیاء کرام علیہم السلام کے وارثین تو یہی لوگ تھے۔" (فتاوی جات ص ۳۰۔۳۱)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ کوئی ذات بھی اعتراضات سے محفوظ نہیں اور ہمیشہ سے ہی علمائے حق پہ اعتراضات ہوتے آئے ہیں، نور سنت کا کنز الایمان نمبر بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ جس میں عصمت انبیاء کے محافظ ترجمہ پہ لچر اور فضول قسم کے اعتراضات کیے گئے۔ لہٰذا علمائے اہلسنت کی توجہ دلانے پہ بندہ ناچیز نے اس کتابچہ کا جواب لکھنے کا ارداہ کیا تو اس کے ساتھ گھمن صاحب کی کتاب کے علاوہ دیگر کا جواب بھی ساتھ ہی مکمل ہو گیا۔ اس کے علاوہ موضوع کی مناسبت سے ہم نے [مفتی نجیب] کی کتاب [بریلویوں کی شیطان سے محبت] کا جواب بھی بطور ضمیمہ شامل کر دیا ہے۔ اس لیے کتاب کو ہم نے پانچ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ابتدائیہ "گھمن صاحب کی کتاب کے مقدمہ کا تجزیہ"

باب اوّل..........نور سنت کے کنز الایمان نمبر کا جائزہ

باب دوئم..........الیاس گھمن کی تلبیسات کا جائزہ

باب سوئم..........خزائن العرفان پہ اعتراضات کا جائزہ

باب چہارم..........نور العرفان پہ اعتراضات کا جائزہ

باب پنجم..........دیوبندی حضرات کا شیطان سے تعلق

بعض وجوہات کی بنا پر اس کتاب پہ نظر ثانی نہ ہو سکی لہذا اس میں اگر کسی قسم کی کوئی غلطی ہے تو وہ کتابت کی غلطی تصور کی جائے اور اگر کوئی ایسی بات ہو جو مسلک اہلسنت یا

اکابرین کے مخالف ہو، تو میں پیشگی اس سے رجوع کرتا ہوں۔ اور ایک بات ذہن نشین رکھیں کہ ہم نے اپنی طرف سے کوئی اُصول بیان نہیں کیا، دیو بندی حضرات کی عبارات کی روشنی میں گفتگو کی ہے اور حتی المقدور حوالہ بھی عرض کر دیا ہے۔ میں نے حتی المقدور یہ کوشش کی ہے کہ زبان کی شائستگی مجروح نہ ہو، لیکن اگر کسی مقام پہ شدت ہے تو وہ ردِ عمل ہے۔ جیسے دیو بندی ترجمان لکھتا ہے:۔

> ''اس کتاب کو جارحانہ کتاب سمجھنے کی بجائے ردعمل سمجھا جائے اور ردعمل کبھی کبھی شدید بھی ہو جاتا ہے۔ پھر بھی اس میں موردِ الزام اس فریق کو سمجھنا چاہیے جو اس شدید ردعمل کا باعث ہے۔'' (رضا خانی مذہب ص ۱۴)

لہٰذا اس کے ذمہ دار دیو بندی حضرات ہیں۔ ایک بات اور قابل ذکر ہے کہ ہماری یہ کتاب تقریباً مکمل ہو چکی تھی تو احباب نے 'داستان فرار' نامی کتاب کی جانب توجہ دلائی کیونکہ اس کتاب کا موضوع تکفیر امام اہلسنت تھا اور اسی موضوع پہ خامہ فرسائی مفتی نجیب صاحب نے بھی کی تھی اس لیے ہم نے مختصر طور پہ اس کتاب پہ بھی تبصرہ شامل کتاب کر دیا ہے۔ کتاب ہذا میں کچھ چیزیں کاتب صاحب کی کوتاہی کی بدولت شامل ہونے سے رہ گئی ہیں، جن کو بشرط زندگی اگلے ایڈیشن میں شامل کر دیا جائے گا۔ آخر میں، میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اپنی نیک تمناؤں سے نوازا۔ اس کے علاوہ میثم صاحب کا بھی ممنون ہوں کہ انہوں نے انتہائی مصروفیت کے باوجود کتاب ہذا کے لئے انتہائی شاندار مقدمہ لکھ کر دیا۔ پھر میں جماعت رضائے مصطفیٰ کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے اس کتاب کو منظر عام پہ لانے کا عزم کیا۔ آخر میں اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس کتاب کو عوام الناس کے لیے نافع بنائے اور ہمارے لیے توشہ آخرت کہ اسی لالچ میں یہ محنت کی ہے۔ جو کوئی اس سے فائدہ اٹھائے فقیر کے لیے دعا فرمائے۔

تقریظ جلیل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حق مذہب اہل سنت و جماعت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے لے کر آج تک پوری امت مسلم اسی مذہب پر کار بند رہی ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مجدد برحق امام المحدثین سرتاج الفقہا، عظیم البرکت امام الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز نے اسی مذہب حق اہل سنت کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا مگر ستیاناس ہو انگریز منحوس کا جس کے ایما پر وہابیت و دیوبندیت کا ناسور برصغیر پاک و ہند میں پھیلا۔ دیوبندیت کی بنیاد ہی دھوکہ فراڈ دجل وخیانت اور کذب بیانی پر ہے، بلکہ ان افعال قبیحہ میں ان دیوبندیوں نے اپنے گرو شیطان کو بھی مات کر دیا ہے۔

انگریز کے ایما پر دیوبندی اکابر نے خدا تعالیٰ اور رسول کریم کی شان اقدس میں ایسی گستاخیاں کیں کہ ہزار علانیہ کافر بھی اس کی جرأت نہ کرے گا، یہ تو امام احمد رضا بریلوی جیسے اکابر اہل سنت نے اس فتنہ کا تعاقب کیا تو عامۃ الناس اس خبیث فتنہ سے باخبر ہوئے دیوبندیوں کے مکر و فریب سے ہزاروں اہل ایمان محفوظ ہوئے۔ اس بناء پر دیوبندی دھرم کے لوگ علمائے اہلسنت کے خلاف زہر اگلتے رہتے ہیں، ابھی ماضی قریب میں دیوبندیوں کے مخصوص ٹولے نے سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی سمیت علمائے اہلسنت کے خلاف متعدد کتب شائع کی ہیں۔ ان میں کیا ہے جھوٹ دجل و فریب کے سوا کچھ نہیں ہے۔ ان میں کثیر اعتراضات وہی ہیں جن کے جوابات علمائے اہلسنت عرصہ دراز پہلے اپنی کتب و رسائل میں دے چکے ہیں اور پھر ان اعتراضات کو دہر کر نئی کتب کا ڈھونگ رچانا نرا دجل ہے۔

اور پھر یہ دیوبندی نرے جاہل بلکہ اجہل ہیں بلکہ ان کے دیوبندی اکابر کے حلفیہ

ان کی کتب میں موجود ہیں اس ٹولے کے دیوبندی مولویوں کی بیانات اپنی جہالت پر ان کی کتب میں دیوبندیوں پر نقد کی لیاقت کا یہ عالم ہے کہ علمائے اہلسنت کی دیوبندیوں کے رد میں کتب میں دیوبندیوں پر نقد کی عبارات میں الزامی اور تحقیقی نقد کو سمجھنے کی صلاحیت سے بھی محروم ہیں تو پھر ان کی اوقات علمی کا اندازہ لگانا کسی بھی سلیم العقل کے لئے مشکل نہیں ہے۔

عزیم القدر محمد تیمور سلمہ المولیٰ ورسولہ نے انہی دیوبندیوں کی بعض کتب کے جواب میں قلم اٹھایا ہے راقم الحروف نے عزیزم کی تصنیف ''کنز الایمان اور مخالفین مع داستان فرار پہ ایک نظر'' کو چیدہ چیدہ مقامات سے پڑھا، عزیزم موصوف نے دیوبندیوں کا خوب ناطقہ بند کیا ہے۔ دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ جلیلہ سے عزیزم موصوف کی اس سعی محمود کو قبول فرمائے۔ اور مزید دین دشمنوں کا رد بلیغ کرنے کی توفیق انیق عطا فرمائے آمین، ثم آمین

کتبہ ابوحذیفہ محمد کاشف اقبال مدنی

خادم دارالافتاء، مرکز اہل سنت جامع مسجد گلزار مدینہ
اڈا ستیانہ بنگلہ تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد

مقدمہ

میثم عباس قادری رضوی، لاہور
massam.rizvi@gmail.com

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت علامہ مولانا مفتی الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کا ترجمۂ قرآن ''کنز الایمان'' ایک شاہکار ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ میں بدمذہبوں کے تراجم کے برعکس بارگاہِ خداوندی اور بارگاہِ رسالت کا ادب ملحوظِ خاطر رکھا گیا ہے۔ وہابیہ دیابنہ چونکہ اللہ و رسول (جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے گستاخ ہیں، اس لیے ان سے یہ مؤدبانہ ترجمہ ''کنز الایمان'' برداشت نہ ہوسکا، اور اس کے خلاف کئی کتابیں لکھ کر شائع کیں۔ اہلِ سنت نے ان کے اعتراضات کے دندان شکن جوابات دیے، لیکن مخالفین ان مردود اعتراضات کو دہرانے سے باز نہ آئے، جس کی وجہ یہی ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے ان دیابنہ وہابیہ کی گستاخیوں کو طشت از بام کیا اور دنیا کو بتایا کہ ان گستاخوں سے بچیں اور ان کا بائیکاٹ کریں۔ اسی کا بدلہ لینے کے لیے یہ سیدی اعلیٰ حضرت پر لایعنی اعتراضات کرتے ہیں، جواب میں منہ کی کھاتے ہیں لیکن پھر بھی باز نہیں آتے۔ ذیل میں دو۲ آیات کے تراجم کے متعلق مختصر وضاحت پیش ہے:

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى کا ترجمہ:

سیدی اعلیٰ حضرت نے آیتِ کریمہ **وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى** کا ترجمہ یوں فرمایا ہے: ''اور تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی'' (کنز الایمان، سورۃ الضحیٰ، آیت: ۷)

اس آیت کا اعلیٰ حضرت کی طرف سے کیا گیا یہ ترجمہ صحابی رسول حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے بیان کردہ مفہوم کے مطابق ہے، آپ رضی اللہ عنہ سے والیٔ حلب ''یوقنا'' نے پوچھا کہ: ''اللہ پاک تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ضال کیوں فرمایا؟ اور ضلالت کی صفت سے

کیوں منسوب کیا؟ حالانکہ آپ اللہ پاک تبارک وتعالیٰ کے نزدیک نہایت مرتبہ والے اور کریم تھے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ضال کے یہ معنی نہیں ہیں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمہیں اپنی محبت کی وادی میں سرگرداں اور پریشان حال پھرتے دیکھا تو اپنے دیدار اور حضوری کی طرف تمہیں راہ بتادی۔''

(فتوح الشام، صفحہ ۴۳۳، مطبوعہ مکتبہ اخوت، نزد حسن مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

اس آیت کا یہی مفہوم تفسیر ''فتح العزیز'' میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بیان کیا ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت سے اس بات کی وضاحت کہ آپ نے ''مکر'' کا اردو ترجمہ ''خفیہ تدبیر'' کیوں کیا۔

☆ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمۂ قرآن ''کنز الایمان'' میں اللہ کریم کے لیے لفظ ''مکر'' کا اردو ترجمہ ''خفیہ تدبیر'' کیا ہے، اس ترجمہ کی وضاحت آپ نے اپنے ایک فتوی میں کی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''معترض صاحبوں نے یہاں شاگردیٔ روافض پر قناعت نہ کی بلکہ آریوں، پادریوں وغیرہم کھلے کافروں کی بھی تقلید کی، وہ کفار معاذ اللہ قرآنِ عظیم پر اعتراض کرتے ہیں کہ ''اُس میں خدا کو عیاذًا باللہ (خاک بدہن ملعونان) ''مکار'' بتایا ہے۔ قال تعالیٰ: وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ((ترجمہ کنز الایمان: ''اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی'' خفیہ تدبیر'' فرمائی''۔ پارہ: ۳، سورۂ آل عمران، آیت: ۵۴)) اُن کافروں نے نہ جانا کہ لفظ کے معنی اختلافِ زبان ومحاورہ سے مختلف ہو جاتے ہیں، ''مکر'' بمعنی فریب ودغا وایصالِ ضرر خفیہ بنا مستحق، ((یعنی کسی کے ساتھ فریب ودھوکہ کرنا اور خفیہ طور پر نقصان پہنچانا جس کا وہ مستحق نہیں)) مذموم ہے اور اُردو میں اسی معنی پر شائع۔ اور بمعنی تدبیر خفیۂ اضرار مستحقِ سزا ((یعنی خفیہ طور پر سزا کے مستحق کو سزا دینا)) ہرگز مذموم ((بُرا)) نہیں اور عرب اسی معنی پر اُس شے تمدح کرتے ہیں۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کفار سے فرمایا کہ ''اگر تم مکر چاہو تو واللہ کہ

ہم جڑ ہیں مکر کی''۔

((فتوح الشام، جلد ا صفحہ ۷۵، مطبع دار الکتب العلمیہ بیروت۔ ایضاً اردو ترجمہ بنام صحابہ کرام کے جنگی معرکے صفحہ ۱۰۲ مطبوعہ مکتبۂ اُخوت، نزد حسن مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ مترجم مولوی شبیر انصاری))

(ماہنامہ تحفہ حنفیہ، پٹنہ، صفحہ ۴۔ بابت صفر ۱۴۲۳ھ، جلد:۹، شمارہ:۲)

دیوبندی اعتراضات کے جوابات ملاحظہ کرنے سے پہلے ایک ضروری وضاحت نوٹ فرمالیں کہ اس تحریر میں راقم نے جتنے اقتباسات نقل کیے ہیں، ان میں اگر کہیں کچھ الفاظ ڈبل قوسین (( )) میں درج ہیں تو وہ راقم کے اضافہ کردہ ہیں، اور جو الفاظ سنگل قوسین () میں درج ہیں وہ ان مؤلفین کے ہیں جن کے اقتباسات نقل کیے گئے ہیں۔

قرآنِ کریم کی بعض آیات کا لفظی ترجمہ کرنے پر دیوبندی گستاخ کیوں؟

اعتراض:

آج کل دیابنہ ہم اہلِ سنت پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ہم اہلِ سنت نے قرآنِ کریم کی بعض آیات کا لفظی ترجمہ کرنے کی بنا پر دیابنہ، وہابیہ کو گستاخ کہا ہے۔

جواب:

حقیقت یہ ہے کہ بعض آیات کے لفظی تراجم کی وجہ سے کسی صحیح العقیدہ سنی پر فتویٰ نہیں لگایا گیا، بعض آیات کے لفظی تراجم کی بنا پر جو فتویٰ لگایا گیا ہے اس سے مراد وہابی دیوبندی مترجمین ہیں، ان کو گستاخ قرار دینے کی اصل وجہ ان کا کریمینل (مجرمانہ) ریکارڈ ہے (جس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان پر فتویٰ لگایا گیا ہے) کیونکہ وہابیہ دیابنہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ ہیں، اس لیے یقیناً ان آیات کے ''لفظی تراجم'' سے بھی ان کا مقصد شانِ رسالت کا انکار کرنا ہی ہے۔

پہلا جواب: مزید وضاحت کے لیے ایک نظیر پیش کرتا ہوں۔ مظہرِ اعلیٰ حضرت شیرِ بیشۂ اہلِ سنت امام المناظرین فاتح مذاہبِ باطلہ حضرت علامہ ابوالفتح حافظ قاری محمد حشمت علی خان قادری رضوی مجددی لکھنوی رضی اللہ عنہ سے مُلّا علی قاری اور مولوی رشید گنگوہی دیوبندی کے ایمانِ والدین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے انکار پر مبنی

اقوال کے متعلق سوال ہوا، اس کے طویل جواب کے آخر میں آپ نے اس مسئلہ کی حیثیت کے بارے میں لکھا ہے:

''اگرچہ یہ مسئلہ اُن مسائل سے ہے جن کے قائل یا منکر کسی کی تکفیر یا تضلیل یا تفسیق نہیں ہو سکتی لیکن شرید گنگوہی کا یہ قول چونکہ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عداوت سے ناشی ہے، لہٰذا کفرِ واضح وارتدادِ فاشی ہے۔(1) گنگوہی نے اپنے مہری دستخطی فتوے میں جس کے فوٹو علمائے اہلِ سنت کے پاس ہیں صاف کہہ دیا کہ ''وقوعِ کِذب کے معنی درست ہو گئے۔'' یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ اللہ عزّ وجلّ جھوٹ بول چکا جس کی تائید مُرتد در بھنگی مرتضیٰ حسن نے اپنے رسالہ ملعونہ ''اسکاٹ المعتدی'' کے صفحہ 31 پر کھلے لفظوں میں کی۔(2) اِسی گنگوہی نے ''براہینِ قاطعہ'' صفحہ 26 پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اُردو زبان میں دیوبندی مُلّوں کا شاگرد بتایا۔(براہین قاطعہ صفحہ ۳۰ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی) (3) اِسی گنگوہی نے ''براہین قاطعہ'' صفحہ 79 پر فاتحے میں قرآنِ عظیم کی تلاوت کو وید پڑھنت کے مشابہ لکھا۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۸۳ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی) (4) اِسی گنگوہی نے ''براہینِ قاطعہ'' صفحہ 148 پر محفلِ میلادِ مبارک کو کنہیّا کا جنم بلکہ اُس سے بھی بد تر کہا۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی) (5) اِسی گنگوہی نے فتاویٰ گنگوہیہ حصہ دُوم صفحہ 119 پر ہولی دیوالی کی پوری کچوری کو جائز۔ (فتاویٰ رشیدیہ، کتاب ممنوع اور مباح کے بیان میں، حصہ دوم صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔ فتاویٰ رشیدیہ، کتاب جواز وحرمت کے مسائل صفحہ ۵۶۱ مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، دکان نمبر ۲ اردو بازار، کراچی۔ فتاویٰ رشیدیہ، جواز وحرمت کے مسائل صفحہ ۵۷۵ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فتاوی رشیدیہ، کتاب الخطر والاباحۃ صفحہ ۴۸۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب، قرآن محل مقابل مسافر خانہ، کراچی۔ فتاوی رشیدیہ، کتاب جواز وحرمت کے مسائل صفحہ ۶۱۴ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ فتاوی رشیدیہ، جواز وحرمت کے مسائل مشمولہ تالیفاتِ رشیدیہ صفحہ ۱۷۴ مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انار

کلی، لاہور) (6) اور فتاویٰ گنگوہیہ حصہ سوم صفحہ 145 پر حضرات امامِ حسن و امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی نیاز کے شربت، دودھ، پانی کو حرام ٹھہرایا۔

(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب الحظر والاباحۃ، حصہ سوم صفحہ ۱۱۳ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔ فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم (ملفوظات) صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب، دکان نمبر ۲ اردو بازار، کراچی۔ فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم (ملفوظات) صفحہ ۱۴۹ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فتاوی رشیدیہ، کتاب البدعات صفحہ ۱۴۷، ۱۴۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب، قرآن محل مقابل مسافر خانہ، کراچی۔ فتاوی رشیدیہ، کتاب العلم (ملفوظات) صفحہ ۱۳۹ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ فتاوی رشیدیہ، کتاب البدعات، مشمولہ تالیفاتِ رشیدیہ صفحہ ۱۳۲ مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور) (7) اور فتاویٰ گنگوہیہ حصہ سوم صفحہ 23 پر جادوگروں کے جادو اور بھان متی کے تماشوں کو انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے معجزوں سے بڑھ کر زیادہ کامل وقوی کہا۔

(فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العقائد، حصہ سوم صفحہ ۲۵ مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، آرام باغ، کراچی۔ فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم، ملفوظات صفحہ ۱۰۲، ۱۰۸، ۱۰۹ مطبوعہ محمد علی کارخانہ اسلامی کتب دکان نمبر ۲ اردو بازار، کراچی۔ فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم، ملفوظات صفحہ ۱۳۱، ۱۳۸ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار ایم اے جناح روڈ، کراچی۔ فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم، ملفوظات صفحہ ۱۷۱ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب، قرآن محل مقابل مسافر خانہ، کراچی۔ فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم، ملفوظات صفحہ ۱۲۰، ۱۲۷ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ فتاویٰ رشیدیہ، کتاب العلم، ملفوظات مشمولہ تالیفاتِ رشیدیہ صفحہ ۱۷۷، ۱۸۲ مطبوعہ ادارہ اسلامیات، ۱۹۰ انارکلی، لاہور) (۷)۔ (8) اور ''براہینِ قاطعہ'' صفحہ 51 پر ملک الموت علیہ الصلاۃ والسلام اور شیطان کے لیے وسعتِ علم کو قرآن وحدیث سے ثابت اور حضور عالمِ ماکان ومایکون صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لیے وسعتِ علم ماننے کو قرآن وحدیث کے خلاف اور شرک وبے ایمانی لکھا۔ (براہین قاطعہ صفحہ ۵۵ مطبوعہ دارالاشاعت، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی) (8)۔ گنگوہی کے اِن اقوالِ کفر وضلال نے بتا دیا کہ اُس کا یہ قول بھی توہینِ سرکارِ

رسالت اور حضورِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کی عداوت ہی پر مبنی ہے اُس کے اُن اقوالِ ملعونہ سے ثابت ہوگیا کہ اِس قول سے بھی اُس کی نیت یہی تھی کہ دربارِ رسالت میں گالی بکے۔ یہ بات محتاجِ بیان نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کے واقعی حالاتِ مبارکہ کو بھی بہ نیتِ توہین ذکر کرنا کفر ہے۔ شفائے امام قاضی عیاض رضی اللہ عنہ میں یہ مسئلہ مُصرّح ہے مثلاً حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کوتوہین کی نیت سے "علی کا خُسر" (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الجز الثانی، القسم الرابع، الباب الاول فی بیان ماھو فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم سب او نقص --- صفحہ ۱۹۲ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان) یا "ابوطالب کا یتیم" (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الجز الثانی، القسم الرابع، الباب الاول فی بیان ماھو فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم سب او نقص --- صفحہ ۱۹۱ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان) یا "بکریوں کا چرواہا کہنا" کفر وارتداد ہے۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، الجز الثانی، القسم الرابع، الباب الاول فی بیان ماھو فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم سب او نقص --- صفحہ ۱۹۳ مطبوعہ فاروقی کتب خانہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان) فقیر کی اِس تقریر سے واضح ہوگیا کہ اِس قول کی وجہ سے مُلّا علی قاری رحمہ اللہ پر صرف خطا وغلطی کا الزام ہے لیکن گنگوہی کے دوسرے اقوال سے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وعلٰی آلہ وسلم کے ساتھ اُس کی عداوت ثابت ہوچکی، اِس لیے گنگوہی مُرتد نے یہ قول بک کر اپنے کُفر میں ایک اور اضافہ کیا، مُلّا علی قاری رحمہ اللہ تعالٰی کا مقصد ایک مسئلے میں اپنا خیال ظاہر کرنا تھا جو اُن کے نزدیک دلائل سے ثابت ہوا اگرچہ فی نفسہٖ وہ غلط وباطل ہے لیکن گنگوہی کا مقصود سرکارِ رسالت علٰی صاحبہا وآلہ الصلاۃ والتحیہ میں گالی بکنا تھا"۔ (قِرَانُ النَّیِّرَیْن فِیْ اِیْمَانِ الْاَبَوَیْنِ الْکَرِیْمَیْن صفحہ ۲۷ مشمولہ ترجمانِ اہلِ سنت، پیلی بھیت شریف، حصہ چہارم)

دوسرا جواب:

دیوبندیوں کے مزعومہ "امام الزاہدین والعارفین اور قطبِ عالم" مولوی زاہد الحسینی دیوبندی نے گستاخانِ رسول کی علامتیں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

''ایسے بدبختوں کی کئی علامات ہیں مگر بڑی علامت یہ ہے کہ ان کی زبان، ان کے قلم، ان کا ذہن وفکر ایسے مواد کی تلاش میں رہتا ہے جس سے شانِ رفیع میں کمی پیدا کی جاسکے، وہ قرآنی آیات کی تاویلاتِ باطلہ بلکہ تحریفِ معنوی سے بھی نہیں رُکتے، وہ اپنی جہری نمازوں میں صرف ان آیات اور سورتوں کی قرأت کرتے ہیں جن سے رفعتِ شانِ محمد آشکارانہ ہو، ان کو صرف اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ ہی یاد ہوتا ہے۔ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ پڑھنے سے ان کی زبانیں گنگ ہوجاتی ہیں، وہ عَبَسَ وَتَوَلّٰی تو لہجہ دار طرز سے پڑھتے ہیں مگر ان کی زبان پر سورۃ اَلْبَيِّنَة نہیں آتی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں یہ شکایت کی گئی کہ ایک امام جہری نماز میں سورہ عَبَسَ کی قرأت زیادہ کرتا ہے تو آپ نے اس کو سخت سزا دی۔ یہ واقعہ ''صحیح مسلم'' کے شارح اور ''ہدایہ'' کے شارح امام تقی الدین ابوبکر بن محمد الحصنی (م۸۲۹ھ) نے اپنی کتاب ''قمع النفوس ورقیة المایوس'' میں نقل کیا ہے''۔ (رحمتِ کائنات صفحہ ۴۰۴، ۴۰۵ مطبوعہ ادارہ تحفظِ حقوقِ نبوۃ، مدنی روڈ، اٹک شہر، پاکستان۔ طبع مارچ ۲۰۰۱ء)

مولوی زاہد الحسینی دیوبندی کے پیش کیے گئے اس اقتباس میں دیابنہ وہابیہ کے اس اعتراض کا جواب موجود ہے جس میں یہ کہتے ہیں کہ ہم پر قرآنِ کریم کی آیات کا لفظی ترجمہ کرنے کی بنا پر گستاخ ہونے کا فتوی لگایا گیا ہے۔ کیونکہ اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ گستاخانِ رسول اپنی خباثت کی تسکین کے لیے قرآنِ پاک کی آیات کو بطور ڈھال کے استعمال کرتے ہیں، اور جہری نمازوں میں اہتمام سے وہی آیات تلاوت کرتے ہیں جن سے شانِ محمد آشکارانہ ہو۔ اس اقتباس میں نقل کیا گیا یہ واقعہ بھی نہایت اہم ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایسے امام کو سخت سزا دی جو صرف جہری نمازوں میں سورۂ عَبَسَ کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ کیا دیابنہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْہ پر بھی اعتراض کریں گے کہ انہوں نے قرآنِ کریم کی ایک سورۃ کی تلاوت کرنے والے مسلمان کو سخت سزا دی تھی؟ اگر جواب نفی میں ہے تو وجہ بیان کریں، جو وجہ بیان کریں گے اسی وجہ کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ بات سمجھ لیں کہ ہم اہلِ سنت کے

نزدیک آپ دیابنہ وہابیہ توہینِ رسالت کے مجرم ہیں، اگر آپ قرآنِ کریم کی آیات کا ترجمہ کرتے ہوئے نبی کریم کو ''گناہ گار''، لکھیں گے تو مولوی زاہد الحسینی دیوبندی کے مذکورہ بالا اقتباس کی روشنی میں مستحقِ سزا ہوں گے۔

تیسرا جواب:

مولوی رب نواز حنفی دیوبندی نے ''مرثیہ گنگوہی'' کا دفاع کرتے ہوئے لکھا ہے:

''مختصر المعانی میں اسنادِ حقیقی ومجازی کی تفصیل میں ایک مثال پیش کی گئی ہے وہ یہ ہے: اتبت الربیع البقل کہ ''موسمِ بہار نے فصل اُگائی''۔ اب یہ حقیقی معنیٰ پر بھی محمول ہو سکتا ہے اور مجازی بھی۔ اگر کافر کہے گا تو یہ اسنادِ حقیقی ہے یعنی اس کا عقیدہ ہے کہ ''موسمِ بہار نے فصل وغیرہ کو اُگایا''۔ اور اگر مسلمان کہے گا تو یہ اسنادِ مجازی ہوگی کہ ''اللہ نے موسمِ بہار کے ذریعے اُگایا''۔ تو یہ اسنادِ مجازی ہوگئی کہ یہ اُگانا بہار کی طرف جو منسوب ہے وہ محض مجازی طور پر ہے چونکہ موسمِ بہار کے آنے سے فصل ظاہر ہوئی تو اس کی طرف نسبت کر دی گئی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ مختصر المعانی مع الحاشیہ ص ۵۲۔۵۷۔ بہر حال ثابت ہوا کہ کافر کرے گا تو مطلب کچھ اور ہوگا اگر وہی بات مسلمان کرے گا تو مطلب کچھ اور ہوگا اکابر واسلاف میں یہ مسلم ہے''

(مرثیہ گنگوہی پر اعتراضات کا مختصر جائزہ: ص ۱۴ مطبوعہ جمعیت اہل السنۃ والجماعۃ۔ ۱۴۳۵ھ)

اسی طرح مفتی حماد دیوبندی نے بھی لکھا ہے کہ:

''کلام کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے۔ آپ بخوبی جانتے ہی ہیں کہ ''انبت الربیع البقل'' کا جملہ مسلمان کہے تو کیا حکم ہے اور یہی جملہ دہریہ کہے تو کیا حکم ہے۔ جملہ ایک ہے مگر صاحبِ کلام سے کلام کا مطلب بدل جاتا ہے۔ مفرد کا لفظ کوئی منطقی بولے تو مطلب اور مراد لیا جائے گا، کوئی صرفی کہے تو مطلب اور مراد لیا جائے گا اور اگر نحوی بولے تو مطلب اور۔ حالانکہ لفظ ایک ہی ہے''

(مجلہ راہ سنت، لاہور۔ بابت رمضان، شوال ۱۴۳۰ھ، جلد: ۱ شمارہ: ۲، صفحہ: ۵۵، ۵۶)

اس وضاحت کے بعد مفتی حماد دیوبندی نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی صفائی بیان

کرتے ہوئے لکھا ہے:

''حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کا حضرت علیؓ کو ''مشکل کشا'' کہنے کا مطلب اور ہے اور کسی مشرکانہ ذہن رکھنے والے کا ''مشکل کشا'' کہنا اور مطلب رکھتا ہے''

(مجلہ راہ سنت، لاہور۔ بابت رمضان، شوال ۱۴۳۰ھ، جلد: ا شمارہ: ۲، صفحہ: ۵۶)

اپنے اس مضمون کے آخر میں بھی مفتی حماد دیوبندی نے لکھا ہے:

''موحد کا ''یارسول اللہ'' کہنا اور ہے اور مشرک کا ''یارسول اللہ'' کہنا اور ہے۔''

(مجلہ راہ سنت، لاہور۔ بابت رمضان، شوال ۱۴۳۰ھ، جلد: ا شمارہ: ۲، صفحہ: ۵۹)

مولوی رب نواز حنفی دیوبندی اور مفتی حماد دیوبندی کے پیش کردہ ان حوالہ جات کی روشنی میں یہ کہنا بالکل درست ہے کہ اہلِ سنت و جماعت مسلمان کا قرآنِ کریم کا لفظی ترجمہ کرتے ہوئے ''گناہ گار'' لکھنا اور معنی رکھتا ہے اور وہابی دیوبندی کا ''گناہ گار'' لکھنا اور معنی (یعنی گستاخانہ پہلو) رکھتا ہے۔

قرآن کریم کی بعض آیات کا ''لفظی ترجمہ'' نہ کرنے پر دیابنہ کا اعتراض اور اس کا جواب:

اعتراض:

مولوی منیر احمد اختر دیوبندی نے ''لفظی ترجمہ سے بغاوت'' کے عنوان کے تحت ایک اقتباس نقل کر کے اس پر اعتراض وارد کیا ہے، ذیل میں وہ اقتباس مع دیوبندی تبصرہ ملاحظہ کریں:

''اگر قرآنِ کریم کا لفظی ترجمہ کر دیا جائے تو اس سے بے شمار خرابیاں پیدا ہوں گی، کہیں شانِ اُلوہیت میں بے ادبی ہوگی، تو کہیں شانِ انبیاء کرام میں اور کہیں اسلام کا بنیادی عقیدہ مجروح ہوگا۔ بحوالہ کنز الایمان تفسیر مع نور العرفان ص ۲۶ ناشر پیر بھائی۔ اور یہی حوالہ ''اکابر دیوبند کے کرتوت'' کے ص ۲۳ پر بھی موجود ہے۔ اس کتاب کا مصنف حضرت علامہ سید عبدالحق قادری صاحبزادہ حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری۔ ناشر سبزواری پبلشرز، جامع مسجد حیدری، درگاہ حضرت محمد شاہ دولھا سبزواری، کندی والا کھارادر، کراچی۔ ((دیوبندی تبصرہ)) نوٹ: معلوم ہوا کہ ترجمہ ''کنز الایمان'' لفظی نہیں ہے بلکہ تفسیری ہے

اور لفظی ترجمے کی مخالفت اپنے فاسد عقیدوں کو چھپانے کے لیے کی گئی ہے، جب لفظ میں خرابی نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے بلکہ قرآنی الفاظ میں جب خرابی نہیں ہے تو ترجمہ لفظی کرنے سے خرابی کیونکر ہوگی معاذاللہ ثم معاذاللہ۔ اگر لفظی ترجمہ کردیا جائے تو بے شمار خرابیاں پیدا ہوں گی۔ الفاظ اور معانی کا نام قرآن ہے۔ الفاظ ہی کا ترجمہ ہوگا'' (دو ماہی مجلہ نورِ سنت، کراچی، کنز الایمان نمبر صفحہ ۱۴۳)

☆ قاری عبدالحق ملتانی دیوبندی نے قرآن کریم کا لفظی ترجمہ نہ کرنے پر لکھا ہے:

''جو قرآن کے الفاظ کا انکار کرے وہ بھی کافر ہے، رضا خانی لفظی ترجمے کے منکر ہیں، بات ایک ہی ہے، حقیقت میں قرآن کے منکر ہیں''۔

(دو ماہی مجلہ نورِ سنت، کراچی، کنز الایمان نمبر صفحہ ۲۱۷)

جواب:

☆ قارئین آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ دیوبندی اس بات پر معترض ہیں کہ قرآنِ کریم کی بعض آیات کا ''مفہومی'' کی بجائے ''لفظی ترجمہ'' کیوں نہیں کیا گیا، آیئے آپ کو مولوی انورِ شاہ کشمیری دیوبندی کا ایسا حوالہ دکھاتے ہیں جس میں انہوں نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ:

''کسی کو سمجھانے کی ضرورت سے قرآن مجید کی تعبیر و عنوان کو بدلا جاسکتا ہے۔''

(انوار الباری جلد ٦ صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ عکسی ایڈیشن)

دیوبندی معترضین ''کنز الایمان'' میں بعض آیات کے ''لفظی ترجمہ'' کی بجائے ''مفہومی ترجمہ'' پر معترض تھے لیکن ان کے امام مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ کسی کو سمجھانے کی غرض سے قرآنِ کریم کی ''تعبیر و عنوان'' کو بدلا جاسکتا ہے۔ اب بتایئے جو قرآن کریم کی تعبیر کو ہی بدل دے وہ آپ کے اعتراض کے مطابق محرّفِ قرآن ہوا یا نہ؟ یقیناً ہوا اور ضرور ہوا۔ مولوی منیر احمد اختر دیوبندی نے ''کنز الایمان'' پر جو اعتراض وارد کیا ہے کہ:

'' قرآنی الفاظ میں جب خرابی نہیں ہے تو ترجمہ لفظی کرنے سے خرابی کیونکر ہوگی معاذاللہ ثم معاذاللہ۔ ''اس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں

کہ جب قرآنِ کریم کی تعبیر میں کوئی خرابی نہیں ہے تو اس کو کیوں بدلا جائے گا؟

مولوی منیر اختر دیوبندی صاحب! ہمت کر کے اپنے امام مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کو بھی ''محرّفِ قرآن'' قرار دے دیں۔

☆ مولوی اخلاق حسین قاسمی دیوبندی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

''ایسی آیات کے ترجمہ کو صرف لفظی ترجمہ کی حد تک رکھنا عام مسلمانوں کے لیے رسولوں سے بداعتقادی کا سبب ہوسکتا ہے، اس لیے ضروری معلوم ہوتا ہے ان آیات کے تراجم تاویلی اور تفسیری انداز پر ہونے چاہییں۔ چنانچہ مولانا تھانویؒ نے ظلم کا ترجمہ ''نامناسب کام'' کیا ہے اور مولانا احمد رضا خان صاحب نے ''انصاف سے بعید کام'' کیا ہے۔'' (محاسن موضح القرآن صفحہ ۶۹ ۷ مطبوعہ ذوالنورین اکادمی، محلہ حاجی گلاب، بھیرہ ضلع سرگودھا۔ طبع ۱۹۸۳ء/ ۱۴۰۳ھ)

اس اقتباس میں مولوی اخلاق حسین قاسمی دیوبندی نے وہی بات کی ہے جو ہم اہلِ سنت کہتے ہیں، اس لیے دیابنہ کی نظر میں اگر بعض آیات کا لفظی ترجمہ نہ کرنے کی بنا پر ہم اہلِ سنت منکرِ قرآن ہیں تو مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی اور مولوی اخلاق حسین قاسمی دیوبندی کو بھی منکرِ قرآن قرار دیا جائے، بصورتِ دیگر اپنے اعتراض کو واپس لیا جائے۔ یا پھر ان دونوں کو مولوی منیر احمد اختر دیوبندی کے الفاظ میں بتایا جائے کہ ''قرآنی الفاظ میں جب خرابی نہیں ہے تو ترجمہ لفظی کرنے سے خرابی کیونکر ہوگی معاذاللہ ثم معاذاللہ۔''

مباحثہ سنبھل سے مولوی منظور نعمانی دیوبندی کے تین اقتباسات ملاحظہ کریں:

☆ ''اس کا اندازہ آپ کو بھی ہوگا کہ لفظی ترجمہ میں بسا اوقات مطلب پورے طور سے سمجھ میں نہیں آتا۔'' (فتوحات نعمانیہ صفحہ ۵۳ مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین، ۱۴، بہاولپور روڈ، مزنگ، لاہور)

☆ ''لفظی ترجمہ جس کا فی نفسہٖ سمجھنا بھی آسان نہیں''

(فتوحات نعمانیہ صفحہ ۵۴ مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین، ۱۴۔ بہاولپور روڈ، مزنگ، لاہور)

☆ ''اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ ایک عربی شخص کہتا ہے: وکانت فاطمۃ بنت

رسول اللہ صلعم تحت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ مولوی احمد رضا خان صاحب کا کوئی چھوٹا بھائی کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس شخص نے حضرت فاطمہ زہرا اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی سخت توہین کی ہے اور اس نے یہ کہا ہے کہ ''تھی فاطمہ بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیچے علی کے، جو بیٹا ہے ابوطالب کا'' دوسرا شخص کوئی، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کا بھائی کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اے بندۂ خدا! یہ اس غریب کے سر محض بہتان ہے تم نے اس کی عبارت کا لفظی ترجمہ کر دیا ہے جس کی وجہ سے توہین پیدا ہوگئی، اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ''حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو صاحبزادی ہیں جناب رسول اللہ صلعم کی، وہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ مطہرہ تھیں۔''

(فتوحات نعمانیہ صفحہ ۵۴ مطبوعہ انجمن ارشاد المسلمین، ۱۴۔ بہاولپور روڈ، مزنگ، لاہور)

ان تینوں اقتباسات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ

۱۔ لفظی ترجمہ سے بعض اوقات مطلب پوری طرح سمجھ نہیں آتا۔

۲۔ لفظی ترجمہ کا سمجھنا آسان نہیں ہے۔

۳۔ صرف لفظی ترجمہ سے بعض اوقات غلط مفہوم پیدا ہو سکتا ہے۔

لہٰذا بعض آیات کے لفظی ترجمہ نہ کرنے کی بابت ہم اہلِ سنت پر کیا گیا دیوبندی اعتراض کالعدم قرار پایا۔

☆ مولوی عبدالقدوس قارن دیوبندی نے اپنے والد مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی پر ایک غیر مقلد مولوی کی جانب سے حدیث شریف کا لفظی ترجمہ نہ کرنے پر، کیے گئے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے:

''لفظی ترجمہ کے بعد تو کوئی سوال کر سکتا تھا کہ وہی نماز پڑھائی یا بعد کی پڑھائی، تو حضرت شیخ الحدیث صاحب دام مجدہم نے اسلوبِ حکیم کے طور پر ترجمہ ہی ایسا کیا کہ کسی کو سوال کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہو، اثری صاحب کا یہ کہنا کہ اس ترجمہ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔۔۔ الخ، تو ہم عرض کرتے ہیں کہ اس حدیث کے پڑھنے والوں کے ذہن کو

تشویش سے بچانے اوران کے ذہن میں سوال پیدا ہونے سے بچانے کی ضرورت محسوس ہوئی اوراسی کی وجہ سے یہ ترجمہ کیا گیاجو بالکل حقیقت پر مبنی ہے''۔

(مجذوبانہ واویلا صفحہ ۲۵۹ مطبوعہ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع اوّل جون ۱۹۹۵ء)

مذکورہ بالا اقتباس میں مولوی عبدالقدوس قارن دیوبندی نے اپنے والد کا یہ کہہ کر دفاع کیا ہے کہ حدیث شریف کا ''لفظی ترجمہ'' کرنے کی صورت میں عام قاری تشویش میں مبتلا ہوسکتا تھا اس لیے ایسا ترجمہ کیا گیا جس سے قاری کو تشویش نہ ہو۔ بالکل اسی طرح ہم بھی یہی کہتے ہیں اعلیٰ حضرت نے بھی قرآنِ کریم کی بعض آیات کا لفظی ترجمہ اس لیے نہیں کیا کہ قاری کسی طرح کی تشویش میں مبتلا نہ ہو۔

☆ دیوبندیوں کے مزعومہ حکیم الامت مولوی اشرفعلی تھانوی نے کہا:

''ایک صاحب نے مجھ سے درخواست کی کہ " وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى، کا لفظی ترجمہ کردو پھر کچھ سوال کروں گا۔ وہ سمجھے تھے کہ یہ ضال کا ترجمہ گمراہ کریں گے اور میں اعتراض کروں گا۔ میں نے یہ ترجمہ کیا کہ ''پایا آپ کو آپ کے رب نے ناواقف، پس واقف بنادیا'' اس ترجمے سے اُن کے سب اعتراض پا در ہوا ہو گئے، اور حقیقت میں لفظ ضال محاورۂ عرب میں عام ہے حجود بعد الھدایۃ (ہدایت کے بعد انکار) اور بے خبری قبل الہدایہ کو۔ اور اسی طرح لفظ گمراہ فارسی محاورے میں عام ہے مگر اردو میں اکثر استعمال اس کا بمعنی اوّل میں ہے، اس لیے ہماری زبان کے اعتبار سے ''گمراہ'' ترجمہ ((کرنا)) منشاء اشکال ہوتا ہے۔''

(الافاضات الیومیہ جلد سوم صفحہ ۱۵۱ ملفوظ نمبر ۲۳۲ مطبوعہ المکتبۃ الاشرفیہ، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور)

مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے اس واقعہ سے بھی ہمارا موَقِف ثابت ہوا کہ قاری کو تشویش سے بچانے کے لیے قرآنِ کریم کی آیت کا مفہومی ترجمہ کیا جاسکتا ہے۔

☆ مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے ''اشرف الجواب'' صفحہ ۱۷۶، ۱۷۷ میں بھی لکھا ہے کہ عوام کو ترجمۂ قرآن پڑھنا مضر ہے۔

نبی کا ترجمہ ''غیب کی خبریں دینے والے'' پر اعتراض کا مختصر جواب:

☆ اعتراض: مولوی اسرائیل قاسمی دیوبندی نے ''نبی'' کا ترجمہ ''غیب کی خبریں دینے والا'' کرنے پر یوں اعتراض کیا ہے:

''کیا لفظ ''نبی'' کا ترجمہ ''غیب کی خبریں بتانے والے''، یہ لفظ نبی کا مکمل ترجمہ ہے یا اسلامی عقیدے کو ملیا میٹ اور دین ہی کو مسخ کرنا۔ اور رضا خانی عقیدہ تو یہ بھی ہے کہ اولیائے کرام بھی غیب کی خبریں بتاتے ہیں، لہٰذا ''غیب کی خبریں بتانے والے'' یہ لفظ ''نبی'' کا مکمل ترجمہ کہاں ہوا؟ اس ترجمہ سے تو نبی اور ولی دونوں ایک صف میں ہوں گے، یعنی لفظ ''نبی'' کا ترجمہ ''غیب کی خبریں بتانے والے'' کر کے احمد رضا نے در پردہ آپ کی ختم نبوت کا انکار کیا ہے''۔ (دوماہی مجلہ نورِ سنت، کراچی، کنز الایمان نمبر صفحہ ۲۸۶)

☆ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے ''نبی'' کا ترجمہ ''غیب کی خبریں بتانے والے''، کو ''مقامِ نبوت سے انحراف'' قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''مولانا احمد رضا خان نے قرآن کریم کے ترجمہ میں ''نبی'' کے معنی ''غیب کی خبریں دینے والے'' کئے ہیں۔''

(مطالعۂ بریلویت، جلد ۲، صفحہ ۱۵۸، مطبوعہ دار المعارف اردو بازار لاہور، ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۵۷ مطبوعہ حافظی بک ڈپو، دیوبند)

اس کے کچھ سطر بعد یہی معاند ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

''مولانا احمد رضا خان نے لفظِ ''نبی'' کا عام ترجمہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ نبوت سے کھلے بندوں انحراف کیا ہے۔''

(مطالعۂ بریلویت جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ مطبوعہ دار المعارف اردو بازار لاہور، ایضاً جلد ۲ صفحہ ۱۵۷ مطبوعہ حافظی بک ڈپو، دیوبند)

ان اقتباسات سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ ''نبی'' کے معنی ''غیب بتانے والے'' کرنے سے مولوی اسرائیل قاسمی دیوبندی، ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی اور ان کے دیگر مُلّاؤں کو کس قدر تکلیف ہے۔

جواب:☆ مولوی بدرعالم میرٹھی دیوبندی نے ابن تیمیہ کی کتاب کتاب ''النبوات'' صفحہ ۲۲۲، ۲۲۳ سے ''نبی'' کی تعریف نقل کی ہے، جس میں ۳/مقامات پر صراحتاً اس بات کا اقرار کیا گیا ہے کہ ''نبی'' کے ''معنی غیب کی خبریں دینے والا'' ہے، یہ اقتباسات ذیل میں ملاحظہ کریں:

☆ ''اس لحاظ سے "نبی اللہ" کے معنی ہوں گے "الذی نباء اللہ" یعنی جس کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا ہو، اور اس کو غیب کی خبریں دی ہوں''

(ترجمانُ السُّنَّۃ جلد ۳ صفحہ ۴۱۸ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

☆ ''پس جس حرف سے نبی اور غیر نبی میں امتیاز پیدا ہوتا ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبریں دینا، نہ دینا ہے''

(ترجمانُ السُّنَّۃ جلد ۳ صفحہ ۴۱۸ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

☆ ''جب اللہ تعالیٰ کسی کو غیب کی خبریں دے کر نبی بنائے تو وہ "نبی اللہ" بن جاتا ہے''۔

(ترجمانُ السُّنَّۃ جلد ۳ صفحہ ۴۱۹، ۴۲۰ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ، اقرأ سنٹر، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور)

☆ حافظ زاہد علی دیوبندی نے اپنی کتاب میں ''نبی'' کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے:

''اس معنی کی رو سے نبی کی تعریف یہ ہوگی کہ نبی وہ انسان ہے جو حق تعالیٰ شانہ کے بندوں کو حق تعالیٰ کی جانب سے نفع اور فائدے کی ایسی عظیم الشان خبریں سنائے جن تک ان کی نارسا (Limited) عقلیں پہنچنے سے قاصر ہوں۔''

(خصائص النبی صفحہ ۴۶ مطبوعہ راحت پبلشرز، اردو بازار، لاہور)

اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے کہ ''انبیا ایسی خبریں دیتے ہیں جو عقل وحواس سے معلوم نہ ہو سکیں۔'' اور انہیں ہی غیب کی خبریں کہتے ہیں۔

اگلے صفحہ پر حافظ زاہد علی دیوبندی نے ابن تیمیہ کی کتاب ''النبوات'' صفحہ ۲۲۲، ۲۲۳ سے نبی کی تعریف ان الفاظ میں نقل کی ہے:

''نبی فعیل کے وزن پر صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے، لغتِ عرب میں یہ وزن فاعل اور مفعول دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے، لیکن زیادہ مناسب اور قرینِ قیاس یہی ہے کہ اس کو

مفعول کے معنی میں لیا جائے، اس لحاظ سے نبی کے معنی ہوں گے "الذی نباء اللہ" یعنی وہ ذات جس کو حق تعالیٰ نے غیب کی خبریں دی ہوں اور اس کو نبی بنایا ہو۔ اب جس شخص کو حق تعالیٰ شانہ نے نبی بنایا ہو اور اس کو غیب کی خبریں دی ہوں، اس کے لیے ضروری نہیں کہ دوسروں کو بھی ان خبروں سے مطلع کرے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوگا تو وہ دوسروں کو بھی اس سے مطلع کرے گا و گرنہ نہیں۔ لیکن جس بات پر کسی نبی کا نبی ہونا موقوف ہے، وہ صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو غیب کی خبریں دی جائیں، نہ کہ وہ ان خبروں کو دوسروں تک پہنچائے، معلوم ہوا کہ نبی اور غیر نبی میں جس شے سے امتیاز ہوتا ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے غیب کی خبر دینا اور نہ دینا ہے"۔ (خصائص النبی صفحہ ۴۶ مطبوعہ راحت پبلشرز، اردو بازار، لاہور)

اس اقتباس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ "نبی" کا ترجمہ "غیب کی خبریں دینے والا" کرنا درست ہے۔

ضروری نوٹ: ابن تیمیہ کی کتاب "النبوات" کے حوالہ سے "نبی" کی تعریف "غیب کی خبریں دینے والا" مولوی بدر عالم میرٹھی دیوبندی اور حافظ زاہد علی دیوبندی دونوں نے نقل کی ہے، اور اس کے کسی حصے سے اختلاف نہیں کیا۔ اور دیوبندیوں کے امام مولوی سرفراز گکھڑوی نے لکھا ہے:

"جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں نقل کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے۔"

(تفریح الخواطر صفحہ 79 مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ)

لہٰذا ثابت ہوا کہ مولوی بدر عالم میرٹھی دیوبندی اور حافظ زاہد علی دیوبندی کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ "نبی" کا معنی "غیب کی خبریں دینے والا" ہے۔

☆ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی کی کتاب "الاستفسار" اپنے مقدمہ اور اہتمام سے شائع کروائی، اس کتاب میں حضرت مولانا آلِ حسن موہانی رضوی "نبی" کا ترجمہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''نبی کے معنی ہیں غیب کی خبر دینے والا''

(کتاب الاستفسار صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ دار المعارف، الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے مولانا آلِ حسن موہانی کی جو کتاب ''الاستفسار'' اپنے مقدمے اور حواشی کے ساتھ شائع کروائی ہے، اس میں بھی ''نبی'' کا یہی معنی لکھا ہے، اس کتاب کے مقدمہ یا حاشیہ میں ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے یہ کیوں نہیں لکھا کہ ''مولانا آلِ حسن موہانی نے ''نبی'' کا ترجمہ ''غیب کی خبر دینے والا'' کر کے مقامِ نبوت سے کھلے بندوں انحراف کیا ہے''۔ جب دونوں کا ترجمہ ایک جیسا ہے تو صرف اعلیٰ حضرت پر ہی اعتراض کیوں؟ دیوبندی دھرم کے یہی دوہرے معیار ہیں جن کی وجہ سے یہ ہر جگہ خفت اُٹھاتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ ''نبی'' کے اس ترجمہ کی وجہ سے ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی کو حضرت مولانا آلِ حسن موہانی پر اعتراض کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔

☆ مفتی جمیل احمد نذیری دیوبندی نے لکھا ہے:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ ''نبی'' غیب کی خبریں بھی دیتا ہے اس لحاظ سے ''نبی'' کا ترجمہ ''غیب کی خبریں بتانے والا'' کسی حد تک درست ہوسکتا ہے''۔

(رضا خانی ترجمہ وتفسیر پر ایک نظر صفحہ ۱۲۸ مطبوعہ مجلس تحفظِ ناموسِ صحابہ واہل بیت، پاکستان۔ طباعت جنوری ۲۰۱۲ء)

☆ مولوی سرفراز خان گکھڑوی دیوبندی نے لکھا ہے:

''خان صاحب نے یَاَیُّهَا النبی کے معنی ''اے غیب بتانے والے نبی'' کیے ہیں، ہم نے اس پر ''تنقید متین'' میں گرفت کی کہ اگر غیب کی بعض خبریں مراد ہے تو بجا ہے۔''

(اتمام البرھان، حصہ ۳، صفحہ ۱۸ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع اگست ۲۰۱۰ء)

مولوی جمیل نذیری دیوبندی اور مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے اقتباسات سے ثابت ہوتا ہے کہ فی نفسہٖ ''نبی'' کا ترجمہ ''غیب کی خبریں دینے والا'' کرنا درست ہے۔ اس جواب کے آخر میں ہماری گذارش ہے کہ ابن تیمیہ، مولوی بدر عالم میرٹھی دیوبندی، حافظ زاہد

علی دیوبندی، مولوی جمیل نذیری دیوبندی اور مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کو بھی ''نبی'' کا ترجمہ ''غیب کی خبریں دینے والا'' درست قرار دینے پر اسی طرح تنقید کا نشانہ بنایا جائے جس طرح اعلیٰ حضرت کو بنایا جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت کے ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' پر سعودی عرب میں پابندی پر دیوبندیوں کی اُچھل کُود کا دندان شکن جواب:

☆ مولوی سرفراز خان گکھڑوی دیوبندی نے اپنی کتاب ''اتمام البُرھان'' میں سعودی عرب میں سعودی نجدی وہابیوں کی جانب سے ''کنزالایمان'' اور ''خزائن العرفان'' پر لگائی جانے والی پابندی پر خوشی کا اظہار کیا ہے اور تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

''عرب ممالک کے جیّد علماءِ کرام اور رابطہ عالم اسلامی کے جیّد عالم بھی ان غلطیوں کی باقاعدہ باحوالہ نشاندہی کرتے ہیں اور صاف صاف کہتے ہیں کہ یہ ترجمہ اور تفسیر قرآنِ کریم کی خالص تحریف، جھوٹ کا پلندہ اور شرک وبدعات کا ملغوبہ ہے، اور حتّٰی کہ اس کو محض اس لیے جلانے کا حکم دیتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب تحریف سے محفوظ رہے، اب بھی اگر بریلوی حضرات اپنی ضد کو نہیں چھوڑتے اور جھوٹی انا پر مُصرّ ہیں تو ان کی مرضی، بفضلہٖ تعالیٰ اہلِ حق کی طرف سے اتمامِ حجت ہوچکی ہے، اب قیامت کے دن ہی یہ حقیقت ان پر عیاں ہوگی۔'' (اتمام البُرھان، حصہ ۳ صفحہ ۸۷،۸۸ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔ طبع اگست ۲۰۱۰ء)

اس اقتباس میں مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے ''کنزالایمان وخزائن العرفان'' پر پابندی لگانے والے وہابی نجدی علما کو ''جیّد علمائے کرام'' قرار دیا ہے۔

☆ مولوی الیاس گھمن دیوبندی نے لکھا:

''کئی وجوہات ہیں جس کی وجہ سے ''کنزالایمان'' کو عرب وعجم میں مسترد کر دیا گیا ہے، اور کہیں پابندی لگادی گئی ہے، اور کہیں اسے جلا دینے کا فتوی دیا گیا ہے۔'' (دوماہی مجلہ نورِ سنت، کراچی، کنزالایمان نمبر صفحہ ۵۹)

مولوی الیاس گھمن دیوبندی صاحب! آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ دیوبندی

فرقہ کے اکابر میں شامل مولوی محمود حسن دیوبندی کے ''ترجمہ قرآن''، مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کی ''تفسیر عثمانی'' اور ''دیوبندی تبلیغی جماعت'' پر بھی سعودی عرب میں پابندی لگادی گئی ہے۔

☆ مولوی منیر اختر دیوبندی نے لکھا:

''عرب وعجم کے تمام علماء راسخین نے اس ترجمہ شرکیہ کو قانوناً تمام عرب امارات میں پابندی لگادی۔'' (دوماہی مجلہ نورِ سنت، کراچی، کنزالایمان نمبر صفحہ ۱۳۷)

مولوی منیر اختر دیوبندی صاحب! آپ کی اطلاع کے لیے بتادوں کہ عرب کے انہی ''علمائے راسخین'' نے آپ کے مولوی محمود حسن دیوبندی کے ''ترجمہ قرآن''، مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کی ''تفسیر عثمانی'' اور ''دیوبندی تبلیغی جماعت'' کو مشرکوں کی جماعت قرار دے کر سعودی عرب میں پابندی لگوائی ہے۔

اس کے کچھ سطر بعد مزید لکھا ہے:

''تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان کے مصنفین کی کرامت دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقدس دھرتی پہ اس کے ترجمہ ''کنزالایمان'' پر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پابندی لگوا دی۔ جو ''تحذیر الناس'' پہ پابندی لگوانے گیا تھا ماں کے روکنے کے باوجود۔ رب نے سزا یہ دی کہ آج ان کے ترجمہ قرآن ''کنزالایمان'' حاشیہ ''خزائن'' پہ تا قیامت پابندی لگا کر اہلِ حق کا سر فخر سے بلند کردیا۔ اس کے بعد ''کنزالایمان'' کانفرنسیں اور احتجاج کرتے کرتے بالآخر تھک ہار کر ائمہ حرمین کے خلاف فتوے دینے لگ گئے۔ وہ مثل مشہور ہے نا نمازیں بخشوانے گئے، روزے لے آئے۔ یہ بھی کنزالایمان سے پابندی اُٹھوانے والے اپنے سرکردہ علما کی سعودی عرب میں پابندی لگوا بیٹھے۔ اُلٹا لینے کے دینے پڑ گئے، خیر یہ تو تھی صاحبِ تحذیر الناس الخ والوں کی کرامت۔'' (دوماہی مجلہ نورِ سنت، کراچی، کنزالایمان نمبر، صفحہ ۱۳۷)

''کنزالایمان'' پر پابندی کو مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی کرامت قرار دینے والے مولوی منیر اختر دیوبندی سے میرا استفسار ہے کہ سعودی عرب میں مولوی محمود حسن

دیوبندی کے ''ترجمۂ قرآن''، مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کی ''تفسیر عثمانی'' اور ''دیوبندی تبلیغی جماعت'' پر لگائی جانے والی پابندی اور ''دیوبندی فرقہ'' کے خلاف حکومتی سرپرستی میں شائع ہونے والا لٹریچر کس کی کرامت ہے؟ اپنے ہی اصول پر اس کی وضاحت کر دیں۔ نیز جب علمائے اہلِ سنت حرمین شریفین سے اعلیٰ حضرت نے علمائے دیوبند کی گستاخانہ عبارات پر فتوائے کفر حاصل کیا تو آپ کے بیان کے مطابق یہ کامیابی اعلیٰ حضرت کی کرامت ثابت ہوئی۔

☆ قاری عبدالحق ملتانی دیوبندی نے ''کنزالایمان'' کے خلاف لکھا ہے:

''اہلِ زبان سے پوچھ لیتے یعنی مکہ و مدینہ والوں سے، کیونکہ قرآن کی سورتیں مکی و مدنی ہیں، انہی کی زبان میں نازل ہوئیں، وہ اس کے مطلب کو زیادہ سمجھنے والے ہیں، لیکن کیسے پوچھیں، انہوں نے تو رضا خان بریلوی کے اس سرتا پا گمراہ کن ترجمے پر پابندی لگا رکھی ہے، ان کے سامنے پیش ہی نہیں کر سکتے۔'' (دوماہی مجلہ نورِ سنت، کراچی، کنزالایمان نمبر صفحہ ۱۳۷)

قاری عبدالحق ملتانی صاحب! مکہ مدینہ پر قابض وہابی نجدی حکومت نے ہی وہاں کے وہابی نجدی علماء کی سفارشات پر مولوی محمود حسن دیوبندی کے ''ترجمۂ قرآن''، مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کی ''تفسیر عثمانی'' اور ''دیوبندی تبلیغی جماعت'' پر پابندی لگائی ہے، نیز ''دیوبندی فرقہ'' کے خلاف سعودی حکومت کی سرپرستی میں کتابیں بھی شائع ہو رہی ہیں۔ اس پر بھی کچھ لکھ دیں۔

☆ مفتی جمیل احمد نذیری دیوبندی نے ''کنزالایمان'' و ''خزائن العرفان'' پر پابندی کے متعلق جو تبصرہ کیا ہے، اس کے چند اقتباسات ملاحظہ کریں:

پہلا اقتباس:

''رضا خانی ترجمۂ قرآن کسی طرح علمائے حرمین کے ہاتھ لگ گیا، انہیں جب رضا خانیوں کے ان ''شگوفوں'' کی اطلاع ہوئی اور قرآن مجید میں رضا خانیوں کی تحریف معنوی کی حرکت کا پتہ چلا تو انہوں نے اس کے سلسلے میں اس سے کہیں زیادہ سخت رویہ اختیار کیا جو ہم کئے ہوئے ہیں۔'' (رضا خانی ترجمہ و تفسیر پر ایک نظر، صفحہ ۱۶، مطبوعہ مجلس تحفظ ناموس صحابہ و اہلِ بیت، پاکستان۔ طبع ۲۰۱۲ء)

دوسرا اقتباس:

''مولوی احمد رضا خان کے ترجمہ اور مولوی نعیم الدین کے حاشیہ پر پابندی لگنے کی خبر سے دنیائے رضا خانیت کو جو دھکا لگا ہے اس سلسلے میں ہم ان سے اظہارِ ہمدردی کرتے ہیں واقعی بے چاروں کو بڑا صدمہ جھیلنا پڑا۔'' (رضا خانی ترجمہ وتفسیر پر ایک نظر، صفحہ ۱۶، مطبوعہ مجلس تحفظ ناموسِ صحابہ واہل بیت، پاکستان۔ طبع ۲۰۱۲ء)

مولوی اسرائیل قاسمی دیوبندی صاحب! مولوی محمود حسن دیوبندی کے ''ترجمۂ قرآن''، مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کی ''تفسیر عثمانی''، ''دیوبندی تبلیغی جماعت'' پر سعودی حکومت کی جانب سے لگائی جانے والی پابندی اور ''دیوبندی فرقہ'' کے خلاف سعودی حکومت کی سرپرستی میں شائع ہونے والے لٹریچر سے ''دنیائے دیوبندیت'' کو جو ''دھکا'' لگا ہے، اور اس کے نتیجے میں جو چیخ وپکار دیوبندیوں نے کی ہے، وہ دیکھنے کے لائق ہے۔ (تفصیل آگے آرہی ہے)

تیسرا اقتباس:

''رابطۂ عالم اسلامی کے ہفتہ وار ترجمان ''اخبار العالم الاسلامی'' اور سعودی عرب کی وزارتِ حج واوقاف کے ترجمان "التضامن الاسلامی" کے حوالہ سے میں نے لکھا تھا کہ سعودی حکومت نے مذکورہ ترجمہ وحاشیہ پر پابندی عائد کردی ہے، کیونکہ وہ شرک و بدعت، باطل خیالات اور جھوٹ وخرافات کا پلندہ ہیں، اس ضمن میں میں نے سعودی عرب کے سب سے بڑے عالم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے فتوی کا بطورِ خاص ذکر کیا تھا۔'' (رضا خانی ترجمہ وتفسیر پر ایک نظر صفحہ ۲۰ مطبوعہ مجلس تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت، پاکستان۔ طبع ۲۰۱۲ء)

مولوی اسرائیل قاسمی دیوبندی صاحب! آپ نے ''کنز الایمان'' پر پابندی کے خلاف ''سعودی عرب کے سب سے بڑے عالم شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز'' کے فتوی کا بھی ذکر کیا ہے، آپ کو بتادوں کہ یہی موصوف عبدالعزیز بن باز صاحب ''تفسیر عثمانی'' پر پابندی لگانے والوں میں بھی شامل ہیں، انہی عبدالعزیز بن باز صاحب کو ''تفسیر عثمانی'' پر پابندی کے خلاف احتجاجی خط لکھنے پر مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کا سالانہ وظیفہ بند

کر دیا گیا تھا (تفصیل آگے آ رہی ہے)۔

چوتھا اقتباس:

''اگر چہ رضاخانیوں کو مزید صدمہ پہنچانا مقصود نہیں، مگر ان کی احتجاجی طاقت کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے ہم یہ افسوسناک (ان کے لیے، ہمارے لیے نہیں) اور مایوس کن اطلاع دے رہے ہیں کہ آپ لوگوں کے اب تک کے مظاہرے، جلسے، جلوس، کانفرنسیں، قرار دادیں، کتابچے، اخباری بیانات سب ضائع ہو گئے اور سعودی حکومت پر ان سے رتی برابر اثر ہوا ہے نہ آئندہ ہونے کی امید ہے''

(رضاخانی ترجمہ وتفسیر پر ایک نظر صفحہ ۲۷ مطبوعہ مجلس تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت، پاکستان۔ طبع ۲۰۱۲ء)

مولوی اسرائیل قاسمی دیوبندی صاحب! مولوی محمود حسن دیوبندی کے ''ترجمۂ قرآن''، مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کی ''تفسیر عثمانی''، ''دیوبندی تبلیغی جماعت'' پر سعودی حکومت کی طرف سے لگائی جانے والی پابندی اور ''دیوبندی فرقہ'' کے خلاف سعودی حکومت کی سرپرستی میں شائع ہونے والے لٹریچر کے خلاف آپ کے علما نے جو احتجاج کیا وہ رائیگاں گیا، کیونکہ ہماری معلومات کے مطابق ابھی تک مذکورہ بالا پابندیاں برقرار ہیں۔

پانچواں اقتباس:

''علماءِ سعودی عرب کے فتویٰ سے رضاخانی جماعت کی جو سبکی ہوئی ہے اور پوری رضاخانی جماعت کی بنیاد جس طرح ہل کر رہ گئی ہے اس کا مداوا کیا ہو، اس فتویٰ کی وجہ سے پوری جماعت میں جو انتشار پیدا ہو رہا ہے عوام آ آ کر سوالات کر رہے ہیں، ان سب مسائل کا حل کیا ہو، اور حالات کو کس طرح سازگار بنایا جائے؟'' (رضاخانی ترجمہ وتفسیر پر ایک نظر، صفحہ ۲۸، مطبوعہ مجلس تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت، پاکستان۔ طبع ۲۰۱۲ء)

مولوی اسرائیل قاسمی دیوبندی صاحب! اگر آپ کے بقول ''کنزالایمان'' و ''خزائن العرفان'' پر پابندی سے ہم اہل سنت وجماعت بریلوی کی سُبکی ہوئی ہے اور بنیاد ہل گئی ہے تو بتائیں کیا مولوی محمود حسن دیوبندی کے ''ترجمۂ قرآن''، مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کی ''تفسیر عثمانی''، ''دیوبندی تبلیغی جماعت'' پر سعودی حکومت کی جانب سے لگائی جانے والی پابندی

اور ''دیوبندی فرقہ'' کے خلاف (سعودی حکومت کی سرپرستی میں) شائع ہونے والے لٹریچر سے دیوبندی فرقہ کی عزت افزائی ہوئی ہے؟ کیاان پابندیوں کے باعث دیوبندی فرقہ کی بنیادیں مضبوط ہوئی ہیں؟۔

جواب:

سعودی عرب میں ''کنزالایمان'' و''خزائن العرفان'' پرلگائی گئی پابندی کے متعلق جواباً گذارش ہے کہ یہ پابندی لگانے والے اہلِ سنت وجماعت کے شدید مخالف متشدد وہابی نجدی علما ہیں، جوخود گستاخ ہیں۔ یہ اپنے مختصر گروہ کے علاوہ سب کوکافر،مشرک اور بدعتی سمجھتے ہیں (اس کا ثبوت دیوبندی کتب کے حوالہ جات سے آگے آرہا ہے) اس لیے ہم اہلِ سنت کے خلاف ان کی لگائی گئی پابندی کی ہمارے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جب ''کنزالایمان'' و''خزائن العرفان'' پر پابندی کی خبر دیوبندیوں تک پہنچی توان کی خوشی کی انتہا نہ رہی، دیوبندی علماء نے نجدی وہابی علما کے اس فعل کوعین ''شرعی'' قرار دے کران کو''جیّد'' اور''علمائے راسخین'' لکھ ڈالا۔ اوراس بات کوبھول گئے کہ ان دیابنہ کے مزعومہ شیخ الاسلام مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے ان نجدی وہابی علما کے پیشوا محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکاروں کو''خارجی''، ''گستاخِ رسول''اور''مکفر المسلمین'' قرار دے رکھا ہے۔

مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کے اقتباسات ملاحظہ کریں:

☆ ''صاحبو! محمد بن عبدالوہاب نجدی ابتداء تیرہویں صدی میں نجد عرب سے ظاہر ہوااور چونکہ خیالاتِ باطلہ وعقائدِ فاسدہ رکھتا تھااس لیے اُس نے اہلِ سنت والجماعت سے قتل وقتال کیا، اُن کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا، اُن کے اموال کوغنیمت کا مال اور حلال سمجھا کیا، اُن کے قتل کرنے کو باعثِ ثواب ورحمت شمار کرتا رہا، اہلِ حرمین کوخصوصاً اور اہلِ حجاز کوعموماً اُس نے تکالیفِ شاقہ پہنچائیں، سلف صالحین اوراتباع کی شان میں نہایت گستاخی اوربےادبی کے الفاظ استعمال کئے، بہت سے لوگوں کو بوجہ اُس کی تکالیفِ شدیدہ کے مدینہ منورہ اورمکہ معظّمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اُس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے، الحاصل وہ ایک ظالم وباغی خونخوار فاسق شخص تھا، اِسی وجہ سے اہلِ عرب کوخصوصاً اُس کے اور

اُسکے اتباع سے دِلی بُغض تھا اور ہے اور اس قدر ہے کہ نہ اِتنا قومِ یہود سے ہے، نہ نصاریٰ سے، نہ مجوس سے، نہ ہنود سے، غرضکہ وجوہاتِ مذکورۃ الصدر کی وجہ سے اُن کو اُس کے طائفہ سے اعلیٰ درجہ کی عداوت ہے اور بے شک جب اُس نے ایسی ایسی تکالیف دی ہیں تو ضرور ہونا بھی چاہیے، وہ لوگ یہود و نصاریٰ سے اس قدر رنج و عداوت نہیں رکھتے جتنی کہ وہابیہ سے رکھتے ہیں۔" (الشہاب الثاقب صفحہ ۴۶،۴۷ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار و تجارتی پریس، میرٹھ۔ بار اوّل)

☆ "محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہلِ عالم و تمام مسلمانانِ دیار مشرک و کافر ہیں، اور اُن سے قتل و قتال کرنا، اُن کے اموال کو اُن سے چھین لینا حلال اور جائز بلکہ واجب ہے، چنانچہ نواب صدیق حسن خان نے خود اُس کے ترجمہ میں ان دونوں باتوں کی تصریح کی ہے۔" (الشہاب الثاقب صفحہ ۴۸ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار و تجارتی پریس، میرٹھ۔ بار اوّل)

☆ "بخلاف وہابیہ کے کہ تمام کو ادنیٰ شبہہ خیالی سے کافر و مشرک کرتے ہیں اور اُن کے اموال و دماء کو حلال جانتے ہیں۔"

(الشہاب الثاقب صفحہ ۴۹ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار و تجارتی پریس، میرٹھ۔ بار اوّل)

☆ "نجدی اور اُس کے اتباع کا اب تک یہی عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات فقط اُسی زمانہ تک ہے جب تک وہ دنیا میں تھے، بعد ازاں وہ اور دیگر مؤمنین موت میں برابر ہیں، اگر بعد وفات اُن کو حیات ہے تو وہی حیاتِ برزخ ہے جو احادِ اُمت کو ثابت ہے، بعض اُن کے حفظِ جسمِ نبوی کے قائل ہیں مگر بلا علاقہ روح، اور متعدد لوگوں کی زبان سے بالفاظ کریہہ کہ جن کا زبان پر لانا جائز نہیں در بارہ حیاتِ نبوی علیہ السلام سُنا جاتا ہے۔"

(الشہاب الثاقب صفحہ ۵۰ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار و تجارتی پریس، میرٹھ۔ بار اوّل)

☆ "زیارتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و حضوری آستانہ شریفہ و ملاحظہ روضہ مطہرہ کو یہ طائفہ بدعت، حرام وغیرہ لکھتا ہے، اس طرف اس نیت سے سفر کرنا محظور و ممنوع جانتا ہے لاتشدوا الرحال الاالی ثلاثۃ مساجد ان کا مستدل ہے، بعض ان میں کے سفرِ زیارت کو معاذ اللہ تعالیٰ زنا کے درجہ کو پہنچاتے ہیں۔"

(الشہاب الثاقب صفحہ ۵۱ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار و تجارتی پریس، میرٹھ۔ بار اوّل)

☆ ''شانِ نبوت وحضرتِ رسالت علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذاتِ سرورِ کائنات خیال کرتے ہیں اور نہایت تھوڑی سی فضیلت زمانہ تبلیغ کی مانتے ہیں اور اپنی شقاوتِ قلبی وضعفِ اعتقادی کی وجہ سے جانتے ہیں کہ ہم عالم کو ہدایت کر کے راہ پر لا رہے ہیں، اُن کا خیال ہے کہ رسولِ مقبول علیہ السلام کا کوئی حق اب ہم پر نہیں، اور نہ کوئی احسان اور فائدہ اُن کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ہے اور اسی وجہ سے توسل دعا میں آپ کی ذاتِ پاک سے بعد وفات ناجائز کہتے ہیں، اُن کے بڑوں کا مقولہ ہے معاذ اللہ، نقلِ کفر کفر نباشد کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے، ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہین اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے''۔

(الشہاب الثاقب صفحہ ۵۲، ۵۳ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار وتجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''جس کا جی چاہے اُن کے الفاظ، اُن کے کلمات زبانی یا تحریرات سے سُنے کہ کس قدر گستاخی و بے ادبی اُن کی گفتگو میں پائی جاتی ہے''

(الشہاب الثاقب، صفحہ ۵۶، مطبع نامی و مطبع شمس الانوار وتجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''ذرا غور کرنے کی بات ہے کہ کیا وہابیہ خبیثیہ ان افعال کو جائز کہتے ہین؟ کیا ان کو وہ شرک و کفر و بدعت وغیرہ نہیں کہتے؟''

(الشہاب الثاقب صفحہ ۶۰ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار وتجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''اُن کے متبعین کا عقیدہ بہ نسبت حضرت سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وہ نہیں کہ جو وہابیہ خبیثیہ رکھتے ہیں۔''

(الشہاب الثاقب صفحہ ۶۱ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار وتجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''وہابیہ کے متعدد رسائل اس بارہ میں شائع ہو چکے ہیں جس میں کہ وہ صراحۃً توسل از حضرت سرورِ کائنات علیہ السلام کو و نیز توسل بالاولیاء الکرام کو منع کرتے ہیں جس کا جی چاہے تحقیق کرے۔'' (الشہاب الثاقب صفحہ ۶۴ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار وتجارتی پریس،

میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''وہابیہ اشتغالِ باطنیہ واعمالِ صوفیہ مراقبہ وذکر وفکر وارادت ومشیخت وربط القلب بالشیخ وفنا وبقاء وخلوت وغیرہ اعمال کو فضول ولغو وبدعت وضلالت شمار کرتے ہیں اور ان اکابر کے اقوال وافعال کو شرک وغیرہ کہتے ہیں اور ان سلاسل میں داخل ہونا بھی مکروہ و مستقبح، بلکہ اس سے زائد شمار کرتے ہین چنانچہ جن لوگوں نے دیارِ نجد کا سفر کیا ہوگا یا اُن سے اختلاط کیا ہوگا اُس کو بخوبی معلوم ہوگا فیوض روحیہ اُن کے نزدیک کوئی چیز نہیں ہیں۔''

(الشہاب الثاقب صفحہ ۶۷ مطبع نامی ومطبع شمس الانوار وتجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''وہابیہ کسی خاص امام کی تقلید کو شرک فی الرسالۃ جانتے ہیں، اور ائمہ اربعہ اور اُن کے مقلدین کی شان میں الفاظِ واہیہ خبیثہ استعمال کرتے ہیں، اور اس کی وجہ سے بہت سے مسائل میں وہ گروہِ اہل سنت والجماعت کے مخالف ہوگئے، چنانچہ غیر مقلدینِ ہند اُسی طائفہ شنیعہ کے پیرو ہیں، وہابیہ نجد عرب اگرچہ بوقتِ اظہار دعویٰ حنبلی ہونے کا اقرار کرتے ہیں لیکن عمل درآمد اُن کا جملہ مسائل میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر نہیں ہے۔'' (الشہاب الثاقب صفحہ ۷۱ مطبع نامی ومطبع شمس الانوار وتجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''اوقاف القرآن کے بارہ میں علماء طائفہ وہابیہ نے بدعت ہونے کا فتویٰ دیا تھا اور جملہ معشر قرّاء سُنیہ کو اہلِ بدعت وجور قرار دیا تھا۔''

(الشہاب الثاقب صفحہ ۷۲ مطبع نامی ومطبع شمس الانوار وتجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''الرحمان علی العرش استویٰ وغیرہ آیات میں طائفہ وہابیہ استواء ظاہری اور جہات وغیرہ ثابت کرتا ہے جس کی وجہ سے ثبوتِ جسمیت وغیرہ لازم آتا ہے۔''

(الشہاب الثاقب صفحہ ۷۳ مطبع نامی ومطبع شمس الانوار وتجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سُنا گیا کہ وہ اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللہ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہلِ حرمین پر سخت نفرین اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور اُن کا استہزا اُڑاتے ہیں اور کلماتِ ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔''

(الشہاب الثاقب صفحہ ۷۴ مطبع نامی ومطبع شمس الانوار وتجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''وہابیہ نجدیہ یہ بھی اعتقاد رکھتے ہیں اور برملا کہتے ہیں کہ یَارَسُوْلَ اللہ میں استعانت بغیر اللہ ہے اور وہ شرک ہے اور یہ وجہ بھی اُن کے نزدیک سبب مخالفت کی ہے۔''

(الشہاب الثاقب صفحہ ۷۴ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار و تجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''وہابیہ خبیثہ کثرتِ صلوٰۃ وسلام و درود بر خیر الانام علیہ السلام اور قرأتِ دلائل الخیرات وقصیدہ بُردہ وقصیدہ ہمزیہ وغیرہ اور اُس کے پڑھنے اور اس کے استعمال کرنے و وِرد بنانے کو سخت قبیح ومکروہ جانتے ہیں اور بعض بعض اشعار کو قصیدہ بُردہ میں شرک وغیرہ کی طرف نسبت کرتے ہیں، مثلاً یَا اَشْرَفَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ۔''

(الشہاب الثاقب صفحہ ۷۵ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار و تجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''وہابیہ تمباکو کھانے اور اُس کے پینے کو، حُقہ میں ہو یا سگارہ میں یا چُرٹ میں اور اُس کے ناس لینے کو حرام اور اکبر الکبائر میں سے شمار کرتے ہیں، اُن جُہلا کے نزدیک معاذاللہ زنا اور سرقہ کرنے والا اِس قدر ملامت نہیں کیا جاتا جس قدر تمباکو کا استعمال کرنے والا ملامت کیا جاتا ہے، اور وہ اعلیٰ درجہ کے فسّاق وفجّار سے وہ نفرت نہیں کرتے جو تمباکو کے استعمال کرنے والے سے کرتے ہیں۔''

(الشہاب الثاقب صفحہ ۷۶ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار و تجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''وہابیہ امرِ شفاعت میں اس قدر تنگی کرتے ہیں کہ بمنزلہ عدم کے پہنچا دیتے ہیں۔''

(الشہاب الثاقب صفحہ ۷۶ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار و تجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''وہابیہ سوائے علم احکام والشرائع جملہ علوم اسرار وحقانی وغیرہ سے ذاتِ سرورِ کائنات خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خالی جانتے ہیں۔''

(الشہاب الثاقب صفحہ ۷۶ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار و تجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

☆ ''وہابیہ نفسِ ذکرِ ولادت حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبیح و بدعت کہتے ہیں اور علیٰ ھٰذا القیاس اذکارِ اولیاءِ کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو بھی بُرا سمجھتے ہیں۔'' (الشہاب الثاقب صفحہ ۷۶ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار و تجارتی پریس، میرٹھ۔ باراوّل)

کے ملاحظہ کے واسطے یہ چند اُمور ذکر کر دیے گئے ہیں

☆☆ ''صاحبان! آپ حضرات کے ملاحظہ کے واسطے یہ چند اُمور ذکر کر دیے گئے ہیں جن میں وہابیہ نے علمائے حرمین شریفین کے خلاف کیا تھا اور کرتے رہتے ہیں اور اسی وجہ سے جبکہ اُنہوں نے غلبہ کر کے حرمین شریفین پر حاکم ہو گئے تھے، ہزاروں کو تہہ تیغ کر کے شہید کیا اور ہزاروں کو سخت ایذائیں پہنچائیں، بارہا اُن سے مباحثے ہوئے، ان سب اُمور میں ہمارے اکابر اُن کے سخت مخالف ہیں۔''

(الشہاب الثاقب صفحہ ۷۷ مطبع نامی و مطبع شمس الانوار و تجارتی پریس، میرٹھ۔ بار اوّل)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ دیوبندیوں کے مزعومہ ''شیخ الاسلام'' مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکار وہابی گروہ کو کیسا شدید رگڑا دیا ہے، اس کے باوجود بھی دیوبندی ان وہابی علماء کو ''علمائے راسخین'' قرار دیتے ہیں اور ان کی طرف سے لگائی گئی پابندی پر بغلیں بجاتے ہیں (وہابیہ کے متعلق مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کا جور جوع دیوبندی پیش کرتے ہیں، اس کا رد اگلے صفحات میں آ رہا ہے)

☆ اکابر دیوبند کی مصدقہ اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی کی تحریر کردہ کتاب ''المہند'' میں بھی محمد بن عبدالوہاب کو خارجی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

''ہمارے نزدیک اُن (یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اُس کے پیروکار وہابیوں) کا وہی حکم ہے جو صاحبِ ''دُرِمختار'' نے فرمایا ہے۔ خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی۔ جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے۔''

اسی میں تھوڑا آگے علامہ شامی سے نقل کیا ہے:

''جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے۔ اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے۔ مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو انکے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے۔''

(المہند علی المفند، سوال: ۱۲ صفحہ ۱۹ مطبوعہ در مطبع قاسمی، دیوبند)

یہ کتاب دیوبندی اکابر کی مصدقہ کتاب ہے، جس میں وہابیوں کو خارجی قرار دیا گیا ہے، مولوی خلیل انبیٹھوی دیوبندی کے وہابیوں کے متعلق مؤقف سے رجوع کو بیان کرنے والے دیوبندی علماء، کتاب ''المہند'' کی تصدیق کرنے والے علماء کے متعلق بھی یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ انہوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی وہابی کے متعلق اپنے مؤقف سے رجوع کرلیا تھا؟

☆ مولوی اسیرادروی دیوبندی نے لکھا ہے:

''پوری اسلامی دنیا نے ان وہابیوں کی مذمت کی تھی۔''

(تحریک آزادی اور مسلمان صفحہ ۶۰ مطبوعہ دارالمؤلفین، دیوبند۔ طبع ۲۰۰۵ء)

''جب نجدی فاتح سعد نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر قبضہ کر کے گنبدِ خضراء کو منہدم کرنے کا ارادہ کیا تھا، ترکی حکومت کو جب اس کا پتہ چلا تو کمانڈر علی پاشا کو اس کے خلاف کارروائی کرنے کا حکم دیا۔ اس نے ۱۸۱۲ء میں سعد کو ذلت آمیز شکست دے کر حجاز کی مقدس سرزمین سے اس کو باہر نکال دیا اور فتنہ ختم ہو گیا، دو سال بعد اس کا لڑکا عبداللہ دوبارہ حجاز پر یورش کے لیے نکلا تو ترکی فوج نے اس کو گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا جہاں ۱۹/دسمبر ۱۸۱۸ء کو اس کی گردن ماردی گئی، اس کے بعد عبداللہ کا لڑکا ترکوں کے خوف سے اِدھر اُدھر بھاگا پھر رہا تھا بالآخر ریاض میں گرفتار ہو کر قتل ہوا، پھر اس کے بعد سرزمینِ حجاز میں ان کا کوئی نام لیوا بھی نہیں رہا۔'' (تحریک آزادی اور مسلمان صفحہ ۶۱ مطبوعہ دارالمؤلفین، دیوبند۔ طبع ۲۰۰۵ء)

''وہابیوں کے طرزِ عمل سے عربوں کی نفرت اتنی بڑھی کہ وہ عبدالوہاب نجدی کے ماننے والوں ہی سے نہیں بلکہ ان کے وطن نجد سے ہی متنفر ہو گئے۔''

(تحریک آزادی اور مسلمان صفحہ ۶۲ مطبوعہ دارالمؤلفین، دیوبند۔ طبع ۲۰۰۵ء)

''انگریز دیکھ رہے تھے کہ عبدالوہاب نجدی کی تحریک عرب اور ترکی خلافت دونوں کے نزدیک انتہائی مبغوض و مذموم ہے''

(تحریک آزادی اور مسلمان صفحہ ۶۰ مطبوعہ دارالمؤلفین، دیوبند۔ طبع ۲۰۰۵ء)

☆ مولوی عبدالغنی خاں دیوبندی نے لکھا ہے:

"وہابی فرقہ، سُنا ہے بزرگوں کے فیوض سے مُنکر ہو کر توسل تک کو ناجائز بلکہ شرک کہتا ہے، اور بلا تفصیل مطلق ندا یارسول اللہ کو بھی شرکِ اکبر اور مرتکب کو مشرک کہتا ہے، اور مطلق تصرف انبیا و اولیاء ثابت کرنے کو "شرکِ اکبر" اور اپنے سوا سب مدعیانِ اسلام کو بلاوجہِ وجیہ مشرک اور کافر اور ان سے جہاد اور ان کے اموال چھین لینا واجب جانتا ہے"

(الجَنَّۃُ لِاَھلِ السُّنَّۃِ صفحہ ۷۵ مطبوعہ المکتبۃ البنوریۃ، علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، کراچی).

☆ مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے "فیض الباری" میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کا رَد کیا ہے۔

☆ مولوی عبدالرؤف جگن پوری دیوبند کی مرتبہ کتاب "قہرآسمانی" (مطبوعہ مدینہ برقی پریس، بجنور۔ وایضاً تحفظِ نظریاتِ دیوبند اکادمی، کراچی) میں کم از کم ۲۰ مقامات پر دیوبندی مولویوں نے محمد بن عبدالوہاب نجدی وہابی کا شدید رد کیا گیا ہے۔

☆ دیوبندی کتاب "اظہار الحق" کے صفحہ ۲۳ تا ۳۱ تک محمد بن عبدالوہاب کا رد کیا گیا ہے، اور صفحہ ۲۳۹ پر لکھا ہے جو محمد بن عبدالوہاب کو اپنا پیشوا مانے وہ دیوبندی نہیں۔

☆ دیوبندی مسلک کے "فتاوی حقانیہ" جلد ۱ صفحہ ۳۸۰ پر محمد بن عبدالوہاب کا شدید رَد کیا گیا ہے۔

☆ ماہنامہ بینات، کراچی بابت جنوری ۲۰۰۷ء میں سعودی نجدی وہابیوں کا شدید رَد کیا گیا ہے۔

قارئین! محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکار وہابیوں کے رد پر دیوبندی کتب سے حوالہ جات آپ نے ملاحظہ کیے، کیا ان حوالہ جات کے مطالعہ کے بعد دیوبندیوں کے نزدیک وہابی فتوؤں کی کوئی اہمیت رہ جاتی ہے؟

محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکار وہابیوں کے بارے میں مذکورہ بالا تفصیلات کے باوجود پاکستان کے موجودہ دیوبندی، سعودی نجدی وہابی علما سے اچھے تعلقات

رکھتے ہیں، حتیٰ کہ امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب نجدی خارجی کو "شیخ الاسلام" بھی قرار دینے لگے ہیں، جیسا کہ مولوی ضیاء الرحمان فاروقی دیوبندی نے اپنی کتاب میں متعدد مقامات پر محمد بن عبدالوہاب کو "شیخ الاسلام" لکھا ہے، سرِ دست ایک اقتباس ملاحظہ کریں:

"شیخ محمد بن عبدالوہاب" آج عرب کے ماتھے کا جھومر اور گمراہی کی تاریک راہوں میں تعلیم وتربیت کا ستارہ ہے، ان کی کتابیں سعودی عرب کے نصابِ تعلیم کی زینت ہیں اسی وجہ سے عرب کا چھوٹے سے چھوٹا بچہ عقائدِ توحید وسنت میں اس قدر وثوق اور اعتماد سے معمور نظر آتا ہے کہ بسا اوقات ان کے ایقان واذعان کی اس حالت پر نہ صرف یہ کہ حیرت ہونے لگتی ہے بلکہ ہمارے ہاں کے بعض عالم بھی علمی اعتراف کے باوجود یقین کی ایسی دولت سے محروم نظر آتے ہیں"

(فیصل اک روشن ستارہ صفحہ ۱۰۴ مطبوعہ ادارہ اشاعۃ المعارف، ریگل روڈ، فیصل آباد)

اسے کہتے ہیں ریالوں کی طاقت، جس نے دیوبندی اکابر کی مصدقہ کتاب "المہند" اور مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کی کتاب "الشہاب الثاقب" (سمیت متعدد دیوبندی کتب) میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کو خارجی قرار دیے جانے کے باوجود مولوی ضیاء الرحمان فاروقی دیوبندی صاحب کو مجبور کر دیا کہ محمد بن عبدالوہاب کو "شیخ الاسلام" قرار دیا جائے۔

پاکستان میں جب بھی (وہابی نجدی مسلک رکھنے والا) امامِ کعبہ آتا ہے تو وہابیوں کے ساتھ ساتھ دیوبندیوں کے ہاں بھی لازمی جاتا ہے، کچھ ماہ قبل امامِ کعبہ نے مولوی فضل الرحمان دیوبندی کی کانفرنس میں شرکت کی ہے، کچھ سال قبل بھی امامِ کعبہ (مفتی حسن دیوبندی خلیفۂ مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے) جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور میں گیا تھا۔ اس لیے ان نجدی وہابیوں کے فتاویٰ کی اہمیت دیوبندیوں کے ہاں مسلّم ہے۔ ان نجدی وہابی علماء کی ہی سفارشات پر سعودی حکومت کی طرف سے مولوی محمود حسن دیوبندی کے "ترجمۂ قرآن"، مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کی "تفسیر عثمانی" اور "دیوبندی تبلیغی جماعت" پر پابندی لگائی گئی، نیز اسی سعودی حکومت کی سرپرستی میں "دیوبندی فرقہ" کے خلاف لٹریچر بھی

شائع ہونے لگا تو ان دیابنہ کی فلک شگاف چیخ وپکار شروع ہوئی، یقیناً اس وقت ان کو یہ احساس ضرور ہوا ہوگا کہ ''کنز الایمان'' و''خزائن العرفان'' پر پابندی کے خلاف جوجشن اور دھما چوکڑی ہم نے مچارکھی تھی آج ویسی ہی پابندی کا ہمیں بھی سامنا کرنا پڑ گیا ہے۔ بالآخر ان پابندیوں کے ردِعمل میں دیوبندی علما نے نجدی وہابی علما کا رد شروع کر دیا اور ان کو ''مکفر المسلمین'' قرار دیتے ہوئے ان کے فتاویٰ کو ساقط الاعتبار قرار دے دیا ہے۔ حالانکہ دیوبندی علماء نے ہی ان نجدی وہابی علما کو ''علمائے راسخین'' میں بھی شامل کر رکھا ہے۔ کیا دیوبندی اس بات کی وضاحت کریں گے کہ وہابی نجدی علماء ''خارجی''، ''گستاخ'' اور ''مکفر المسلمین'' ہونے کے باوجود ''علمائے راسخین'' میں کس طرح شامل ہیں؟

سعودی نجدی وہابیوں کے خیال کی موافقت نہ کرنے والی ہر کتاب کی سعودیہ میں داخلے پر پابندی ہے: مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی کے افادات پر مبنی کتاب (جسے مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی نے مرتب کیا ہے) میں سعودی نجدی وہابی حکومت کے بارے میں لکھا ہے:

''علمی تعصب: یہ چونکہ تمام تعصبات سے زیادہ بدتر اور مضرتر بھی ہے، افسوس ہے کہ اس کا چلن اس وقت مقدس ارضِ حجاز ونجد میں بھی ہے کہ ہاں صرف ان کے خیال سے موافقت کرنے والا لٹریچر شائع ہوسکتا ہے، اور ان کے خلاف والی کوئی کتاب وہاں نہیں جاسکتی، اس پر سخت سنسر ہے، سعودی حکومت کا بڑا سرمایہ صرف اپنے خیال کی کتابوں کی اشاعت پر صَرف ہوتا ہے، یہاں تک کہ جو ہندوپاک کے علماء ان کے خیال کی تائید میں لکھتے ہیں، ان کی اردو کتابیں بھی وہاں کی حکومت خرید کر ہندوپاک کے حجاج کو اپنی کتابوں کی طرح مفت عطا کرتی ہے، اور ہمارے خیال کے لٹریچر کو وہاں ہندوپاک کے مقیمین بھی نہیں منگا سکتے، نہ پڑھ سکتے ہیں، معلوم نہیں یہ تشدد وتعصب کب تک رہے گا؟''

(انوار الباری، جلد ۱۸، صفحہ ۳۱۹، مطبوعہ ادارہ تالیفات اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ عکسی ایڈیشن)

دیوبندیوں سے ایک سوال:

''کنز الایمان'' اور ''خزائن العرفان'' پر پابندی لگنے پر خوشیاں منانے والے دیوبندی

بتائیں کہ ''متعصب ومتشدد'' وہابی نجدی اپنے نظریات کے خلاف جن کتب کو پڑھنے اور منگوانے پر پابندی لگا دیتے ہیں، اس سے ان کتب پر کیا حرف آتا ہے؟ کیا سعودیوں کے پابندی لگا دینے سے وہ کتابیں ساقط الاعتبار قرار پا جاتی ہیں؟ یقیناً نہیں تو پھر اگر یہی وہابی نجدی اگر اپنے مخالفین کے ترجمہ ''کنز الایمان'' اور تفسیر ''خزائن العرفان'' پر پابندی لگا دیں تو اس میں کیا اعتراض کی بات ہے؟۔

☆ ''تفسیر عثمانی'' پر پابندی کے متعلق مولوی ابن الحسن عباسی دیوبندی نے لکھا ہے:

''بالکل غیر محتمل، واضح عبارات سے ایسے خود ساختہ معنی اخذ کیے گئے اور ایسے عقائد ان سے برآمد کیے گئے کہ علامہ عثمانی رحمہ اللہ کے حاشیۂ خیال میں بھی ان کا گذر نہ ہوا ہوگا، بد دیانتی، خیانت، کذب وافتراء جیسے تمام الفاظ، مہذب سے مہذب اسلوب میں بھی ان کی اس حرکت کے لیے ہلکے اور خفیف تر معلوم ہوتے ہیں۔''

(کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ حصہ ۱ صفحہ ۸۸، ۸۹ مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر ۴، کراچی)

قارئین! آپ نے ملاحظہ کیا کہ مولوی ابن الحسن عباسی دیوبندی صاحب نے واضح طور پر لکھا ہے کہ ''تفسیر عثمانی'' پر پابندی کے لیے اس کی ''واضح اور غیر محتمل عبارات'' میں تحریف اور بد دیانتی کر کے خود ساختہ عقائد و نظریات اخذ کیے گئے ہیں۔ اب آپ ہی بتائیے کہ ''کنز الایمان'' و ''خزائن العرفان'' پر پابندی لگاتے ہوئے ان نجدی وہابی علماء نے یہ طریقہ اختیار نہ کیا ہوگا جو آپ کے بقول ''تفسیر عثمانی'' کے ساتھ کیا ہے؟ یقیناً ایسا ہی کیا ہوگا تو پھر ''کنز الایمان'' اور ''خزائن العرفان'' پر پابندی کو عین شرعی اور ''تفسیر عثمانی'' پر پابندی کو ''سعودی وہابی علما کی تحریف اور بد دیانتی'' کا نتیجہ کیوں قرار دیا گیا ہے؟ دوہرے معیار کیوں؟

ایک دیوبندی اعتراض:

مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کے ایک اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ ''کنز الایمان'' اور ''خزائن العرفان'' پر سعودی عرب میں پابندی لگائے جانے پر ہمیں خوشی اس لیے ہوئی کہ اس میں ہمارے مؤقف کی تائید ہے کہ ''اس ترجمہ و تفسیر میں تحریف اور شرک و بدعت کا ارتکاب کیا گیا ہے۔'' (اتمام البرھان، حصہ ۳ صفحہ ۸۷، ۸۸ مطبوعہ مکتبہ صفدریہ، نزد مدرسہ نصرۃ

العلوم، گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ۔طبع اگست ۲۰۱۰ء)

دیوبندی اعتراض کا جواب:

جواباً عرض ہے کہ ہم اہلِ سنت کا مؤقف ہے کہ دیوبندی ''تقویۃ الایمان'' اور ''تذکیر الاخوان'' کے مندرجات کو درست مان کر اپنی دیگر کتابوں کی روشنی میں مشرک و بدعتی قرار پاتے ہیں، سعودی نجدی وہابیوں نے بھی ''تفسیر عثمانی'' اور ''دیوبندی تبلیغی جماعت'' پر اسی لیے پابندی لگائی ہے کہ ان میں (''تقویۃ الایمان'' اور ''تذکیر الاخوان'' سے مطابقت رکھنے والے نجدی عقائد کے مطابق) شرک و بدعت پر مشتمل افکار و نظریات موجود ہیں (تفصیل کے لیے ''اَلقَولُ البَلیغ فی التحذیر من جماعَة التَبلِیغ ''مطبوعہ دار الصمیعی للنشر والتوزیع الریاض۔الطبعة الثانیة ۱۹۹۷ء ملاحظہ کریں) لہٰذا علامہ ارشد القادری کی کتاب ''زلزلہ'' سمیت ہماری دیگر کتابوں میں بیان کیا گیا یہ مؤقف سعودی نجدی وہابیوں نے درست قرار دے دیا کہ دیوبندی (''تقویۃ الایمان'' اور ''تذکیر الاخوان'' کے مطابق) اپنی کتابوں کی روشنی میں مشرک و بدعتی ہیں۔نیز سعودی نجدی وہابیوں نے مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی اور مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی کی گستاخانہ عبارات کا بھی شدید رد کیا ہے۔(اس کی مختصر وضاحت آگے آ رہی ہے) پس دیوبندیوں کے متعلق ہمارے یہ دونوں مؤقف سعودی نجدی وہابیوں نے درست قرار دے دیے۔پہلا مؤقِف یہ کہ دیوبندی اپنی کتابوں کی روشنی میں مشرک و بدعتی قرار پاتے ہیں۔اور دوسرا مؤقِف یہ کہ اپنی عباراتِ کفریہ کی بِنا پر دیوبندی (گستاخِ رسول ہونے کی وجہ سے) کافر ہیں۔

سعودی وہابی نجدی علما کے ''گستاخ'' اور ''مکفر المسلمین'' ہونے کا دیوبندیوں سے ثبوت:

جیسا کہ پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ سعودی نجدی وہابی علما ''خارجی''، ''گستاخ'' اور ''مکفر المسلمین'' ہیں، ان کے تکفیری فتاوی سے کوئی مسلمان نہیں بچتا، اس کی مزید وضاحت ذیل میں دیوبندی علما کے قلم سے ملاحظہ کریں۔

سعودی نجدی وہابی ذرا ذرا سی بات پر مسلمانوں کو اسلام سے خارج اور ان کے جان و مال کو مباح سمجھتے ہیں: مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی

''وہابی مسلمانوں کو ذرا ذرا سی بات میں مشرک اور کافر قرار دیتے ہیں اور ان کے مال اور خون کو مباح جانتے ہیں اور جانتے تھے، جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ردالمحتار'' میں لکھا ہے اور جیسا کہ غطغطہ وغیرہ کے معاملات سے حجاز میں ظاہر ہوا۔''

(نقش حیات صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ المیز ان ناشران وتاجران کتب، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ وایضاً الشہاب الثاقب)

سعودی نجدی وہابی ائمۂ طریقت کے گستاخ و بے ادب ہیں: مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی

''وہابیہ ائمۂ طریقت حضرت جنید بغدادی، سری سقطی، ابراہیم بن ادہم، شبلی، عبدالواحد بن زید، خواجہ بہاء الدین نقشبند، خواجہ معین الدین چشتی، غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ بہاءالدین سہروردی، شیخ اکبر بن عربی، شیخ عبدالوہاب شعرانی وغیرہ قدس اللہ اسرارھم اجمعین کی شان میں سخت گستاخی اور بے ادبی کے کلمات کہتے ہیں۔''

(نقش حیات صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ المیز ان ناشران وتاجران کتب، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

سعودی نجدی وہابی گنتی کے چند لوگوں کے سوا سب کو ملتِ اسلامیہ سے خارج سمجھتے ہیں: مولوی اسعد مدنی دیوبندی

☆ مولوی اسعد مدنی دیوبندی نے سعودیہ کے ایک اہم ادارے سے شائع ہونے والی کتاب کے بارے میں لکھا ہے:

''پوری کتاب میں گنتی کے چند لوگوں کو چھوڑ کر پوری ملتِ اسلامیہ کو صحیح دینِ اسلام سے خارج کر دیا گیا، اس پر جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ سے ڈاکٹریٹ کی سند دیا جانا، نہ صرف باعثِ حیرت بلکہ لائقِ مذمت ہے، یہ کس قدر تکلیف دہ حقیقت ہے کہ جو تعلیمی ادارہ قرآن وحدیث اور دیگر علومِ دینیہ کی اشاعت اور صحیح علوم کی تعلیم و تفہیم کے لیے وجود میں آیا تھا، آج

اسی علمی ودینی ادارہ سے مسلمانوں کو صحیح دین سے خارج اور نکال دینے کا کام کیا جارہا ہے''۔

(غیر مقلدین کیا ہیں؟ جلد اول صفحہ ۳۶ مطبوعہ مکتبہ اسعدیہ، قاری شریف احمد اسٹریٹ، پاکستان چوک، کراچی۔ ۲۰۰۲ء)

سعودی نجدی وہابی حکومت کی طرف سے مسلمانوں کے ملی اتحاد کو سخت ٹھیس لگی ہے اور تفریق بین المسلمین کا شدید خطرہ درپیش ہے: مولوی محمود میاں دیوبندی

☆ مولوی محمود میاں دیوبندی نے لکھا ہے:

''بڑے افسوس کے ساتھ اس تلخ حقیقت کا اظہار ناگزیر ہے کہ اب ادھر چند سالوں سے اس حکومت کے زیرِ سایہ ایسی کتابوں اور لٹریچر کی اشاعت بھی مسلسل ہورہی ہے جن سے پورے عالم کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے عام مسلمانوں کے ملی اتحاد واتفاق کو سخت ٹھیس لگی ہے اور اس سے تفریق بین المسلمین کا شدید خطرہ پیدا ہوگیا ہے، اہل سنت والجماعت جو سب کے سب ائمہ اربعہ میں کسی نہ کسی کے پیروکار ہیں ان کے خلاف جارحانہ اور دل آزار کتابیں شائع کرکے انہیں سب وشتم کا نشانہ بنایا جارہا ہے۔ بلکہ بعض ایسی کتابیں اس سرزمینِ پاک سے شائع کی جارہی ہیں، جن میں کتاب وسنت کے متوارث اور مستحکم مفاہیم سے انحراف اور گریز کا ارتکاب کیا گیا ہے''۔

(غیر مقلدین کیا ہیں؟، جلد اول ۱۶ مطبوعہ مکتبہ اسعدیہ، قاری شریف احمد اسٹریٹ، پاکستان چوک، کراچی۔ ۲۰۰۲ء)

سعودی نجدی وہابی حکومت کا ادارہ مسلمانوں کو اسلام سے خارج قرار دے رہا ہے:: مولوی محمود میاں دیوبندی

☆ ''بعض اسباب ووجوہ کے تحت ''الجامعۃ الاسلامیۃ'' کا وسیع اور کشادہ آغوش تعلیم و تربیت تنگ ہوکر ایک خاص مکتبِ فکر کے لیے محدود ہوتا جارہا ہے اور جو ادارہ قرآن وحدیث اور دیگر اسلامی علوم کی تبلیغ واشاعت اور صحیح علوم کی تعلیم وتفہیم کے لیے قائم کیا گیا تھا آج اسی تعلیمی ودینی ادارہ سے مسلمانوں کو دینِ اسلام سے خارج کرنے کا کام لیا جارہا ہے''۔

(غیر مقلدین کیا ہیں؟ جلد اول ۱۶، ۱۷ مطبوعہ مکتبہ اسعدیہ، قاری شریف احمد اسٹریٹ، پاکستان

چوک، کراچی۔ ۲۰۰۲ء)

قارئین! اب آپ ہی بتایئے ایسے ''مکفر المسلمین'' (یعنی سعودی نجدی وہابی) اگر ''کنز الایمان'' و ''خزائن العرفان'' پر پابندی لگائیں تو ان کا کچھ اعتبار ہے؟ بالکل نہیں۔ دیوبندیوں کے لیے یہاں مشکل یہ ہے کہ ان کے نزدیک چونکہ وہابی نجدی علما، ''جیدّ'' اور ''علمائے راسخین'' ہیں، اس لیے یہ مولوی محمود حسن دیوبندی کے ''ترجمۂ قرآن''، مولوی شبیر عثمانی دیوبندی کی ''تفسیر عثمانی'' اور ''دیوبندی تبلیغی جماعت'' پر پابندی لگانے والے ان سعودی نجدی وہابی علما کو دیوبندی غلط قرار دے کر جان نہیں چھڑا سکتے، بصورتِ دیگر ان کی جگ ہنسائی ہوگی کہ اگر دیابنہ کے مخالفین پر نجدی وہابی علما پابندی لگائیں تو درست ہو، لیکن ان دیابنہ کے اپنے علما کی تحریرات پر پابندی لگائیں تو اس پابندی کو یکسر غلط ٹھہرا دیا جائے۔ یاَلَلعجب۔

شاہ ولی اللہ دہلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی، وہابی نجدی علما کے فتاوی کی زد میں:

ذیل میں مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کی تحریر کے کچھ اقتباسات ملاحظہ کریں جن میں بیان کیا گیا ہے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی، وہابی نجدی علما کے مطابق کافر، مشرک اور بدعتی ہیں۔

مولوی اسماعیل دہلوی، وہابی نجدی علماء کے فتاویٰ کے مطابق کافر ہے: مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی

☆ مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے وہابی نجدی علماء اور مولوی اسماعیل دہلوی کے نظریات کا تقابل کرتے ہوئے لکھا ہے:

> ''حضرت شاہ اسماعیل شہید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خوارقِ عادات باتوں کا صدور، قوی تاثیرات کا ظہور، دعاؤں کی قبولیت اور دفع بلیات اس مقام (ولایت) کے لوازم میں سے ہے، حدیثِ قدسی میں اس معنی کی صراحت ہے، اللہ فرماتا ہے اگر مجھ سے مانگے گا تو میں اسے ضرور دوں گا اور اگر مجھ سے پناہ طلب کرے گا تو میں ضرور اسے پناہ دوں گا

(صراط مستقیم، صفحہ ۱۴) لیکن سلفیوں کے عقیدہ میں مذکورہ باتوں کا قائل شخص کافر ہے، سلفی حضرات ایسے شخص کو ملتِ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، اس کے ساتھ نکاح کو حرام اور اس کے پیچھے نماز کو ناجائز سمجھتے ہیں"۔

(کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ حصہ ۲ صفحہ ۱۷۴، ۱۷۵ مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر ۴، کراچی)

شاہ ولی اللہ دہلوی، نجدی علماء کے فتاویٰ کے مطابق کافر ہیں: مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی

☆ مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے وہابی نجدی علماء اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے نظریات کا تقابل کرتے ہوئے لکھا ہے:

"حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تصوف کی ریاضتوں اور وظائف کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اور ان میں بعض کو اس قسم کا الہام تو نہیں ہوتا، تاہم بعض قویٰ مثالیہ شیئاً فشیئاً ان میں ظاہر ہوتے ہیں اور کشف، رؤیا صادقہ، غیبی آواز، طی ارض (یعنی زمین کی مسافت کی کمی) اور پانی پر چلنا۔۔۔اس طرح کے امور کا ظہور ان سے ہوتا ہے۔ (الطاف القدس: ۷۲) یہ بات کئی بار گذر چکی ہے کہ اس طرح کے عقائد سلفیوں کے عقیدہ سے متصادم ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک یہ گمراہ، کفر اور تصوف کے خرافات ہیں۔"

(کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ، حصہ ۲ صفحہ ۱۷۷ مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر ۴، کراچی)

شاہ ولی اللہ دہلوی وہابی نجدی علماء کے فتاویٰ کے مطابق کافر اور مشرک ہیں: مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی

☆ مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے وہابی نجدی علماء اور شاہ ولی اللہ دہلوی کے نظریات کے تقابل کے سلسلے میں مزید لکھا ہے:

"جب تک حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کو غیر مقلدین اپنا امام، اپنی تحریک کا قائد اور اپنے مذہب کا بانی سمجھتے رہیں گے اس وقت تک نہ تو حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کی تمام کتابوں کو آگ لگانا کسی غیر مقلد کے لیے ممکن ہے اور نہ ہی سلفیوں کے عقیدہ کے مطابق ان کے تمام

کفریات اور شرکیات سے جان چھڑانا ان کے بس کی بات ہے''

(کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ حصہ ۲ صفحہ ۱۷۸ مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر ۴، کراچی)

شاہ ولی اللہ اور اسماعیل دہلوی وہابی نجدی علماء کے فتاویٰ کے مطابق کافر، مشرک اور بدعتی ہیں: مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی

☆ مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے وہابی نجدی علماء اور شاہ ولی اللہ دہلوی و مولوی اسماعیل دہلوی کے نظریات کا تقابل کرتے ہوئے ایک اور مقام پر لکھا ہے:

''جو عقائد اور تعلیمات ما قبل میں ذکر کیے گئے ہیں یعنی ان دونوں بزرگوں کا صوفیانہ مزاج، شیخ ابن عربی اور طریقت کے شیوخ کی تعظیم، وحدۃ الوجود کا قول اور اولیاء اللہ کے بارے میں یہ اعتقاد کہ ان پر ملاءِ اعلیٰ کے احکام جاری ہوتے ہیں، چنانچہ وہ کائنات میں تصرف کرتے ہیں، کشف اور مراقبہ کے متعلق ان کا عقیدہ اس طرح کی دوسری باتیں جن کے بارے میں ہم اس کتاب میں تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں، ان جیسے عقائد پر مشتمل حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ اسماعیل کی تحریروں کے بارے میں ہم نے علمائے نجد کے فتاویٰ بالتفصیل ذکر کئے، یہ تمام عقائد اور افکارِ تصوف ان کے نزدیک کفر، ضلالت، شرک اور بدعت فی الدین ہیں۔''

(کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ حصہ ۲ صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر ۴، کراچی)

کاش مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی صاحب حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے یہ بھی لکھ دیتے کہ شاہ ولی اللہ دہلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی نہ صرف نجدی وہابی علما کے فتوؤں کے مطابق کافر، مشرک اور بدعتی ہیں بلکہ مولوی اسماعیل دہلوی کی کتب ''تقویۃ الایمان'' اور ''تذکیر الاخوان'' کے مطابق بھی (شاہ ولی اللہ دہلوی اور خود مولوی اسماعیل دہلوی بھی) کافر، مشرک اور بدعتی قرار پاتے ہیں۔

دیوبندی مزعومہ شیخ الاسلام مولوی شبیر عثمانی کی ''تفسیر عثمانی'' پر سعودی عرب میں پابندی:

☆ مولوی الیاس گھمن دیوبندی کی زیرِ ادارت شائع ہونے والے ''مجلہ قافلۂ حق، سرگودھا'' میں مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی کے بارے میں لکھا ہے:

''حضرت غازی پوری وہاں خوب کھلے، اپنے سعودیہ کے معرکۃ الآراء واقعات بیان کیے، فرمایا جب ''تفسیر عثمانی'' پر پابندی لگی تو میں نے سوچا کہ عبداللہ بن باز کو خط لکھوں، ان دنوں سعودی حکومت مجھے بیس ہزار ریال سالانہ علمی خدمات پر دیتی تھی، ایک رسالہ بھی عربی میں ''صوت الاسلام'' نکالتا تھا۔ اب یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر بن باز کے خلاف آواز اُٹھائی تو یہ پیسہ آنا بند ہو جائے گا جو تقریباً اڑھائی لاکھ روپے سالانہ بنتا ہے۔ ایک ہفتہ تک میں سوچتا رہا، آخر یہی سوچا کہ حق کہہ دیا جائے، چنانچہ میں نے ایک خط ''کلمہ نصح والاخلاص الی عبد بن الباز رئیس العام'' لکھا۔ بس اس خط کا جانا تھا کہ وہاں آگ لگ گئی، جو رقم آتی تھی وہ بھی بند۔ میں پہلے سے اس کے لیے تیار تھا، اس لیے طبیعت پر کچھ اثر نہ پڑا، وہاں گیا تب بہت سے عہدیداروں سے لڑا''۔ (سہ ماہی قافلہ حق، سرگودھا، بابت شوال تاذی الحجہ ۱۴۲۹ھ/جلد: ۲، شمارہ: ۴ صفحہ ۴۷)

اس اقتباس سے تین باتیں ثابت ہوئیں:

۱۔ سعودی عرب میں تفسیر عثمانی پر پابندی لگی۔

۲۔ مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی سعودی وہابی حکومت کا وظیفہ خوار تھا۔

۳۔ مولوی ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے ''تفسیر عثمانی'' پر پابندی لگانے کی وجہ سے سعودی عہدے داروں سے لڑائی کی۔

دیوبندیوں کا اس بات کا شدید غم ہے کہ حکومتِ سعودیہ کے اہم مشائخ کی نگرانی میں مولوی محمود حسن دیوبندی کے ترجمۂ قرآن پر پابندی اور علمائے دیوبند کے خلاف ''الدیوبندیہ'' نامی کتاب کی اشاعت کی جارہی ہے: مولوی محمود میاں دیوبندی

☆ مولوی محمود میاں دیوبندی نے لکھا ہے:

''ہمیں اس بات کا شدید غم ہے کہ یہ سب حکومتِ سعودیہ کے اہم مناصب پر فائز مشائخ کی نگرانی میں انجام پارہا ہے مثلاً: ۱۔ حضرت شیخ الہندؒ کے مستند اور نہایت مقبول ترجمے پر پابندی لگا کر مولانا محمد جونا گڑھی کے ترجمہ وتفسیر کو شائع کرنا جو طریقہ سلف سے ہٹا ہوا ہے۔ ۲۔ ''الدیوبندیۃ'' نامی کتاب کی بار بار اِشاعت، جو ان علمائے ربانیین کے خلاف

لکھی گئی ہے جن کی خدمات کتاب وسنت کی اشاعت کے سلسلے میں روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں، لطف یہ ہے کہ اس کتاب کی تیاری میں ان مبتدع ومتعصب مصنفین کی کتابوں سے بطورِ خاص استفادہ کیا گیا ہے جو بے بنیاد، جھوٹی اور جھوٹے الزامات پر مبنی ہیں''۔

(غیر مقلدین کیا ہیں؟ جلد اول ۱۶، ۱۷ مطبوعہ مکتبہ اسعدیہ، قاری شریف احمد اسٹریٹ، پاکستان چوک، کراچی۔ ۲۰۰۲ء)

دیوبندی فرقہ کے خلاف لکھی گئی کتاب ''الدیوبندیہ'' کی عرب ممالک بالخصوص سعودی عرب میں فروخت پر مولوی اسعد مدنی دیوبندی کی چیخ وپکار:

☆ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کے جانشین مولوی اسعد مدنی دیوبندی نے ''حکومتِ سعودیہ'' کے بارے میں لکھا کہا:

''ماضی قریب میں ''الدیوبندیہ'' کے نام سے طالب الرحمان نامی سلفی غیر مقلد نے ایک کتاب لکھی ہے، جس کا عربی ترجمہ ابوحسان نامی کسی گمنام غیر مقلد نے کیا ہے، جو ''دارالکتاب والسنۃ، کراچی'' سے شائع ہوئی ہے، یہ عرب ممالک بالخصوص سعودی عرب میں بغیر کسی رَدوقدح کے فروخت کی جارہی ہے اور ایک مہم بنا کر شیوخِ حجاز ونجد اور سرکاری دفتروں تک پہنچائی گئی ہے۔ اس فتنہ انگیز کتاب میں دیوبندی مکتبہ فکر کے مرکز ''دارالعلوم دیوبند'' کے بارے میں لکھا گیا ہے: ''دارالعلوم دیوبند سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے والا ادارہ ہے اور آپ کے طریقے کو پھینک دینے والا ہے، اس کی بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی پر رکھی گئی ہے۔'' (ص ۹۸) دیوبندی علماء کے بارے میں تحریر ہے: ''دیوبندیوں کے اقوال واعمال اور واقعات واضح علامت ہیں کہ ان میں شعوری یا غیر شعوری طور پر شریک سرایت کرگیا ہے اور وہ مشرکینِ مکہ سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔'' (ص ۷۲) اس کتاب کے صفحہ ۱۹ میں ہے: ''علمائے دیوبند عقیدۂ توحید سے بالکل خالی ہیں اور لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ وہ توحید کے علَم بردار ہیں۔'' حضرت شیخ الہند قدس سرہ پر محرّفِ قرآن، کُفرِ صریح کا مرتکب اور اللہ پر صریح جھوٹ بولنے والے جیسے الزامات چسپاں کیے گئے ہیں۔ (ص: ۲۶۶) حضرت شیخ الاسلام مولانا

مدنی نور اللہ مرقدہ کو "ویلك یا مشرك"(اے مشرک! تیرے لیے بربادی ہو) سے خطاب کیا گیا ہے۔ پھر آپ کی شان میں ایسی باتیں کہی گئی ہیں جسے قلم لکھنے پر آمادہ نہیں، کتابِ مذکور کے صفحات ۱۲۳، ۱۷، ۱۹۰، ۲۵۳ وغیرہ خود دیکھئے۔ محدثِ عصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیریؒ پر بدعت کی تہمت عائد کی گئی ہے۔ "محمد انور بدعت کی طرف مائل تھا"۔ (ص ۱۸) "اکثر لوگ انور شاہ کی رائے پرہنستے ہیں۔ خدا تم پر رحم کرے، تم نے بد بودار تعصب کے ماحول میں پرورش پائی ہے تجھے توحید کے داعیوں سے شدید بُغض ہے"۔ (ص ۱۸) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کے بارے میں ہے: "اگر اشرف علی کو اس بات کا خطرہ تھا کہ شاہ عبدالرحیم رائے پوری کے پاس بیٹھنے سے وہ احوال پر مطلع ہوجائیں گے تو یہ کشف نہیں بلکہ شیطانی احوال ہیں۔" (ص ۱۹۲)"

(غیر مقلدین کیا ہیں؟ ص ۳۴، ۳۵ مطبوعہ مکتبہ اسعدیہ، قاری شریف احمد ۱۱ اسٹریٹ، پاکستان چوک کراچی۔ طبع ۲۰۰۲ء)

حج کے موقع پر حجاجِ کرام میں تقسیم کی گئی کتاب میں دیوبندی فرقہ کو "قبر پرست" قرار دے کر اہلِ سنت سے خارج قرار دیا گیا ہے: مولوی اسعد مدنی دیوبندی

☆ "ابھی زمانہ قریب میں ایک کتاب "کیا علمائے دیوبند اہلِ سنت ہیں؟" کے نام سے عربی و اردو "المکتب التعاونی للدعوۃ والارشاد وتوعیۃ الجالیات بالسلی، ص ب ۱۴۱۹ الریاض" سے شائع ہوئی ہے، اور حج کے موقع پر بڑے پیمانے میں حجاجِ کرام میں تقسیم ہوئی ہے۔ اس کتاب میں علم و تحقیق کے اُصولوں کو یکسر نظر انداز کر کے علمائے دیوبند کو فرقۂ ناجیہ جماعتِ اہلِ سنت سے خارج بتایا گیا ہے، علاوہ ازیں جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ، کے ایک فاضل شمس الدین سلفی کی ایک کتاب "جهود علماء الحنفیة فی ابطال عقائد القبوریة" تین ضخیم جلدوں میں شائع کی گئی ہے۔ یہ کتاب دراصل شمس الدین کا وہ مقالہ ہے جس پر اسے جامعہ اسلامیہ، مدینہ منورہ کی مکتبہ الدعوہ سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی گئی ہے۔ جس میں "اشهر فرق القبوریة" کے عنوان کے تحت

علمائے دیوبند کو قبوری یعنی قبر پرست کہا گیا ہے۔(ج۱ص۲۹)"

(غیر مقلدین کیا ہیں؟ جلد اول صفحہ ۳۵ مطبوعہ مکتبہ اسعدیہ، قاری شریف احمد ااسٹریٹ، پاکستان چوک، کراچی۔ ۲۰۰۲ء)

سعودی حکومت کی سرپرستی میں جس طرح علمائے دیوبند کے خلاف مواد پوری دنیا میں مواد پھیلایا جارہاہے ہم اس سے نفرت وبیزاری کا اظہار کرتے ہیں: مولوی اسعد مدنی دیوبندی

☆ "اس وقت مملکت سعودیہ سے علمائے دیوبند سے متعلق جس طرح کے غلط اور بے بنیاد مواد پوری دنیا میں پھیلائے جارہے ہیں اسے دیکھ کر اب ہمارا یہی احساس ہے دانستہ یا نادانستہ طور پر مملکتِ ((سعودیہ)) علمائے دیوبند کے خلاف اس غلط فہم میں شریکِ کار ہے بلکہ سرپرستی کررہی ہے جس سے بیزاری اور نفرت کیے بغیر ہم نہیں رہ سکتے۔

دل ہی تو ہے سنگ وخشت درد ہے بھر نہ آئے کیوں"۔

(غیر مقلدین کیا ہیں جلد اول صفحہ ۳۷ مطبوعہ مکتبہ اسعدیہ قاری شریف احمد ااسٹریٹ، پاکستان چوک، کراچی۔طبع ۲۰۰۲ء)

سعودیہ سے شائع شدہ کتاب میں دیوبندی فرقہ کو "قبوری، خرافی" قرار دے کر اہلِ سنت سے خارج قرار دیا گیا ہے: مولوی اسعد مدنی دیوبندی

☆ مولوی اسعد مدنی صاحب "سعودیہ" سے شائع ہونے والی ایک کتاب کے متعلق رونا روتے ہوئے کہتے ہیں:

"حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری، محدثِ عصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی، شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کو قبوری خرافی وغیرہ لکھا گیا ہے"۔

(غیر مقلدین کی ہیں؟ جلد اول صفحہ ۳۶ مطبوعہ مکتبہ اسعدیہ، قاری شریف احمد اسٹریٹ، پاکستان چوک، کراچی۔طبع ۲۰۰۲ء)

اگر سعودی عرب سے دیوبندی فرقہ کے خلاف لکھی گئی کتاب ''الدیوبندیہ'' کی اشاعت بند نہ ہوئی تو ہم سعودی حکومت کے خلاف تحریک چلائیں گے: مولوی اسعد مدنی دیوبندی

☆ ایک دیوبندی مولوی نے مولوی اسعد مدنی دیوبندی کے بارے میں لکھا ہے:

''سعودی ارباب حکومت سے اس بارے میں حضرت مولانا جس طرح کی گفتگو کرتے تھے اس کا نمونہ میں نے خود دہلی میں سعودی سفیر سے گفتگو کرتے وقت دیکھا ہے، جب مولانا نے اس سفیر سے بڑے تیز لہجہ میں کہا تھا کہ اگر سعودیہ میں ''الدیوبندیہ'' جیسی کتابوں کی اشاعت جاری رہی تو میں ہندوستان کے علاوہ دیگر ممالک میں بھی حکومت سعودی کے خلاف تحریک چلاؤں گا''۔

(مذکور سوانح حضرت مولانا سید اسعد مدنی ص ۷۵ مطبوعہ القاسم اکیڈمی، جامعہ ابو ہریرہ، برانچ پوسٹ آفس خالق آباد، ضلع نوشہرہ)

سعودی نجدی وہابی عالم کی جانب سے علمائے دیوبند کو قبوری اور مشرک قرار دیا گیا ہے: مولوی محمود میاں دیوبندی

☆ مولوی محمود میاں دیوبندی نے سعودی عرب سے شائع ہونے والے مقالے کے متعلق لکھا ہے:

''اس مقالہ میں نہ صرف یہ کہ اُصولِ تحقیق اور جرح وتعدیل کے مسلمہ اصول سے انحراف کیا گیا ہے، بلکہ علمائے دیوبند کی اردو تحریروں کو خود ساختہ عربی جامہ پہنا کر انہیں دیگر علمائے احناف کے برخلاف وثنی، قبوری اور مشرک وغیرہ بتایا گیا ہے''۔

(غیر مقلدین کیا ہیں جلد ۱ صفحہ ۱۵ مطبوعہ مکتبہ اسعدیہ، قاری شریف احمد اسٹریٹ، پاکستان چوک، کراچی۔ طبع ۲۰۰۲ء)

مشہور وہابی نجدی عالم تقی الدین ہلالی کی طرف سے مولوی قاسم نانوتوی پر منکرِ ختم نبوت ہونے کا فتویٰ:

☆ وہابیہ کے مشہور عالم تقی الدین ہلالی، مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی کتاب

''تحذیر الناس'' کی عبارات کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وفی نظر العامة معنی کون الرسول صلی الله علیه وسلم خاتماً، أن عهده هو بعد عهد الأنبیاء السابقین کونه صلی الله علیه وسلم فی جمیعهم هو النبی الآخر، لکن یعرف أصحاب الفهم والبصیرة أن التقدم والتأخر الزمانی لیس فیه فضیلة بالذات فکیف یصح فی مقام المدح قوله تعالی:وَلٰکِن رَّسُولَ الله وِ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ والجماعة القادیانیة تسلك فی معنی خاتم النبیین وشرحه الذی نقلناه عن الشیخ قاسم النانوتوی قریباً من هذا المسلك۔ ولو فرضنا وجود نبی بعد عصر النبی صلی الله علیه وسلم فلا یحصل من هذا أی فرق فی الخاتمیة المحمدیة"

(السِّرَاجُ الْمُنِیْرُ فِیْ تَنْبِیه جَمَاعَة التَّبلِیغ عَلٰی أَخْطَائِهِمْ صفحه ۲۲ مطبوعه دَارُ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ للطباعة والنشر والتوزیع،المقر الرئیسی والادارة ۹ شارع احمد اسماعیل متفرع منشیة التحریر من شارع جسر السویس عین شمس الشرقیة۔القاهرة جمهوریة مصر العربیة۔الطبعة الاولی ۲۰۰۷ء)

(مفہوم) ''عام لوگوں کی نظر میں رسول اللہ صلی الله تعالی علیه وآله وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا زمانہ سب انبیائے سابقین کے زمانے کے بعد ہے اور آپ ان سب میں آخری نبی ہیں لیکن اصحابِ فہم و بصیرت جانتے ہیں کہ زمانے کے تقدم و تاخر میں فی نفسہٖ کوئی فضیلت نہیں تو باری تعالی کا یہ فرمان وَلٰکِن رَّسُولَ الله وِ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ مقامِ مدح میں کیسے صحیح ہوگا۔'' اور خَاتَمَ النَّبِیّٖین کے معنی اور شرح کے معاملہ میں جماعت قادیانی اسی راستے پر چلی ہے جو ابھی ہم نے شیخ قاسم نانوتوی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور وہ یہ کہ ''اگر ہم زمانہ نبوی صلی الله

علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کا وجود فرض کریں تو خاتمیتِ محمدی میں کوئی فرق نہیں آتا۔"

تقی الدین صاحب کے اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ ان کے نزدیک بھی قادیانی انکارِ ختم نبوت کے متعلق جماعتِ دیوبند کے نقش قدم پر چلے ہیں اس مسئلہ پر ان دونوں کا مؤقف ایک ہے۔

سعودی عرب سے شائع شدہ کتاب میں مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی تردید:

☆ سعودی عرب کی مطبوعہ "کیا علماء دیوبند اہل سنت ہیں؟" نامی کتاب میں مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی کتاب "تحذیر الناس" میں ختم نبوت کے انکار پر مشتمل عبارات صفحہ 26، 27 پر نقل کر کے ان پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ایسے عقائد رکھنے والے علماء دیوبند کو اہل سنت کیسے مانا جاسکتا ہے؟"

(کیا علماء دیوبند اہل سنت ہیں؟، صفحہ 29، مترجم توصیف الرحمن راشد غیر مقلد وہابی، مطبوعہ المکتب التعاونی للدعوۃ والارشاد توعیۃ الجالیات بالسلی، ریاض)

اگلے صفحہ پر مزید لکھا ہے:

"ان نظریات کے حاملین علماء دیوبند اہل سنت نہیں ہوسکتے"۔

(کیا علماء دیوبند اہلسنّت ہیں؟، صفحہ 30، مترجم توصیف الرحمن راشد غیر مقلد وہابی، مطبوعہ المکتب التعاونی للدعوۃ والارشاد توعیۃ الجالیات بالسلی، ریاض)

وہابی نجدی عالم تقی الدین ہلالی کی طرف سے "تحذیر الناس" کی عبارت (اُمتی عمل میں نبی سے بڑھ سکتا ہے) پر گستاخی کا فتویٰ:

☆ وہابی نجدی عالم تقی الدین الھلالی المغربی نے مولوی قاسم نانوتوی دیوبندی کی کتاب "تحذیر الناس" میں درج ایک اور گستاخانہ عبارت کا بھی رد کیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں:

"فھو یقول فی کتابه تحذیر الناس (ص ۵) ان الانبیاء یمتازون بین أمتھم بعلمھم، أماالأعمال ففی أکثر الأحیان یساویھم أتباعھم فی

الظاهر بل یتفوقون علیهم فی العمل۔

(السِّرَاجُ الْمُنِیْرُ فِیْ تَنْبِیْه جَمَاعَة التَّبلِیْغ عَلٰی أَخطَائِهِمْ صفحه ۲۲ مطبوعه دَارُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ للطباعة والنشر والتوزیع،المقر الرئیسی والادارة ۹ شارع احمد اسماعیل متفرع منشیة التحریر من شارع جسر السویس عین شمس الشرقیة۔القاهرة جمهوریة مصر العربیة۔الطبعة الاولٰی ۲۰۰۷ء)

(مفہوم) ''قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' کے صفحہ 5 پر لکھا ہے کہ ''انبیائے کرام اپنی امت میں اپنے علم سے ممتاز ہوتے ہیں رہی بات اعمال کی تو اکثر اوقات انبیاء کے متبعین (یعنی امتی) عمل میں بظاہر نبی کے برابر بلکہ ان سے فائق ہوجاتے ہیں''

☆ اس اقتباس کے بعد اگلے صفحہ پر تقی الدین ہلالی اس عبارت کا مزید رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"أما زعمه أن أتباع الأنبیاء یساوون الأنبیاء فی العمل بل یفوقونهم فهو من الطوامّ الكبری والضلالات العظمی"

(السِّرَاجُ الْمُنِیْرُ فِیْ تَنْبِیْه جَمَاعَة التَّبلِیْغ عَلٰی أَخطَائِهِمْ صفحه ۲۳ مطبوعه دَارُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ للطباعة والنشر والتوزیع،المقر الرئیسی والادارة ۹ شارع احمد اسماعیل متفرع منشیة التحریر من شارع جسر السویس عین شمس الشرقیة۔القاهرة جمهوریة مصر العربیة۔الطبعة الاولٰی ۲۰۰۷ء)

(مفہوم) ''قاسم نانوتوی کا جو یہ گمان ہے کہ انبیاء کے متبعین کے عمل ان کے مساوی یا ان سے فائق ہوجاتے ہیں تو یہ بہت بڑی مصیبت اور بڑی گمراہیوں میں سے ہے''۔

☆ اس اقتباس کے بعد ایک حدیث شریف لکھ کر نانوتوی صاحب کا رد ان الفاظ میں کرتے ہیں:

"فأنت تری أن هذا الحدیث حجة قاطعة علی أن النبی صلی الله

علیه وسلم سید ولد آدم و أفضل الأنبیاء والرسل فی العلم والعمل فکیف بغیرهم فمن زعم أنه زاد علی عمل النبی صلی الله علیه وسلم فهو ضال فاسد الاعتقاد،لأن ما زاده یبعده من الله وهو فی الحقیقة نقصان وخذلان فان أقوال النبی صلی الله علیه وسلم و افعاله وکل حرکاته عبادة لا تساویها عبادة فکلام هذا القائل ضلال و هوس أصیب به.نسأل الله العافیة"

(السِّرَاجُ الْمُنِیْرُ فِیْ تَنْبِیهِ جَمَاعَةِ التَّبْلِیْغِ عَلٰی أَخْطَائِهِمْ صفحه ۲۴، ۲۳ مطبوعه دَارُ الْکِتَابِ وَالسُّنَّةِ للطباعة والنشر والتوزیع،المقر الرئیسی والادارة ۹ شارع احمد اسماعیل متفرع منشیة التحریر من شارع جسر السویس عین شمس الشرقیة۔القاهرة جمهوریة مصر العربیة۔الطبعة الاولی ۲۰۰۷ء)

(مفہوم)"پس دیکھو کہ یہ حدیث اس بات پر قطعی حجت ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وآله وسلم تمام اولادِ آدم کے سردار اور علم و عمل دونوں میں سب انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں تو پھر انبیاء کے سوا دیگر لوگوں یعنی اُمتیوں سے کیونکر افضل نہیں ہوں گے؟ لہٰذا جو شخص یہ گمان کرے کہ وہ عمل میں نبی علیه الصلوٰة والسلام سے بڑھ گیا ہے تو وہ گمراہ اور فاسد الاعتقاد ہے کیونکہ جو عمل اس نے نبی علیہ السلام سے زائد کیا ہے وہ اسے اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والا اور درحقیقت نقصان اور رسوائی کا باعث ہے کہ نبی کریم صلی الله تعالیٰ علیه وآله وسلم کے سب اقوال و افعال اور تمام حرکات و سکنات ایسی عبادت ہیں کہ کوئی عبادت ان کے برابر نہیں ہوسکتی پس اس قائل کا یہ کلام گمراہی اور ہوس ہے جو اسے لاحق ہوئی ،اور ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔"

وہابی نجدی عالم تقی الدین ہلالی کے پیش کیے گئے تینوں اقتباسات سے ثابت ہوتا

ہے کہ مولوی قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ (اُمتی عمل میں انبیاء سے بڑھ جاتے ہیں) بڑی مصیبت، بڑی گمراہی، رسوائی، ہوس، اللہ تعالیٰ سے دور لے جانے والا ہے۔

مولوی اشرفعلی تھانوی اور اس کے کلمہ گو کا رد، وہابی نجدی عالم تقی الدین ھلالی کے قلم سے:

☆ وہابی نجدی عالم تقی الدین ہلالی نجدی لکھتے ہیں:

"ثم ذکر فی(ص۲۱) قصة له مع أحد مریدیه،وھی أن المرید کتب له: "انی رأیت نفسی فی المنام بأنی کلّما أسعی أن أقول کلمة الشھادة علی وجھھا الصحیح،یجری علی لسانی بعد لا اله الا اللہ: اشرف علی رسول اللہ،فیجیب التھانوی عن ذٰلك ویقول: انك تحبنی الی غایة ھٰذہ الدرجة،وھٰذا ثمرة ھٰذا الحب و نتیجة،وقد قص ھٰذا المرید فی خطابه وجّھه الی مرشدہ التھانوی ھٰذہ القصة،فقال له بعد ذکر الرؤیا فاستیقظت من الرؤیافلما خطر ببالی خطأ کلمة الشھادة؛ أردت أن أطرح ھٰذا من قلبی،ولھٰذا القصد جلست،ثم اضطجعت علی الشق الثانی،وبدأت أقول:الصلاة والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم؛لأتدارك ھٰذا الخطأ،لکنی قلت: اللھم صلِّ علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی،والحال أنی مستیقظ الآن ولست فی رؤیا،مع ھٰذا أنا مضطرّ ومجبور، ولا أقدر علی لسانی!وکان جواب الشیخ التھانوی؛لھٰذا المرید أن قال:"فی ھٰذا تسلیة لك بأن الشخص الذی ترجع الیه ھو بعون اللہ وتوفیقه متّبع السنة" قال محمد تقی الدین:ھٰذا کفر من المرید الذی ینبغی أن یسمّی مَرِیداً بفتح المیم و شیخه شرٌّ منه؛لأنه أقرّہ علی الکفر،وکان الواجب علی الشیخ، لو کان مھتدیاً سالکاً محجّة الصواب۔أن یقول

لمريده. بل مريده: تُبْ الى الله من هٰذا الكفر؛ فقد أضلّك الشيطان؛ فان رسول الله لهٰذه الأمة المحمدية واحد، وهو محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب صلوات الله وسلامه عليه، وأعوذ أن أرضى بما جرى على لسانك من نزغات الشيطان"

(السِّرَاجُ الْمُنِيْرُ فِيْ تَنْبِيه جَمَاعَة التَّبلِيْغ عَلٰى أَخْطَائِهِمْ صفحه٦٧ مطبوعه دَارُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ للطباعة والنشر والتوزيع، المقر الرئيسى والادارة ٩ شارع احمد اسماعيل متفرع منشية التحرير من شارع جسر السويس عين شمس الشرقية۔القاهرة جمهورية مصر العربية۔الطبعة الاولىٰ٢٠٠٧ء)

یعنی''اشرفعلی تھانوی نے صفحہ 21 پر اپنے ایک مرید کے ساتھ پیش آنے والا یہ قصہ بیان کیا ہے کہ ایک مرید نے اسے لکھا:''میں نے خواب میں خودکواس حال میں دیکھا کہ کلمہ شہادت کوصحیح طریقہ پر ادا کرنے کی بہت کوشش کرتا ہوں مگر لا الہ الا اللہ کے بعد میری زبان پر اشرف علی رسول اللہ جاری ہوجاتا ہے۔'' تھانوی نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ''تم مجھ سے غایت درجہ (بہت زیادہ) محبت کرتے ہو یہ اسی محبت کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔''اوراس مرید نے یہ قصہ خط کے ذریعے اپنے مرشد اشرفعلی تھانوی کو بھیجا تھا، پھر اس مرید نے خواب بیان کرنے کے بعد کہا کہ''میں بیدار ہوا تو میرے دل میں کلمہ شہادت کی خطا کا خیال آیا، میں نے اس کلمہ کو اپنے دل سے نکالنا چاہا سو اس مقصد کے لئے بیٹھا پھر دوسری کروٹ پر لیٹ گیا اور اس خطا کے تدارک کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے لگا لیکن اس بار جبکہ میں خواب میں نہیں بلکہ بیداری کی حالت میں تھا تو اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی پڑھنے لگا، میں بے قرار اور مجبور تھا پر مجھے اپنی زبان پر قابو نہیں تھا۔'' تو شیخ تھانوی نے اس مرید کو یہ جواب دیا کہ ''اس واقعہ میں تمہارے لئے تسلی ہے کہ تم جس شخص کی جانب رجوع کرتے ہو

وہ اللہ کی مدد اور توفیق سے متبع سنت ہے۔''

محمد تقی الدین کہتا ہے کہ یہ اس مرید کا کفر ہے جسے مُرید کی بجائے مَرید (سخت سرکش، بہت شریر) کہنا چاہئے اور اس کا یہ شیخ اس سے بڑھ کر شریر ہے کہ اس نے اس کے کفر کو برقرار رکھا حالانکہ شیخ اگر ہدایت یافتہ، سیدھی راہ پہ چلنے والا اور درست بات کے لئے جھگڑنے والا ہوتا تو اس پر لازم تھا کہ اپنے مُرید بلکہ مَرید سے کہتا کہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کفر سے توبہ کر، بے شک تجھے شیطان نے بہکایا ہے کیونکہ اس امت محمدیہ کے لئے رسول اللہ ایک ہی ہیں اور وہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلوات اللہ وسلامہ علیہ ہیں اور جو شیطانی وسوسے تیری زبان پہ جاری ہوئے میں ان پر راضی ہونے سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔''

مولوی اشرفعلی تھانوی اور اس کے کلمہ گو مرید کا رد، وہابی نجدی عالم حمود بن عبداللہ بن حمود التویجری کے قلم سے

☆ وہابی نجدی عالم حمود بن عبداللہ بن حمود التویجری نے بھی اپنی کتاب "القَوْلُ البَلیغ فی التّحْذِیر من جماعَة التَّبْلِیغ" (مطبوعہ دار الصمیعی للنشر والتوزیع الریاض۔الطبعة الثانیة ۱۹۹۷ء) کے صفحہ ۱۱۶، ۱۱۷ پر مولوی اشرفعلی تھانوی کی اس عبارت کے رَد کے لیے تقی الدین ہلالی وہابی نجدی کا مندرجہ بالا اقتباس اپنی تائید میں نقل کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی اور اکابرِ دیوبند مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی خلیل انبیٹھوی، مولوی حسین احمد مدنی، مولوی انور شاہ کشمیری اور مولوی محمود حسن کے خلاف پیش کیے گئے ان حوالہ جات کے مطالعہ کے بعد یقینا دیوبندی ''کنز الایمان'' و ''خزائن العرفان'' پر پابندی کے خلاف منائی گئی خوشی پر اندر ہی اندر پشیمان ضرور ہوتے ہوں گے۔

محمد بن عبدالوہاب اور اس کے پیروکار وہابیوں کے رد سے مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کے رجوع کے افسانے کا رد:

جیسا کہ پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ ہم اہلِ سنت وہابی نجدی علما کو گستاخ سمجھتے ہیں اس لیے ہمارے خلاف لکھے گئے ان کے فتاوی کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے بھی اپنی کتاب ''الشہاب الثاقب'' میں محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکار وہابی گروہ کو''خارجی'' اور ''بارگاہِ نبوت کا گستاخ'' قرار دیتے ہوئے ان کا شدید رَد کیا ہے۔ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کے اس مؤقف سے جان چھڑانے کے لیے دیوبندی علماء ''اخبار زمیندار، لاہور بابت ۱۷ مئی ۱۹۲۵ء اور ۳۰ر مئی ۱۹۲۵ء'' کے حوالے سے مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کا رجوع بیان کرتے ہیں جو کہ جعلی اور جھوٹ پر مبنی ہے، یہ جعلی رجوع مولوی عزیز الدین مرآدآبادی غیر مقلد نے ''اکمل البیان'' صفحہ ۴۴ (مطبوعہ المکتبۃ السلفیہ، شیش محل روڈ، لاہور)، مولوی منظور نعمانی دیوبندی نے ''شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ہندوستان کے علمائے حق'' (صفحہ ۹۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ، مقابل آرام باغ، کراچی)، مولوی ابن الحسن عباسی دیوبندی نے ''کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ'' حصہ ا صفحہ ۵۲ (مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر ۴، کراچی) اور مولوی اسرائیل قاسمی دیوبندی نے ''رضا خانی ترجمہ و تفسیر پر ایک نظر'' صفحہ ۳۱، ۳۲، ۳۳ (مطبوعہ مجلس تحفظ ناموس صحابہ واہل بیت، پاکستان۔ طبع ۲۰۱۲ء) میں بیان کیا ہے، (یہ جعلی رجوع ان کتب کے علاوہ بھی متعدد دیوبندی کتب میں بیان کیا گیا ہے، عجلت کے پیشِ نظر ان کے نام نہیں لکھے جا رہے) اس رجوع کی حقیقت ملاحظہ کریں۔

☆ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کو حافظ ریاض احمد قاسمی دیوبندی نے مکتوب لکھا اور اس میں دیگر سوالات کے ساتھ "الشہاب الثاقب" میں امام الوہابیہ محمد بن عبدالوہاب اور اس کے گروہ کو خارجی قرار دینے کے بارے میں پوچھا کہ آیا اب بھی آپ کا وہی مؤقف ہے یا اس سے رجوع کر لیا ہے؟ ذیل میں سائل کے مکتوب کا وہ حصہ ملاحظہ کریں:

''اب بھی آپ وہی مسلک رکھتے ہیں یا اس سے رجوع فرمایا ہے، جس مسلک کا آپ

نے اپنی اس کتاب میں اظہار کیا ہے، اور محمد بن عبدالوہاب مرحوم کو آپ خارجی ہی تصور کرتے ہیں یا متبع سنت عالم؟''

اس استفسار کا جواب دیتے ہوئے مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے لکھا ہے:

''اب بھی میرا وہی مسلک ہے جو اس کتاب میں ظاہر کیا گیا ہے اور یہی مسلک میرے اسلافِ کرام کا ہے، محمد بن عبدالوہاب اور اس کی جماعت کو میں نے نہیں بلکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "ردالمحتار حاشیہ درمختار" میں جو کہ فقہ حنفی میں نہایت مستند اور مفتیٰ بہ کتاب ہے، جلد ثالث ص ۳۳۹ میں بھی لکھا ہے۔ صاحبِ ردالمحتار علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ اسی طرف کے رہنے والے اور اسی زمانہ کے ہیں، ۱۲۳۳ھ میں جب کہ محمد بن عبدالوہاب نے حجاز پر قبضہ اور تسلط کیا ہے وہ حج کے لیے مکہ معظّمہ گئے ہیں، جیسا کہ انہوں نے جلد اول ص ۴۷۶ میں تصریح کیا ہے، پس وہ جس قدر محمد بن عبدالوہاب اور اس کی جماعت سے واقف ہیں، دُور دُور کے رہنے والے اور زمانہ مابعد میں ہونے والے اتنے واقف نہیں ہو سکتے۔'' (مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۲، صفحہ ۲۸۱، ۲۸۲ مطبوعہ مجلس یادگارِ شیخ الاسلام، قاری منزل، پاکستان چوک، کراچی۔ طبع جون ۱۹۹۴ء)

اس مکتوب کے آخر میں تاریخ ''۴ ربیع الاول ۱۳۷۰ھ'' درج ہے۔ ملاحظہ ہو

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۲ صفحہ ۲۸۴ مطبوعہ مجلس یادگارِ شیخ الاسلام، قاری منزل، پاکستان چوک، کراچی۔ طبع جون ۱۹۹۴ء)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مکتوب ۱۹۴۹ء یا ۱۹۵۰ء میں لکھا گیا ہے، یعنی مئی ۱۹۲۵ء کے حوالے سے بیان کیے گئے جعلی رجوع کے ۲۴ یا ۲۵ سال بعد مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی صاحب خود لکھ رہے ہیں کہ انہوں نے محمد بن عبدالوہاب اور وہابی گروہ کے بارے اپنے مؤقف سے رجوع نہیں کیا ہے۔ بلکہ ابھی بھی وہی مؤقف ہے جو ''الشہاب الثاقب'' میں درج ہے۔

مولوی ابن الحسن عباسی دیوبندی کی تضاد بیانی یا مخبوط الحواسی؟:

مولوی ابن الحسن عباسی دیوبندی نے ایک مقام پر مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کا

علی الاعلان رجوع سے سابقہ مؤقف نے اپنے رحمہ اللہ مدنی احمد حسین ''مولانا کرتے ہوئے لکھا ہے:
رجوع بیان

''مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ نے اپنے سابقہ مؤقف سے علی الاعلان رجوع کیا، لاہور سے نکلنے والے اس وقت کے مشہور اور کثیر الاشاعت روزنامہ ''زمیندار'' میں آپ کا بیان شائع ہوا، حضرت مدنی رحمہ اللہ نے ان الفاظ میں رجوع کا اعلان کیا: مجھ کو اس امر کے اعلان کرنے میں ذرہ پس و پیش نہیں کہ میری وہ تحقیق جس کو میں بخلاف اہلِ نجد ''رجوم المدنیین'' اور ''الشہاب الثاقب'' میں لکھ چکا ہوں، اس کی بِنا ان کی کسی تالیف و تصنیف پر نہ تھی، بلکہ محض افواہوں یا ان کے مخالفین کے اقوال پر تھی، اب ان کی معتبر تالیف بتا رہی ہے کہ ان کا خلاف اہلِ سنت والجماعت سے اس قدر نہیں جیسا کہ ان کی نسبت مشہور کیا گیا ہے، بلکہ چند جزوی امور میں صرف اس درجہ تک ہے کہ جس کی وجہ سے ان کی تکفیر و تفسیق یا تضلیل نہیں کی جا سکتی، واللہ اعلم۔ (شیخ محمد بن عبدالوہاب۔۔۔۔ صفحہ ۹۳، بحوالہ روزنامہ زمیندار لاہور، مورخہ ۱۷ مئی ۱۹۲۵ء)''

(کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ حصہ ۱ صفحہ ۵۲ مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر ۴، کراچی)

آپ نے ملاحظہ کیا کہ اس اقتباس میں مولوی ابن الحسن عباسی دیوبندی صاحب نے ''روزنامہ زمیندار، لاہور بابت ۱۷ مئی ۱۹۲۵ء'' کے حوالہ سے وہابیہ کے متعلق مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کا رجوع بیان کیا ہے، حالانکہ اس سے کچھ قبل موصوف خود ہی لکھ آئے ہیں کہ ''مولانا مدنی اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک اپنے اسی مؤقِف پر قائم رہے جو انہوں نے ''الشھاب الثاقب'' میں اختیار فرمایا تھا، چنانچہ کسی نے ان سے بعد میں سوال کیا اور مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ اللہ کے فتوی کا حوالہ دیا لیکن مولانا مدنی رحمہ اللہ نے جواب میں اپنے سابقہ مؤقف ہی کی تائید کی (دیکھیے مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۲ صفحہ ۳۴۳)''

(کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ حصہ ۱ صفحہ ۴۹ مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ، شاہ فیصل کالونی نمبر ۴، کراچی)

اس اقتباس میں مولوی ابن الحسن عباسی دیوبندی صاحب خود اقرار کر رہے ہیں کہ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے وہابیہ کے متعلق اپنے پرانے مؤقف سے رجوع نہیں کیا، اور بطور ثبوت جس مکتوب کا حوالہ پیش کر رہے ہیں وہ ۱۳۷۰ھ (تقریباً ۱۹۴۹ء یا ۱۹۵۰ء)

میں لکھا گیا ہے۔جیسا کہ اس مکتوب کے آخر میں درج ہے،لیکن نہ جانے عباسی دیوبندی صاحب کو کیا سوجھی کہ اس کے دو صفحے بعد وہابیہ کے متعلق مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کا ۱۹۲۵ء میں کیا گیا جعلی رجوع نقل کر دیا، اسے ان کی تضاد بیانی کہیے یا مخبوط الحواسی، فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں۔

مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے نجدی وہابیوں کے متعلق اپنے مؤقف سے رجوع نہیں کیا تھا: مولوی زاہد الحسینی دیوبندی کا اقرار

مولوی زاہد الحسینی دیوبندی نے لکھا ہے:

''پاکستان میں بعض لوگوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ حضرت مدنی نوّر اللہ مرقدہٗ نے بعد میں ان عقائد میں ترمیم فرما دی یا رجوع کر لیا تھا، حالانکہ یہ بات بالکل غلط اور اہلِ بدعت کی طرح افترا ہے، حضرت مدنیؒ کے وہی عقائد تھے جو تمام اکابر کے تھے جن کا ذکر ''المہند'' میں ہے''۔

(چراغِ محمد صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸ مطبوعہ اٹک)

مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کے نجدی وہابیوں کے متعلق مؤقف سے رجوع کے متعلق مولوی منظور نعمانی دیوبندی کا دعویٰ درست نہیں: مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی

☆ مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی نے جعلی رجوع کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

''محترم مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کا خیال ہے کہ اکابرِ دیوبند سے سلفی حضرات کا اختلاف صرف چند مسائل میں ہے، اور حضرتِ اقدس شیخ الاسلام مولانا مدنیؒ کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے رجوع کر لیا تھا، حالانکہ ان کی رائے میں جو شدت وحدّت تھی، صرف وہ کم ہو گئی تھی، باقی جن مسائل میں حضرتؒ نے اکابرِ امت کا سلفی حضرات سے اختلاف دکھلایا ہے ان میں سے کون سا مسئلہ رجوع کے لائق ہے؟ بتایا جائے، ملاحظہ ہو ''الشہاب''، حضرت مدنیؒ''۔

(انوار الباری جلد ۱۹ صفحہ ۳۸۰ مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ عکسی ایڈیشن)

اس اقتباس میں واضح طور پر مولوی منظور نعمانی دیوبندی کی تردید کرتے ہوئے لکھا

ہے کہ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے وہابیہ کے متعلق اپنے موقف سے رجوع نہیں کیا تھا، اور بجنوری صاحب نے مزعومہ مناظرِ دیوبند سے یہ استفسار بھی کیا ہے کہ وہابیہ نجدیہ سے جن مسائل میں اختلاف "الشهاب الثاقب" میں ذکر کیا گیا ہے ان میں سے کون سا ایسا مسئلہ ہے جس سے رجوع کیا جانا چاہیے؟ لیکن مناظر صاحب اس سوال کا جواب دیے بغیر ہی رخصت ہو گئے۔

☆ مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی نے مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کے تذکرہ میں بھی ان کی کتاب "الشهاب الثاقب" میں وہابیہ نجدیہ کے رد پر مشتمل حصہ کو مستند تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے:

"عقائد کے سلسلہ میں آپ کی مشہور و معروف کتاب "الشهاب" بارہا شائع ہو چکی ہے، جس میں آپ نے عقائد اہلِ بدعت، عقائد اہلِ سنت اکابر دیوبند وغیرہ اور عقائد فرقہ نجدیہ وہابیہ کو پوری تفصیل و تشریح کے ساتھ الگ الگ مدون کر دیا ہے"۔

(انوار الباری جلد ۱۹ صفحہ ۵۵۰ مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ عکسی ایڈیشن)

اس اقتباس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ بجنوری صاحب کے نزدیک مدنی صاحب نے "الشهاب الثاقب" میں کیے گئے ردِّ وہابیہ نجدیہ سے رجوع نہیں کیا۔

اگر "الشهاب الثاقب" انتہائی تحقیقی کتاب ہے تو اس میں سنی سنائی جھوٹ پر مبنی باتوں کو درج کیوں کیا گیا؟

☆ مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی نے لکھا ہے:

"الشہاب" تو نہایت تحقیقی تالیف ہے۔"

(انوار الباری جلد ۱۹ صفحہ ۳۸۵ مطبوعہ ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، بیرون بوہڑ گیٹ، ملتان۔ عکسی ایڈیشن)

"الشہاب الثاقب" کے نہایت تحقیقی ہونے کے متعلق مولوی احمد رضا بجنوری دیوبندی کے دعویٰ کو ذہن میں رکھیں اور ملاحظہ کریں کہ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی سے منسوب رجوع میں کہا گیا ہے: "مجھ کو اس امر کے اعلان کرنے میں ذرہ پس و پیش نہیں کہ میری وہ تحقیق جس کو میں بخلاف اہلِ نجد "رجوم المذنبین" اور "الشہاب

الشاقب" میں لکھ چکا ہوں، اس کی بنا ان کی کسی تالیف وتصنیف پر نہ تھی، بلکہ محض افواہوں یا ان کے مخالفین کے اقوال پر تھی۔"

یعنی مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی صاحب نے "الشھاب الثاقب" میں وہابیہ کے خلاف جو کچھ لکھا وہ سُنی سنائی باتوں پر مشتمل تھا۔ اسی "الشھاب الثاقب" میں "خزینۃ الاولیا" اور "ہدایۃ الاسلام" کے نام سے دو جعلی کتابیں بھی گھڑ کر پیش کی گئی ہیں۔ ملاحظہ ہو "الشھاب الثاقب" صفحہ ۲۷۸ (مطبوعہ دارالکتاب، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ طبع مئی ۲۰۰۴ء)

ضروری نوٹ: مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی کی کتاب "الشھاب الثاقب" کے "مطبع نامی و مطبع شمس الانوار وتجارتی پریس، میرٹھ" سے شائع ہونے والے باراوّل کے نسخہ میں ان دونوں جعلی حوالہ جات کے ساتھ "سیف النقی" کا حوالہ درج نہیں تھا، ملاحظہ ہو اس ایڈیشن کا صفحہ ۱۱۳ و ۱۱۴۔ لیکن بعد والے ایڈیشنوں میں دیوبندیوں نے عیاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے قوسین میں (از سیف النقی) لکھ دیا تاکہ اگر کوئی اعتراض کرے تو اسے کتاب "سیف النقی" پر ڈال کر اپنی جان چھڑائی جاسکے۔

اب آپ ہی بتائیے کہ ایسی کتاب جس میں سُنی سنائی باتوں اور دو جعلی کتابوں کے حوالہ جات کو شامل کر دیا گیا ہو، وہ کس طرح نہایت تحقیقی کتاب قرار دی جاسکتی ہے؟۔

☆ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے اپنے ایک اور مکتوب میں محمد بن عبدالوہاب اور اس کے پیروکار وہابیوں کے رد کے لیے علامہ شامی کی عبارت نقل کی ہے، ملاحظہ کریں:

"ردالمحتار حاشیہ دُرِ مختار (شامی) جلد ۳ ص ۳۳۹ میں ہے: کما وقع فی زماننا فی اتباع محمد بن عبدالوھاب الذین خرجوا من نجد، وکانو ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون واستباحوا بذٰلک قتل اھل السنۃ وقتل علماء ھم حتی کسر اللہ شوکتھم وخرب بلادھم و ظفر بھم عساکر المسلمین عام ثلاث وثلاثین ومائتین والف۔

ڈاکٹر طاریق تسببن 3,4|8|18

''جیسا کہ ہمارے زمانہ میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متبعین سے پیش آیا کہ انہوں نے نجد سے خروج کیا اور حرمِ مکہ اور حرمِ مدینہ پر تسلط جمایا اور اس کے مدعی رہے کہ حنابلہ کے مذہب کے پابند ہیں، لیکن ان کا اعتقاد یہ تھا کہ مسلمان صرف وہ لوگ ہیں جو ہمارے ہم مشرب ہیں اور جو ہمارے اعتقاد کے خلاف ہیں وہ سب مشرک ہیں، اور اس فاسد عقیدہ کی وجہ سے اہلِ سنت والجماعت کا قتل کر دینا اور ان کے علماءِ حق کو مار ڈالنا مباح سمجھا۔ ان کا تسلط قائم رہا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے غلبہ کو فنا کر دیا اور اُن کے شہروں کو ویران کر دیا اور اسلامی شہروں کو ان کے مقابلہ میں کامیابی عطا فرمائی ۱۲۳۳ھ میں''۔ اور جو کہ ابن سعود کے تسلط کے وقت میں غطغط اور دخنہ نے مسلمانوں کو قتل اور اموال لوٹنے کی صورت میں ہویدا کیا''

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۳ صفحہ ۸۵، ۸۶ مطبوعہ مجلس یادگارِ شیخ الاسلام، قاری منزل، پاکستان چوک، کراچی۔ طبع جون ۱۹۹۴ء)

اس مکتوب کے آخر میں تاریخ ''محرم ۱۷ ۱۳ھ'' درج ہے۔ ملاحظہ ہو

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۳ صفحہ ۸۷ مطبوعہ مجلس یادگارِ شیخ الاسلام، قاری منزل، پاکستان چوک، کراچی۔ طبع جون ۱۹۹۴ء)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مکتوب ۱۹۵۰ء یا ۱۹۵۱ء میں لکھا گیا ہے، یعنی مئی ۱۹۲۵ء کے حوالے سے بیان کیے گئے جعلی رجوع کے ۲۵ یا ۲۶ سال بعد مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی صاحب نے محمد بن عبدالوہاب اور وہابی گروہ کو خارجی قرار دیا ہے۔

☆ مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے اپنی خودنوشت سوانح عمری ''نقش حیات'' میں بھی وہابیہ کا رد کیا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے لکھا ہے:

''اس تحریر کی ابتداء نینی تال جیل میں ۱۹۴۴ء میں ہوئی تھی، ابھی چند صفحات لکھے تھے کہ رہائی ہوگئی، پھر جب بھی تکمیل کا ارادہ کیا مشاغل اور عوائق حائل ہوتے رہے۔ مگر احباب کے تقاضوں نے پیچھا نہیں چھوڑا، وہ دن بدن شدید ہو کر بڑھتے رہے، خدا خدا کر کے بڑی مشکلوں سے ۱۹۵۳ء کے آغاز میں یہ ٹوٹی پھوٹی تحریر اختتام کو پہنچی''۔ (نقش حیات صفحہ ۲۷۵،

حصہ دوم مطبوعہ المیزان ناشران وتاجران کتب، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

اس اقتباس سے ثابت ہوا کہ یہ کتاب نجدیوں کے متعلق مولوی حسین احمد مدنی کے جعلی رجوع (جو مئی ۱۹۲۵ء کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے) کے ۲۸ سال بعد تکمیل کو پہنچی۔ ''الشہاب الثاقب'' کی طرح اس کتاب میں بھی مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے وہابیہ کا شدید رد کیا ہے، اور انہیں بارگاہِ نبوت کا گستاخ قرار دیا ہے۔ اس کے کچھ اقتباسات ملاحظہ کریں۔

پہلا اقتباس:

☆ ''چونکہ سلطان عبدالمجید خاں مرحوم کے اوائل زمانۂ حکومت میں نجدیوں کا حجاز پر غلبہ ہو چکا تھا اور انہوں نے دس برس مکہ معظّمہ اور تین برس اخیر کے مدینہ منورہ میں حکومت کی تھی، یہ لوگ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیروکار تھے اور اپنے عقائد واعمال میں نہایت سخت غالی تھے، انہوں نے اہالی حرمین پر بہت زیادہ تشددات کیے تھے، اور اپنے مخالف عقائد و اعمال والوں کو بہت ستایا تھا اس لیے اہلِ حرمین کو ان سے بہت زیادہ بُغض اور تنفر تھا''

(نقش حیات صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ المیزان ناشران وتاجران کتب، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

دوسرا اقتباس:

☆ ''اہلِ حجاز کو وہابیت سے اس قدر نفرت مظالمِ مذکورہ کی وجہ سے ہوگئی تھی کہ عیسائیت اور یہودیت وغیرہ سے بھی اتنی نفرت نہ تھی''

(نقش حیات صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ المیزان ناشران وتاجران کتب، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

تیسرا اقتباس:

☆ ''وہابیہ بارگاہِ نبوت میں گستاخانہ کلمات استعمال کرتے ہیں''

(نقش حیات صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ المیزان ناشران وتاجران کتب، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

چوتھا اقتباس:

☆ ''وہابیہ ائمۂ طریقت حضرت جنید بغدادی، سری سقطی، ابراہیم بن ادہم، شبلی، عبدالواحد بن زید، خواجہ بہاء الدین نقشبند، خواجہ معین الدین چشتی، غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی، شیخ بہاء الدین سہروردی، شیخ اکبر بن عربی، شیخ عبدالوہاب شعرانی وغیرہ قدس اللہ

اسرار ھم اجمعین کی شان میں سخت گستاخی اور بے ادبی کے کلمات کہتے ہیں۔"
(نقش حیات صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ المیز ان ناشران وتاجران کتب، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

پانچواں اقتباس:

☆"وہابی مسلمانوں کو ذرا ذرا سی بات میں مشرک اور کافر قرار دیتے ہیں اور ان کے مال اور خون کو مباح جانتے ہیں اور جانتے تھے، جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے "ردالمحتار" میں لکھا ہے اور جیسا کہ غطغطہ وغیرہ کے معاملات سے حجاز میں ظاہر ہوا۔"
(نقش حیات صفحہ ۱۲۰ مطبوعہ المیز ان ناشران وتاجران کتب، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

مولوی حسین احمد مدنی کے مکتوبات کی پہلی جلد میں بھی نجدیوں کا رد ۲ خطوط میں موجود ہے۔ پہلے مکتوب کے دو اقتباس ملاحظہ کریں، جن میں نجدیوں کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے:

پہلا اقتباس:

☆"ہم ابن سعود کی ناجائز حرکتوں اور گناہوں کی تائید نہیں کرتے"
(مکتوبات شیخ الاسلام جلد ا صفحہ ۷۱ مطبوعہ مجلس یادگارِ شیخ الاسلام، قاری منزل، پاکستان چوک، کراچی۔ طبع جون ۱۹۹۴ء)

دوسرا اقتباس:

☆"ہم تو شریف حسین کے باوجود شرافتِ نسبی کے اسلام کی مخالفت کی وجہ سے مخالف تھے پھر ہم ابنِ سعود کی خرابیوں کو کیوں پسند کرنے لگے"۔
(مکتوبات شیخ الاسلام جلد ا صفحہ ۷۱ مطبوعہ مجلس یادگارِ شیخ الاسلام، قاری منزل، پاکستان چوک، کراچی۔ طبع جون ۱۹۹۴ء)

پہلی جلد میں شامل ایک اور مکتوب میں مولوی حسین احمد مدنی دیوبندی نے نجدیوں کا رد کیا ہے، اس خط کے متعلقہ اقتباسات ملاحظہ کریں:

☆"(۱) نجدیوں کے کاموں، نماز، امامت، تعلیم، انتظامی اموروغیرہ میں خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں (۲) ابن سعود اور ان کی حکومت کے خلاف جن لوگوں نے تنظیم قائم کی، ان علماء، خطباء اور ائمہ کو گورنمنٹ نے قید کر لیا۔ ان لوگوں کی تعداد تقریباً پچاس سے زائد ہے،

بغاوت اور جاسوسی کا الزام رکھ کر ان پر مقدمہ چلانے کے لیے نجد میں بھیج دیا ہے یہ توجہ کے وقت کا قصہ، ہے اس کے بعد کا نہ معلوم کیا ہوگا؟ نجدی انتظامات، سیاست میں روز بروز بے موقع سختی، بربریت، ابتری، انتشار اور تشدد بڑھتا جا رہا ہے"۔

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۱ صفحہ ۷۴ مطبوعہ مجلس یادگارِ شیخ الاسلام، قاری منزل، پاکستان چوک، کراچی۔ طبع جون ۱۹۹۴ء)

☆ "تعلیم اور درسی کتابوں کے پڑھانے میں آزادی نہیں ہے، علماء مجبور ہیں کہ وہ نجدی علما کی مجلسوں میں شرکت کریں اور بحث و تحقیق میں حصہ نہ لیں"

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۱ صفحہ ۷۴ مطبوعہ مجلس یادگارِ شیخ الاسلام، قاری منزل، پاکستان چوک، کراچی۔ طبع جون ۱۹۹۴ء)

☆ "اگر ہم مدینہ منورہ آئیں، یا تو ان کے بے جا تشدد، تکفیروں اور بدعتوں پر چشم پوشی کریں تو اسی سے ہماری دیانتداری میں فرق آ گیا یا اگر بے نتیجہ ان پر چون و چرا کریں تو دنیاوی فساد اور پریشانی میں گرفتار ہوں"۔

(مکتوبات شیخ الاسلام جلد ۱ صفحہ ۷۵ مطبوعہ مجلس یادگارِ شیخ الاسلام، قاری منزل، پاکستان چوک، کراچی۔ طبع جون ۱۹۹۴ء)

"مکتوباتِ شیخ الاسلام" اور "نقشِ حیات" اور دیگر دیوبندی علماء کے پیش کیے گئے ان حوالہ جات سے یہ بات بخوبی ثابت ہوگئی ہے کہ محمد بن عبدالوہاب اور اس کے پیروکار وہابیوں کے حوالے سے مولوی حسین احمد مدنی کا جو رجوع علمائے دیوبند کی طرف سے بیان کیا جاتا ہے، وہ درست نہیں ہے۔ دیوبندیوں کی طرف سے سعودی وہابی نجدیوں سے محبت کی پینگیں بڑھانے اور ریال بٹورنے کے لیے گڑھے گئے اس جعلی رجوع کا افسانہ ختم ہوا۔

(بہت سے دیگر موضوعات کی طرح اس موضوع کے متعلق بھی میں نے ارادہ کر رکھا تھا کہ کبھی فرصت ملی تو "کنز الایمان" کے مخالفین کو آئینہ دکھایا جائے گا، مصروفیات کی کثرت اور لائبریری کے غیر مرتب ہونے کے باعث نہایت عجلت میں فی الحال اتنا ہی لکھ سکا ہوں جو کہ غنیمت سمجھتا ہوں۔ "کنز الایمان" کے دفاع کے متعلق اسے قسط اوّل سمجھ لیجیے، زندگی نے مہلت دی تو

گے)۔
اِنْ شَاءَ اللہ تَعَالٰی مخالفین کے باقی اعتراضات کے جوابات بھی دیے جائیں گے)۔
عزیز القدر جناب محمد ممتاز تیمور قادری صاحب کی نئی کتاب ''کنز الایمان اور مخالفین''
کو مصروفیات کے باعث میں بالاستعیاب تو نہ دیکھ سکا (کیونکہ یہ کافی ضخیم ہے) لیکن چیدہ
چیدہ مقامات سے دیکھا تو بہت مفید پایا۔ اس کتاب میں جناب تیمور قادری صاحب نے
مولوی الیاس گھمن دیوبندی، مولوی منیر اختر دیوبندی اور دیگر دیوبندی مُلّاؤں کے
اعتراضات کے نہایت عمدہ جوابات جمع کر کے ان کو چاروں شانے چت کر دیا ہے۔ یہ مفید
کتاب مناظرین اور ردِّ دیوبندیہ سے شغف رکھنے والے احباب کو اپنے مطالعہ میں رکھنی
چاہیے۔ دعا گو ہوں کہ عزیز موصوف مستقبل میں بھی باطل کی سرکوبی میں اہلِ سنت کو اس طرح
کی مفید کتب تالیف کر کے دیتے رہیں۔ اللہ کریم ان کو اس کتاب کی تالیف پر اجرِ عظیم عطا
فرمائے اور مخالفین کو حق قبول کرنے کی توفیق دے تا کہ یہ جہنم کا ایندھن بننے سے بچ سکیں۔
اللہ تعالیٰ اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلۂ جلیلہ سے شریروں کے شر
سے تمام اہلِ سنّت کو محفوظ رکھے۔ آمین بجاہ النبیّ الامین صلّی اللہ تَعَالٰی علیہ
وآلہٖ واصحابہٖ وسلّم۔

✠ ✠ ✠ ✠

ابتدائیہ

الیاس گھمن صاحب لکھتے ہیں:۔

''قارئین کرام! دنیا میں جتنے بھی فتنے آئے ہیں ان سب نے قرآنِ مقدس کو معنوی تحریف کر کے اپنا ہمنوا بنانے کی کوشش کی ہے، وہ قادیانی ہوں، رافضی ہوں، مماتی ہوں یا غیر مقلد وغیرہا۔ سب کی کوشش یہی تھی کہ لوگوں کو یہ دھوکا دیا جائے کہ قرآنِ مقدس ہماری تائید کرتا ہے۔ جاہل لوگ اس پروپیگنڈے سے متاثر ہوئے۔''

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۹)

گھمن صاحب فرماتے ہیں کہ باطل فرقے قرآن کی تحریف کر کے انہیں اپنا ہمنوا بناتے ہیں، ہم گھمن صاحب کی اس بات سے اتفاق کرتے ہیں مگر سوال یہ ہے کہ ان باطل فتنوں کا آخر مقصد کیا ہوتا ہے تو اس کی وضاحت کرتے ہوئے جناب قاضی زاہد الحسینی لکھتے ہیں:۔

''جس قدر فتنے پہلے زمانے میں اٹھے یا اب اٹھ رہے ہیں ان سب کی مذموم جد وجہد کا مدعا سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رفیع کو گھٹانا ہوتا ہے، یہ سب کے سب فتنے دراصل شانِ سید دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رفیع کو گھٹانے کی سعی مذموم کرتے ہیں۔'' (رحمت کائنات ص ۴۰۴)

یعنی اب تک جتنے فتنے بھی دنیا میں معرضِ وجود میں آئے ہیں ان کا مقصد سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رفیع کو گھٹانا ہوتا ہے۔ اور ہم پوری ذمہ داری کے ساتھ یہ بات عرض کر رہے ہیں کہ جماعت دیوبند بھی اسی مقصد کے لئے معرضِ وجود میں آئی۔ ہم اس وقت اس جماعت کی پیدائش کے مقاصد اور غرض وغایت پہ تفصیلی گفتگو سے پرہیز کرتے ہوئے صرف اتنا ہی عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اس فتنے نے سوائے ''گستاخیوں'' کے امت مسلمہ کو کچھ نہیں دیا۔

اور یہ زہر اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ گھر والوں نے بھی اس مذموم روش پہ احتجاج کیا۔
جناب خضر حیات صاحب حیاتی دیوبندی گروپ کے کارناموں کو طشت از بام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اوکاڑوی صاحب کی شانِ رسالت میں لرزہ خیز عبارت، اوکاڑوی کی اشد حماقت کا اندازہ فرمایئے کہ کس ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں کیسے لرزہ خیز الفاظ استعمال کیے ہیں کہ الامان الحفیظ عبارتِ مذکور پر تبصرہ کرنے کی میرے قلب و قلم میں سکت و ہمت نہیں ہے۔"

(المسلک المنصور ص ۱۷۳)

مزید فرماتے ہیں:۔

"قاضی مظہر صاحب کا خارق عادت گدھے کی دوبارہ زندگی کو قانون بنا کر حیات لانبیاء پر استدلال کرنا۔۔۔ توہین انبیائے کرام کا شائبہ ہونے کی وجہ سے ایمان شکن جسارت بھی ہوگی"

(المسلک المنصور ص ۱۷۰)

پورے حیاتی گروپ کی حقیقت کو آشکار کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

"پانچواں خاصہ یہ ہے کہ تقریباً کوئی تقریر اہل اللہ کی بے ادبی اور گستاخی سے خالی نہیں ہوتی۔" (المسلک المنصور ص ۱۷۲)

جناب عبدالجبار سلفی صاحب اپنے مماتی دیوبندی حضرات کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرام اور اولیائے کرام کے گستاخ خود مماتی ٹولہ ہے۔" (تعویذ المسلمین ص ۱۲۰)

اسی طرح فیاض الاسلام لکھتے ہیں:۔

"مولوی نصر اللہ نے یہ بھی گستاخی کی کہ تمہاری بھینس مر جائے تو واپس نہیں آتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کیسے حیات حاصل ہوگئی (نعوذ باللہ) ہم نے کہا یہ

بہت بڑی گستاخی ہے۔'' (مناظرہ حیات الانبیاء ص ۱۲۰)

اور تھانوی صاحب ان حضرات کی باتوں کی توثیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''ہم۔۔۔۔گستاخ ہیں'' (ملفوظات حکیم الامت ج۶ ص ۳۱۲)

اسی بات کا اظہار جناب مفتی سعید خان یوں کرتے ہیں:۔

''ہمارے ملک کو دیوبندیت کو نواصب کے علاوہ جس مسلک یا عقیدے نے بہت نقصان پہنچایا ہے، وہ وہابیت ہے۔۔۔۔اور توحید کے نام پر طلباء، حضرات اولیاء کرام رحمہ اللہ کو گستاخ آمیز جملوں کا نشانہ بنانے لگے ہیں۔'' (دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے ص ۱۴)

لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندی ایک فتنہ ہے جس کا مقصد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رفیع کو کم کرنا اور طرح طرح کی گستاخیاں کرنا ہے۔ جب ان حضرات نے اپنے باطل عقائد کو قرآن کے تراجم میں داخل کیا تو ان کی اس ناپاک کوشش کو طشت از بام کرتے ہوئے قدرت نے امام اہلسنت کے قلم سے ترجمہ ''کنز الایمان'' کو وجود بخشا جو عصمت انبیاء کا پاسدار تھا۔ جب دیوبندی حضرات نے دیکھا کہ ان کی حقیقت تو آشکار ہورہی ہے تو انہوں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پہ بے جا اعتراضات کرنے شروع کر دیئے۔ اہل حق شروع سے ہی ایسی کاروائیوں کا منہ توڑ جواب دیتے آئے ہیں اور دیتے رہیں گے۔ بہر حال عرض ہے کہ گھمن صاحب فتنوں کی نشاندہی کررہے تھے مگر مستی کے عالم میں گھر والوں (مماتیوں) کو بھی فتنہ مان گئے۔ اگر گھمن صاحب یہ کہیں کہ مماتی حضرات سے ہمارا تعلق نہیں تو ہم ان کی تسلی کروائے دیتے ہیں۔ سرفراز صاحب قاضی شمس الدین سے نقل کرتے ہیں:۔

''حضرت مولانا قاری طیب صاحب نے ہمیں دیوبندی اور کٹر دیوبندی کہا ہے۔'' (الشہاب المبین ص ۲۴)

دیوبندی حضرات کی کتاب ''اکابر علمائے دیوبند'' میں قاضی شمس الدین کو شامل کیا گیا ہے۔ (اکابر علمائے دیوبند ص ۳۹۰)

اسی طرح عبدالحق بشیر نے بھی اسے دیوبندی بزرگ تسلیم کیا ہے۔
(سنی داد خوستی کے فکری تضادات ص ۱۴)

اسی طرح اپنا اہم عقیدہ تسلیم کیا ہے۔
(علماء دیوبند کا عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی ص ۷۵)

مفتی عبدالحق صاحب لکھتے ہیں:۔
"مولانا پنج پیر اور ان کے متبعین کا عقیدہ صحیح اور درست ہے اور وہ اہل السنۃ والجماعۃ میں داخل ہیں۔"
(فتاویٰ حقانیہ، ج ۱، ص ۳۰۴)

قاری طیب صاحب عنایت اللہ شاہ صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:۔
"بالخصوص جبکہ وہ دوسرے مسائل میں مجموعی حیثیت سے اہل دیوبند اور اہل سنت والجماعت کے حامی اور خادم ہیں"
(خطابت حکیم الاسلام ج ۷ ص ۱۸۸)

منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں:۔
"دیوبند کے علمی اور دینی سلسلہ سے تلمذ اور عقیدت کی نسبت رکھنے والے یہاں کے حضرات علماء میں ایک نیا اختلاف مسئلہ حیات النبی کے بارہ میں پیدا ہو گیا ہے۔"
(الفرقان نومبر ۱۹۵۸ ص ۲۷)

دیوبندی مولوی مشتاق صاحب نے "محمد حسین نیلوی اور طاہر پنجپیری" کو دیوبندی تسلیم کیا ہے۔
(علمائے اہلسنت کی تصنیفی خدمات کی ایک جھلک ص ۷۹)

پھر دیوبندی حضرات اپنے ہی اصول سے مماتی حضرات کا انکار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک خود کسی فرقے کی طرف منسوب کرنے والا شخص اسی فرقے کا فرد شمار ہوتا ہے۔ اسی اصول کی بنیاد پہ پوری "دست و گریبان" لکھی گئی ہے۔
اس کے بعد گھمن صاحب رقم طراز ہیں:۔
"میں یہ بات تجربۃً عرض کرتا ہوں کہ میری ایک دفعہ ایک شیعہ ذاکر سے

گفتگو ہوئی۔ موضوع پہلے سے ساتھیوں نے طے کیا ہوا تھا کہ شیعہ اپنا کلمہ قرآن وسنت نبویہ علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام سے ثابت کریں۔ ذاکر سے میں نے کہا کلمہ دکھاؤ جو تم پڑھتے ہو یہ ائمہ اثنا عشریہ میں سے کس نے پڑھایا ہے اپنے لوگوں کو؟ وہ مجھے کہنے لگا کہ جناب میں قرآن سے ثابت کروں گا۔

میں نے کہا دیر کا ہے کی ہے شروع کرو۔ اس نے فوراً آیت پڑھ دی، **الزمھم کلمۃ التقوی** ہم نے ان کو تقویٰ کا کلمہ لازم کر دیا، تو کہنے لگا تقویٰ والے کلمے سے مراد علی ولی اللہ والا کلمہ ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ قرآن کا نزول تیرے اوپر ہوا ہے یا نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر؟ کہنے لگا ان پر؟ میں نے کہا کیا اس آیت کے نزول کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے تمہارے والا کلمہ پڑھانا شروع کر دیا تھا؟ ائمہ اثنا عشریہ میں سے کسی نے اس آیت کی تفسیر تمہارے والی بیان کر کے لوگوں کو تمہارے والا کلمہ پڑھایا ہے؟ سند صحیح سے ثابت کرو۔ کہنے لگا دوسری آیت سنیئے، میں نے کہا پڑھو تو پڑھنے لگا **الیہ یصعد الکلم الطیب** اس کی طرف پاک کلمات چڑھتے ہیں۔ کہنے لگا کہ پاک کلمات سے مراد علی ولی اللہ والا کلمہ ہے۔ میں نے پھر وہی جواب دیا، پھر وہ آگے نہ چل سکا۔ میں نے شیعہ کتابوں مثلاً ترجمہ مقبول وغیرہ سے اس کو دکھایا کہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے والے کلمہ کی دعوت لوگوں کو دی ہے۔" (کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ ص۹۔۱۰)

قارئین یہ افسانہ من گھڑت اور بالکل بے بنیاد ہے جس کا مقصد بقول دیوبندی مصنف:۔

"جھوٹے آنسوؤں اور جھوٹی آہوں سے اللہ کے نیک اور بھولے بندوں کو متاثر کرنا مکاری کا ایک فن ہے۔" (فیصلہ کن مناظرہ ص۱۹)

لہذا جناب نے بھی یہاں صرف عوام کو متاثر کرنے کے لیے یہ افسانہ گھڑا، ورنہ یہ واقعہ خود اپنے جھوٹا ہونے پہ دلالت کرتا ہے۔ پھر جناب نے اس ذاکر سے مطالبہ کیا کہ ''نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی کرم اللہ وجہہ یا ائمہ اثنا عشریہ سے اس کی تفسیر دکھاؤ اور صحیح سند ثابت کرو'' یہ جناب نے دلیل خاص کا مطالبہ کیا ہے جس کے متعلق محمود عالم صفدر لکھتے ہیں:۔

''دوسرا دھوکہ عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ مدعی سے دلیل خاص کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ یہ بھی دھوکہ ہے مدعی سے دلیل کا مطالبہ کرنا چاہیے نہ کہ دلیل خاص کا۔ یہ دلیل خاص کا مطالبہ کرتا کہ بخاری سے ہی ہو، صحیح صریح، غیر مجروح ہو۔ اپنی طرف سے شرطیں لگاتے ہیں۔ اس کو سمجھیں یہ کتنا بڑا دھوکہ ہے۔''

(نوارات صفدر ص ۳۶۴)

امین صفدر صاحب فرماتے ہیں:۔

''مدعی سے خاص دلیل کا مطالبہ کرنا یہ خاص قرآن سے دکھاؤ یا ابوبکر عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی حدیث دکھاؤ یا خاص فلاں فلاں کتاب سے دکھاؤ۔ یہ محض دھوکہ اور فریب ہے۔۔۔ یہ خالص مرزا قادیانی کی سنت ہے۔''

(مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۶۵)

تو اوکاڑوی صاحب کے فتوے سے دلیل خاص کا مطالبہ کرنا دھوکہ، فریب اور خالص مرزے کی سنت ہے جس پہ گھمن صاحب بخوبی عمل پیرا ہیں۔ اس کے بعد یہ بات قابل غور ہے کہ جناب کے مطالبے کے بعد ذاکر صاحب نے کسی قسم کی کوئی مزاحمت نہیں کی بلکہ جھٹ سے دوسری آیت پڑھ دی اور گھمن صاحب نے پھر وہی مطالبہ کر کے اسے لاجواب کر دیا جس کی ہم دھجیاں اڑا چکے ہیں۔ پھر حضرت لکھتے ہیں:۔

''یہی حال قادیانیوں کا ہے آیت قران پڑھ کر مفہوم اپنا مراد لیتے ہیں۔''

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۱۰)

جناب گھمن صاحب! قادیانیوں کو بنیاد فراہم کرنے والے تو آپ کے اپنے اکابر

ہیں۔اسی راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے جناب ڈاکٹر رشید احمد جالندھری لکھتے ہیں :۔

''مزید یہ کہ بعض ممتاز علماء ختم نبوت کی بحث میں لفظ ''بالفرض'' اور ''اگر'' کا سہارا لیتے ہوئے لکھ گئے کہ ''بالفرض'' اگر رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آجائے تو اس سے آپ کے افضل الرسل اور خاتم الانبیاء ہونے پر کوئی حرف نہیں آئے گا، ختم نبوت پر لکھتے ہوئے ''نکتہ آفرینی'' پیدا کرنے کی یہ کوشش ایک نئی مذہبی بحث کا موجب بن گئی۔غرضیکہ سیاسی اور اقتصادی طور پر ایک شکست خوردہ جماعت کے عام مذہبی تصورات اور علمائے وقت کے سقیم اور لاطائل مجادلات نے مرزا غلام احمد قادیانی اوران کے ساتھی حکیم نورالدین صاحب کے فکری اور نفسیاتی سانچے کو تیار کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا۔''

(دارالعلوم دیوبند ایک ناقدانہ جائزہ ص ۱۷۹)

لہذا ثابت ہوا کہ قادیانیوں کے حمایتی اوران کی بنیادیں مظبوط کرنے والے تو آپ لوگ ہیں،اور جہاں تک [ردمرزائیت] پہ خدمات کا تعلق ہے تو منظور نعمانی صاحب لکھتے ہیں:۔

'' اور دوسرے علماء دیوبند کی وہ علمی اور عملی مساعی ،جو قادیانی جماعت کے مقابلہ میں اسی مسئلہ ختم نبوت کے متعلق اب تک کتابوں اور مناظروں کی شکل میں ظہور پذیر ہو چکی ہیں اور جن سے تمام اسلامی دنیا واقف ہے۔ختم نبوت کے لئے بانی دارالعلوم دیوبند اور جماعت علمائے دیوبند کی پوزیشن واضح کرنے کے لئے انصاف والی دنیا کے نزدیک کافی سے زائد ہے۔''

(فتوحات نعمانیہ ۳۳۰)

یعنی جماعت دیوبند کی [ردا قادیانیت] پہ خدمات کا مقصد اپنی پوزیشن کو واضح کرنا ہے۔میں اس عبارت پہ مزید تبصرہ کرنا ضروری نہیں سمجھتا، ناظرین خود نتیجہ تک بآسانی پہنچ

سکتے ہیں۔ بہرحال عوام کو مغالطہ دیتے ہوئے جناب گھمن صاحب مزید لکھتے ہیں:۔

''اسی طرح بریلوی حضرات نے بھی پیچھے رہنا گوارہ نہ کیا بلکہ ان کے برابر کھڑے ہوئے۔ جیسے انہوں نے مطالب ومفہوم اپنے گھر سے قرآن مقدس کا بنایا ویسے انہوں نے بھی بنالیا، حالانکہ مجدد الف ثانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:۔

''سلف صالحین اہل السنت والجماعت نے قرآن وحدیث سے جو مطالب ومعانی سمجھے ہیں ان کے برخلاف معنی ومفہوم اپنے پیٹ سے بیان کرنا درجہ اعتبار سے ساقط ہے۔ اس لیے کہ ہر بدعتی اور گمراہ اپنے غلط عقیدے کے لیے قرآن وسنت کو بنیاد واصل سمجھتا ہے اور اپنے کوتاہ وناقص فہم کی بنیاد پر قرآن وحدیث کے خلاف واقعہ معانی ومطالب اخذ کرتا ہے۔''

(مکتوبات دفتر اول مکتوب نمبر ۲۸۶ بحوالہ البحراحات علی المزخرفات صفحہ ۱۸۸ از پیر محمد چشتی)

''ویسے بریلویوں کی مصدقہ کتاب میں ایک اور بات درج ہے وہ یہ کہ غیر مقلدین مل کر بتائیں کہ زیر بحث آیت وان لیس للانسان الا ما سعی سے کس معتبر محدث مفسر نے فاتح خلف الامام، ام کی فرضیت پر استدلال کیا ہے؟ اگر نہیں کیا تو پھر اپنے مذہب کی خاطر تفسیر بالرائے سے باز رہو اللہ سے ڈرو۔'' (نصرۃ الحق ج ۱ ص ۲۳۱)

''یہی سوال ان سے بھی ہوسکتا ہے اور یہ بھی بریلویوں کے بڑے عالم نے لکھا ہے کہ جس نے قرآنی تفسیر اپنی رائے سے کی، وہ پکا کافر ہے۔''

(علم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اعتراضات کا قلع قمع ص ۲۳، ۷۶)

''مگر رضا خانی حضرات پر ایک ہی دھن سوار ہے کہ اپنا مسلک مضبوط کرنا ہے، چاہے تحریف قرآن پاک میں کرنی پڑے۔''

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۹۔۱۱).

بہر حال اس تمام گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ جتنے بھی فتنے پیدا ہوئے ہیں انہوں نے قرآن کو اپنے موافق کرنا چاہا، اور ان کے بیان کردہ معانی سلف صالحین سے منقول نہیں، تو آیئے ہم جناب کو ان کے گھر کی سیر کرائے دیتے ہیں۔ جناب نانوتوی صاحب نے ''خاتم النبین'' کے جو معنی بیان کیے اس کے متعلق وہ لکھتے ہیں:۔

''اگر چہ بوجہ کم التفاتی بڑوں کا فہم کسی مضمون تک نہیں پہنچا ہو تو ان کی شان میں کیا نقصان آ گیا۔ اور کسی طفل نادان نے کوئی ٹھکانے کی بات کہہ دی تو کیا اتنی بات سے وہ عظیم الشان ہو گیا۔

گاہ باشد کہ کودکے نادان بغلط بر ہدف زند تیرے

(تحذیر الناس ص ۸۶)

مزید فرماتے ہیں:

''جیسے مفسر متاخر نے مفسرین متقدم کا خلاف کیا ہے۔ میں نے بھی ایک نئی بات کہہ دی تو کیا ہوا۔'' (تحذیر الناس ص ۹۸)

یعنی جو معنی نانوتوی صاحب نے بیان کیا ہے وہ اس سے پہلے کسی سے منقول نہیں بلکہ ان کا اپنا بناوٹی ہے۔ اس طرح سرفراز صاحب لکھتے ہیں:۔

''حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک منطقیانہ اصطلاح سے بعض پڑھے لکھے لوگوں کو بھی شبہ پیدا ہو جاتا ہے۔'' (عبارات اکابر ص ۱۲۶)

قارئین جہاں جناب سرفراز صاحب نے یہ اقرار کیا ہے کہ تحذیر الناس میں بیان کردہ معنی نانوتوی صاحب کی اپنی اصطلاح ہے وہاں اس بات کو بھی تسلیم کیا کہ اس سے لوگوں میں شبہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک اور صاحب لکھتے ہیں:۔

''تو سطحی نظر سے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا نانوتوی ختم نبوت کے منکر ہیں۔'' (ضرب شمشیر ص ۶۳)

اس جگہ بھی اس بات کا واضح اقرار کیا جا رہا ہے کہ نانوتوی صاحب کی عبارات مغالطہ

کا اعلیٰ حضرت پہ یہ الزام لگانا:۔

پرور ہیں اب اس حقیقت کے باوجود ابوایوب صاحب

جس سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ مولانا

''اب ایسی عبارات تیار کی ہیں

نانوتوی ختم نبوت زمانی کے منکر ہیں۔''

(ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص۲٦٦)

اور نانوتوی صاحب کی عبارات

صرف جھوٹ، فراڈ اور مغالطہ دہی کے سوا کچھ نہیں۔

ہی شکوک وشبہات پیدا کرتی ہیں جن سے نہ صرف اعلیٰ حضرت بلکہ آپ سے پہلے بھی دیگر

اکابرین نے اختلاف کیا تھا اور یہ اختلاف صرف علمی نہیں تھا جیسا کہ ابوایوب صاحب نے

مغالطہ دینے کی کوشش کی بلکہ ان حضرات نے نانوتوی صاحب کی تکفیر بھی کی تھی جس کی تفصیل

بندہ کی کتاب ''ردتائید تحذیر الناس۔'' میں ملاحظہ کریں۔ بہر حال

خامہ کس قصد سے اٹھا تھا کہاں جا پہنچا

گفتگو ہم یہ کر رہے تھے کہ نانوتوی صاحب کا پیش کردہ معنی بالکل نیا ہے اکابر

مفسرین سے یہ ثابت نہیں۔ اس پہ ہم ایک اور گواہی پیش کرتے ہیں۔ جناب خلیل احمد

سہارنپوری لکھتے ہیں:۔

''ہمارے خیال میں علمائے متقدمین اور ازکیاء متبحرین میں سے کسی کا

ذہن اس میدان کے نواح تک میں نہیں گھوما۔'' (المہند علی المفند ص۴۸)

جناب گھمن صاحب بھی اسی حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''یہ حجۃ الاسلام کی اپنی اصطلاح ہے۔''

(حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ صفحہ ۱۲۴)

لہٰذا ان بیانات سے واضح ہوگیا کہ نانوتوی صاحب کا بیان کردہ معنی بالکل نیا ہے لہٰذا

اب ہم یہاں گھمن صاحب کے الفاظ میں کہہ سکتے ہیں کہ ''نانوتوی صاحب نے آیت پڑھ

کر مفہوم اپنا مراد لیا ہے۔'' لہٰذا انہوں نے قرآن میں تحریف معنوی کر کے اسے اپنا ہمنوا

بنانے کی کوشش کی ہے جو جناب کے فتنہ ہونے کی نشانی ہے۔ مزید سنیے جناب خالد محمود

صاحب لکھتے ہیں:۔

"مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تشریح میں ختم نبوت مرتبی کا عقیدہ رکھتا تھا۔"

(تحذیر الناس ص۱۶)

اسی عقیدے کو بیان کرتے ہوئے مرزا بشیر الدین لکھتے ہیں:۔

"یعنی ختم نبوت کے یہ معنی ہیں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مقام نبیوں سے افضل ہے۔" (تفسیر صغیر ص۵۵۱)

اسی طرح ابو ایوب صاحب لکھتے ہیں:۔

"اس کا معنی آخری ہونا ہے مگر اہل علم سمجھتے ہیں کہ اس آخری ہونے کے ساتھ ساتھ افضل ہونا بھی ہے۔" (ختم نبوت اور تحذیر الناس ص ۲۶۴)

اب اس کے معنی کے متعلق جناب متین خالد صاحب رقم طراز ہیں:۔

"شاہد بشیر قادیانی نے کہا کہ لفظ خاتم کا ترجمہ ہے افضل اور خاتم النبیین کا مطلب ہے تمام نبیوں سے افضل۔ میں نے عرض کیا کہ یہی بات آپ کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ دنیا کی کسی لغت یا ڈکشنری میں لفظ خاتم کا معنی افضل نہیں ہے۔" (فیصلہ کن مناظرہ ص۹۵)

تو نانوتوی صاحب کے ساتھ ساتھ جو لوگ اس معنی کا دفاع کرتے ہیں بقول متین خالد ان کا جاہل ہونا بھی اظہر من الشمس ہو گیا۔ اب ہم آخر میں اتمام حجت کرتے ہوئے آخری حوالہ پیش کرتے ہیں:۔

"خاتم النبیین کا سب علماء یہ معنی کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔ کسی مفسر نے خاتم النبیین کا یہ معنی نہیں کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مہر وغیرہ۔ سب نے یہ معنی کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔"

(مناظرہ حیات الانبیاء ص ۶۲)

اس بیان سے بھی ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب نے جو معنی بیان کیا ہے وہ کسی مفسر

نے بیان نہیں کیا لہٰذا بانی دیوبند ایک فتنہ تھے جنہوں نے دیوبندی فتنہ کی بنیاد رکھی۔ اور انہی کی پیروی مماتی حضرات نے بھی کی جن کو خود جناب گھمن صاحب نے بھی فتنہ تسلیم کیا۔ اس تفصیل کے بعد مزید ضرورت تو نہیں رہتی مگر ہم یہاں ان کے گھر کے ہی محرفین (معنوی) قرآن کی نشاندہی ان کے اپنے لوگوں کی زبانی کروانا چاہتے ہیں تا کہ جناب کے علم میں اضافہ ہو سکے کہ اصل فتنہ کون ہے۔ جناب قاضی مظہر حسین صاحب یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ مولوی ضیاالرحمٰن نے تحریف معنوی کی۔

(سالانہ روئیداد مدرسہ عربیہ اظہار الاسلام رجب ۱۴۰۸ تا جمادی الثانی ۱۴۰۹ ص ۳)

اسی طرح مفتی مہدی حسن نے بلغتہ الحیر ان کے بارے میں لکھا کہ:۔

''بعض آیات کی غلط تعبیر اور تاویل بلکہ تحریف ہے۔''

(ضرب شمشیر ص ۴۷)

ایسے ہی جواہر القرآن کے بارے میں لکھا:۔

''جواہر القران میں جا بجا جمہور مفسرین اور مسلک اہل حق سے انحراف و اعتزال پایا جاتا ہے۔'' (ضرب شمشیر ص ۴۹)

مولوی امین مماتی حضرات کے استدلال کے بارے میں لکھتا ہے:۔

''یہ تحریف قرآن اور تحریف حدیث ہے۔'' (التحقیق المتین ص ٦٦)

مولوی مجیب نے مولوی امیر عبداللہ کے بارے میں لکھا:۔

''مولوی صاحب نے۔۔۔اللہ تعالی کے کلام میں تحریف معنوی کر کے اللہ تعالی پر غلط بیانی کی۔'' (عقیدہ حیات النبی اور صراط مستقیم ص ۱۱۵)

اسی طرح قاری سعید الرحمٰن نے لکھا:۔

''مصنف تقریر دلپذیر نے قرآنی آیات کو بہت بے دردی کے ساتھ تحریف و تخریب کا نشانہ بنایا ہے کہ ان کی تحریف سے یہودی بھی شرما جائیں۔'' (المسلک المنصور صفحہ ۱۵)

ایسے ہی خضر حیات نے پوری اوکاڑوی کمپنی (حیاتی دیوبندی) کے بارے میں لکھا کہ:۔

''یہ لوگ محرف ہیں اور ان کی کوئی تقریر تحریف سے خالی نہیں ہوتی۔''

(المسلک المنصور ص ۱۷۲)

ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:۔

''مولانا سندھی مرحوم جب ہندوستان واپس آئے تو۔۔۔ان مرحوم نے بعض ایسے خیالات اور افکار کا اظہار کرنا شروع کیا جن میں توازن کی بڑی کمی تھی، اور جو بڑی غلط فہمیوں اور مغالطوں کا باعث ہو سکتے تھے، ان کے کسی مضمون میں قرآن و حدیث و فقہ کے متعلق بعض ایسے نظریات وتحقیقات تھے جو جمہور اہل اسلام کے عقیدہ سے مختلف تھے۔''

(پرانے چراغ ص ۱۷)

احمد رضا بجنوری لکھتے ہیں:۔

''تاہم یہ امر قابل افسوس ہے کہ اس ایک صدی کے اندر جو کتب تفاسیر شائع ہوئیں وہ بڑی حد تک غیر معیاری ہیں۔تفسیر المنار مصری ہو یا سر سید کی تفسیر ہندی عنایت اللہ مشرقی کی تفسیر ہو یا مولانا آزاد کی ترجمان القرآن مولانا عبید اللہ سندھی کی جدید تفسیر ہو۔۔۔۔وغیرہ ان سب میں عمدہ تفسیری مواد کے ساتھ آزادی رائے اور تفردات کے نمونے بھی بکثرت پائے جاتے ہیں۔'' (ملفوظات محدث کاشمیری ص ۱۹۰)

مزید لکھتے ہیں:۔

''ہمارے علمائے دیوبند میں سے مولانا عبید اللہ سندھی کی تفسیر میں بھی بہ کثرت تفردات ہیں اور جس زمانہ میں وہ باہر سے آکر دہلی میں مقیم تھے اور بعض فضلائے دیوبند نے بھی ان تفردات کی تائید کردی تھی تو محترم مولانا سید سلیمان ندوی نے راقم الحروف کو لکھا تھا۔ بڑے درد کے ساتھ

پوچھتا ہوں کہ دیوبندی کدھر جا رہے ہیں؟۔۔یعنی جس جماعت کا بڑا طرہ امتیاز احقاق حق تھا، اس کے افراد ایسی مداہنت کا شکار کیوں ہوئے؟۔''
(ملفوظات محدث کاشمیری ص ۲۱۸)

نیز:
''ہمارے حضرت شاہ صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ میں نے شیخ عبد الوہاب کی چند کتابیں دیکھی ہیں وہ بے محل آیات تلاوت کر دیتے ہیں۔''
(ملفوظات محدث کاشمیری ص ۱۹۸)

یہی بجنوری صاحب لکھتے ہیں:۔
''ان کی تفسیر مولانا آزاد نے جمہور مفسرین کے خلاف کی ہے۔''
(انوار الباری ج ۵ ص ۱۰۱)

اور ابوالکلام آزاد کے متعلق ضیاء الرحمٰن فاروقی لکھتا ہے:۔
''وہ ہندوستان کا عالم تھا جو کہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت اور ان کے علوم و معارف کا علمبردار تھا۔'' (خطبات ربیع اول ج ۱ ص ۲۸۳)

جی درست کہا۔ یقیناً جمہور کے خلاف تفسیر کرنا یہ آپ کے شیخ الہند کا ہی ورثہ ہوسکتا ہے۔ اسی طرح یوسف بنوری نے ابوالکلام آزاد کی تفسیر کے متعلق لکھا:۔
''یہ فرمانِ الٰہی میں تحریف ہے یہ اور اس جیسی دوسری تاویلات جو انہوں نے بیان کی ہیں ائمہ اہل سنت اور جمہور امت میں سے کسی نے بھی بیان نہیں کیا ہے اس جیسی رکیک تاویلات سے ان کی تفسیر بھری پڑی ہے جن کی کوئی گنجائش نہیں ہے ان کی ایک خاص عادت یہ بھی ہے کہ تفسیر آیات میں احادیث و آثار کی طرف بالکل التفات نہیں کرتے بلکہ تفسیر کی بنیاد کتب تاریخ کو بناتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ''عیسی ابن مریم علیہ السلام کا دوبارہ نازل ہونا، نہ میرے عقیدے میں سے ہے ان کا ذکر

نزولِ قیامت کی شرائط میں کیا گیا ہے یہ عقیدہ میں داخل نہیں ہوتا۔''

(برصغیر میں قرآن فہمی کا جائزہ ص ۴۹۴)

عبید اللہ سندھی کے متعلق لکھا:۔

''ان مذکورہ افکارِ شاذہ کے خلاف اکابر علماء نے پورے احترام کے ساتھ محتاط انداز میں لکھا، مولانا سندھی رحمۃ اللہ علیہ کی قرآن فہمی اور تفسیر پر تعریف کرنے کے باوجود ان کی کتابوں میں مذکور بعض افکار و خیالات پر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے، اور جن سے علماء خوش نہ ہوئے، ان کے خیال میں ان کے خیالات دین کے مسلمات کے متصادم ہیں۔''

(برصغیر میں قرآن فہمی کا تنقیدی جائزہ ص ۴۴۴)

اسی طرح سجاد بخاری لکھتا ہے:۔

''حضرت نانوتوی اس قول میں متفرد ہیں اور یہ ان کا مخصوص ذوق ہے۔ موت کا یہ مفہوم کتاب و سنت میں کہیں مذکور نہیں نہ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ مجتہدین اور بعد کے علماء راسخین سے اس کا کہیں نام و نشان ملتا ہے گویا حضرت نانوتوی کی اختیار کردہ رائے جمہور سلف و خلف اور جمہور علماء امت کے خلاف ہے۔'' (اقامۃ البرھان ص ۲۱)

سید عنایت اللہ شاہ کے بارے میں عبدالحق خان بشیر صاحب لکھتے ہیں:۔

''جنہوں نے مسلک دیوبند کی نظریاتی وحدت کو ۱۹۵۶ میں اس وقت پارہ پارہ کیا جب ابھی ۱۹۵۳ء کے شہداء ختم نبوت کے مقدس لہو کی سرخی بھی مدہم نہ پڑی تھی۔ انہوں نے شہدائے ختم نبوت سے غداری کرتے ہوئے مسلک دیوبند کے خلاف ایک ایسے پتھری مکتب فکر کی بنیاد رکھ دی جس کے لیے انہیں نظریاتی میٹریل چودہ سو سالہ اسلامی ذخیرہ سے نہ مل سکا۔ لہٰذا ان کو اپنے فکر جدید کی بنیاد قرآن پاک کی تفسیر بالرائے پر رکھنی

پڑی، چودہ سو سالہ تفسیری کتب پر نہ صرف عدم اعتماد کا اظہار کیا گیا بلکہ انہوں نے قوال اور قوالیاں قرار دے کران کا برسرِعام تمسخر اڑایا۔"

(علماء دیو بند کا عقیدہ حیات النبی اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی صفحہ نمبر ۸۱۔۸۲)

انور شاہ کاشمیری کے بارے میں سجاد بخاری لکھتے ہیں:۔

"لیکن حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ توجیہ جمہور مفسرین امت کی تحقیق اور سلف و خلف کے یہاں قول محقق کے سراسر خلاف ہے۔"

(اقامۃ البرہان ص ۱۸)

شاہ ولی اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"حالانکہ حضرت شاہ صاحب کی یہ توجیہ جمہور مفسرین سلف و خلف کی تصریحات کے خلاف ہے۔" (اقامۃ البرہان ص ۱۸)

شبیر احمد عثمانی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"حالانکہ جمہور مفسرین کے نزدیک سفرہ سے مراد فرشتے ہیں اور غیر مشہور قول کے مطابق اس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مراد ہیں لیکن حضرت علامہ عثمانی رحمہ اللہ نے دونوں کے برعکس ایک تیسری توجیہ اختیار فرمائی۔" (اقامۃ البرہان ص ۱۹)

جناب اخلاق حسین قاسمی صاحب لکھتے ہیں:۔

"لیکن مولانا عبدالماجد صاحب دریا آبادی جیسے محقق عالم پر حیرت ہوتی ہے کہ انہوں نے ایک قدم آگے بڑھا کر اسرائیلی خرافات کی پوری پوری ترجمانی کر دی۔" (محاسن موضح قرآن ص ۴۱۲)

مزید لکھتے ہیں:۔

"مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی نے اپنے تمام پیش رو مترجمین سے الگ راہ اختیار کی۔" (محاسن موضح قرآن ص ۴۶۱)

اس کے بعد گھمن صاحب نے مختلف قسم کے اعتراضات کیے جن کا جواب پیش خدمت ہے۔

چل میرے خامہ بسم اللہ

لقد جاء کم من اللہ نور

آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور

اس جگہ دیوبندی حضرات کونور سے مراد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات لینے سے انکار ہے۔ چنانچہ ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

''جن مفسرین نے نور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ مراد لی ہے وہ تفسیر صحیح نہیں۔'' (محاضرات رضاخانیت ص ۱۲۷)

اسی طرح ایک اور حضرت لکھتے ہیں:۔

''مذکور آیت میں نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد قرآن ہے، نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔'' (بریلوی مذہب اور اسلام ص ۳۵)

جبکہ دوست محمد قریشی صاحب فرماتے ہیں:۔

''تفسیروں کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے بہت سے مفسر اس طرف گئے ہیں کہ نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں چنانچہ:۔

۱۔ علامہ علاؤالدین بغدادی صاحب تفسیر خازن

۲۔ صاحب تنویر المقیاس

۳۔ علامہ سیوطی صاحب جلالین

۴۔ علامہ پانی پتی صاحب تفسیر مظہری

۵۔ ابوالبرکات نسفی صاحب تفسیر مدارک

۶:۔ علامہ رازی صاحب تفسیر کبیر

ان حضرات نے متعدد اقوال نقل کرنے کے باوجود ترجیح اس قول کو دی ہے

کہ نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔" (براہین اہلِ سنت ص ۳۱۷)

جبکہ دیو بندی حضرات کے نزدیک یہ تفسیر درست نہیں۔ جیسا کہ ہم حوالہ جات پیش کر آئے ہیں تو اب ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں گھمن صاحب کے اصول سے دیو بندی حضرات فتنہ قرار پاتے ہیں۔

اس کے بعد گھمن صاحب نے جو سعیدی صاحب کے حوالہ جات نقل کیے تو وہ ان کو مفید نہیں کیونکہ سعیدی صاحب نے ان سے رجوع کر لیا تھا جو چھپا ہوا موجود ہے اور کسی کے مرجوع قول کو پیش کرنا دیو بندی حضرات کے نزدیک گوہ کھانے کے برابر ہے۔ چنانچہ ابو ایوب صاحب کہتے ہیں:۔

"صحابہ کے دستر خوان پہ گوہ کھائی گئی اگر تم یہ کہتے ہو کہ پہلی والی بات ٹھیک ہے تو پھر تم اب گوہ کھا کر دکھاؤ پھر پتہ چلے۔۔۔۔ جو بات منسوخ ہو جائے تو منسوخ بات پھر پیش نہیں کیا جا سکتا۔"

(مناظرہ کوہاٹ ص ۹۷)

اس بات کی یہاں وضاحت ضروری ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کو محض لباس یا ایسی بشریت جس سے جبرائیل متصف تھے تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کو بھی صفات بشریت کے ساتھ متصف مانتے ہیں۔ یعنی جو بشریت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت نہ تھی بلکہ محض لباس انسانی تھا اور حقیقت محمدی جو وجود بشریت کے بغیر بھی موجود تھی جس کو خود سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نور سے تعبیر کیا ہے۔ اس لیے ہماری طرف سے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقت میں نور اور ظاہری لباس بشری سے متصف ہیں۔ اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"پہلوں پر رحمت ہونے کے لیے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک وجود پہلے پیدا فرمایا اور وہ وجود نور کا ہے کہ حضور اپنے وجودِ نوری سے سب سے پہلے مخلوق ہوئے اور عالمِ ارواح میں اس نور کی تکمیل و تدبیر ہوتی رہی

آخر زمانہ میں امت کی خوش قسمتی سے اس نور نے جسد عنصری میں جلوہ گر وتاباں تمام عالم کو منور فرمایا۔" (اشرف التفاسیر ج ۲ ص ۶۵)

جناب ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں :۔

"تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح طیبہ بھی سب سے پہلے پیدا ہوئی اور بشری لباس بعد میں ملا۔" (مناظرے اور مباحثے ص ۳۰۴)

بہر حال ان دونوں حوالہ جات سے ہمارے مدعا کی وضاحت ہوگئی۔

دیوبندی چیلنج کا جواب

اس جگہ یہ بھی عرض ہے کہ دیوبندی حضرات اس جگہ بڑا زور لگا کر یہ چیلنج کرتے ہیں کسی ایک مفسر سے دکھاؤ جس نے اس آیت میں نورِ حسی مراد لیا ہو۔ آیئے ہم مفسرین کرام کے حوالہ جات پیش کیے دیتے ہیں۔ علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں :۔

قد جاء کم من الله نورٌ عظیم وهو نور الانوار و النبی المختار ﷺ والی هذا ذهب قتادہ واختارہ الزجاج۔

(روح المعانی ج۶ ص۹۷)

علامہ آلوسی کی عبارت اس بات کو واضح کر رہی ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نورِ حسی بھی تھے۔ یہی عبارت علامہ غلام رسول سعیدی نے توضیح البیان صفحہ ۱۸۵ پہ نقل کر کے نورِ حسی پہ استدلال کیا تھا جس کے جواب میں لکھی گئی کتاب "اتمام البرہان" میں سرفراز خان صاحب نے اس کو نقل تو کیا مگر اس کا ردّ کہیں نہیں کیا اور نہ ہی اس کا جواب دے پائے جو خان صاحب کے اپنے اصول سے اس کو صحیح تسلیم کرنے یا لا جواب ہونے کے مترادف ہے۔ چنانچہ جناب لکھتے ہیں :۔

"کسی بھی اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں ہوسکتی کہ جب بھی کوئی شخص کسی کتاب یا مضمون کی تردید کرتا ہے تو بزعم خویش اس میں قابل مواخذہ

سب باتوں کو ضرور ملحوظ رکھتا ہے۔ جو باتیں قابل تردید ہوتی ہیں ان کی خوب دل کھول کر تردید کرتا ہے اور جو باتیں صحیح یا لا جواب ہوتی ہیں ان پر خاموشی اختیار کر لیتا ہے۔" (الشہاب المبین ص ۱۲)

اس پہلی لاجواب شہادت کے بعد اب ہم دوسرا حوالہ بھی پیش کیے دیتے ہیں علامہ صاوی فرماتے ہیں:۔

وسمی نور الانه ینور البصائر و یهدیها للرشاد و انه اصل کل نور حسی و معنوی۔ (تفسیر صاوی ج ۲ ص ۴۸۶)

ترجمہ:۔ آپ کو نور سے اس لیے موسوم کیا گیا ہے کہ آپ بصائر کو منور کرتے ہیں اور انہیں راہِ ہدایت عطا فرماتے ہیں اور اس لیے کہ آپ ہر نور کی اصل ہیں، خواہ حسی ہو یا معنوی۔"

اس جگہ دیوبندی حضرات کے ایک بہانے کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔ یہ حضرات جب پھنس جائیں تو کہتے ہیں کہ ہم علامہ صاوی کو معتبر نہیں سمجھتے اور کسی صاوی نیلی پیلی کا حوالہ حجت نہیں۔ مگر حیرانگی والی بات ہے جب اپنا مفاد پیش نظر ہو تو جگہ جگہ علامہ صاوی کے حوالے دیئے جاتے ہیں جیسا کہ مفتی جمیل نے اپنی کتاب "رضا خانی ترجمہ وتفسیر کے جائزہ میں" دیئے ہیں اور علامہ صاوی اور دیگر مفسرین کے حوالہ جات نقل کرنے کے بعد ان کو بلند پایہ مفسرین میں شمار کیا۔ (رضا خانی ترجمہ وتفسیر کا جائزہ ص ۱۲۳)

(۲) وانك لتهدی الی صراط مستقیم۔

قارئین جہاں تک سرکار کے ہدایت دینے کا تعلق ہے تو اس کی نسبت آپ کی طرف مجازی اور غیر مستقل ہے جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب نے تصریح کی ہے۔ (رسائل نعیمیہ ص ۱۶۲۔ ۱۶۳)

اور ہدایت دینے کے متعلق خود تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"بعض محققین کا قول ہے کہ عارف را ہمت نباشد یعنی عارف میں ہمت نہیں ہوتی۔ یعنی وہ تصرف کرنے کو بے ادبی سمجھتا ہے۔ انبیاء سے زیادہ کس کے دل کو قوت ہوگی۔ پتھر کھائے سب ہی کچھ مصائب اٹھائے مگر تصرف نہیں کیا ہاں دعا کرتے تھے ہدایت کی، توجہ نہیں ڈالی۔ اگر توجہ ڈالتے تو کیا ابو جہل ایمان سے باز رہتا ہر گز نہیں۔"

(ملفوظات حکیم لامت ج۱۹ ص ۳۰۷)

یہی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"تو اس سے ثابت ہوا کہ اہل اللہ کی محبت اگر چہ طبعی ہی ہو ایمان اور ہدایت میں نافع ہو جاتی ہے۔" (تفسیر بیان القرآن)

(۳) استعینو بالصبر و الصلوۃ

قارئین جہاں تک استعانت کی بحث کا تعلق ہے تو ہمارے نزدیک استعانت بمعنی توسّل ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

"یہی حال استعانت و فریاد رسی کا ہے، ان کی حقیقت خاص بخدا اور بمعنی وسیلہ و توسّل و توسط غیر کے لیے ثابت اور قطعاً روا، بلکہ یہ معنی تو غیر خدا ہی کے لیے خاص ہیں۔" (برکات الامداد ص ۳)

مفتی احمد یار خان لکھتے ہیں:۔

توسّل کر نہیں سکتے خدا سے اسے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

(جاء الحق ص ۲۱۰)

دیوبندی مصنف لکھتے ہیں:۔

"اور بقوت خدا کوئی کسی کا کام کرے اور اس سے استعانت کی جائے تو جائز ہے۔" (تفسیر بلغۃ الحیر ا ن ص ۸)

نیز:۔

"شالا مدد ہووے پیر جیلانی۔" (بلغۃ الحیر ا ن ص ۳۵۴)

ان عبارات کی تاویل بھی دیوبندی حضرات نے بطور توسل کی ہے۔ اسی طرح ایک دیوبندی مولوی نے کہا:۔

اے رؤف الرحیم، میرا دامن بھر دو
خالی جھولی میری دیکھیں نہ زمانے والے

اس شعر کی صفائی پیش کرتے ہوئے محشی لکھتا ہے:۔

''یہ فقہا کی زبان میں طلب شفاعت ہے۔'' (یادگار خطبات ص ۴۱۷)

لہٰذا استعانت بمعنی توسل ہی ہے اور اگر کسی کو مشکل کشا وغیرہ کہا جاتا ہے تو وہ مجازی طور پہ ہے۔ دیوبندی مفتی کفایت اللہ سے سوال ہوا:۔

''وہ صاحب جو اپنے آپ کو دیوبندی کہتا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مجاز اً شافی الامراض، دافع بلیات مشکل کشا وغیرہ بذریعہ عام تقاریر ثابت کرتا ہو، ان ہر دو میں سے از روئے شریعت اقتداء کس کی جائز ہے یا کس کو ترجیح دی جائے؟''

تو مفتی صاحب جواباً لکھتے ہیں:۔

''ان امور مذکور کا ثابت کرنا بطور مجاز کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے جائز ہے۔'' (سوانح حیات مولانا غلام اللہ خان ص ۱۹۴)

باقی ایسی مدد جو کرامت یا معجزے سے ممکن ہو اس کا چاہنا جائز ہے جیسا کہ ظفر احمد عثمانی صاحب نے مقالات عثمانی جلد ۲ ص ۔۔ پر وضاحت کی ہے۔

(۴) قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ۔

بریلوی حضرات اس آیت کا مفہوم یوں پیش کرتے ہیں:۔

''دیکھو آصف بن برخیا میں اتنی طاقت تھی اور اتنا اختیار تھا اور اتنی قدرت تھی کہ سینکڑوں میل دور سے تخت پلک جھپکنے کی مدت میں لے آئے۔'' (کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۱۵)

عرض ہے جناب دیو بندی حضرات بھی یہ مفہوم بیان کرتے ہیں۔ جناب خالد محمود لکھتے ہیں:۔

''پھر ایک روحانی قوت سے ملکہ کا تخت اس کے آنے سے پہلے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچ گیا۔ یہ پل بھر میں تخت کا وہاں پہنچ جانا بتلا رہا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس صرف مادی دولت ہی فراواں نہیں، آپ کا دربار روحانی قوتوں سے بھی بھرپور آراستہ ہے۔''

(آثار التنزیل ج ۲ ص ۱۵۶)

اور کیونکہ ولی کی کرامت نبی کا معجزہ ہوتی ہے۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۰۶) اس لیے صدر الافاضل نے اس کی نسبت سلیمان علیہ السلام کی طرف کر دی۔ اور اس عبارت میں کہیں اولیاء کے تصرف کا انکار نہیں۔ اصل بحث یہ ہے کہ معجزہ و کرامت نبی ولی کے ارادے سے صادر ہوتی ہے یا نہیں تو دیو بندی حضرات نے یہ تسلیم کیا ہے کہ معجزہ و کرامت میں ارادے کا بھی دخل ہوتا ہے۔ (اظہار حق ص ۹۹، البوادر النوادر ص)

(۵) اذ نسویکم برب العالمین

کیونکہ ہم تمہیں رب العالمین کے برابر سمجھتے تھے۔

گھمن صاحب کو اس پہ اعتراض یہ ہے کہ بریلوی حضرات کا یہ کہنا کہ مشرکین بتوں کو رب العزت کے برابر سمجھتے تھے غلط ہے جبکہ خود دیو بندی مصنف جناب مجیب الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:۔

''یہاں شرک سے مراد وہ شرک ہے جو مشرکین کرتے تھے یعنی اللہ تعالیٰ کے برابر کرنا اور بتوں کی عبادت کرنا۔'' (اظہار الحق ص ۱۱۵)

اور جہاں تک شرک فی الصفات کا تعلق تو جس طرح اللہ بھی سمیع ہے (اسراء) بندے کو بھی سمیع کہا گیا ہے (الدہر) مگر دونوں کی سماعت میں زمین آسمان کا فرق ہے اللہ کی سماعت ذاتی ہے بندے کی عطائی ہے، رب العزت کی سماعت لامحدود و قدیم ہے جبکہ

بندے کی سماعت حادث اور محدود ہے یہی حال دیگر صفات کا ہے۔ علم غیب میں بھی ہمارے نزدیک یہی قیود ہیں۔ فقط لفظی اشتراک سے شرک نہیں ہوتا شرک معنوی اشتراک کا نام ہے۔ لہٰذا صرف یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم غیب جانتے ہیں شرک نہیں بلکہ یہ کہنا شرک ہے کہ اللہ کے برابر علم جانتے ہیں۔ حسین احمد مدنی لکھتے ہیں:۔

''عرف شرع میں اشراک کی حقیقت یہ ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا مساوی اور ہم مرتبہ یا حصہ دار اس کی ذات یا صفات خاصہ میں یا افعال خاصہ میں بنایا اور منایا جائے''

(فتاوی شیخ الاسلام)

(٦) لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا

یعنی رسولِ پاک کو ایسے نہ پکارو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر یا محمد نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ یا حبیب اللہ کہو۔

اس آیت کے حوالے سے بھی گھمن صاحب کو اعتراض ہے ہم ان کا یہ اعتراض بھی دور کیے دیتے ہیں تفسیر صاوی میں واضح طور پہ یہ الفاظ موجود ہیں:۔

تقولو:۔ يارسول الله، يانبى الله... واستفيد من الاية انه لا يجواز نداء النبى بغير ما يقيد تعظيم، لا فى حياته ولا بعد۔

امید ہے جناب کا اعتراض دور ہو گیا ہوگا اور جہاں تک تعلق ہے فتاویٰ مسعودی کے فتوے کا تو جناب اگر پوری عبارت ہی نقل کر دیتے تو ان کا پول کھل جاتا کیونکہ آگے صاف موجود ہے ''بالذات حاضر و ناظر صرف اللہ ہے۔'' یعنی کسی کو بالذات حاضر ناظر سمجھ کر پکارنا شرک ہے اور ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالذات حاضر و ناظر تسلیم نہیں کرتے۔ اس کے بعد گھمن صاحب نے خود اپنی علمیت کا بھانڈا پھوڑا ہے اور لکھتے ہیں:۔

''ہم نے اپنی کتاب کی تیاری میں ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی کتب سے بھی استفادہ کیا ہے جیسے عبقات، مطالعہ بریلویت اور

دیگر اکابر کی کتب زیر نظر رہیں جیسے استاذ محترم امام اہلسنت مولانا سرفراز خان صفدر کی کتاب تنقید متین وغیرہ اور کچھ ہمارے اکھٹے کیے ہوئے اس مواد سے جو ہم اپنے طالب ساتھیوں کے لیے پھیلا رکھتے ہیں اور ان کے استفادہ کے لیے عام کر دیتے ہیں اور بعض ساتھیوں نے ان میں سے کچھ چیزیں اپنی تحریرات میں شائع بھی کی ہیں۔''

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۱۷)

یہاں گھمن صاحب نے واضح طور پہ تسلیم کیا ہے کہ وہ کوئی نئی چیز پیش نہیں کر رہے بلکہ وہی پرانی شراب نئے نام سے پیش کر رہے ہیں پھر شومئی قسمت اس میں سے بھی کچھ مواد پہلے ہی شائع ہو چکا ہے۔ اس سے جناب کا اشارہ ''ہدیہ بریلویت'' کی طرف ہے جس میں جناب کی کتاب کا ایک بنیادی مضمون ''کنز الایمان کا تفصیلی جائزہ'' مکمل طور پہ من وعن موجود ہے۔ اور پھر یہی مضمون نور سنت کے کنز الایمان نمبر میں تیسری دفعہ بھی چھپ چکا ہے۔ حیرانی والی بات ہے کہ موجودہ حالات میں پبلشر حضرات ایک مضمون کو ایک دفعہ چھاپنا گوارا نہیں کرتے مگر دیوبندی حضرات ایک ہی مضمون کو ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں بلکہ سہ بار منظر عام پہ لاتے ہیں۔ اس کی ایک اور مثال ''مرثیہ گنگوہی پہ اعتراضات کا جائزہ'' نامی مضمون ہے جو رسالہ نور سنت کے علاوہ ہدیہ بریلویت میں بھی شائع ہوا اور بعد میں اس کو الگ بھی شائع کیا گیا۔ ویسے اس رسالہ کے حوالے سے دلچسپ بات یہ ہے کہ ان تینوں مقامات پہ مواد ایک جیسا ہے مگر مصنفین کے نام مختلف ہیں اب ہم حیران ہیں کہ ایک مضمون سے مختلف لوگوں کو شہرت دینے کا آخر مقصد کیا ہے؟

بہر حال ہم گفتگو یہ کر رہے تھے کہ گھمن صاحب استفادہ تک ہی محدود ہیں اور ان کی علمی قابلیت بھی انہیں اس دائرہ کار سے باہر نہیں جانے دیتی۔ جناب کی صرف یہی کتاب نہیں بلکہ دیگر کتب بھی استفادہ کے عمل سے معرضِ وجود میں آئی ہیں۔

دیوبندیوں کی تحریف معنوی کی عبرت انگیز داستان

ہم یہاں گھمن صاحب کو آئینہ دکھانا چاہتے ہیں کہ دوسروں پہ الزام لگانے والے گھر کا آنگن بھی دیکھ لیں۔

(۱) ویکون الرسول علیکم شهیدا کی تفسیر میں حسین علی لکھتے ہیں کہ شہید کے معنی گواہ کے نہیں، بتانے والے کے ہیں۔ (تفسیر بلغۃ الحیر ا ن ص ۲۷) جبکہ یہ تحریف معنوی ہے۔

(۲) ان الله و ملئکته یصلون کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

''مومنوں کو کہا گیا ہے کہ تم آفرین آفرین کرو جس طرح اللہ تعالیٰ اور ملائکہ آفرین کرر ہے ہیں۔'' (بلغۃ الحیر ا ن ص ۲۶۶)

جبکہ اس کا معنی درود پڑھنا ہے، یہاں بھی حسین علی نے تحریف معنوی سے کام لیا ہے۔

(۳) قل لا املك لنفسی کے ضمن میں نور الحسن بخاری لکھتے ہیں:۔

''اور کسی کو کیا اختیار ہوگا جب محبوبِ خدا، سید الانبیاء، محمد مصطفیٰ کی ذاتِ پاک تک کو ذرہ بھر اختیار نہیں۔'' (توحید و شرک کی حقیقت ص ۲۴۰)

جبکہ اس آیت میں مطلق اختیار کی نہیں بلکہ ذاتی اور کلی اختیار کی نفی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

❋ ❋ ❋ ❋

باب اوّل

نورِ سنّت کے کنز الایمان نمبر کا تنقیدی جائزہ

ترجمہ اعلیٰ حضرت حقائق کے آئینے میں

قارئین نور سنت کے کنز الایمان نمبر کا پہلا مضمون دیوبندی حضرات کے مفتی نجیب صاحب (جن کے نام کے ساتھ محقق کا دم چھلا بھی موجود تھا) نے بعنوان بریلوی ترجمہ قرآن کی حقیقت ترتیب دیا۔ محترم محقق نہیں مگر سارق ضرور ہیں اور جناب کی علمی حثیت کی وضاحت ہم ان شاء اللہ آگے چل کے کریں گے فی الحال ہم ان کی طرف سے کیے گئے اعتراضات کا جواب آپ حضرات کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

کیا کنز الایمان پہ تنقید کارِ خیر ہے؟

محقق محترم لکھتے ہیں:

"ترجمہ کنز الایمان کے خلاف لکھنا کارِ خیر ہے۔ مولوی تبسم شاہ بخاری بریلوی کنز الایمان کے ردّ میں لکھی جانے والی تحقیق کو کارِ خیر سمجھتے ہیں۔

(بحوالہ انوار کنز الایمان ص ۳۶۲، نور سنت کنز الایمان نمبر ص ۴)

قارئین اس محقق نے اپنی جہالت کا ثبوت دینے کے ساتھ سخت خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ادھورا حوالہ دیا اور مکمل عبارت پیش نہیں کی۔ تبسم شاہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"لیکن برا ہو تعصب اور جہالت کا کہ ان کے ترجمہ قرآن کی بے پناہ مقبولیت نے مخالفین کو سراسیمہ کر دیا چنانچہ کئی کتابچے اور پمفلٹ اس ترجمہ کے خلاف دیکھنے میں آئے مگر مطالعہ کرنے پر معلوم ہوا کہ شاید ہی کسی نے اتنی بددیانتی کا ارتکاب اور جہالت کا مظاہرہ کیا ہو جتنا ان کتابچوں اور پمفلٹوں کے مرتبین نے کیا ہے۔ ڈاکٹر خالد محمود اس مظاہرے کی قیادت میں سب سے نمایاں کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان

کے ساتھ قاری عبد الرشید استاذ جامعہ مدینہ لاہور ہیں جنہوں نے ''حضرت شیخ الہند اور فاضل بریلوی کے ترجمہ قرآن کا تقابلی جائزہ'' لکھ کر بزعم خود دین کی بہت بڑی خدمت کی ہے۔ کوئی اور صاحب ابو عبید دہلوی ہیں جنہوں نے فاضل بریلوی کے کردار و نظریات کا مختصر جائزہ لکھ کر اور شومئ قسمت، اپنے طبقہ میں بھی کوئی پذیرائی حاصل نہ کر سکے۔ ایک معترض جمیل احمد نذیری دیوبندی جامع عربیہ احیاء العلوم مبارکپور اعظم گڑھ بھی اس ''کارِ خیر'' میں شریک ہیں۔''

(انوار کنز الایمان ص ۳۶۱۔۳۶۲)

قارئین اس پوری عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ تبسم صاحب کے نزدیک کنز الایمان کے خلاف لکھے ہوئے پمفلٹوں اور کتابچوں میں بد دیانتی اور جہالت کا مظاہرہ کیا گیا ہے۔ جس کو بخاری صاحب نے طنزاً کارِ خیر سے تعبیر کیا ہے۔ مگر ہمیں نہایت ہی افسوس ہے خود کو مفتی اور محقق کہنے والا شخص اردو کی صریح عبارت سمجھنے سے بھی قاصر ہے۔ اور قارئین ہم یہاں یہ بھی واضح کرتے جائیں کہ جناب کس معنیٰ میں مفتی ہیں اور حضرت کی علمی حثیت کیا ہے۔ عبد القدوس صاحب لکھتے ہیں:۔

''ہمارے زمانے میں ایک ساتھی محمد فاروق صاحب پڑھتے تھے اور ایک مسجد میں امامت بھی کرواتے تھے۔ پڑھائی میں بہت کمزور تھے مگر خوش مزاج تھے ساتھی ان کو مفتی محمد فاروق کہتے تھے۔ ایک دفعہ شام کے کھانے میں ان کا انتظار ہو رہا تھا مہمان بھی آئے ہوئے تھے تو ساتھی کہنے لگے کہ مفتی محمد فاروق نے دیر کر دی ہے کچھ ہی دیر بعد وہ آئے تو مہمان ان سے پوچھنے لگا کہ حضرت آپ نے مفتی کا کورس کیا ہوا ہے تو وہ کہنے لگے نہیں بلکہ میں تو قطبی اور شرح ملاں جامی پڑھتا ہوں۔ اس پر مہمان کہنے لگا پھر آپ کو یہ لوگ مفتی کیوں کہتے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ میں

پڑھتا تو ہوں نہیں مفت میں مدرسے کی روٹیاں کھاتا ہوں اس لیے مفتی ہوں۔ یہ سن کر سب ہنسنے لگے۔ مفتی صاحب موصوف بھی اسی معنی میں مفتی ہیں جس معنی میں مفتی محمد فاروق تھے۔ اس لیے کہ ان کی کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ ان صاحب کی علمی استعداد نور الانوار اور شرح ملاں جامی پڑھنے والے طالب علم کے برابر بھی نہیں ہے اور یہ محسوس ہوا کہ ان کو حلہ شیریں دے کر اس کام پر آمادہ کیا گیا ہے۔"

ایک حقیقت ہے جو ہونا چاہتی ہے آشکار
مدعا میرا کسی کی آبرو ریزی نہیں

(ایضاح سنت ص ۱۱)

اب میں یہاں قارن صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جناب نور الانوار تو ایک طرف جو صاحب اردو کی ایک سیدھی عبارت کا مطلب نہ سمجھ سکے وہ یقیناً اسی معنی میں مفتی ہے جس معنی میں مفتی فاروق تھے۔ اسی طرح ایسے لوگوں کی حقیقت واضح کرتے ہوئے زکریا صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہم لوگوں کی مثال اس بندر کی سی ہے کہ ایک ادرک کی گرہ کہیں سے اٹھالی اور اپنے آپ کو پنساری سمجھنے لگے۔" (راہ اعتدال ص ۳۹)

ایسے لوگوں کے علم کا بھانڈا پھوڑتے ہوئے جناب تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"اکثر لوگ مولانا کہنے سے بڑے خوش ہوتے ہیں ہمارے بزرگ ایسے بڑے بڑے علامہ گزرے ہیں بہت سے بہت مولوی لقب صاحب کا لقب ہوتا تھا مولانا بہت کم کسی کسی کے لیے اور اب تو اس قدر انقلاب ہوا کہ مولانا سے بڑھ کر کوئی شیخ الحدیث ہے تو کوئی شیخ التفسیر۔"

(ملفوظات حکیم الامت ج ۴ ط ۳۴۵)

نیز فرماتے ہیں:۔

''آج اکثر کی حالت یہ ہے کہ نہ علوم ہیں نہ عمل نہ کوئی تحقیق ہے نہ کوئی تدقیق ہے مگر ویسے ہی جامے سے باہر ہوئے جاتے ہیں دیکھئے ہمارے بزرگ۔ ان کا ناتہائی لقب مولانا تھا ورنہ اکثر مولوی صاحب کہلاتے تھے اور آج کل جن لوگوں کو ان سے کچھ نسبت نہیں وہ شیخ الحدیث، شیخ التفسیر امام الہند کہلانے لگے یہ سب نئی ایجاد ہے۔ کیا خرافات ہے خدا بھلا کرے اس جاہ کا اس نے اندھا بنا رکھا ہے۔''

(ملفوظات حکیم الامت ج ۴ ص ۱۱۲)

جناب محقق صاحب مزید لکھتے ہیں:۔

''میں انصاف و دیانت کے ساتھ یہ سب کچھ لکھ رہا ہوں کسی قسم کا غلط جذبہ میرے قلب و فکر میں کارفرما نہیں ہے۔''

(نور سنت کنز الایمان نمبر ص ۴)

جناب کی انصاف پسندی اور امانت و دیانت کا بھرم تو ہم پہلے ہی توڑ آئے ہیں کہ جناب نے کس خیانت کے ساتھ تبسم صاحب کی عبارت کو پیش کر کے اپنے جاہل ہونے کا ثبوت دیا۔ جس پر ہم قارن صاحب کا تبصرہ بھی پیش کر آئے ہیں۔ مزید سنئے جناب سرفراز صاحب اپنے ہی دیوبندی بزرگ قاضی شمس دین کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

''شوقِ اعتراض اور جذبہ تردید میں آ کر محترم نے اسے کیا سے کیا بنا ڈالا۔ جس سے ہر سطحی ذہن والا اور کم فہم آدمی ضرور مغالطے کا شکار ہو سکتا ہے کہ بات ایک مدرس اور بڑے بزرگ کی ہے لہٰذا کتاب سماع الموتیٰ میں علمی اور تحقیقی طور پر ضرور خامی اور غلطی ہو گی۔''

(الشہاب المبین ص ۵۷)

قارئین کرام جو لوگ آپسی اختلاف میں اس قدر خیانت کا مظاہرہ کرتے ہیں ان لوگوں سے ہمارے خلاف کسی انصاف کی کیا توقع رکھی جا سکتی ہے۔ ایک اور صاحب لکھتے ہیں:۔

دکھ اور رنج اس بات کا ہوا کہ علمائے دیوبند میں مولانا نعمانی کی تنہا وہ شخصیت تھی جو جماعتی اور گروہی عصبیت سے بڑی حد تک پاک صاف نظر آتی تھی۔۔۔۔۔لیکن افسوس حالات نے اور موجودہ زمانہ کی روش نے مولانا کو بھی اعتدال کی راہ پر چلنے نہ دیا

(اختلافات کا علمی جائزہ ص 221

یعنی یہ پوری کی پوری جماعت عصبیت کا شکار ہے، اب اس گواہی کے ہوتے ہوئے جناب کی اس یہ بات ہرگز قابل یقین نہیں۔

پھر انہی کی حالت پر مزید تبصرہ کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں:۔

"کہ ہمارے ہاں چھوٹا سا نقطہ اختلاف ہو تو اس کو بڑھا کر پہاڑ بنا دیا جاتا ہے، چھوٹے سے چھوٹا مسئلہ معرکہ جدال بنا ہوا ہے جس کے پیچھے غیبت، جھوٹ، ایذائے مسلم، افتراء و بہتان اور تمسخر و استہزاء جیسے متفق علیہ کبیرہ گناہوں کی بھی پرواہ نہیں کی جاتی۔ دین کے نام پر خدا کے گھر میں جدال و قتال اور لڑائیاں ہوتی ہیں۔" (وحدت امت ۴۰)

یہی صاحب مزید لکھتے ہیں:

"آج افسوس یہ ہے کہ ہم اسوۂ انبیاء سے اتنی دور جا پڑے کہ ہمارے کلام و تحریر میں ان کی کسی بات کا رنگ نہ رہا۔ آج کل کے مبلغ و مصلح کا کمال یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ مخالف پر طرح طرح کے الزام لگا کر اس کو رسوا کرے اور فقرے ایسے چست کرے کہ سننے والا دل کو پکڑ کر رہ جائے۔ اسی کا نام آج کی زبان میں زبان دانی اور اردو ادب ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

"آج ہمارے علماء اور مصلحین و مبلغین، کیسے روا ہو سکتا ہے کہ جس سے ان کا کسی رائے میں اختلاف ہو جائے تو اس کی پگڑی اچھالیں اور ٹانگ

کھینچنے کی فکر میں لگ جائیں اور استہزاو تمسخر کے ساتھ اس پر فقرے چست کریں! اور پھر دل میں خوش ہوں کہ ہم نے دین کی بڑی خدمت انجام دی ہے، اور لوگوں سے اس کے متوقع رہیں کہ ہماری خدمات کو سراہیں اور قبول کریں، کاش ہم مل کر سوچیں اور دوسروں کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح کی فکر کریں، باطنی گناہ ہمارے جبے اور عمامے کے ساتھ جمع ہو سکتے ہیں اس لیے ان کی پرواہ نہیں ہوتی اور یہی وہ چیزیں ہیں جو دراصل سارے تفرقوں کی بنیاد ہیں۔" (وحدتِ امت ص ۳۱۔۳۲)

اب ان واضح حقائق کے باوجود امانت و دیانت کا دعویٰ کرنا صرف طفلانہ مغالطہ اور الفاظ کی فریب کاری ہے اس کا حقیقت کے ساتھ کچھ تعلق نہیں۔

کنز الایمان کو لکھنے کا سبب

نجیب صاحب مزید لکھتے ہیں:

"قرآنِ مجید کے دیگر تراجم موجود تھے، تو ایک ایسے نئے ترجمے کی کیا ضرورت تھی جس کو لکھ کر اختلاف کی راہ ہموار کی جائے اور اس کے خلاف ترجمہ کرنے والے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے۔"

(کنز الایمان نمبر ۴)

مفتی شمشاد صاحب کنز الایمان کے معرضِ وجود میں آنے کے پس منظر کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اب تک اردو میں جو تراجم قرآنی موجود تھے، ان کی حیثیت سے آشنا کیا اور بتایا کہ یہ مترجمین پورے طور پر کامیاب نہیں ہوتے۔ ان ترجموں کا اگر تجزیاتی طور پہ مطالعہ کریں تو آپ خود بھی ان ترجموں کو مندرجہ ذیل خانوں میں بانٹ سکتے ہیں۔

(ا) سب سے پہلے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے قرآن مقدس کا

اردو میں ترجمہ کیا۔ مگر وہ قرآنی مفاہیم کو اردو زبان میں مکمل طور پہ پیش نہ کر سکے۔

(۲) مولانا عبد القادر صاحب نے ٹھیک نو سال کے بعد قرآن مقدس کا اردو زبان میں ترجمہ کیا۔ انھوں نے اپنے ترجمہ قرآن میں سلاست، روانی اور رواں دواں لفظوں کے استعمال کا ضرور التزام رکھا، مگر کہیں کہیں متروک، غیر مانوس لفظوں کا استعمال کر کے اپنے ترجموں کو بوجھل کر دیا۔

(۳) بعض مترجمین کی قرآن فہمی ہی ناقص تھی۔ وہ آیاتِ ربانی کو پورے طور پر نہیں سمجھ پائے اسی لیے انھوں نے کچھ کا کچھ ترجمہ کر دیا۔

تراجم قرآنی کے یہ حالات تھے۔ حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ نے یہی حالات امام رضا کے سامنے پیش کر دیئے۔''

(انوار کنزالایمان ص ۷۶۴)

اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''بعض لوگوں نے محض تجارت کی غرض سے نہایت بے احتیاطی سے قرآن کے ترجمہ شائع کرنا شروع کیے، جن میں بکثرت مضامین خلاف قواعد شرعیہ بھر دیئے جن سے عام مسلمانوں کو بہت مضرت پہنچی ہے۔ مگر چونکہ کثرت سے ترجمہ بینی کا مذاق پھیل گیا ہے وہ رسالے اس غرض کی تکمیل کے لیے کافی ثابت نہ ہوئے تاوقتیکہ ابناء زمانہ کو کوئی ترجمہ بھی نہ بتلایا جاوے جس میں مشغول ہوکر ان تراجم مبتدعہ مخترعہ سے بے التفات ہو جاویں ہر چند کہ تراجم وتفاسیر محققین سابقین کے بالخصوص خاندان عزیزیہ کے ہر طرح کافی و وافی ہیں مگر ناظرین کی حالت و طبیعت کو کیا کیا جاوے کہ بعض تفاسیر میں عربی یا فارسی نہ جاننے کی

مجبوری، بعض تراجم میں اختصار یا زبان بدلے جانے کا عذر مانع دلچسپی ہوا۔" (بیان القرآن ج ۱ ص ۶)

قارئین یہ تھے وہ حالات جو ترجمہ کنز الایمان کے معرض وجود میں آنے کا سبب بنے۔ اور اعلیٰ حضرت سے پہلے شاہ برداران کے علاوہ ڈپٹی نذیر اور تھانوی صاحب کا ترجمہ موجود تھا۔ خاندان عزیزی اور ڈپٹی صاحب کے تراجم کے بارے میں وضاحت تو خود تھانوی صاحب نے کر دی اب جہاں تک ان کے ترجمہ کا تعلق ہے تو اس ترجمہ پہ تو خود دیوبندی حضرات گستاخی کا فتویٰ لگا چکے ہیں جس کی تفصیل آگے آئے گی مگر یہاں ہم تقی عثمانی صاحب کا بیان نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں موصوف لکھتے ہیں:۔

"اردو کے مستند ترجمے جو اس وقت موجود ہیں وہ عام مسلمانوں کی سمجھ سے بالاتر ہو گئے ہیں۔" (آسان ترجمہ قرآن پیش لفظ)

لہٰذا اس لیے اس دور میں بھی اعلیٰ حضرت کے ترجمے کی ضرورت ہے جو نہ صرف عام فہم ہے بلکہ اس میں عصمت انبیاء کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ مولانا عبد الحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:۔

"اردو زبان میں قرآن پاک کے بہت سے ترجمے لکھے گئے ہیں اور بازار میں دستیاب بھی ہیں لیکن ترجمہ کرنے کے لیے عربی لغت اور گرائمر سے واقف ہونا ہی کافی نہیں ہے بلکہ بارگاہ الوہیت اور دربار رسالت کا ادب و احترام، عصمت انبیاء کا لحاظ، ناسخ و منسوخ، شان نزول سے واقفیت، بظاہر اختلاف رکھنے والی آیات کے درمیان تطبیق، عقائد اہلسنت، تفسیر صحابہ و تابعین اور تفسیر سلف صالحین پر گہری نظر اور عبور ہونا بھی ضروری ہے۔ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کو اللہ تعالیٰ نے تقریباً پچاس علوم وفنون میں بے مثال مہارت، وسیع مطالعہ اور حیرت انگیز حافظہ عطا فرمایا تھا انہوں نے قرآن پاک کا ترجمہ کر کے عامۃ المسلمین

پر بہت بڑا احسان فرمایا۔ بلاشبہ ان کا ترجمہ ان تمام خوبیوں کا حامل اور قرآنِ پاک کا بہترین ترجمان ہے۔" (تقریظ بر تسکین الجنان)

قارئین ان تمام خصوصیات میں جو شرف صاحب نے نقل کی ہیں سب سے ضروری بارگاہ الوہیت اور دربار رسالت کا ادب ہے (تقابلی جائزے اور امام اہلسنت کے ترجمہ کے دفاع کا سبب بھی عصمت انبیاء کا تحفظ ہے) جبکہ تھانوی صاحب کا ترجمہ بھی عصمت انبیاء کو مجروح کرتا نظر آتا ہے۔ موصوف سورۂ یوسف کی آیت ۲۴ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اس عورت کے دل میں تو ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا۔" (بیان القرآن ص ۲۴.۶)

اس آیت کے ترجمہ پہ تفصیلی گفتگو تو ہم جناب ابوایوب صاحب کے مضمون کے تحت کریں گئے یہاں پہ ہم صرف دیوبندی امیر شریعت کا حوالہ پیش کرتے ہیں موصوف کہتے ہیں:

"یہاں بعض لوگ ھم بھا سے ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ آپ نے بھی ارادہ کر لیا تھا۔ اب کون سمجھائے قرآنِ پاک کے اسلوبِ بیان کو، یہاں سرے سے ارادے ہی کا انکار اور ارادے کی نفی ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو خطا و عصیان کے تصور اور ارادے سے ہی معصوم ہوتے ہیں۔" (خطبات امیر شریعت ص ۴۹)

جناب عطا اللہ صاحب یہ نا سمجھ آپ کے حکیم الامت ہی ہیں جنہوں نے اس آیت میں عصمت انبیاء کا پاس نہ رکھتے ہوئے غلط ترجمہ کر دیا۔ اس لیے ان حالات میں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کنز الایمان نے بزم ہستی میں وجود پا کر بہت سے لوگوں کے ایمان کی حفاظت کی۔ اور جہاں تک نجیب کا یہ کہنا کہ:۔

"تو ایک ایسے نئے ترجمے کی کیا ضرورت تھی جس کو لکھ کر اختلاف کی راہ ہموار کی جائے اور اس کے خلاف ترجمہ کرنے والے کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے۔" (کنز الایمان نمبر ۴)

تو یہ ان کی بات سرے سے ہی غلط ہے کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ سے اختلاف کرنے والوں کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے بلکہ اس بات کی وضاحت کی جاتی ہے کہ موجودہ تراجم میں فوقیت اعلیٰ حضرت کے ترجمے کو ہے۔

آگے لکھتے ہیں:۔

"اور لطف کی بات یہ ہے کہ احمد رضا نے ان ترجموں پر اور مترجموں پر یعنی شاہ عبد القادر محدث دہلوی پر کبھی کفر کا فتویٰ بھی اس وجہ سے نہیں لگایا کہ انہوں نے ترجمہ کیا ہے۔
جبکہ شاہ عبد القادر کا ترجمہ خود احمد رضا بھی استعمال کرتے رہے۔"
(کنز الایمان نمبر ص ۴)

قارئین اس جگہ نجیب صاحب اس بات کا اقرار کر رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے شاہ صاحب کے ترجمہ سے استفادہ کیا اور اس پہ گستاخی کا فتویٰ نہیں لگایا جبکہ اس کے برعکس اسی کنز الایمان نمبر میں مولوی منیر احمد اختر صاحب لکھتے ہیں:۔

"اعلیٰ حضرت احمد رضا خان مسلمہ اہل حق کے ترجمین و مفسرین بالخصوص خاندان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے تراجم کے خلاف ذہن رکھتے تھے۔" (کنز الایمان نمبر ۷ ۱۳)

یہاں یہ قابل توجہ بات ہے کہ ایک صاحب تو اعلیٰ حضرت پہ الزام تراشی کرتے ہوئے انہیں خاندان شاہ ولی اللہ کا مخالف جبکہ دوسرے صاحب کھلے لفظوں میں ان تراجم سے استفادہ کرنے کا اقرار کیا۔ نجیب صاحب مزید لکھتے ہیں:۔

"بالآخر قرآن کو بھی نزاعی بنانے کے لیے مولوی امجد علی بریلوی نے احمد رضا کے سامنے ترجمہ قرآن کرنے کی التجاء پیش کی، اور احمد رضا کو اس کی ضرورت اور افادیت سے آگاہ کیا۔"

(انوار کنز الایمان ص ۷۶۳، کنز الایمان نمبر ۵)

قارئین یہ بھی جناب کا بہتان ہے کہ قرآن کو نزاعی بنانے کے لیے ترجمہ کیا گیا۔اس قسم کی کوئی عبارت مذکورہ صفحے پہ موجود نہیں اور ترجمہ لکھنے کے سبب کی وضاحت ہم اوپر کر آئے ہیں۔

کنز الایمان کو لکھنے کا وقت

نجیب صاحب آگے لکھتے ہیں:۔

"احمد رضا خان بھی مسلسل بہانے بناتے رہے اور ترجمہ قرآن جیسے اہم کام کے لیے بھی لیت ولعل سے کام لیتے رہے اور کہتے رہے کہ میرے پاس مستقل وقت نہیں اور باوجود وعدوں کے اس کے لیے وقت نہ نکال سکے۔" (انوار کنز الایمان صفحہ ۱۰۵،۱۰۷، کنز الایمان نمبر ص ۵)

یہ نجیب کا جھوٹ ہے کہ اعلیٰ حضرت بہانے بناتے رہے بلکہ مصروفیت کی وجہ سے وقت نہ نکال سکے۔اعلیٰ حضرت کی مصروفیت کا تذکرہ کرتے ہوئے دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"ادھر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی بیک وقت شیخ طریقت بھی تھے، معلم شریعت بھی تھے، مقرر اور خطیب بھی تھے، عالم اور طبیب بھی تھے، بے حد مصروف الاوقات بھی تھے۔" (غلغلہ برزلزلہ ص ۲۴)

لہٰذا اتنی مصروفیت کے باوجود امام اہلسنت نے قرآن کا ترجمہ مکمل کیا۔اب یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت نے بہانے بنائے سوائے جھوٹ اور مغالطے کے کچھ نہیں۔

اور جہاں تک کثرتِ مشاغل کی بات ہے تو سنئے آپ کے شیخ الہند کے ترجمہ کے متعلق ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

"دراصل مولانا نے یہ ترجمہ ربیع الاول ۱۳۲۷ھ مطابق اپریل ۱۹۰۹ میں شروع کیا۔اس وقت آپ دارالعلوم دیوبند میں تھے اور اشغالِ علمی کی کثرت کی وجہ سے ترجمہ کا وقت کم ملتا تھا۔" (قرآن حکیم کے اردو تراجم ۲۹۴)

اب ہم یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ ترجمہ کے لیے کم وقت اسی لیے تھا کہ جناب اپنی کانگریسی سرگرمیوں میں مصروف تھے اس کے علاوہ جناب کبھی الجہد المقل نامی کتاب لکھ کر اللہ رب العزت کی گستاخیوں میں سرگرم تھے یا جناب اپنے قطب الارشاد کے مرثیے میں ملنے پہ نوحہ کناں تھے اور مرثیہ پڑھنے پہ محو تھے اس لئے جناب کے پاس ترجمہ قرآن کے لیے ہی وقت کم تھا۔ اس کے بعد نجیب صاحب مزید لکھتے ہیں:۔

''آخر کار احمد رضا مجبوراً ترجمہ کے لیے تیار ہو گئے لیکن ترجمہ قرآن جیسے ضروری اور اہم کام کے لیے جو وقت احمد رضا نے پاس کیا وہ قیلولے کا وقت کا تھا، جو انسان قیلولے کا عادی ہو وہ اس وقت چونکہ نیند کی غنودگی اور جھونکے محسوس کرتا ہے، اس لیے احمد رضا نے نیم خفتگی کی حالت میں ترجمہ قرآن جیسا اہم کام شروع کیا۔''

(انوار کنز الایمان ۶۷۹، ۶۶۲، ۷۳، ۵۰، کنز الایمان نمبر ص ۵)

قارئین حسب عادت یہاں پر بھی محقق صاحب نہایت بد دیانتی کا مظاہرہ کیا۔ ان کے پیش کردہ کسی حوالے میں یہ بات موجود نہیں کہ اعلیٰ حضرت قیلولے کے عادی تھے اس واسطے ترجمہ نیم خفتگی میں لکھوایا بلکہ وہاں صرف اس بات کی تصریح ہے کہ آپ نے ترجمہ کرنے کے لیے قیلولے اور رات کو سونے کا وقت مقرر کیا۔ اور جہاں تک ڈاکٹر مجید صاحب کی بات تو انہوں نے آگے خود وضاحت فرما دی:۔

''جو آپ کا آرام اور وظائف پڑھنے کا وقت تھا۔''

(انوار کنز الایمان ص ۵۰)

لہٰذا ان کے نزدیک بھی وہی وقت ہے جو دوسرے حضرات بیان فرما رہے ہیں۔ پھر انہوں نے یہ بات مسودے کو دیکھ کر کہی ہے کیونکہ اس میں قبل عشاء کے الفاظ ہیں اس واسطے انہوں نے مغرب کا وقت لکھا ہے اور بقول منظور نعمانی اس طرح کی معلومات میں اختلاف ہو سکتا ہے۔

پس پردہ ان دیکھی قوت

عنوانِ بالا کے زیر تحت نجیب صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ایک غیبی قوت کروا رہی تھی اور وہ غیبی قوت انگریز کی تھی۔ اس پہ مندرجہ ذیل عبارت پیش کی:

''سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے۔''　(ابحاث اخیرہ ص ۴)

یہاں سرکار سے مراد انگریز ہے کیونکہ تذکرۃ الرشید کی عبارت میں بریلوی حضرات سرکار سے مراد برٹش گورنمنٹ لیتے ہیں۔ (تلخیصا کنز الایمان نمبر ص ۶۔۷)

اس جگہ ایک دفعہ پھر اس دیوبندی مفتی نے زبردست خیانت کا مظاہرہ کیا۔ ابحاثِ اخیرہ کی پوری عبارت کچھ اس طرح ہے کہ:۔

''سرکار سے مجھے یہ خدمت سپرد ہے کہ عزتِ سرکار کی حمایت کروں نہ کہ اپنی، میں تو خوش ہوں کہ مجھے جتنی گالیاں دیتے افترا کرتے برا کہتے ہیں اتنی دیر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بدگوئی، عیب جوئی سے غافل رہے۔''

(ابحاث اخیر)

مزید فرماتے ہیں:۔

''مجھے میرے سرکار ابد قرار حضور پُرنور سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محض اپنے کرم سے اس خدمت پر مامور فرمایا ہے۔''　(ابحاث اخیرہ)

قارئین یہاں لفظ سرکار سے کیا مراد ہے اس کی وضاحت خود اعلیٰ حضرت نے کر دی ہے۔ جبکہ اس دیوبندی خائن نے خط کشیدہ الفاظ نقل نہیں کیے۔ اور جہاں تک بات تذکرۃ الرشید کی عبارت کی ہے تو ہم تمام قارئین کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ تذکرۃ الرشید کا سیاق وسباق پڑھیں اور خود ملاحظہ کریں کہ وہاں سرکار سے کیا مراد ہے۔ اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے ہم نے اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا:۔

''خود عاشق الٰہی نے اس پر عنوان قائم کیا کہ الزام بغاوت اور اس کی کیفیت۔ یعنی بغاوت کا صرف الزام تھا حقیقت میں تو وہ اپنی سرکار کے

دلی خیر خواہ تھے۔" پھر اس عنوان کا آغاز یوں ہوتا ہے۔
۱۸۵۹ء وہ سال تھا جس میں امام ربانی پر اپنی سرکار سے باغی ہونے کا الزام لگایا گیا
اور مفسدوں میں شریک ہونے کی تہمت باندھی گئی۔
"جناب دیکھیں مولف تو کہہ رہے ہیں کہ یہ صرف الزام تھا تہمت تھی اس کا حقیقت سے کچھ تعلق نہیں۔ اور اس سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ آپ لوگوں کی یہ تاویل کہ سرکار کا اطلاق اللہ کی ذات پر ہوتا ہے بھی غلط ہے۔ ورنہ یہ بتائیں کہ کیا گنگوہی صاحب پر اللہ سے باغی ہونے کا الزام لگایا تھا۔ پھر اگر گنگوہی اللہ کا باغی تھا تو انگریز حکومت کو کیا تکلیف تھی کہ ان کے خلاف تحقیقات کر رہی تھی؟ پھر یہ بھی بتایئے کہ جب بغاوت اللہ سے کی تھی تو انگریزی کورٹ میں صفائی کے لیے جانے کی کیا ضرورت تھی؟
پھر اسی میں کہ
آپ حضرات اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے تازیست خیر خواہ ہی ثابت رہے۔ (تذکرۃ الرشید ج۱، ص ۱۲۰) اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ اللہ کا خیر خواہ تھا؟ کیا رب العزت کو بھی خیر خواہی کی ضرورت پیش آتی ہے؟ ہم قارئین سے عرض کرتے ہیں کہ وہ خود تذکرۃ الرشید کا عنوان الزام بغاوت اور اسکی کیفیت کا مطالعہ کریں۔ ان شاء اللہ حقیقت خود بخود واضح ہو جائے گی۔" (جی ہاں دیوبندی انگریز کے ایجنٹ ہیں ص ۱۰)

فی البدیہہ ترجمہ

جناب نے مولانا عبد المبین اور مجید اللہ صاحب کی تحریروں کے درمیان تضاد ثابت کرنے کی کوشش کی جبکہ خود عبد المبین صاحب لکھتے ہیں:۔
"ترجمہ کا طریقہ ابتدا میں یہ تھا کہ ایک آیت کا ترجمہ ہوتا اس کے بعد اس کی تفاسیر سے مطابقت ہوتی اور لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ بغیر

کسی کتاب و مطالعہ کی تیاری کے ایسا برجستہ اور مناسب ترجمہ تمام تفاسیر
کے مطابق یا اکثر کے مطابق کیسے ہو جاتا ہے۔"

(انوار کنز الایمان ص ۸۷)

لہٰذا ابتدائی طریقہ کار پہ دونوں حضرات متفق ہیں اور جو حوالہ جناب نے پیش کیا وہاں مسودے پہ تصحیح کا ذکر ہے لہٰذا دونوں عبارات میں کوئی اختلاف نہیں۔ پھر یہ جناب کا جھوٹ ہے کہ صدر الشریعہ نے ترجمہ میں تصرف کیا بلکہ خود نعمانی صاحب کی عبارت سے واضح ہے کہ تصحیح خود اعلیٰ حضرت نے کی تھی۔ اور یہ اعتراض کہ ترجمے میں موجود تھا کہ "اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کرو۔" جبکہ پورا ترجمہ ہے "اے ایمان والو! اللہ و رسول سے خیانت کر اور نہ اپنی امانتوں میں۔" یہاں نہ کا تعلق دونوں فقرات سے ہے۔ اس کے علاوہ یہ کتابت کی غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ اس واسطے تو تصحیح کی گئی۔

ترجمے کی مقبولیت

قارئین اس عنوان سے محقق صاحب رقم طراز ہیں کہ:۔

"احمد رضا کے ترجمے کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ۱۹۱۲ میں مکمل ہونے
والا کنز الایمان پہلی بار ۱۹۱۸ میں شائع ہوا۔"

(انوار کنز الایمان صفحہ ۱۰۰، ۱۱۸، کنز الایمان نمبر ص ۱۰)

یہ ہے جناب کی تحقیق کا عالم اور یہ ہیں دیو بندی محقق جن کو اتنا ہی نہیں پتہ کہ کتاب کی مقبولیت کا پتہ اس کے چھپنے کے بعد چلتا ہے۔ اور اگر ان کے پیش کردہ مفروضے کو مان بھی لیا جائے تو یہ بات ہر وہ آدمی جانتا ہے جس کا تالیف و تصنیف سے کوئی تعلق ہے کہ اکثر کتاب مکمل ہونے کے باوجود بھی کچھ وجوہات کی بناء پہ تعطل کا شکار ہو جاتی ہے۔ ہم اس جگہ دیو بندی حضرات کے کئی حوالہ جات پیش کر سکتے ہیں جس میں انہوں نے خود تسلیم کیا ہے جواب بہت پہلے ہی تیار تھا مگر ہم اسے شائع اب کر رہے۔ کیا ان حضرات کی کتب کے بارے میں بھی نجیب صاحب یہی تبصرہ کریں گے۔ اور کنز الایمان کے سلسلہ میں عرض ہے کہ

ہرگز ہرگز اس کی اشاعت میں کوئی تعطل نہیں ہوا اور نہ ہی جناب کوئی ایسا حوالہ دے پائے اور جو انہوں نے صفحہ نمبر ۱۰۰ کا حوالہ دیا تو وہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ:۔

"ترجمہ تقریباً سال ڈیڑھ سال کے اندر ۲۸ جمادی الآخر ۱۳۳۰ھ کو مکمل ہوا جو جلد ہی مراد آباد پریس سے شائع ہوا۔"

(انوار کنز الایمان ص ۱۰۰،۱۰۱)

قارئین یہ ہے اس محقق نامراد کی تحقیق کا حال، اب تک معترض مذکور کی جانب سے حوالہ جات میں کی گئی خیانت جناب کے اس دعوے کی دھجیاں اڑا دیتی ہے کہ وہ انصاف پسندی کے ساتھ لکھ رہے ہیں۔ ان تمام باتوں سے یہ با آسانی محسوس کیا جا رہا ہے کہ معترض صاحب کا مقصد صرف الزام تراشی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اور جناب نے جو صفحہ نمبر ۱۱۸ کا حوالہ دیا وہاں بھی اس قسم کی کوئی بات موجود نہیں بلکہ صرف اتنا موجود ہے کہ ۱۹۱۱ میں یہ ترجمہ مکمل ہوا۔ وہاں بھی یہ بات ہرگز موجود نہیں کہ ترجمہ کنز الایمان ۱۹۱۸ میں طبع ہوا۔ پھر خود دیوبندی حضرات نے ترجمہ کنز الایمان کے متعلق اقرار کیا کہ:۔

"جو مراد آباد میں مطبع نعیمی میں ۱۳۳۰ھ میں چھپا تھا۔"

(قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۳۱۷)

ایسے ہی ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

"اس سال (۲۰۱۱) کنز الایمان کو عیسوی تقویم سے ۱۰۰ سال مکمل ہو چکے ہیں۔"

(بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ ص ۱۶)

یہاں ۱۹۱۱ء میں کنز الایمان کے معرضِ وجود میں آنے کا صاف اقرار موجود ہے۔ معترض مذکور آگے لکھتے ہیں:۔

"کنز الایمان کی پہلی اشاعت نعیمی پریس مراد آباد سے ہوئی، دوسری اشاعت اہل سنت برقی پریس مراد آباد میں مولوی نعیم الدین مراد آبادی کے حواشی کے ساتھ ۱۹۴۸ میں پہلی اشاعت کے دس سال بعد

ہوئی۔" (انوار کنز صفحہ ۱۱۹، کنز الایمان نمبر)

میں کہتا ہوں یا تو جناب کی آنکھیں کام کرنا چھوڑ گئی ہیں یا حضرت تعصب میں اس قدر اندھے ہو چکے ہیں کہ ان کو اردو کی ایک سیدھی عبارت سمجھ میں نہیں آتی۔ معترض صاحب کی پیش کردہ عبارت کچھ یوں ہے کہ:۔

"کنز الایمان کی پہلی اشاعت نعیمی پریس مراد آباد سے ہوئی، دوسری اشاعت اہل سنت برقی پریس مراد آباد میں مولوی نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۹۴۸ء) کے تفسیری حواشی خزائن العرفان کے ساتھ ہوئی۔"

(انوار کنز لایمان ص۱۱۹)

اب ہمیں یہ بتایا جائے کہ جو بندہ ایک سیدھی عبارت نہیں پڑھ سکتا، جھوٹ پہ جھوٹ خیانت پہ خیانت کیے جا رہا ہے کیا اسے محقق بلکہ محقق العصر کہلانے کا حق ہے؟ یہاں پہ تو ہم مفتی عمیر کا تبصرہ ہی قارئین کے نذر کرتے ہیں جو کیا تو جناب نے حضرت علامہ اختر رضا خان پہ تھا مگر یہ سو فیصد فٹ مولوی نجیب پہ آتا ہے۔ عمیر صاحب لکھتے ہیں:۔

"خدام ایسے کہ کذب بیانی کا وہ قلم اپنے دست ناتمام میں لیے بیٹھے ہیں کہ اگر شیطان دیکھے تو بے ساختہ زبان سے کہے گا انت قائدنا و مولانا۔" (فضل خداوندی ص ۳۹)

ہماری طرف سے یہ تبصرہ جناب نجیب صاحب کے متعلق قبول فرمائیں۔ جہاں تک بات ہے جناب کے پیش کردہ اگلے حوالے کی تو ہم اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ قارئین خود انوار کنز الایمان کا وہ مضمون ملاحظہ کریں ساری بات خود بخود واضح ہو جائے گی۔ یہاں ہم ترجمہ کنز الایمان کی مقبولیت کے متعلق دیوبندی حضرات کا بیان ہی پیش کر دیتے ہیں، ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

"اوائل بیسویں صدی میں لکھے جانے والے مشہور ترجموں میں مولانا احمد رضا خان بریلوی کا ترجمہ بھی ہے۔" (قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۳۱۵)

اسی طرح دیوبندی ترجمان نے تسلیم کیا ہے کہ کنز الایمان کو ایک اعلیٰ مقام تراجم میں ایک اعلیٰ مقام حاصل ہے۔ (ماہنامہ تعلیم القرآن ماہ جون ۱۹۶۴ ص ۲۴)

اسی طرح دیوبندی حضرات نے اسے مشہور تراجم کی فہرست میں شمار کیا ہے۔ (بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ ص ۵)

ایسے ہی ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

''مولانا احمد رضا خان بریلوی (م ۱۳۴۰ھ ۱۹۲۱) کی تفسیر قرآنِ پاک بھی قابل ذکر ہے۔'' (انوارالسوانح ص ۱۴۰)

شاہ عبدالقادر اور محمود الحسن کا ترجمہ اور ہمارا موقف

نجیب صاحب نے اس جگہ یہ کہا کہ شاہ صاحب کے ترجمے کو اعلیٰ حضرت کی تائید حاصل ہے اور شیخ الہند نے انہی کے ترجمہ کی توضیح کی ہے مگر یہ آج کل بریلوی حضرات اس ترجمے پہ گستاخی کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ (ملخصا کنز الایمان نمبر ص)

شاہ صاحب کے ترجمہ کے متعلق ہمارا موقف یہی ہے کہ یہ ترجمہ اپنی اصل حالت میں موجود نہیں۔اور ہمارے اس موقف کی تائید خود دیوبندی حضرات بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

''ترجمہ شاہ عبدالقادر چھاپنے والوں نے آج تک جو اس میں خودساختہ تحریف کردی تھی۔'' (تذکرہ وسوانح علامہ شبیر احمد عثمانی ۲۹۰)

تفصیل آگے گھمن صاحب کے مغالطات کے جواب میں آتی ہے۔اب جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ محمود الحسن نے شاہ صاحب کے ترجمہ میں صرف متروک الفاظ کو تبدیل کر کے توضیحی ترجمہ کر دیا۔ یہ بات مکمل طور پہ درست نہیں، کیونکہ خود آپ کے شیخ الہند لکھتے ہیں:۔

''البتہ کچھ مواقع ایسے بھی نکلیں گے جہاں کسی وجہ سے ہم نے اپنے خیال کے موافق کوئی لفظ دخل کر دیا ہے۔'' (مقدمہ ص ٦)

یعنی اس ترجمے میں جناب محمود الحسن صاحب کے اپنے خیالات بھی شامل ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر مجید اللہ صاحب اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''مولوی محمود الحسن دیوبندی کا عتراف اور ان کا کیا ہوا ترجمہ قرآن کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ مولوی محمود الحسن مترجم قرآن نہیں ہیں کیونکہ اس ترجمہ میں ۹۰ فیصد ترجمہ شاہ عبد القادر دہلوی کا ہی استعمال ہوا ہے جس کا آپ نے خود اقرار کیا ہے اور ایک اور ترجمہ شاہ عبد القادر دہلوی میں صرف چند مقامات پر متروک الفاظ کو بدل دیا، کچھ محاورات تبدیل کیے البتہ اپنے عقائد ونظریات کو بھر پور جگہ دی ہے جو عقائد اہل دیوبند کے تھے۔ یہ حقیقت ہے کہ شاہ عبد القادر دہلوی یا شاہ عبد العزیز دہلوی یا ان کے والد شاہ ولی اللہ کے عقائد ونظریات ہرگز ہرگز وہ نہ تھے جو اہل دیوبند کے ہیں جب کہ محمود الحسن دیوبندی کا ترجمہ قرآن عقائد میں اہل دیوبند کی نمائندگی کرتا ہے۔'' (انوار کنز الایمان ۱۰۳)

اور دیوبندی حضرات کے عقائد تقویۃ الایمان، تحذیر الناس، براہین قاطعہ جیسی کتب میں موجود ہیں جن کا خاندان دہلوی سے ہرگز واسطہ نہیں۔ تقویۃ الایمان کے متعلق گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:۔

''کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردّ شرک وبدعت میں لاجواب ہے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ ج ا ص ۲۱)

ابو علی الحسن ندوی لکھتے ہیں:۔

''حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید کا رسالہ ''تقویۃ الایمان'' کے (جو اس جماعت کے مسلک کا پورا ترجمان ہے)'' (تذکرہ مولانا ذکریا ص ۱۷۰)

امداد اللہ مہاجر مکی صاحب، اسماعیل کے متعلق لکھتے ہیں:۔

''اور مسلک پیران خود مثل شیخ والی اللہ وغیرہ پر انکار فرمایا۔''

(امداد المشتاق ص ۸۲)

ایسے ہی انظر شاہ کاشمیری قاسم نانوتوی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

''حضرت نانوتوی علیہ الرحمہ صرف از ہر الہند دار العلوم دیو بند کے بانی نہیں بلکہ فکر کے امام ہیں۔'' (نقش دوام ص ۳۸)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ ان کے مسلک کی ابتدا اسماعیل سے ہوئی کیونکہ تقویۃ الایمان ان کی بنیادی کتاب ہے، اور اسی بندے نے سب سے پہلے شاہ صاحب سے اختلاف کیا اور باقاعدہ دیو بندی دھرم کو منظم کرنے کا کام قاسم نانوتوی نے کیا جس کی وجہ سے ان کو دیو بندی فکر کا امام کہا گیا۔ ہم یہاں پہ ایک اور بات کی وضاحت کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں جو آگے چل کر بہت کام آئے گی۔ قارئین یہ بات ذہن نشین رہے کہ قرآنِ مجید کا ترجمہ لفظی کرنے پہ گستاخی کا فتویٰ ہرگز نہیں۔ اور نہ ہی جمہور علمائے کرام نے فقط ترجمہ قرآن کی بناء پہ کسی کو کافر یا گستاخ قرار دیا۔ بلکہ اگر کسی نے ترجمہ کو پیش بھی کیا ہے تو ان کے گستاخانہ عقائد کی تائید میں پیش کیا ہے۔ کیونکہ دیو بندی حضرات نے اپنے مخصوص نظریات کی ترویج کے لیے ترجمہ قرآن کو مشق ستم بنایا جس کی ہم سر دست صرف ایک مثال پیش کرتے ہیں۔ دیو بندی حضرات کا عقیدہ ہے کہ:۔

''مقدور العبد مقدور باری تعالیٰ ہے۔'' (تذکرۃ الخیل ۱۴۱)

اب اپنے اس مخصوص عقیدے کو ذہن میں رکھتے ہوئے دیو بندی حضرات نے مکر، ہنسنا، بھول جانا جیسے الفاظ کی نسبت اللہ کی طرف کی ہے۔ کیونکہ ان حضرات کے نزدیک اللہ تعالیٰ ہر وہ کام کرسکتا ہے جس کو کرنے پہ ابن آدم قادر ہے لہٰذا ان کے تراجم میں ان الفاظ کی نسبت مجازی نہیں بلکہ حقیقی معنوں میں سمجھی جائے گی۔ چنانچہ اگر کسی نے دیو بندی ترجمہ پہ گرفت کی ہے تو وہ ان کے نظریہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کی ہے اور بالفرض اگر وہی ترجمہ کسی سنی عالم دین نے اپنے ترجمۃ القرآن میں کیا ہوتو ہم اس کو مجازی معنی میں محمول کریں گے۔ یہ تمام مذکورہ بالا گفتگو ہم نے دیو بندی حضرات کی عبارات کی روشنی میں کی ہے۔ جناب قاضی مظہر حسین صاحب لکھتے ہیں:۔

''یہاں حضرت شاہ عبد القادر صاحب مفسر دہلوی نے ذنب کا ترجمہ جو گناہ لکھا ہے تو وہ مجازاً اور صورتاً نہ کہ حقیقتاً۔ کیونکہ محکم آیات سے امام المعصومین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مطلقاً معصوم ہونا ثابت ہے اور اس دور میں چونکہ اہل سنت والجماعت کے عقائد سے تعلیم یافتہ لوگ واقف تھے اور علمی طور پر ایسے مسائل حل کیے جاتے تھے اس لیے ذنب کا معنی گناہ لکھنے سے غلط فہمی کا موقع کم ہوتا تھا۔'' (علمی محاسبہ ص ۲۹۸)

قارئین اس حوالہ بالا سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ترجمہ قرآن میں عقیدے کا دخل ہوتا ہے اور حکم مترجم کو دیکھ کر لگتا ہے۔لہٰذا جب کسی اہل سنت کے کسی بزرگ نے لفظی ترجمہ کیا ہوتو اسے مجازی معنی پہ محمول کریں گے۔لیکن ایسا شخص جو انبیاء کی طرف گناہ کی نسبت حقیقی طور پہ کرے اس کو مجازی معنی کی تاویل سود مند نہ ہوگی۔اور جہاں تک تھانوی صاحب کے ترجمہ کی بات تو اس کے متعلق گزارشات ہم پہلے عرض کر آئے ہیں اور جو انوار کنز الایمان کا حوالہ نجیب صاحب نے پیش کیا اس سے متصل ہی یہ بات بھی موجود ہے:۔

''مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے ترجمہ قرآن میں انبیاء کی عظمت کو اجاگر کرنے کی بجائے اتنا گرادیا کہ مسلمان کا دل لرز جائے۔''

(انوار کنز الایمان ص ۵۵۰)

اعلیٰ حضرت اور محمود الحسن کے ترجمہ میں فرق

نجیب صاحب نے حسب عادت بہتان تراشی کرتے ہوئے لکھا کہ:۔

''احمد رضا خان کا ترجمہ قیلولے اور نیم خفتگی کی حالت میں لکھا گیا۔''

(کنز الایمان نمبر ص)

یہ نجیب کا سخت جھوٹ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے نیم خفتگی کی حالت میں یہ ترجمہ لکھا۔ قارئین یہ جھوٹ نجیب صاحب نے بار بار بولا ہے جب کہ ان عبارات میں صرف اتنا ذکر ہے کہ اعلیٰ حضرت نے قیلولہ کے وقت کو ترجمہ قرآن کے لیے مختص کیا اور اپنے آرام کے وقت

کو بھی ترجمہ قرآن پہ قربان کر دیا۔ مجید اللہ قادری صاحب نقل کرتے ہیں:۔

''مشہور روایت کے مطابق امام احمد رضا خان بریلوی اپنے مشاغل میں اتنے مصروف رہا کرتے کہ صرف دو گھنٹے رات میں آرام کرتے یا دن میں کھانا کھانے کے بعد سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق کچھ دیر قیلولہ کرتے، ورنہ ۲۲ گھنٹے کتب بینی، تصنیف وتالیف، درس وتدریس، باجماعت نماز پنجگانہ، ورد وظائف اور خلق خدا کی دوسری خدمات دینیہ میں مصروف رہتے۔'' (کنزالایمان اور معروف تراجم قرآن)

مگر کیا کیا جائے اس تعصب کا جو کسی کی تعریف میں بھی برائیاں نکالنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔اس کے بعد جناب نے نرم بستر پر بیٹھ کر ترجمہ لکھنے پہ اعتراض کیا؟ اب سوچنے والی بات یہ ہے کہ اس میں آخر برائی کیا ہے؟ اور جہاں تک یہ بات کہ شیخ الہند نے مالٹا جیل کی قید وبند میں تکالیف جھیلتے ہوئے ترجمہ لکھا یہ بھی نرا کذب ہے۔ اس کی وضاحت ہمارے مضمون ''جی ہاں دیوبندی انگریز کے ایجنٹ ہیں۔''میں موجود ہے۔

تعارف اعلیٰ حضرت:

قارئین دیوبندی حضرات اعلیٰ حضرت کے دلائل کا تو رد کر نہیں پاتے لہٰذا ان کو کمزور کرنے کے لیے شخصیت امام اہلسنت پہ کیچڑ اچھالنے کی ناکام کوشش کرتے رہتے ہیں، جبکہ خود دیوبندی حضرات نے تسلیم کیا ہے کہ مولوی کی ذات نہیں بلکہ اس کی بات زیر بحث ہوتی ہے۔ گھمن صاحب لکھتے ہیں:۔

''مولوی کی ذات نہیں مولوی کی بات دیکھتے ہیں۔ مولویوں کی ذات زیر بحث نہیں آتی، مولوی کی بات زیر بحث آتی ہے، مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے، مولویت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر یہ مولوی ہونے کا دعویٰ کرتا تو ہم ذات پر بحث نہ کرتے۔'' (خطبات برما ص ۱۱۱)

مزید لکھتے ہیں:۔

''پہلے نبی کی ذات ہوتی ہے پھر نبی کی بات ہوتی ہے۔ نبی کی ذات پر ایمان فرض ہے نبی کی بات پر بھی ایمان فرض ہے۔ مولوی کی ذات پر ایمان نہیں ہوتا مولوی کی بات پر ایمان ہوتا ہے۔ اگر مرزا قادیانی مولوی ہونے کا مدعی ہوتا ہم اس کی ذات پہ بات نہ کرتے، اس کے مسئلہ پر اعتراض کرتے۔'' (مجالس متکلم اسلام ص ۵۳)

نیز:۔

''فرمایا ایک نبوت ہے، ایک مولویت ہے۔ ایک نبی ہے، ایک مولوی ہے۔ ایک رسول ہے، ایک مولانا ہے۔ مولوی کی بات اور ہے نبی کی بات اور ہے۔ نبی کی ذات پر ایمان لانا بھی فرض ہے اور نبی کی بات پر ایمان لانا بھی فرض ہے۔ اگر مرزا قادیانی کہتا میں مولوی ہوں ہم اس کی ذات پر بحث نہ کرتے اس کے مسائل پر بحث کرتے۔''

(خطبات متکلم اسلام ج ۳ ص ۱۹۱)

لیکن یہ سب ماننے کے باوجود یہ اعلیٰ حضرت کی ذات پہ رکیک قسم کے اعتراضات کرنے سے باز نہیں آتے۔ ہم پہلے ہی وضاحت کر چکے کہ اعتراضات سے کوئی چیز محفوظ نہیں اور حق پہ اعتراضات ہوتے رہتے ہیں جیسا کہ دیوبندی حضرات نے لکھا ہے مگر بار بار وہی اعتراض کرنا جس کا بارہا جواب دیا جا چکا ہو کیا ناانصافی نہیں؟ اور اس مولوی ساجد نے کوئی نیا اعتراض نہیں کیا بلکہ مطالعہ بریلویت از خالد محمود اور بریلویت از احسان الٰہی ظہیر سے سرقہ کیا ہے۔ ایک صاحب کچھ یوں واویلا کرتے ہیں:۔

''جس میں اکابرین دیوبند کے خلاف وہی گھسے پٹے اعتراضات قلم بند کیے، جن کے جواب دیتے ہماری زبانیں گھس گئی ہیں اور لکھتے لکھتے ایک عظیم کتب خانہ تیار ہو گیا ہے۔'' (فضل خداوندی ص ۱۷)

قارئین یہ تو ان کا دل جانتا ہے کہ ''قہر خداوندی'' میں کس طرح کے اعتراضات تھے

مگر سر دست صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ الزام تو دوسروں کو دینا کہ بار بار وہی گھسے پٹے اعتراض کرتے ہیں اور پھر خود وہی کام کرنا، بقول خود مولوی ساجد کیا کھلی ہوئی جہالت، ضد اور اپنے ہی وضع کردہ اصولوں سے انحراف نہیں؟ (نور سنت شمارہ نمبر ۱۴ ص ۹)

پھر قارن صاحب لکھتے ہیں:۔

''اس کا جواب مولانا حبیب اللہ ڈیروی صاحب نے قہر حق میں دے دیا ہے نہ کہیں تذکرہ کیا نہ حوالہ دیا ہے بلکہ مؤلف آئینہ تسکین الصدور کا مارا ہوا شکار ہی اپنے خانہ ساز علمی تھیلے اور پٹاری میں ڈال کر تیس مار خاں بننے کی لاحاصل کوشش کی ہے اور ان ہی کی پکائی ہوئی باسی کڑھی اپنے تعصب کی ہنڈیا میں ڈال کر اپنے حواریوں کی ضیافت میں پیش کی ہے۔ ایسا علمی سر کہ جناب اثری صاحب اور ان کے طبقہ کا لذیذ مشغلہ ہے اور بہترین علمی تحقیقی سرمایہ ہے کہ وہ دوسروں کی علمی کاوش اور تحقیق کو اپنی خانہ ساز تحقیق کی پٹاری اور اپنے کھاتے میں ڈال کر سستی شہرت حاصل کرنے اور اپنی خاص جماعت سے حق خدمت وصول کرنے کے علاوہ تحسین کا تمغہ وصول کرنے کے خواہاں رہتے ہیں۔''

(مجذوبانہ واویلا ص ۱۶، ۱۷)

ہم قارن صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ اثری صاحب کو طعنہ بعد میں دیجئے گا پہلے اپنے گھر والوں کو سمجھا دیجئے کہ اس قسم کی حرکات سے باز آجائیں اور سستی شہرت کے لیے وہی کٹے ہوئے اور پٹے ہوئے اعتراضات کر کے علمی دنیا میں رسوا نہ ہو۔ اس طرح دیوبندی حضرات قطب الاقطاب لکھتے ہیں:۔

''مؤلف اس کا بزعم اپنے علم کے حسب عادات اپنے اسلاف کے کوس لمن الملک بجاتا ہے اور انہی اعتراضات قدیمہ کو بطرز دیگر لباس دے کر مدعی ہے کہ اگر کوئی مجھ کو سمجھا دیوے تو اپنا مذہب ترک کردوں اور یہ ایک

دھوکا اہل سنت کو دیتا ہے کیونکہ اس کے اسلاف صد ہا بار ساکت ہوئے تو
کون راہ پر آیا؟ مگر یہ ایک شوشہ ہے جانتا ہے کہ علمائے اہل سنت اپنی فکر
معاش سے خالی نہیں نہ کوئی آپ تک آئے گا نہ آپ کو روز سیاہ مناظرہ نظر
آئے گا نہ نوبت ترکِ مذہب کی پہنچے گی۔'' (ہدایۃ الشیعہ ص ۱۷)

قارئین یہ تمام حوالہ جات واضح کرتے ہیں کہ ایک طرف تو دیوبندی حضرات دوسروں کو طعنہ دیتے ہیں مگر خود ہی اسی کام مبتلا ہیں۔ پھر حوالہ جات پیش کرنے میں حسب عادت اتنی خیانت سے کام لیا کہ خیانت بھی شرم کے مارے ڈوب گئی ہوگی اور سرفراز خان صاحب جن کو رئیس محرفین کہا جاتا ہے کی روح بھی اپنے اس روحانی سپوت کے کارناموں پہ خوش ہوگی کہ شاباش بیٹا کیا خوب تم ہمارے نام کو روشن کر رہے ہو۔ قارئین ہم نے اختصار کے ساتھ جناب کے مضمون پہ تبصرہ کر دیا ہے جو پیش خدمت ہے مگر اس سے پہلے ہم اعلیٰ حضرت کا تعارف خود اعلیٰ حضرت کے مخالفین کی عبارات سے پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

دیوبندی مولوی خالد شبیر احمد لکھتے ہیں:۔

''مولوی احمد رضا خان بریلوی ہندوستان کے علماء میں ایک ممتاز و منفرد حیثیت رکھتے ہیں آپ نسباً پٹھان، مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری تھے۔ اپنی علمی تصانیف اور نعت گوئی کی وجہ سے ہندوستان کے مسلمانوں میں بالعموم اور بریلوی مدرسہ فکر میں خصوصاً انتہائی مقبول و معروف ہیں۔ آپ کا خاندان ایک علمی خاندان ہے جس میں آپ کے والد محترم نقی علی خان اور جد امجد رضا علی خان بڑے عالم اور صاحب تصنیف بزرگ تھے۔ آپ کی ولادت ۱۰ر شوال المکرم ۱۲۷۲ھ بمطابق جون ۱۸۵۶ء کو بریلی میں ہوئی۔ جد امجد نے آپ کا نام احمد رضا رکھا۔

جہاں تک مولوی صاحب کی تعلیمی حیثیت کا تعلق ہے آپ کا شمار

ہندوستان کے بڑے اجل اور مستند علماء میں ہوتا ہے آپ نے علوم وفنون معاصرین علماء سے حاصل کیے لیکن بعض علوم میں آپ نے ذاتی مطالعہ اور غور وفکر سے بھی کمال حاصل کیا۔ اکثر علوم جن میں تفسیر حدیث فقہ، اُصول، جدل وغیرہ شامل ہیں اپنے والد محترم نقی علی خان سے حاصل کیے۔ علوم وفنون سے فراغت کے بعد آپ نے ساری عمر تصنیف وتالیف اور درس وتدریس میں بسر کر دی۔ مولوی صاحب نے تقریباً پچاس علوم و فنون میں کتب ورسائل تحریر کیے جوان کی علمی استعداد کی منہ بولتی تصویر ہے۔ درس وتدریس کے میدان میں بھی بے شمار تلامذہ ان سے مستفید ہوئے۔ جن میں بعض بڑے تبحر عالم تھے۔"

(تاریخ محاسبہ قادیانیت دور اول از خالد شبیر احمد صفحہ ۴۵۶)

ڈاکٹر صالحہ عبدالحکیم شرف دین لکھتے ہیں:۔

"مولانا احمد رضا خان ابن نقی علی خان ابن رضا علی خان کی ولادت ۱۰ شوال ۱۲۷۶ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ ان کا خاندان دین دار تھا۔ اللہ کے فضل سے وہ بچپن سے ہی اتنے ذہین تھے کہ چار سال کی عمر میں انہوں نے قرآن شریف پڑھ لیا۔ ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۸۶۹ء میں تمام درسی اور دینی کتب کے مطالعے سے فارغ ہو گئے اور درس وتدریس اور تبلیغ وہدایت کی مہم شروع کی۔ ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ میں اپنے والد مولانا نقی علی خان کے ساتھ حج کے لیے حجاز تشریف لے گئے۔ حجاز میں حج کے علاوہ حصول علم کے جذبہ کی تسکین بھی حاصل کی۔ علمائے کبار سے علوم قرآن، حدیث، فقہ، تفسیر اور عقائد میں استفادہ کیا اور سند بھی حاصل کی۔ اس زمانہ میں آج کل کی طرح یونیورسٹیوں کے سرٹیفکیٹ نہیں ملتے تھے۔ بلکہ معروف مستند جامع علماء کی زیر نگرانی جب کوئی طالب علم محنت

سے مطالعہ کر کے علم کی کسی فرع میں تمکن حاصل کر لیتا اور اس کا استاد اس سے مطمئن ہو جاتا تو استاد اپنے طالب علم کو سرٹیفکیٹ عطا کرتا وہی سند کہلاتی تھی۔ مولانا کے اساتذہ میں ان کے والد نقی علی خان کا نام ہے جو عالم تھے اس کے بعد مولانا عبد العلی رامپوری سے علم ہیئت اور سید شاہ ابو الحسین نوری سے علم جفر و تکسیر کا اکتساب کیا۔

مولانا احمد رضا خان کثیر التصانیف مصنف ہیں۔ ان کی کتابوں کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں لیکن بہر حال ان کی تالیفات کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے۔ یہی نہیں کہ عدداً انہوں نے بہت لکھا بلکہ ان کی تصانیف میں تنوع بھی بہت ہے۔ تقریباً پچاس مختلف علوم پر کتابیں لکھی ہیں۔ ایک ماہر نثر نگار کے علاوہ مولانا بڑے باذوق شاعر بھی تھے۔ تاریخ اردو کی کتابوں نے ان کے ساتھ بڑا ظلم کیا ہے کہ ان کا تذکرہ اس باب میں نہیں کیا۔ ان کا میدان نعت گوئی تھا۔

کرو مدح اہل دوَل رضا پڑے اس بلا میں میری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا میرا دین پارہ ناں نہیں

واقعی ان کی نعتوں کو پڑھ کے وجد کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔''

(قرآن حکیم کے اردو تراجم ص ۴۲۹۔۴۳۱ قدیمی کتب خانہ)

احسان الٰہی ظہیر لکھتا ہے:۔

''بریلویت کے موسس و بانی علمی گھرانے میں پیدا ہوئے ان کے والد نقی علی اور دادا رضا علی کا شمار احناف کے مشہور علماء میں ہوتا ہے۔''

(بریلویت ص ۲۶)

ایسے ہی ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

''مولانا احمد رضا خان بریلوی مسلک بریلوی کے بانی و رہنما ہیں۔ آپ خاصے علم و فضل کے مالک اور نہایت ذہین و فطین تھے۔ اگرچہ آپ کے

بعض اذکار سے اختلاف کی یقیناً گنجائش موجود ہے مگر اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ ایک بڑے عالم اور کتب کثیرہ کے مصنف ہیں۔ آپ نے قادیانیت کے خلاف کافی مواد چھوڑا ہے۔"

(تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تحریک ص ۱۲۳۔ ۱۲۴)

خالد محمود لکھتا ہے:۔

"فاضل بریلوی اپنے دور کے ایک معروف عالم تھے۔

(مطالعہ ج ا ص ۱۳۱ ۴، ج ۳ ص ۳۱۱)

اسی مطالعہ بریلویت میں ہے:۔

"ہمیں اس کا اعتراف ہے کہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی اس مکتبہ فکر کے سب سے بڑے عالم تھے۔ کثیر التصانیف، اس قدر زود رقم کہ بعض رسالے چند گھنٹوں میں تصنیف فرما دیئے۔ خوش گو شاعر، متعدد علوم میں واقفیت و آگاہی رکھنے والے۔ ان کی اردو تحریر میں قوت بھی ہے اور روانی بھی۔ عربی نظم و نثر بے تکان لکھتے ہیں۔"

(مطالعۂ بریلویّت ج ۷ ص ۲۷۱)

منظور نعمانی صاحب اعلیٰ حضرت کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"لیکن میں ان کی کتابیں دیکھنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ بے علم نہیں تھے بڑے ذی علم تھے۔ کم فہم اور غبی بھی نہیں تھے بڑے ذہین اور بہت ہوشیار آدمی تھے۔" (فتنہ بریلی کا نیا روپ ص ۱۶)

آلِ قارون ہونے پہ اعتراض

جناب نے تمام مسلمان پٹھانوں کے نسب میں ایک خاص کافر کا نام آنے کی وجہ سے طعن کیا ہے۔ یہ کام سب سے پہلے حسین احمد مدنی نے بھی یوں کیا تھا "آخر خود بھی تو اسرائیلی ہی ہیں، اپنے آباواجداد یہود بنی اسرائیل کی ہڈیوں کو زندہ کیا۔" (الشہاب الثاقب)

جواباً عرض ہے کہ کئی مسلمانوں کے نسب و تاریخ کے بیان میں کافر باپ دادوں کے نام کتابوں میں ملتے ہیں، اس کی بنیاد پر ان کی مسلمان اولاد پر طعن کو درست مان لیں تو روافض کی زبان سے شاید کوئی اکا دکا صحابی ہی محفوظ رہے گا۔ حضرت سبیعہ رضی اللہ عنہا بنت ابولہب کو "بنت حطب النار" ہونے کا طعنہ دیا گیا تو سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ناراض ہوئے، (زرقانی علی المواہب)، یونہی ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا پر یہودیہ کے لفظ سے چوٹ کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ناراض ہوئے۔ (مشکوۃ) مسلمان کے نسب نامہ میں کافر ہوں تو ان سے مسلمان کو طعن دینا جائز نہیں۔ جناب والا! قارون کا لقب دیوبند تھا۔ (فیروز اللغات فارسی ۱:۶۸۶، بحوالہ مروجہ حسنات :۷) تو تمہارا وہ لقب یوں بنتا ہے کہ:۔ دیوبند ہے قارون لہٰذا دیوبندی قارونی ہیں۔ جناب والا! نسب میں کافر کا ہونا اور بات ہے، وہ غیر اختیاری ہے مگر نسبت میں قارونی کہلانا یہ قابل اعتراض ہے اس پہ طعن ہوگا لہٰذا آج سے جناب آل قارون کہلانے کے مستحق ہیں۔ پھر مزے کی بات یہ کہ معترض خود پٹھان ہے اور نہ صرف نسبتی قارونی بلکہ نسبی بھی قارونی ہونے کے لحاظ سے ڈبل قارونی ٹھہرا۔

تم چپ رہو تو اس میں تمہارا ہی رہے بھرم
یوں سب کے سامنے تو نہ ہکلاؤ دوستوں

پھر ایک صاحب رقم طراز ہیں کہ:۔

"دوسری طرف یزید کے مخالفین اس کی بداعمالیوں، بدکرداریوں اور ظلم و جور کی بناء پر ان کے والد حضرت امیر معاویہ کی شانِ اقدس میں بھی گستاخیاں روا رکھتے ہیں حالانکہ اسلام میں محض کسی کا باپ ہونا اس کی برائی کا معیار نہیں بلکہ یہ بھی زمانہ جاہلیت کا معیار ہے۔"

(یزید اکابر علماء اہلسنت دیوبند کی نظر میں ص ۵۰)

اگر بیٹے کی وجہ سے باپ پر طعن نہیں کیا جا سکتا تو باپ کی وجہ سے بیٹے پہ طعن کیونکر آئے گا؟

شیعہ ہونے پہ اعتراض

اس کے بعد جناب نے خاندانِ اعلیٰ حضرت کو شیعہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش میں فضول قسم کے اعتراضات کیے جن کا فرداً فرداً جواب پیشِ خدمت ہے۔

کاظم علی خان

ساجد صاحب کاظم علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"حافظ کاظم علی خان صاحب آصف الدولہ کے یہاں وزیر تھے۔"

(نورسنت کنز الایمان نمبر ص ۲۰، عقائد و خدمات علمائے دیوبند ص ۴۵)

اس کے بعد جناب نے اپنے اختراعی حاشیے سے یہ بات ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ آپ شیعہ تھے اور ثبوت یہ دیا کہ نواب آصف الدولہ شیعہ تھا لہذا آپ بھی شیعہ تھے جبکہ یہ ان کی تاریخ سے ناواقفیت کی دلیل ہ، مغل بادشاہوں کے دربار میں کئی ہندوں حضرات بھی وزیر تھے کیا ان سب کو مسلمان کہا جائے گا؟ لہذا یہ اصول سرے سے ہی غلط ہے۔

رضا علی خان

لکھتے ہیں:۔

"احمد رضا کی مذکورہ بالا پشتو تک شیعت نمایاں ہے۔"

(کنز لاایمان ص ۲۱)

جی ہاں نمایاں ہے، آپ کے گھر کے بناوٹی حوالوں میں یہی بات موجود ہے وگرنہ حقائق سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ پھر سنئے آپ ہی گھر کے ایک صاحب دوٹوک یہ اعلان کرتے ہیں:۔

"قارئین کرام! ہم اعلیٰ حضرت پر یہ الزام نہیں لگاتے کہ وہ شیعہ خاندان سے تعلق رکھتے ہوئے شیعہ تھے۔ کیونکہ ہمیں ان کے شیعہ

ہونے کی کہیں وضاحت نہیں ملی۔''
(اعانت الامین ص ۴۶)

آشنا اچھا ہے یا نا آشنا
اس کو پوچھو آشنائے راز سے

اس کے بعد ایک عبارت کے ذریعے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی مولانا رضا علی خان انگریز کے غلام تھے جبکہ پوری عبارت ایک بار پھر ان کے دجل کا پردہ چاک کرتی ہے۔ چنانچہ وہاں موجود ہے:۔

''اور پنج وقتہ نمازیں مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ادھر سے گوروں کا گزر ہوا۔ خیال ہوا کہ شاید مسجد میں کوئی شخص ہو تو اس کو پکڑ کر پیٹیں۔ مسجد میں گھسے، ادھر ادھر گھوم آئے، بولے کہ مسجد میں کوئی نہیں ہے۔ حالانکہ حضرت مسجد ہی میں تشریف فرما تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اندھا کر دیا کہ حضرت کو دیکھنے سے معذور رہے۔'' (حیات اعلیٰ حضرت ص ۸۷)

پھر حضرت کی ادھوری کرامات ذکر کر کے اعتراض کیا ہم پوری عبارتیں پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ حیاتِ اعلیٰ حضرت میں موجود ہے کہ:

''حضرت کا گزر ایک روز کوچہ سیتا رام کی طرف سے ہوا ہنود کے تیوہار ہولی کا زمانہ تھا۔ ایک ہندوانی بازاری طوائف نے اپنے بالا خانے سے حضرت پر رنگ چھوڑ دیا، یہ کیفیت شارع عام پر ایک مسلمان نے دیکھتے ہی بالا خانہ پر جا کر تشدد کرنا چاہا، مگر حضور نے اسے روکا اور فرمایا بھائی! کیوں اس پر تشدد کرتے ہو؟ اس نے مجھ پر رنگ ڈالا ہے خدا اسے رنگ دے گا، یہ فرمانا تھا کہ وہ طوائف بے تابانہ آکر قدموں پر گر پڑی اور معافی مانگی اور اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوئی۔ حضرت نے وہیں اس نوجوان کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔'' (حیات اعلیٰ حضرت ج ۱ ص ۸۵)

''دوسرا واقعہ بیان فرماتے تھے کہ حضرت کے اعزہ میں سے ایک صاحب مسمیٰ بہ وارث علی خان محلہ سوداگراں میں رہتے تھے ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوکر کچھ رقم بطور قرض حاصل کی ان کے شباب کا زمانہ تھا اور مزاج آزاد واقع ہوا تھا اسی لیے حضور نے فرمایا اس رقم کو بے جا صرف نہ کیا جائے۔ اقرار کیا اور چلے گئے۔ (مگر) اسی روز اسی روپیہ کو لے کر ایک طوائف کے یہاں گئے، جب زینہ پہ پہنچے، دیکھتے ہیں حضرت کا عصا اور چھتری رکھی ہے۔ الٹے پاؤں واپس ہوئے دوسرے بالا خانہ گئے۔ وہاں بھی یہی کیفیت دیکھی، واپس ہوئے۔ تیسری جگہ گئے، یہی ماجرا دیکھا، بالآخر واپس ہوئے اور حاضر خدمت اقدس ہوکر صدق دل سے توبہ کی۔''
(حیات اعلیٰ حضرت ۸۴)

قارئین اس پوری عبارت سے بات واضح ہوگئی کہ یہ پہلے کی بات ہے پھر ان کا کچھ غلط کام کرنا بھی ثابت نہیں بلکہ مولانا رضا علی خان صاحب کی کرامت کی وجہ سے تائب ہو گئے۔ مگر آیئے دوسری طرف دیوبندی حضرات کے حالات بھی ملاحظہ کریں۔

''نواب مصطفیٰ خان مرحوم عنفوانِ شباب میں بعض شبابی لغزشوں کے شکار ہوگئے تھے۔''
(سوانح قاسمی ج ۱ ص ۳۳۶)

مناظر احسن صاحب ان لغزشوں کی وضاحت کرتے ہوئے حاشیے میں لکھتے ہیں:۔

''یعنی ایک شاہد بازاری رجوا نامی سے ان کا تعلق تھا۔''
(سوانح قاسمی ج ۱ ص ۳۳۶)

شورش کاشمیری نے ابوالکلام کے متعلق لکھا کہ:۔

''ان پر الحاد کا زمانہ بھی گزرا ہے۔'' (ابوکلام آزاد ص ۱۴۳)

شورش کاشمیری عبدالماجد دریابادی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

''دوسری طرف لہو ولعب میں ڈھلے ہوئے کئی انسانوں کا دفاع کیا۔''
(ابوکلام آزاد ص ۵۰۲)

اب ذرا اپنے حکیم الامت کے والد صاحب کی حالت بھی دیکھیں:۔

''حضرت کے والد ماجد نے جائیداد کافی چھوڑی تھی۔ اگر چہ ان کے ذرائع آمدنی کچھ ناجائز نہ تھے مگر حضرت کی نظر میں کچھ مشتبہ تھے۔''

(ماہنامہ الحسن حکیم الامت نمبر ۱۹۸۷ ص ۲۰)

ہم یہاں پہ تھانوی صاحب کا تبصرہ نقل کرنا ضروری سمجھتے ہیں موصوف لکھتے ہیں:۔

''یہ بھی ایک بڑا مرض ہے کہ دوسروں کے اقوال افعال قصے جھگڑے لیے پھرتے ہیں ارے اپنی خبر لو دوسروں کے تو صرف مکھیاں بھنک رہی ہیں اس پر اعتراض ہے اور اپنے کیڑے پڑ رہے ہیں ان کی بھی فکر نہیں انسان کو اپنی فکر ضروری ہے۔'' (الافاضات الیومیہ ج ۸ ص ۸۷)

نقی علی خان

مولانا نقی علی خان پہ یہ اعتراض کیا کہ باوجود دولت ہونے کے انہوں نے دیر سے حج کیا۔ تو ہم اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس میں اعتراض والی کون سی بات ہے اگر ایک آدمی دیر سے حج کرے تو اس پہ شرعی حکم کیا ہے؟ اگر کوئی شرعی حکم نہیں تو پھر اس فضول اعتراض کا مقصد بتایا جائے؟ اس کے بعد معترض نے رسالہ نذرانہ عرس کے حوالہ سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ مولانا نقی علی خان بٹیر بازی کا شغل کرتے تھے۔ لکھتے ہیں:۔

''مولوی عبدالصمد مقتدری کی سنیے:

ضلع بدایوں میں ان کی بڑی جائیداد تھی، بسلسلہ انتظام جائداد بدایوں میں مسلسل آمد و رفت رہتی تھی مولانا انوار الحق صاحب عثمانی بدایونی سے مخلصانہ برادرانہ تعلقات تھے رؤسا بدایوں و کبیرہ بزرگ کے خصوصی مشاغل مرغ بازی اور بٹیر بازی سے دلچسپی رکھتے تھے۔'' (رسالہ نذرانہ عرس ص ۷ بحوالہ مطالعہ بریلویت ج ۱ ص ۱۹۷) (کنزالایمان ص ۲۳)

ناظرین اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مولانا حسن علی صاحب لکھتے ہیں:۔

''جواباً عرض ہے کہ اوّل تو نذرانہ عرس یا نذرانہ اہل عرس کراچی سے شائع شدہ ان کی اپنی کتاب ہے ہمارے لیے حجت ہے نہ معتبر۔ دوم یہ کہ مضمون بالا میں مولانا نقی علی خان صاحب کے مولانا انوار الحق بدایونی سے دوستانہ برادرانہ تعلقات بتائے گئے ہیں اور آگے کا مضمون مولانا نقی علی خان صاحب کے متعلق نہیں۔ یعنی مضمون میں بتایا گیا ہے کہ رؤسا بدایوں وکبیرہ بزرگ کے خصوصی مشاغل مرغ بازی اور بٹیر بازی سے دلچسپی لیتے تھے اس مضمون میں یہ نہیں کہ حضرت رئیس الاتقیاء مولانا مفتی شاہ نقی علی خان صاحب قدس سرہ کے اور رؤسا بدایوں کے مشاغل بٹیر بازی یا مرغ بازی تھے۔'' (محاسبہ دیوبندیت ج۲ ص ۱۰۷۔۱۰۸)

قارئین مولانا نقی علی خان کے متعلق مولوی فاضل لکھتے ہیں:۔

''مولانا نقی علی صاحب قدس سرہ بہت بڑے بزرگ اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں بڑے صحیح العقیدہ بزرگوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔''

(پاگلوں کی کہانی ص ٦٧)

یہ جناب ساجد صاحب کے منہ پہ ایک زبردست تمانچہ ہے اور جہاں شیعہ ثابت کرنے کی بات تو اس کا جواب بھی مذکورہ حوالہ سے ہو گیا۔

ہوا مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں

اسی طرح تذکرۃ علمائے الہند میں موجود ہے کہ:۔

''حق تعالیٰ نے ان کو اپنے ہم عصروں میں معاش و معاد میں ممتاز فرمایا تھا۔ فطری شجاعت کے علاوہ سخاوت، تواضع اور استغناء کی صفات سے متصف تھے۔''

(تذکرہ علمائے الہند ص ۴۴۹)

اعلیٰ حضرت کا بچپن

مولوی صاحب نے اس عنوان سے اعلیٰ حضرت کے بچپن کا واقعہ نقل کر کے کچھ

اعتراضات کیے۔ واقعہ کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ اعلیٰ حضرت صرف کرتہ پہنے ہوئے گلی میں موجود تھے کچھ طوائفیں گزریں تو آپ نے کرتہ شریف اپنی آنکھوں پہ رکھ لیا، اس سے آپ کا ستر ظاہر ہوگیا، ان عورتوں نے کہا کہ جو چیز چھپانی تھی وہ تو ظاہر ہوگئی تو امام اہلسنت نے جواب دیا کہ پہلے نظر بہکتی ہے پھر دل بہکتا ہے اس پہ ساجد صاحب کہتے ہیں:۔

''آج کا ایک معمولی شریف انسان بھی اپنے محلے میں طوائفوں کا رہنا پسند نہیں کرتا مگر یہ عجیب خاندان ہے جنہیں اپنے محلے میں بحث ومباحثہ، مڈبھیڑ اور کرامات کے لیے رنڈیوں کے علاوہ اور ملتا ہی کوئی نہیں۔''

(کنز الایمان نمبر ص ۲۴)

تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''اس کا کون دعویٰ کرسکتا ہے کہ میری تصنیف میں کوئی لغزش یا کوتاہی نہیں۔ بشریت ہے، سہو ونسیان ساتھ لگا ہوا ہے لیکن اسی کے ساتھ مدعی نسیان کے متعلق یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ یہ واقعی نسیان ہے یا قصد سے ایسا دعویٰ کیا گیا ہے۔ سو اگر کوئی حسد کی راہ سے کسی پر اعتراض ہی کرنا چاہے وہ بھی معلوم ہوجاتا ہے اور اس کا کسی کے پاس کوئی علاج نہیں بہت سے لوگوں کا یہ ہی مشغلہ ہے کہ عیب جوئی میں لگے رہتے ہیں۔ عیب چیں کی مثال ایسی ہے جیسے باغ میں کوئی پھول سونگھنے کی غرض سے، کوئی پھل کھانے کی غرض سے، کوئی سیر وتفریح کی وجہ سے جاتا ہے اور سؤر جو جاتا ہے سونگھتے سونگھتے جہاں پاخانہ ہوگا وہیں پہنچ جائے گا۔ اسی طرح حاسد کی کسی خوبی پر نظر نہیں پڑتی اگرچہ کتنی ہی خوبیاں ہوں۔ ہمیشہ عیب ہی کی جستجو میں رہتا ہے۔'' (افاضاتِ یومیہ جلد ا ص ۲۳۳)

مزید فرماتے ہیں:۔

''عیب جو کی مثال عبدالرحمٰن صاحب مالک مطبع نظامی کانپور نے جو علما

کی صحبت اٹھائے ہوئے تھے ذہین آدمی تھے انہوں نے بیان کی تھی کہ
کسی باغ میں پھل بھی ہے اور گھاس بھی ہے اور ایک گوشہ میں پاخانہ بھی بنا
ہے سو انسان تو پھل کھانے کو اور سیر وتفریح کرنے کو جاتا ہے۔ جانور گھوڑا
وغیرہ گھاس کھانے کو جاتے ہیں مگر سوٗر وہاں بھی پاخانہ کو تلاش کرتا ہے۔
ایسے ہی عیب چیں کی مثال ہے اہل کمال کی تو کمال پر نظر پڑتی ہے اور
عیب جو کی عیب پر نظر پہنچتی ہے۔'' (افاضاتِ یومیہ ج ۷ ص ۱۶۳، ۱۶۴)

بس یہی حال ان دیوبندی حضرات کا ہے جو واقعہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کو واضح کرتا ہے اور اتنی پُرسوز نصیحت عطا کرتا ہے مگر یہ لوگ سور کی مانند اس پہ بھی اعتراض کرتے نظر آتے ہیں۔ اس کے بعد عرض ہے کہ واقعہ میں کہیں بھی ملحوظ نہیں کہ طوائفیں آپ کے محلے میں رہتی تھیں بلکہ ان کے گزرنے کا ذکر ہے اور یہ بات ممکن ہے، کوئی بھی آدمی کسی بھی جگہ سے گزر سکتا ہے اس میں تعجب اور قابل اعتراض بات کیا ہے؟ پھر لکھتے ہیں:۔

''اس پر بھی غور کریں خان صاحب گھر کی طرف جا رہے تھے اور طوائفیں
بھی اس طرف سے آرہی تھیں نہ معلوم دولت خانے پہ کیا کرنے گئی
تھیں۔'' (کنز الایمان ص ۲۴)

واللہ حد ہوگئی ضد، جہالت اور بہتان تراشی کی، قارئین اس پوری عبارت میں یہ بات کہیں بھی موجود نہیں کہ طوائفیں اعلیٰ حضرت کے گھر سے آرہی تھیں بلکہ صرف اتنا ذکر ہے کہ جس طرف آپ جا رہے تھے اس طرف سے وہ آرہی تھیں۔ مگر اس ضد اور تعصب کا کیا کیا جائے جو خدا خوفی کو بھلا کر صرف اعتراض برائے اعتراض پہ مصر ہے۔ قارئین یہ اعتراض اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ دیوبندی حضرات کسی نہ کسی طرح اعلیٰ حضرت کی ذات کو مجروح کرنا چاہتے ہیں تا کہ خود کو کفر سے بچا سکیں مگر اللہ کے بندو اعلیٰ حضرت جیسے بھی ہوں اس سے تمہارے کفر یہ پردہ کیسے پڑے گا؟ آپ کے اکابرین نے جو کفریہ عبارات لکھی ہیں جن پہ خود تمہارے گھر والوں نے تحفظات کا اظہار کیا ہے وہ کیسے درست ہو جائیں گی؟ واللہ ہوش

کے ناخن لیں اور اس بے جا الزام تراشی سے توبہ کریں۔ اس کے بعد جو اعتراض کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بچہ کا عمل عموماً قابل دھیان نہیں ہوتا مگر طوائفیں خان صاحب کی مزاج آشنا تھیں اس لیے انہوں نے یہ تبصرہ کیا۔ (کنزلاایمان نمبر ص ۲۴)

یہ بھی جناب کی بہتان تراشی ہے اور کچھ نہیں اور واقعہ میں بالکل اس قسم کی بات موجود نہیں جہاں تک بچوں کی طرف دھیان نہیں ہوتا تو یہ بھی غلط ہے اگر کوئی بچہ غیر معمولی کام کرے تو وہ قابل توجہ ہو جاتا ہے۔ پھر اعتراض کیا کہ ستر کھولنے میں وہ کون سے نکتے تھے کہ رضا خانی اس پہ عمل نہیں کرتے۔ (کنزالایمان ص ۲۴)

اس لفظ رضا خانی کی بحث تو ہم پھر کبھی کریں گے۔ فی الحال عرض ہے کہ یہ بھی اس معترض کی جہالت ہے کیونکہ واقعہ کا اصل مقصد آنکھوں کو چھپانا ہے نا کہ ستر کھولنا۔ کیونکہ ستر کا کھلنا اتفاقی تھا، لہٰذا با قاعدہ پلاننگ والا اعتراض بھی لغو ہے۔

پھر ایک عبارت نقل کر کے کہا کہ یہ بچپن کی عادت ابا حضور سے ملی تھی اور اس پہ اعلیٰ حضرت کی ایک اور عبارت نقل کی کہ بچپن کی عادت کم چھوٹی ہے۔ (کنزلاایمان ص۲۶)

قارئین یہ بھی اس جاہل کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اس کی پیش کردہ عبارت میں کہیں بھی ستر دکھانے کا ذکر نہیں بلکہ کرتے سے آنکھوں کو چھپانے کا ذکر اور اسی طرح اعلیٰ حضرت کی والدہ کے حوالے سے پیش کردہ عبارت میں چہرہ چھپانے کا ذکر ہے ستر دکھانے کا نہیں یہ ساجد خان کی اپنی خباثت نفس ہے۔ اب ہم ساجد کے حکیم الامت کے بچپن کی جھلک بھی دکھلا دیتے ہیں کہ ان کے حکیم الامت بچپن میں اپنے بڑے بھائی کے سر پہ پیشاب کیا کرتے تھے۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۱۴، ج ۴ ص ۲۶۲)

اسی طرح جناب اپنے والد صاحب کو بھی تنگ کیا کرتے تھے۔

(اشرف السوانح ج ۱ ص ۵۰، افاضات ج ۴ ص ۲۶۲)

ایسے ہی جناب نے نمازیوں کے جوتے چرا کر شامیانے پہ پھینک دیئے۔ (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۶۲)

اور سب سے بڑھ کر جناب لکھتے ہیں:۔

''یہ سب اللہ کے طرف سے ہے ورنہ ایسی حرکتوں پر پٹائی ہوا کرتی تھی۔'' (افاضات الیومیہ ج ۴ ص ۳۶۱)

''بلکہ جہاں بھی کوئی شرارت ہوتی جناب کا ہی نام لیا جاتا۔''

(افاضات ج ۴ ص ۳۱۴)

ایسے ہی اسماعیل دہلوی کے بارے میں لکھا:۔

''ایک مرتبہ شاہ عبدالعزیز کا وعظ ہو رہا تھا کہ مولانا اسماعیل آئے اور سب کی جوتیاں لے کر سقایہ میں ڈال دیں۔'' (ملفوظات ج ۱۱ ص ۷۳)

فی الحال اتنا تعارف کافی ہے اگر کسی نے ہماری گزارشات کا جواب دینے کی کوشش کی تو پھر اس سلسلہ میں تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔

غیر محرم کو دیکھنے پر اعتراض

پھر ملفوظات کے حوالے سے اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت نے فرمایا کہ میں نے خود دیکھا کہ ایک نوجوان لڑکی اپنی ماں کا دودھ پیتی تھی۔ (کنز الایمان ص ۲۸)

اعلیٰ حضرت کا یہ جواب محاورۃً ہے۔ جیسے ہم کہتے ہیں کہ ہمارے سامنے کی بات ہے، ہمارے علاقے میں قتل ہوا۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت نے بھی سننے کو دیکھنے پر محاورۃً محمول کیا۔ اور حقیقتاً ایسا ہونا بھی ناممکن ہے کہ کوئی عورت اپنا ستر دکھائے، لہٰذا یہ اعتراض ساقط ہوا۔ اور جہاں تک ان کا پیش کردہ اگلا حوالہ ہے اس میں دیکھنے کا کوئی ذکر نہیں اور رشتے داری یا جان پہچان کی وجہ سے پہچان لینا قابل اعتراض نہیں۔

اب ذرا گھر کا حال ملاحظہ ہو ایک صاحب فرماتے ہیں کہ:۔

''بدنظری، بدکرداری، ہر طرح کی معاصی میں علماء و مشائخ مبتلا ہیں، غیبت کو تو ہم لوگ کچھ سمجھتے ہی نہیں، اعتدال کا باب قابل مطالعہ ہے۔

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی
(صحبتے با اولیاء ص ۱۶۷)

حسین احمد مدنی فرماتے ہیں :۔

''جب میں نے دیکھا کہ ایک دو سالہ خوبصورت بچی اور اس کی شفیق ماں روسیوں سے بھاگتی تھی۔''
(ارشادات مدنی ص ۲۵۹)

ایسے ہی سید احمد کے متعلق موجود ہے :۔

''ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ سید صاحب کسی شہر سے گزرے ایک کسبی خوبصورت اپنے دروازے پہ کھڑی تھی سید صاحب گھوڑے پہ سوار جا رہے تھے آپ نے جو ایک نظر اس کی طرف دیکھا تو وہ رنڈی بے تحاشا دوڑی۔''
(ارشادات گنگوہی ص ۹۸)

اب سنیے عاشق الٰہی صاحب لکھتے ہیں :۔

''جب عورت باہر نکلتی ہے تو شیطان دیکھنے لگتا ہے۔'' (شرعی پردہ ص ۶۸)

تھانوی صاحب یعقوب نانوتوی سے نقل فرماتے ہیں :۔

''عوام کے عقیدہ کی بالکل ایسی حالت ہے کہ جیسے گدھے کا عضو مخصوص بڑھے تو بڑھتا ہی چلا جائے اور جب غائب ہو تو بالکل ہی پتہ نہیں۔''

(افاضات الیومیہ ج ۷ ص ۴)

دوسروں پر اعتراض کرنے والوں کو یہ ضرور دیکھنا چاہیے کہ ان کے اپنے کن چیزوں کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔ اب اپنے غوث اعظم کا مشاہدہ بھی دیکھیے جناب سے کسی نے پوچھا کہ عورت کی شرم گاہ کیسی ہوتی ہے تو فرماتے ہیں :۔

''جیسے گیہوں کا دانہ۔'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۳۱)

جبکہ ابوایوب صاحب لکھتے ہیں :۔

''علماء کرام تو زن وشوہر کو ایک دوسرے کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کو

بے حیائی پیدا ہونے کا خوف

خلافِ تہذیب فرماتے ہیں کہ اس سے بے حیائی پیدا ہونے کا خوف ہے۔"

(پانچ سو باادب سوالات ص ۱۲۹)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ رشید صاحب کو یہ کیسے پتہ چلا کہ عورت کی شرمگاہ گیہوں کے دانہ کی مانند ہوتی ہے؟ اگر تو انہوں نے اپنی بیوی کی شرمگاہ دیکھنے کا تجربہ کیا تو ابوایوب صاحب کے بقول خلافِ تہذیب کام کیا اور آپ یہ کہیں کہ بیوی کی شرمگاہ کو نہیں دیکھا تو لامحالہ پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ تجربہ کس پہ کیا گیا؟ کیا اپنی والدہ کی شرمگاہ کو ملاحظہ کیا یا جناب نے اپنی ہمشیرہ کو اس بدتہذیبی کے لیے آمادہ کیا؟ اور اگر اپنی زوجہ کی شرمگاہ کو دیکھنا خلافِ تہذیب ہے تو اپنی والدہ اور ہمشیرہ کی شرمگاہ دیکھنا کیسا ہے؟ پھر یہ احتمال بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ شاید جناب نے یہ تجربہ کسی دیوبندی "رنڈی" پہ کیا ہو کیونکہ ان سے دیوبندی حضرات کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ پھر اس تجربہ کے بعد جناب بے حیا بھی ثابت ہو گئے اور "ارواح ثلاثہ" میں ہے:۔

"اوّل یہ ثابت کیا حضرت آدم علیہ السلام باحیا اور ابلیس بے حیا۔"

(ارواح ثلاثہ ص ۶۱)

اس کے بعد جو طالب علم کو حبس میں رکھنے والا اعتراض ہے تو ہمارے پاس یہ کتاب موجود نہیں۔ مگر ہم دیوبندی حضرات کے گھر کا حال آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ ارواح ثلاثہ میں دیوبندی مولوی کے بارے میں موجود ہے کہ:۔

"والد صاحب نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھائے ہی تھے کہ ان کی نظر اس لڑکے پر پڑ گئی۔ جس سے مصافحہ تو رہ گیا اور والد صاحب اس لڑکے کو دیکھنے میں مستغرق ہو گئے ان عالم نے جب یہ دیکھا کہ یہ مصافحہ کرنا چاہتے تھے، مگر مصافحہ نہیں کر سکے۔ تو انہوں نے منہ پھیر کر اپنے پیچھے دیکھا تو ان کو معلوم ہوا کہ لڑکا کھڑا ہے اور یہ اس کے دیکھنے میں مصروف ہیں۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ یہ حضرت بھی ہمارے ہم رنگ معلوم ہوتے

ہیں۔'' (ارواح ثلاثہ ص ۱۶۹۔۱۷۰)

اور اسی طرح نانوتوی کے متعلق موجود ہے:۔

''جلال الدین صاحبزادہ مولانا یعقوب صاحب سے جو اس وقت بالکل بچے تھے، بڑی ہنسی کیا کرتے تھے، کبھی ٹوپی اتارتے کبھی کمر بند کھول دیتے تھے۔'' (ارواح ثلاثہ ص ۲۰۶)

قاسم نانوتوی اور رشید احمد گنگوہی کا نکاح اور سرفرازی تاویل کا ازالہ

تذکرۃ الرشید میں موجود ہے کہ:۔

''ایک بار ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک بار خواب دیکھا تھا کہ مولوی محمد قاسم صاحب عروس کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا ہے سو جس طرح زن و شوہر میں ایک دوسرے کو فائدہ پہونچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہونچا ہے۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۳۶۳، ارشادات گنگوہی ص ۱۲۳)

اس خواب کی تاویل کرتے ہوئے سرفراز صاحب لکھتے ہیں:۔

''خواب ایک حقیقت طلب چیز ہوتی ہے۔ اس کی ایک ظاہری صورت ہوتی ہے اور ایک باطنی صورت ہوتی ہے اور ایک باطنی حقیقت ہوتی ہے جس کو تعبیر کہتے ہیں۔ بسا اوقات ظاہر کچھ ہوتا ہے اور اس کی تہہ میں کچھ ہوتا ہے علماء تعبیر نے لواطت کے عنوان کے تحت لکھا کہ:۔

''اگر کسی شخص نے خواب میں دیکھا کہ اس نے کسی معروف جوان سے نکاح کیا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ فاعل مفعول سے بھلائی کا معاملہ کرے گا۔'' (تعطیر الانام فی تعبیر المنام ج ۲ ص ۲۱۰) اور تاریخ شاہد ہے کہ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے ایک دوسرے کے ساتھ تو

صرف بھلائی ہی نہیں بلکہ بے شمار بھلائیوں کے معاملات ہوتے رہے۔"
(تفریح الخواطر ص ۸۶۔۸۷)

پہلی بات تو خوابوں کے متعلق تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہمارے خواب کی حقیقت تو اکثر یہ ہوتی ہے کہ دن بھر جو خیالات ہمارے دماغ میں بسے ہوئے رہتے ہیں وہی رات کو سوتے میں اسی صورت میں یا دوسری صورت میں نظر آتے ہیں۔

(افاضات الیومیہ ج ۵ ص ۵۵)

پھر سرفراز صاحب کی پیش کردہ تعبیر بھی ان کو سودمند نہیں کہ وہاں لڑکے سے نکاح کا ذکر ہے نا کہ لڑکے کو بطور عورت دیکھ کر اس سے نکاح و مباشرت کا، لہٰذا یہ تاویل بالکل بھی نہیں چل سکتی، پھر اس کی تائید خانقاہ دیوبند میں وقوع پذیر ایک واقعے سے ہوتی ہے۔ ارواح ثلاثہ میں موجود ہے:۔

"ایک دفعہ گنگوہ کی خانقاہ میں مجمع تھا۔ حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی کے مرید و شاگرد سب جمع تھے اور یہ دونوں حضرات بھی وہیں مجمع میں تشریف فرما تھے۔ کہ حضرت گنگوہی نے حضرت نانوتوی سے محبت آمیز لہجے میں فرمایا یہاں ذرا لیٹ جاؤ۔ حضرت نانوتوی کچھ شرما سے گئے۔ مگر حضرت نے پھر فرمایا تو مولانا بہت ادب کے ساتھ چت لیٹ گئے۔ حضرت بھی اس چارپائی پر لیٹ گئے اور مولانا کی طرف کو کروٹ لے کر اپنا ہاتھ ان کے سینے پر رکھ دیا جیسے کوئی عاشق صادق اپنے قلب کو تسکین دیا کرتا ہے۔ مولانا ہر چند فرماتے ہیں کہ میاں کیا کر رہے ہو یہ لوگ کیا کہیں گے۔ حضرت نے فرمایا لوگ کہیں گے کہنے دو۔"

(ارواح ثلاثہ ص ۲۲۱)

قارئین اس واقعہ پہ تبصرہ کرنے کی ضرورت بالکل نہیں یہ خود اپنا مطلب بیان

کرنے کے لیے کافی ہے مگر ہم یہاں سرفرازی تاویل کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

موصوف لکھتے ہیں:۔

"باقی ارواح ثلاثہ کے واقعہ کو جس بدنما شکل میں صوفی صاحب اور ان کی جماعت مختلف کتابوں میں اور رسالوں میں عاشق و معشوق کے الفاظ سے بیان کر کے دل ماؤف کی بھڑاس نکالتی ہے تو یہ صرف ان کے خبث باطن کا نتیجہ ہے کیونکہ یہ واقعہ دونوں بوڑھوں اور معمر بزرگوں کا بھرے مجمع میں تھا جن کو ایک دوسرے کے ساتھ محض الحب فی اللہ کے تحت محبت تھی اور ایک دوسرے سے ظرافت و خوش طبعی فرما کر ایک دوسرے سے انتہائی عقیدت و محبت کا اظہار کیا۔ (تفریح الخواطر ص ۷۰)

اس سادگی پہ کون نہ مرجائے اے خدا

ناظرین تاویل برائے تاویل کی سب سے بھدی مثال اس سے بڑھ کر آپ کو کہیں نہیں ملے گی او بھلے مانس ہم نے خوش طبعی کا کب انکار کیا ہے؟ مگر آپ خود غور کریں نانوتوی صاحب کے "الفاظ کہ لوگ کیا کہیں گئے۔" اگر یہ صرف خوش طبعی ہوتی یا ظرافت ہوتی تو کوئی بھی اتنا بے وقوف نہیں ہوتا کہ صرف خوش ظرفی پہ ہی الزامات کی بوچھار کر دے بلکہ کچھ ایسا کام تھا جس کی وجہ سے تڑپ کر نانوتوی صاحب کے منہ سے الفاظ نکلے "میاں کیا کر رہے ہو۔" لہٰذا الفاظ کے پردے میں اپنے اکابر کے غلط کاموں کی تاویل سے پرہیز کریں۔

کیا اعلیٰ حضرت کے انسان ہونے میں تردد تھا؟

حسب عادت جناب نے ایک سرخی بعنوان خان صاحب کے انسان ہونے میں تردد تھا باندھی اور اس پہ ایک عبارت پیش کی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے استاد نے ان کی ذہانت سے متاثر ہو کر کہا کہ احمد میاں! تم آدمی ہو یا جن۔

(حیات اعلیٰ حضرت ج۱ ص ۱۱۲) (کنز الایمان ص ۲۹)

یہ اعتراض بھی جناب کی جہالت کا شاخسانہ ہے کیونکہ اس میں بطور مبالغہ اظہار کیا گیا

ہے۔ اگر یہ تحقیق ہے اور اسے ہی تحقیقی انداز کہتے ہیں تو پھر آپ کے نانوتوی صاحب کے متعلق یہ الفاظ موجود ہیں کہ

"وہ شخص ایک مقرب فرشتہ تھا۔" (ارواح ثلاثہ ص ۱۸۷)

اب ہم گزارش کرتے ہیں کہ جناب خان صاحب مہربانی کریں اور نانوتوی کے بارے میں بھی ایک عنوان قائم کر دیں اور اگر نہ کر سکیں تو پھر کچھ شرم کریں۔

اعلیٰ حضرت کے علم پہ اعتراض

اس عنوان کے تحت کیے اعتراضات کا جواب تو خود دیوبندی حضرات کے قلم سے پیش کیا جا چکا ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کے علم و فضل پہ دیوبندی شہادتیں مضمون کے آغاز میں لکھ چکے ہیں۔ جہاں تک حصولِ تعلیم کی بات تو اعلیٰ حضرت نے تمام درسی علوم معقول و منقول کی تحصیل اپنے والد سے کی۔ (تذکرہ علمائے الہند ص ۱۱۱)

اور مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:۔

"گو تعلیم و تدریس کے لیے مستقل عمارتوں کی تعمیر کو مسلمانوں نے ضروری تو کسی زمانہ اور کسی ملک میں نہیں قرار دیا تھا، بلکہ بڑی بڑی مسجدوں یا خانقاہوں کے سوا سچی بات تو یہ ہے کہ ابتدائی تعلیم کے منازل عموماً آبادکاروں کے مکانوں، ڈیوڑھیوں ہی میں طے ہو جاتے تھے۔"

(سوانح قاسمی ج ۲ ص ۲۷)

ایسے ہی ایک اور صاحب لکھتے ہیں:۔

"بریلی میں مختلف علمائے کرام انفرادی طور پر مذہبی تعلیم دیتے تھے۔"

(حالت مصنفین درس نظامی ص ۲۴۰)

اسی طرح مطالعہ بریلویت میں ہے کہ:۔

"ہمیں اس کا اعتراف ہے کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی اس مکتبہ فکر کے سب سے بڑے عالم تھے۔ کثیر التصانیف اس قدر زود رقم کہ بعض رسالے

چند گھنٹوں میں تصنیف فرما دیئے۔ خوش گو شاعر، متعدد علوم میں واقفیت و آگاہی رکھنے والے، ان کی اردو کی تحریر میں قوت بھی ہے اور روانی بھی عربی نظم ونثر بے تکان لکھتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے کمال درجہ کی عقیدت اور محبت رکھتے۔" (مطالعہ بریلویت ج ۷ ص ۲۷۱)

پھر خلیل احمد کے متعلق یہ بات موجود ہے کہ:۔

"اکثر کتابیں آپ نے خود دیکھی ہیں اور استاذ سے بہت ہی کم پڑھی ہیں۔" (تذکرۃ الخلیل ص ۲۰۱)

دیوبندی مصنف لکھتے ہیں:۔

"پھر گنگوہی کے بارے میں موجود ہے کہ اس نے حفظ اور علم طب بغیر کسی استاد کے فقط خود کتابوں کو پڑھ کر حاصل کیا۔"

(مولانا رشید احمد گنگوہی حیات وکارنامے ص ۴۴)

پھر جناب نے اعلیٰ حضرت کے استاد پہ اعتراض کیا۔ جبکہ انہی کی پیش کردہ عبارت میں موجود ہے کہ:۔

"تو اس میں کاتب سے اعراب کی غلطی ہو گئی تھی۔"

(کنز الایمان نمبر ص ۳۰)

جبکہ آیئے ہم دیوبندی استادوں کی علمی حیثیت بھی واضح کرتے جائیں۔ عاشق الٰہی صاحب گنگوہی صاحب کے استاد کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"التحیات خود میانجی صاحب کو غلط یاد تھی۔" (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۴۴)

اسی طرح یہی صاحب خلیل احمد صاحب کے استاد کے الفاظ نقل کرتے ہیں کہ:۔

"اس لفظ کے معنی مجھے معلوم نہیں خود دیکھ لینا۔" (تذکرۃ الخلیل ص ۲۰۱)

ہم یہاں ایک دفعہ پھر تھانوی صاحب کے الفاظ میں کہیں گے گھر میں پڑے کیڑوں کو پہلے صاف کرو۔ اب سنیئے اسماعیل دہلوی صاحب کے متعلق موجود ہے کہ:۔

"اس کو سن کر شاہ عبد القادر صاحب نے فرمایا، بابا ہم تو سمجھے تھے کہ اسماعیل عالم ہو گیا مگر وہ تو ایک حدیث کے معنی بھی نہیں سمجھا۔"

(ارواح ثلاثہ ص ۸۶)

حکیم محمود احمد برکاتی صاحب اس حقیقت کی اس انداز میں نقاب کشائی فرماتے ہیں:

"انہوں نے تدریس کی طرف جمعیت خاطر کے ساتھ توجہ نہیں کی اور اس لیے ان کے تلامذہ مستفیدین کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ پھر ایسے عالم سے تو ہم بے خبر ہیں جس نے ان سے سند حدیث لی ہو۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ انہوں نے کبھی کسی طالب علم کو وقت اور توجہ کے حرف وعطف سے اس حد تک اپنی طرف راغب نہیں کیا کہ وہ اپنے متعلمانہ سفر کو انہی کی راہبری میں اختتام تک پہنچاتا۔ اپنے خاندانی فن حدیث سے شاہ اسماعیل کی بے اعتنائی اور غفلت کی وجہ سے ہی وہ محدّث نہ کہلائے۔"

(حیات شاہ اسحق ۳۹)

اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اجی حضرت میرے اندر کمال تو کیا ہوتا جس زمانے میں مدرسہ میں پڑھا کرتا تھا اس وقت بھی استعداد وغیرہ کبھی نہیں ہوئی اس لیے کہ میں نے توجہ سے پڑھا ہی نہیں اور نہ کبھی ذہن ایسا ہوا۔" (الافاضات الیومیہ ج ۴ ص ۱۷۹)

ایسے ہی ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

"ایک صاحب نے حضرت کی تصانیف جو ایک ہزار کے قریب ہیں ان کا ذکر کر کے عرض کیا کہ آپ نے اتنی تصانیف فرمائی ہیں تو ہزاروں کتابیں دیکھی ہوں گی۔ حضرت نے فرمایا ہاں چند کتابیں دیکھی ہیں جن کے نام یہ ہیں:۔

حاجی امداد اللہ، حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب۔
ان کتابوں نے مجھے دوسری کتابوں سے بے نیاز بنا دیا۔"

(مجالس حکیم الامت ص ۱۰۳)

اگر دیو بندی یہ کہیں کہ یہ تواضع ہے تو عرض ہے کہ:۔
"تواضع قدر مشترک میں آتا ہے جھوٹ بولنا نہیں ہے اگر کوئی ڈپٹی کمشنر کہے میں ڈپٹی کمشنر نہیں ہوں تو یہ تواضع نہ ہوگی جھوٹ ہوگا۔"

(مطالعہ بریلویت ج ۵ ص ۲۴۹)

تدریسی خدمات پہ اعتراض

ہم نجیب صاحب کے مضمون کے تحت اعلیٰ حضرت کی مصروفیت کا تذکرہ کر آئے ہیں لہٰذا اگر ان مصروفیات کی وجہ سے اعلیٰ حضرت باقاعدہ تدریس نہ کر سکے تو یہ قابل اعتراض کیسے۔ ہاں! مگر گھر کا حال بھی جناب کو دیکھنا چاہیے۔ مناظر احسن صاحب نانوتوی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"نہ دارلعلوم میں بیٹھ کر کبھی پڑھایا نہ اس کے انتظامات کے سلسلہ میں رسمی طور پر کبھی عہدہ قبول کیا۔" (سوانح قاسمی ج ۱ ص ۴۲۱)

"پھر دیوبندی حضرات نے یہ اقرار کیا کہ اس دور میں بریلی علم دین کا مرکز تھا۔" (مختصر حالات زندگی شاہ عبدالقادر رائے پوری ص ۳۸)

ایسے ہی اپنے مولوی کے متعلق لکھا ہے:۔
"کچھ عرصہ بریلی میں مولانا احمد رضا خان کے مدرسہ میں تدریس بھی کی۔" (ارشادات حضرت رائے پوری ص ۸)

نیز:۔
"حضرت نے فرمایا ہمارے حضرت رائے پوری جب دہلی سے تعلیم

حاصل کر کے فارغ ہوئے تو انہوں نے کچھ عرصہ مولوی احمد رضا خان صاحب کے مدرسہ میں پڑھایا۔" (مجالس نفیس ص ۱۷۰)

کیا اعلیٰ حضرت کو جائیداد سے محبت تھی

اس جگہ معترض نے ایک عبارت پیش کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے مدینہ میں وفات پہ اپنی جائیداد کو ترجیح دی اور خلیل احمد مدینہ میں دفن ہوا۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

(کنز الایمان نمبر ص)

قارئین پہلی بات تو یہ کہ جناب کی پیش کردہ عبارت ہمیں مذکورہ صفحے پہ ہرگز نہیں ملی اگر یہ عبارت وجود رکھتی ہے تو ہمیں اس کی نشاندہی کی جائے۔ اس کے بعد قارئین کی خدمت میں عرض ہے کہ جب دیوبندی حضرات اپنی کفریہ عبارات کا معنی اسلامی ثابت نہیں کر پاتے تو اس قسم کی باتیں شروع کر دیتے ہیں کہ ہمارے اکابر جنت البقیع میں دفن ہیں جو ان کے عاشق رسول ہونے کی دلیل ہے تو اس سلسلہ میں خود کچھ کہنے کی بجائے دیوبندی امیر شریعت کا بیان ہی پیش خدمت ہے جناب فرماتے ہیں:۔

"بھائیو! عمل تھوڑا اور عقیدہ درست ہو تو نجات ہو سکتی ہے۔ عقیدہ غلط ہو، عمل پہاڑوں جیسے ہوں تو نجات نہیں، جہنمی ہے چاہے صائم الدہر کیوں نہ ہو اور قائم اللیل کیوں نہ ہو؟ بظاہر چاہے تہجد میں مرے، صحن کعبہ میں کیوں نہ مرے، روضہ نبوی کے پاس کیوں نہ مرے؟ مرادر ہے مرادر؟"

(خطبات امیر شریعت حصہ اول مرتب مجاہد الحسینی ص ۲۱۷، خطبات امیر شریعت ص ۱۴)

لہٰذا عاشق رسول وہ ہے جس کا عقیدہ درست ہے خالی جنت البقیع میں دفن ہونے سے کچھ نہیں ہونے والا، بدعقیدہ جہنمی ہی ہے۔ اور آگے چلیے جناب متین خالد صاحب نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے

کہ مدینہ کے قبرستان سے ناپسندیدہ لوگوں کو نکال دیا جاتا ہے۔

(تحفظ ختم نبوت اہمیت اور فضیلت ص ۸۶-۸۷)

اسی طرح اسرائیل صاحب لکھتے ہیں:۔

''اگر سوء اتفاق سے اس ذریت کا اکا دکا جنت البقیع میں دفن ہو بھی گیا تو وہ ضرور اپنے صحیح مستقر بریلی وغیرہ میں اٹھا کر پھینک دیا جاتا ہے۔''

(نزالامجد ص ۲۰)

اب ہم بتاتے ہیں کہ خلیل احمد صاحب مدینہ سے نکل کر کہاں پہنچے۔ مفتی محمود حسن گنگوہی لکھتے ہیں:۔

''ایک صاحب نے خواب میں دیکھا کہ تین قبریں ہیں وہیں لندن میں۔ ایک حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کی اور ایک حضرت گنگوہی کی اور ایک حضرت مولانا سہارن پوری کی اور تینوں قبروں میں سے مکھیاں نکل رہی ہیں شہد کی۔'' (اکابر دیوبند اور عشق رسول ص ۵۱)

لہٰذا لندن کے دار کفر میں جناب دفن ہوئے، اب ہم کہہ سکتے ہیں:۔

''پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا''

کتب کی غیر موجودگی پہ اعتراض

جناب نے اعتراض کیا کچھ کتابیں اعلیٰ حضرت نے وفات پانے سے قبل دیکھی تک نہ تھیں، یہ بھی جناب کا جھوٹ ہے اور اگر کتاب موجود نہ ہو تو کسی سے کہنا یہ قطعاً استفادہ کے معنی میں نہیں آتا اگر یہی اصول ہے تو سنیئے:۔

حسین احمد مدنی صاحب لکھتے ہیں:۔

''محترم آپ کو معلوم ہے کہ کتب فتاویٰ میرے پاس نہیں ہیں۔''

(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۲۲۳)

مزید فرماتے ہیں:۔

''پھر اس جگہ حسب ضرورت ذخیرہ کتب بھی نہیں ہے۔''
(مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۲۳۲)

نیز:۔
''میرے پاس وہ کتب حدیث موجود نہیں ہیں۔''
(فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۱۷)

اب جس کے پاس کتب احادیث ہی موجود نہ ہوں تو وہ دیوبندی اصول سے اس پہ درس حدیث کا الزام لگانا فقط بہتان ہی کہلائے گا۔

اعضائے شرمگاہ پہ تحقیق کے حوالے سے اعتراض

پھر جناب نے المیز ان کی عبارت نقل کی کہ اعلیٰ حضرت کا مرد شرمگاہ کے اعضاء کو نو ثابت کرنا آپ کی فقہ دانی کی دلیل ہے۔(دست وگریبان ج ۳ ص ۴، نور سنت کا ترجمہ کنز الایمان نمبر ص ۷۳، ہدیہ بریلویت صفحہ ۱۵۱، رضا خانی فقہ صفحہ ۷۶)

اس عبارت پر اعتراض کرتے ہوئے حافظ اسلم صاحب لکھتے ہیں:۔
''مولانا نے مرد کے آلہ تناسل پر ایسی تحقیق فرمائی کہ پہلے کے سب محققین کو مات کر گئے۔'' (رضا خانی فقہ صفحہ ۷۶)

جواباً عرض ہے کہ یہ اعتراض جہالت کی پیداوار ہے ورنہ اس میں کہیں بھی آلہ تناسل کا ذکر نہیں بلکہ شرمگاہ کے اعضاء کا ذکر ہے مطلب یہ کہ مرد کے کتنے اعضا کو چھپانا ضروری ہے اور وہ شرمگاہ کے زمرے میں آتے ہیں تو اعلیٰ حضرت کی تحقیق کے مطابق ۹ اعضا ایسے ہیں جو شرمگاہ کے زمرے میں ہیں، نہ کہ آلہ تناسل کے ۱۹ اعضاء ہیں۔

حرکت نفس پہ اعتراض

اس جگہ ایک عبارت نقل کی جس میں نماز کے دوران انگرکھے کا بند ٹوٹنے کا ذکر تھا دیوبندی اس پہ کافی شور وغوغا کرتے ہیں تو عرض ہے کہ انگرکھا کا بند گلے کی طرف ہوتا ہے اور

حرکت جسم سے وہ ٹوٹ گیا جس سے توجہ ہٹی جو اعلیٰ حضرت کے خشوع کے خلاف تھی لہذا دوبارہ اس کو ٹھیک کروا کر نماز ادا فرمائی۔ مگر دیوبندی اس پہ یوں تبصرہ کرتے ہیں:۔

''یعنی ذکر کھڑا ہو گیا جس کی وجہ سے انگرکھا جو پہنا ہوا تھا اس کا ایک بند بھی ٹوٹ گیا۔'' (دست و گریبان ج ۳ ص ۴)

اگر یہ حضرات لغت دیکھنے کی ہی زحمت گوارا کر لیتے تو یہ جاہلانہ اعتراض نہ کرتے۔

دیوبندی حضرات کی پسندیدہ لغت میں ہے:۔

''انگرکھا، مردوں کی ایک پوشاک مسلمانوں کے انگرکھوں میں داہنی طرف اور ہندوؤں میں باہنی طرف پردہ ہوتا ہے۔''

(نور الغات ج ا صفحہ ۳۸۲)

اس کو اچکن بھی کہتے ہیں اور اس کے بارے میں مصنف نور اللغات لکھتے ہیں:۔

''ایک قسم کی قبا جس کی آستین آگے سے لٹکتی رہتی ہے اس میں گریبان نہیں ہوتا۔'' (نور اللغات ج ۲ ص)

اس لغت کو جناب سرفراز صاحب نے مشہور مانا ہے اور اس سے استدلال کیا ہے۔

(عبارات اکابر صفحہ ۷۸)

تو یہاں نفس جسم کو کہا گیا لیکن اگر دیوبندی حضرات اس کو ذکر کے معنی میں لینے میں بضد ہیں تو سنیے تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''ہم تو کہتے ہیں ہمارا نفس موٹا ہے پلا ہوا ہے۔''

(ملفوظات حکیم الامت ج ۷ ص ۲۶۳)

اور اگر یہاں دیوبندی تاویل کریں گے تو ماننا پڑے گا نفس ہمیشہ ذکر کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا۔

فقہی مسئلہ پر اعتراض

پھر جناب نے ایک فقہی مسئلہ پہ اعتراض کیا کہ نماز میں احتلام ہوا اور سلام سے پہلے

منی نہ نکلی تو نماز ہو گئی۔ جواباً عرض ہے کہ بعض اوقات کسی بیماری کی وجہ سے ایسا ہو جاتا ہے لہٰذا اگر منی نہ نکلے تو نماز ہو جاتی ہے۔ اور یہ فقہی مسئلہ ہے اگر غلط ہے تو جناب کو چاہیے تھا کہ کسی دلیل کے ساتھ ثابت کرتے مگر جناب ایسا کرنے سے قاصر رہے۔ پھر امام نووی لکھتے ہیں:۔

"وکذالك لو صار المنی فی وسط الذکر وهو فی الصلوة فامسك بیده علی ذکره فوق حائل فلم یخرج المنی حتی سلم من صلوته فانه مازال مطهرا حتی خرج۔"
(شرح صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۴۵)

یہاں ہم ترجمہ نقل نہیں کرتے بس ساجد صاحب کو دعوتِ فکر کرتے ہیں کہ وہ ہمت فرما کر اس پہ حسب سابق اپنی [یاوہ گوئی] کو دہرائیں اگر نہ دہرا پائیں تو کم از کم شرم سے ڈوب کر ضرور مر جائیں۔ اب ہم آپ کو دیوبندیوں کی عجیب وغریب نماز بتاتے ہیں۔ اسماعیل دہلوی لکھتا ہے:۔

"اگر وہ وسوسہ ظہر کی نماز میں پیش آیا تھا تو فرض اور سنتوں سے فارغ ہو کر تنہائی اور خلوت میں وسوسے کو دل سے نکال کر سولہ رکعتیں پڑھے اور یہ جب ہے کہ ساری رکعتوں میں خیالات کا سلسلہ لگا رہا تھا اور اگر ساری رکعتوں میں وسوسے نہیں رہے تھے بلکہ بعض تو حضور کے ساتھ خیالات سے خالی پڑی تھیں اور بعض خیالات سے آلودہ ہو گئی تھیں تو وسوسے والی رکعتوں میں سے ہر ایک رکعت کے بدلے چار رکعت ادا کرے۔" (صراط مستقیم ص ۱۱۹)

اب دیوبندی بتائیں کہ اس نماز کا ثبوت کہاں ہے؟ پھر اسی طرح ایک صاحب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہ یوں بہتان باندھتے ہیں:۔

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔" (تجلیات صفدر

ج ۵ ص ۸۸ ۴،غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص ۴۳،مجموعی رسائل ج ۳ ص ۵۰)
دیوبندی اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ یہ کتابت کی غلطی ہے تو ہم اس پہ اتنا ہی عرض کرتے ہیں:۔

''اس کو کتابت کی غلطی وغیرہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ کاتب کی غلطی ہے۔ یہ سب کچھ سوچی سمجھی اسکیم کے تحت امت محمدیہ کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش ہے۔ (کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۲۱۲)

مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:۔

''حضرت نے مجبور ہو کر نماز امامت کرائی۔ مگر عجیب اتفاق یہ پیش آیا کہ پہلی رکعت میں تو قل اعوذ برب الناس پڑھ گئے اور دوسری میں قل اعوذ برب الفلق۔ ختم نماز پر اس مسجد کے ان پڑھ نمازیوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں کہ عجیب آدمی ہے جس نے قرآن ہی الٹا پڑھا دیا۔ حضرت نے فرمایا بھائی میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ میں امامت کے لائق نہیں ہوں۔'' (سوانح قاسمی ج ا ص ۳۹۵،۳۹)

انور شاہ کاشمیری کے بارے میں ہے:۔

''مولانا سید انور شاہ صاحب ایک دفعہ گنگوہ تشریف لے گئے اور حضرت گنگوہی سے عرض کیا کہ ''حضرت میرے لیے دعا فرمائیں کہ مجھے نماز پڑھنی آجائے۔'' (ملفوظات محدث کاشمیری)

اب جناب خود گھر والوں کی حالت بھی جناب سے تبصرے کا تقاضا کرتی ہے۔

بصارتِ اعلیٰ حضرت پہ اعتراض

اعلیٰ حضرت کی بصارت پہ ''آنکھ پر آشوب'' کے حوالے سے اعتراض کیا جبکہ وہاں صرف آنکھ پر ضعف کا ذکر ہے نا کہ مکمل طور پہ آنکھ کے چلے جانے کا۔ پھر یہ قابل اعتراض

کیسے؟ پھر ضعف کا تعلق بھی عمر کے آخری حصے سے ہے جہاں اس قسم کی کمزوری ہونا کوئی عیب کی بات نہیں۔ اور اگر یہ قابل اعتراض ہے تو پھر گھر کا حال سنیئے۔ رشید احمد گنگوہی کے متعلق موجود ہے کہ:۔

''جب ظاہری بینائی نہ رہی۔'' (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۸۸)

ناظرین جناب نے یہ اعتراض بریلویت سے سرقہ کیا ہے اور یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارا نہیں کی کہ آخر اس اعتراض کا مقصد کیا ہے۔ پھر مزید سنیئے سرفراز صاحب لکھتے ہیں:۔

''راقم الحروف کبر سنی (عمر قمری حساب سے ۸۳ سال ہے) گونا گوں علالتوں، بے حد مصروفیت اور آنکھوں میں موتیا آنے کی وجہ سے ضعف بصارت کا شکار ہے۔'' (تحفظ عقائد اہلسنت ص ۳۳۲)

اب جناب ساجد صاحب ہمت کریں اور جناب خان صاحب کو بھی کانے دجال کے لقب سے نوازیں۔ اس کے بعد معترض نے المیز ان کے حوالے سے اعتراض کیا جس کا جواب دیتے ہوئے ابو عبداللہ نقشبندی صاحب لکھتے ہیں:۔

''پورے پیرائے میں آپ کو نظر کی کمزوری اور روٹیاں نظر نہ آئیں کے الفاظ نہیں ملیں گے۔ اس کے برعکس یہ الفاظ ملیں گے کہ چپاتیاں تو میں نے دیکھی ہی نہیں یعنی ان کی طرف تو میرا دھیان ہی نہیں گیا اور اپنی مصروفیت کی وجہ سے ادھر توجہ ہی نہیں ہوئی۔ یہ ان لوگوں کی تحقیق للّٰہیت اور فکر آخرت کے نمونے ہیں۔ لیکن سردست اس پارٹی کو تھوڑا سا آئینہ بھی دکھا دیتے ہیں۔ یہ ان کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی وہ اپنا واقعہ خود بیان کرتے ہیں:۔

''خود تھانہ بھون ہی کا میرا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ رات کے وقت گھر کا رستہ بھول گیا۔'' (ملفوظات حکیم الامت ج ۶ ص ۱۹۹ ملفوظ نمبر ۲۶۵)

اب بتایئے ایک شخص اپنے ہی علاقے میں اپنے ہی گھر کا رستہ نہیں دیکھ پاتا تو گھمن

پارٹی کے اصول کے مطابق اسے اندھا ہی کہا جائے گا ورنہ پاگل وحواس باختہ۔"

(ہدیہ بریلویت پر ایک نظر ص ۲۴)

طبیعت اعلیٰ حضرت

پھر معترض صاحب نے اعلیٰ حضرت کی سخت طبیعت پہ اعتراض کیا جواباً عرض ہے خود دیوبندی حضرات کے امام اہلسنت سرفراز صاحب حدیث نقل کرتے ہیں:۔

"بے شک صاحب حق گرم گفتگو کرنے کا مجاز ہے۔" (عبارات اکابر ص ۱۵)

اب آیئے ہم دیوبندی حضرات کی طبیعت بھی ذرا صاف کر دیں۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"حضرت حکیم ضیاء الدین صاحب بہت تیز مزاج تھے۔"

(قصص الاکابر ص ۱۴۷)

اسی طرح حکیم محفوظ صاحب کے متعلق انظر شاہ لکھتے ہیں:۔

"مزاج اس قدر تیز کہ اردو میں انہیں آگ بگولہ ہی کہا جاسکتا ہے۔"

(نقش دوام ص ۵۵)

خود تھانوی صاحب اپنے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"لوگ مجھ کو سخت مزاج کہتے ہیں۔" (ملفوظات ج ۶ ص ۵۹)

اور سخت مزاجی کے متعلق دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"مزاج کی سختی انسان کی محمود صفت نہیں یہ اس کی صفت غیر محمود ہے۔"

(غیر مقلدین کی ڈائری ص ۵۱)

اعلیٰ حضرت کے حقہ پہ اعتراض کا جواب

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کے حوالہ سے لکھا کہ میں حقہ پیتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا، اس پہ تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"حقہ پیتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھتا تا کہ شیطان حقہ نوشی میں ساتھ

رہے۔" (کنز الایمان نمبر ص ۳۹)

قارئین یہاں ایک بار پھر اس دیوبندی مولوی نے حسب عادت و حسب ضرورت عبارت پیش کرنے میں خیانت کی، پوری عبارت کچھ یوں ہے کہ:۔

"ہاں! حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا (کہ) طحطاوی میں اس کی ممانعت ہے۔" (طحطاوی علی الدر المختار ج۱، ص۵)

اب ہم معترض کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اب تک کے آپ کے پیش کردہ حوالہ جات اس بات پہ شاہد ہیں کہ تم سے بڑا خائن بددیانت آدمی دنیا میں ہی شاید ہو۔ ناظرین یہ بندہ ہر وقت یہی رونا روتا رہتا ہے کہ بریلوی خائن ہیں احمد رضا نے خیانت کی ہے۔ مگر جناب معترض نے خود خیانت کے ریکارڈ توڑے ہیں۔ لیکن صرف نقل کی حد تک ہی یہ خائن ہیں کیونکہ اصلی خیانت کرنے والے حضرات اور ہیں۔ (کیونکہ جناب کے اعتراضات زیادہ تر احسان الٰہی ظہیر اور خالد محمود کی کتب سے ماخوذ ہیں)

ملفوظات میں اسی جگہ موجود ہے کہ:۔

"وہ خبیث (شیطان) اگر اس میں شریک ہوتا ہو ضر رہی پاتا ہوگا کہ عمر بھر کا بھوکا پیاسا، اس پر دھوئیں سے کلیجہ جلنا۔ بھوک پیاس میں حقہ بہت برا معلوم ہوتا ہے۔" (ملفوظات اعلیٰ حضرت ص ۲۹۴)

اگلی بات اگر بسم اللہ نہ پڑھنا شیطان کو شریک کرنے کے مترادف ہے تو آیئے آپ کے حکیم الامت صاحب فرماتے ہیں:۔

"میں نے بھی فلسفہ کی کتابیں پڑھی ہیں مگر کبھی ان پر بسم اللہ نہیں کہی۔"

(قصص الاکابر ص ۲۴۴)

اب یہاں پہ جناب تبصرہ فرمائیں کہ بسم اللہ اس لیے نہیں پڑھتا کہ شیطان کے ساتھ مل کر فلسفہ کی کتب پڑھی جائیں۔ اس کے بعد معترض نے جو انوار شریعت کا فتوی نقل کیا تو اس کے بارے میں عرض ہے اس کا اعلیٰ حضرت کے حقے سے کوئی تعلق نہیں۔ اعلیٰ حضرت

رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں کہ

"تمبا کو اور حقہ کا ایک حکم ہے جیسا وہ حرام ہے یہ بھی حرام، اور جیسا وہ جائز ہے یہ بھی جائز، بدبو ہے تو کراہت ورنہ بلا کراہت، فقط ایک فرق ہے [۱] جو لوگ غیر خوشبودار تمبا کو کھاتے ہیں اور اسے منہ میں دبا رکھنے کے عادی ہیں ان کا منہ اس کی بدبو سے بس جاتا ہے کہ قریب سے بات کرنے میں دوسرے کو احساس ہوتا ہے اس طرح تمبا کو کو کھانا جائز نہیں کہ یہ نماز بھی یوں ہی پڑھے گا اور ایسی حالت میں نماز مکروہِ تحریمی ہے [۲] بخلاف [خوشبودار] حقہ کے کہ اس میں کوئی جرم منہ میں باقی نہیں رہتا اور اس کا تغیر کلیوں سے فوراً زائل ہو جاتا ہے۔"

(فتویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۵۵۵)

یعنی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ خوشبودار حقہ استعمال کرتے تھے جبکہ انوارِ شریعت میں بدبودار حقہ کی ممانعت ہے۔ چنانچہ وہاں موجود ہے کہ:۔

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات خوشبودار چیز کو بہت محبوب رکھتی تھی، نہ کہ بدبو [دار] کو اور فرمایا کہ تم اپنے منہ کو مسواک سے صاف اور پاک رکھو اور مسجد میں تھوم وصل خام کھا کر مت داخل ہو کیونکہ ان کے کھانے سے منہ سے بدبو آتی ہے اور فرشتوں کو ایذاء پہنچتی ہے اور یہ حرام ہے الخ۔ ملخصاً۔"

(انوار شریعت صفحہ ۳۲۹)

لہٰذا ثابت ہوا کہ انوارِ شریعت کے حقے کا اعلیٰ حضرت سے کوئی تعلق نہیں۔ اب سنیے دیوبندی حسین احمد مدنی اپنے دیوبندی اکابرین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:۔

"یہ جملہ [دیوبندی] بزرگان دین تمبا کو کے استعمال پر سوائے کراہت تنزیہی و خلاف اولیٰ دوسرا کوئی حکم نہیں فرماتے اور بعض حضرات بوجہ ضرورت خود استعمال فرماتے۔ چنانچہ متعدد فتاویٰ اور تصانیف میں یہ

امر شائع ہو چکا ہے۔''

(الشہاب الثاقب مع غایۃ المامول: ص ۲۴۵ وہابی عقیدہ نمبر ۹)

یہاں حسین احمد صاحب نے اس بات کا واضح اقرار کیا ہے کہ دیوبندی حضرات حقہ استعمال فرماتے ہیں۔ ایسے ہی اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

''حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے والد شیخ اسد علی حقہ بہت پیتے تھے جب ضرورت ہوتی، فرماتے کہ بیٹا قاسم حقہ بھر دے تو مولانا (قاسم) کی یہ حالت تھی کہ فوراً حکم کی تعمیل فرماتے باوجود اس کے کہ مرید اور شاگرد سب موجود [ہوتے]۔''

(الافاضات الیومیہ: ملفوظات حکیم الامت جلد ۵ ص ۲۴)

اسی طرح تھانوی صاحب کے مولانا فضل الرحمن گنج مراد آبادی صاحب'' کو پینے کا تمباکو اور کپڑے دھونے کا صابن ہدیہ میں لانا زیادہ پسند ہوتا ہے کیونکہ مولانا حقہ بھی نوش فرماتے تھے۔ (اشرف السوانح جلد ا ص ۱۷۱)

ایسے ہی ارواح ثلاثہ میں لکھا ہے کہ:۔

''جب کوئی حافظ محمد ضامن صاحب کے پاس آتا تو فرماتے دیکھ بھائی اگر تجھے کوئی مسئلہ پوچھنا ہے۔ تو وہ (مولانا شیخ کی طرف اشارہ کر کے) بیٹھے ہیں۔ اور اگر تجھے مرید ہونا تو وہ (حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر کے) وہ بیٹھے ہیں۔ حاجی صاحب، ان سے مرید ہو جا اور اگر حقہ پینا ہے تو یاروں کے پاس بیٹھ جا۔''

(ارواح ثلاثہ ص ۱۶۰)

اب توجہ سے سنیئے جناب سرفراز خان صاحب فرماتے ہیں:۔

''حضرت شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک نیک آدمی تھا اس کو تبخیر کی بیماری لگ گئی معدے میں گیس پیدا ہو جاتا تھا۔ حکیم کے پاس گیا اس نے کہا تم حقہ پیا کرو۔ اس نے حقہ پینا شروع کر دیا۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں تشریف لائے اور اس بزرگ کی پیٹھ کے پیچھے تشریف فرما ہوئے۔ وہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منہ کرتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیٹھ کے پیچھے ہو جاتے وہ بڑا پریشان ہوا۔ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور میں خوابوں کی تعبیر کے بڑے ماہر تھے صبح کو ان کے پاس گیا اور خواب سنایا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ تو حقہ پیتا ہوگا؟ کہنے لگا جی ہاں! حقہ تو پیتا ہوں۔ فرمایا آنحضرت کو حقے سے نفرت ہے اس لیے سامنے نہیں بیٹھے۔'' (ملفوظات امام اہلسنت ص ۱۴۱)

تو جناب ثابت ہوا کہ دیوبندی حضرات وہ کام کرتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند نہیں۔

گئے حجاب کے دن آؤ سامنے بیٹھو
نقاب رخ سے ہٹاؤ بہار آئی ہے

علمائے دیوبند کی کتاب ''سواطع الالہام'' میں لکھا ہے کہ حضرت غوث ہزارہ کے حکیم حاذق جو کہ بیمار سے کم فیس لیا کرتے ہیں۔ اب یہ معلوم ہوا ہے کہ بخاروں میں حضور کشتہ خایہ ابلیس دیا کرتے ہیں۔

اس کے متعلق خود فرمایا انہی دنوں [یعنی صفر ۱۳۶۵ھ جنوری ۱۹۴۶ء] کی بات ہے میں [مجلس احرار اسلام پشاور کے] دفتر میں بخار سے پڑا ہوا تھا، کہ اتنے میں مولانا غلام غوث آئے اور پوچھنے لگے کہ کیا بات ہے؟ میں [دیوبندی امیر شریعت عطاء اللہ شاہ بخاری] نے کہا، بخار ہے! کہنے لگے میرے پاس نجوا ہے، وہ کھا لیجیے۔ میں نے کہا کڑوا ہوگا، تو کہنے لگے بخار میں مفید ہوتا ہے۔ میں نے کہا دیجئے۔ میں نے ہتھیلی پر رکھ کر منہ میں ڈال لیا اور اوپر سے پانی پی لیا۔ جب میں دوا کھا کر پانی پی چکا تو نہایت متانت سے کہنے لگے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اسے فارسی میں کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا نہیں، کہنے لگے۔

اس کا نام ''خایہ ابلیس'' ہے اور اس پر ایک زوردار قہقہہ لگا۔ میں نے کہا خدا کے بندے! یہی کرنا تھا تو کھانے سے پہلے ہی بتا دیا ہوتا۔ تو فرماتے ہیں کہ بتا دیتا، تو آپ کھاتے.

ہی کہاں؟ خیر! کوئی حرج نہیں، چیز مفید ہے۔ (سواطع الالہام صفحہ ۹۲، ۹۳) اور یہی حوالہ دیوبندیوں کی کتاب ''سوانح وافکار سید عطاء اللہ شاہ بخاری'' ص ۱۰۳ پر بھی موجود ہے۔ اور جناب ساجد صاحب لکھتے ہیں:۔

''خایہ فارسی میں شرمگاہ کے ایک حصے کو کہتے ہیں مطلب خود سمجھ جائیں۔'' (کنز الایمان نمبر ص ۳۹)

اب دیوبندی خود ہی سوچیں کہ یہ شیطان کا خایہ جب آپ کے امیر شریعت کے منہ میں گیا وہاں سے معدے میں عمل تنخیر سے گزرنے کے بعد خون میں شامل ہوا تو اس سے کوئی افاقہ بھی ہوا تھا کہ نہیں؟

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیں کرتے
نہ کھلتے راز سربستاں نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

وعظ نہ کرنے پہ اعتراض

اس کے بعد معترض نے اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت وعظ میں احتراز فرماتے تھے کیونکہ کہیں علم کا بھانڈا نہ پھوٹ جائے۔ (کنز الایمان ص ۳۹)

جواباً عرض ہے کہ اگر وعظ سے احتراز علم نہ ہونے کی دلیل ہے تو سنیے نانوتوی صاحب کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ:۔

''صاحب نے فرمایا کہ مولانا نانوتوی وعظ نہ کہتے تھے۔ اگر کوئی بہت ہی اصرار کرتا تو کہہ دیتے تھے۔'' (ارواح ثلاثہ ص ۱۶۴)

لہٰذا اب ہم اس بات کو کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ نانوتوی صاحب اس لیے وعظ نہ کہتے تھے کہ کہیں علم کا بھانڈا پھوٹ نہ جائے۔ آگے چلیے نانوتوی صاحب فرماتے ہیں:۔

''وعظ کہنا دو شخصوں کا کام ہے ایک محقق کا اور ایک بے حیا کا اور اپنی نسبت فرماتے تھے کہ میں بے حیا ہوں اس لیے وعظ کہہ لیتا ہوں۔''

(قصص الاکابر ص ۱۶۲)

اور بے حیا کے متعلق بھی اپنے ہی مولوی صاحب کا فیصلہ لے لیں۔ جناب فرماتے ہیں کہ:۔

"حضرت آدم علیہ السلام باحیا تھے اور ابلیس بے حیا۔"

(ارواح ثلاثہ ص ۶۱)

ایسے ہی جب حیا چلی جائے تو پھر آدمی کو کیا کرنا چاہئے، اس کے متعلق مشورہ دیتے ہوئے دیوبندی مفتی رشید احمد لکھتے ہیں:۔

"حیا کا جامہ اتر گیا، بس اب ننگے ناچتے رہو، دولتیاں مارو ٹکریں لگاؤ، غرض جو چاہو کرتے رہو۔" (اللہ کے باغی مسلمان ص ۴۶)

اب ان حوالہ جات سے کیا نتیجہ اخذ ہوتا ہے ہمیں اس پہ زیادہ گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں۔ قارئین خود ہی با آسانی سمجھ سکتے ہیں۔

سیاست میں حصہ نہ لینے پہ اعتراض

اس کے بعد مولوی صاحب نے "کبھی سیاست میں حصہ نہیں لیا۔" کی سرخی قائم کر کے المیز ان کا حوالہ دیا۔ جواباً عرض ہے کہ اس میں اعتراض کرنے والی کون سی بات ہے؟ اگر سیاست میں حصہ نہ لینا قابل اعتراض ہے تو سنیئے آپ کے تھانوی صاحب کے بارے میں لکھا ہے کہ:۔

"اس لیے عملی طور پہ سیاسی وملکی تحریکوں میں براہ راست حصہ لینے کی نوبت نہ آئی۔" (ماہنامہ الحسن حکیم الامت نمبر ۱۹۸۷ ص ۲۳)

ایسے ہی ادریس کاندھلوی کے بارے میں موجود ہے کہ:۔

"مولانا نے اگرچہ عملاً تو سیاست میں حصہ نہیں لیا۔"

(معارف القرآن ج ۱ ص ۵)

اب آیئے دوسری طرف کہ سیاست میں حصہ لینا ہے کیسا؟ تو دیوبندی مولوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''سیاست اور شرافت ایک جگہ اکھٹے نہیں رہ سکتے۔''

(مسلیمہ کذاب سے دجال قادیان تک ص ۳۲۵)

یعنی سیاست دان اور شرافت کبھی ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتی۔ سیاست دان شریف نہیں ہوا کرتا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس بازار میں کس کس نے اپنی شرافت کو نیلام کیا ہے۔ انظر شاہ حسین احمد مدنی کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

''عمر بھر لوگوں نے صرف ایک سیاسی لیڈر ہی سمجھا۔'' (نقش دوام ص ۶۸)

اسی طرح وہ ابو الکلام آزاد ہو، کفایت اللہ ہو، مفتی محمود ہو یا فضل الرحمن یا پھر مسرور جھنکوی سب ہی شرافت کے دائرہ سے نکل کر اس بازار کی زینت بن چکے ہیں۔ پھر المیز ان کی مکمل عبارت خود ہی اپنا مطلب واضح کرتی ہے، اس میں موجود ہے کہ:۔

''آپ نے عملی طور پر تو کبھی سیاست میں حصہ نہ لیا کیونکہ آپ کے شب و روز کے عملی اور مذہبی تبلیغی مشاغل ہی اس قدر تھے کہ کسی اور شغل کی اس میں گنجائش ہی نہ تھی تاہم اس دور میں جب بھی کبھی مسلمانوں کو سیاسی طور پر گمراہ کرنے کی کوشش کی گئی تو آپ نے اپنے مخصوص انداز میں تحریری طور پر مسلمانوں کو خبردار کیا۔''

(المیز ان ص ۳۶۸)

زکوۃ نہ دینے پہ اعتراض

یہی اعتراض مطالعہ بریلویت ج ۲، ص ۱۹۶ پہ موجود ہے اس نے بھی حوالہ دینے میں سخت خیانت کا مظاہرہ کیا۔ پوری عبارت میں موجود ہے:۔

''میں نے کبھی ایک پیسہ زکوۃ کا نہیں دیا، کیونکہ میرے پاس اتنی رقم جمع ہوئی ہی نہیں کہ سال گزر جانے کے بعد اس پہ زکوۃ واجب ہو۔''

(المیز ان ص ۳۴۶)

لہٰذا یہ عبارت خود اشکال کو رفع کر رہی ہے اور اعتراض جہالت کا شاخسانہ ہے اور کچھ نہیں۔

اعلیٰ حضرت کی غذا

معترض صاحب کو اعلیٰ حضرت کی غذا پر بھی اعتراض ہے۔ ہم حیران ہیں کہ اس سے معترض صاحب ثابت کیا کرنا چاہتے ہیں؟ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ مولوی کی ذات پہ نہیں اس کی بات پہ اعتراض ہوتا ہے مگر یہ لوگ اعلیٰ حضرت کے دلائل کے سامنے لاجواب ہو کر آپ کی ذات پر کیچڑ اچھالنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں مگر

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اب آیئے ہم ذرا دیوبندیوں کی خوراک کا نظارہ بھی کروا دیتے ہیں۔ انظر شاہ کاشمیری دیوبندی مولوی حکیم محفوظ علی شاہ کے بارے میں لکھتا ہے:۔

''کھانے کے اس قدر شوقین کہ ہانڈی میں گھی کے سوا پانی نہ ڈالا جاتا۔ الوان واقسام کے کھانے پکاتے۔'' (نقش دوام ص ۵۵)

جبکہ تھانوی صاحب گھی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

''علاوہ اس کے قرآن مجید سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ گھی زیادہ مرغوب ہونے کے قابل نہیں۔'' (قصص الاکابر ص ۲۳۰)

اسی طرح قصص الاکابر ہی میں موجود ہے کہ گنگوہی سے لوگوں نے کہا کہ دانت بنوا لیجئے تو جناب کہنے لگے ''فرمایا بھائی! اب تو نرم بوٹیاں گرم روٹیاں ملتی ہیں دانت بننے کے بعد یہ نہیں ملیں گی۔'' (قصص الاکابر ص ۱۴۵)

اعلیٰ حضرت کی غذا پہ اعتراض کرنے والے یہ بتائیں کہ اپنی کمائی سے تو گوشت کھانا ناجائز اور قابل اعتراض ٹھہرا یہ جو دوسروں کی کمائی پہ کھانے کا شوق ہے اس پہ کیا فتویٰ لگے گا؟

اسی طرح نہال احمد دیوبندی جن کو تھانوی صاحب نہایت ذکی قرار دیتے ہیں، کے متعلق لکھا ہوا ہے کہ:۔

''منشی نہال احمد کو (جو نہایت ذکی تھے) دیانند کے پاس شرائط مناظرہ طے کرنے کے لیے بھیجا گیا۔ منشی صاحب اس کی قیام گاہ پر موجود تھے

کہ کھانے کا وقت آ گیا اور اس کے لیے کھانا لایا گیا کئی بڑی بڑی تھالیں پوڑیوں کی تھیں اور سیروں مٹھائی تھی۔ جس کو یہ کئی آدمیوں کا کھانا سمجھے۔ مگر وہ اس اکیلے کے لیے آیا تھا اور اسی تنہا نے سب تھالیں صاف کر دیں۔" (ارواح ثلاثہ ص ۱۸۴)

اب اپنے قاسم العلوم والخیرات کا فیصلہ بھی سن لیں جناب فرماتے ہیں کہ:۔

"کھانا کس کی صفت ہے بہائم اور جانوروں کی۔"

(ارواح ثلاثہ ص ۱۸۵ حکایت نمبر ۲۳۵)

اور جہاں تک وصیت پہ اعتراض تو اس کا بارہا جواب دیا جا چکا ہے تفصیل کے لیے قہر خداوندی دیکھیں۔ مختصر عرض ہے کہ اس کی وصیت کی ابتداء میں موجود ہے کہ:۔

"فاتحہ کے کھانے سے اغنیاء کو کچھ نہ دیا جائے صرف فقراء کو دیں اور وہ بھی اعزاز اور خاطر داری کے ساتھ نہ کہ جھڑک کر۔ غرض کوئی بات خلاف سنت نہ ہو۔" (وصایا)

کیا اعلیٰ حضرت فسادی تھے؟

جناب نے حسن علی رضوی صاحب کی دو مختلف عبارات سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اعلیٰ حضرت فسادی تھے جبکہ جناب خود لکھتے ہیں:۔

"کسی اور کی عبارت لے کر کسی اور پر فٹ کرنا کہاں کا انصاف ہے؟"

(سر بکف مجلہ ۲ ص ۹۶)

یقیناً یہ بالکل کہیں کا انصاف نہیں، لہٰذا اگر اعلیٰ حضرت کو انگریز کا ایجنٹ ثابت کرنا ہے تو آپ کی اپنی تحریرات پیش کرو، مگر قیامت کی صبح تک ایک بھی مستند حوالہ پیش نہیں کر سکتے۔

کیا اعلیٰ حضرت مکفر المسلمین تھے؟

جناب نے المیز ان کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی آپ رحمۃ اللہ علیہ

مکفر المسلمین تھے۔ جواباً عرض ہے کہ قارئین اس معترض نے حسب عادت نقل پہ نقل مارتے ہوئے پروفیسر مسعود صاحب کے ایک مکمل اقتباس سے کچھ ٹکڑے پیش کیے جن سے آپ کو مکفر المسلمین اور آپ کا نام مذہبی گالی ثابت کرنا چاہا مگر اسی پیراگراف میں موجود ہے:۔

''ان پر تہمتوں کے انبار ہیں۔'' (المیزان ص)

اس کے بعد پروفیسر صاحب نے یہ سب عبارتیں نقل کیں اور جہاں تک یہ بات کہ مشہور ہو گیا اس پہ عرض ہے کہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''کیونکہ بعض باتیں بے اصل مشہور ہو جاتی ہیں۔'' (حفظ الایمان ص ۱۲)

خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:۔

''کچھ ایسی باتیں بھی ہوتی ہیں جو جتنی زیادہ معروف ہوں اتنی ہی غلط ہوتی ہیں ان کا کوئی مبدا حسی نہیں ہوتا مگر زیادہ سے زیادہ پھیلتی جاتی ہیں۔'' (مطالعہ بریلویت ج ۲ ص ۳۵۷)

اسی طرح نورالحسن بخاری لکھتے ہیں:۔

''کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا۔'' (بشریت النبی ص ۱۲۷ پرانا ایڈیشن)

اگر مشہور ہونا ہی کسی چیز کے درست ہونے کی علامت ہے تو سنیے، مناظر احسن صاحب لکھتے ہیں:۔

''بہر حال عام طور پہ یہ مشہور ہے کہ کلیۃً مغربی خیالات ہی سے سید صاحب متاثر تھے۔'' (سوانح قاسمی ج ۱ ص ۸۰)

ایسے تھانوی صاحب اپنے بارے میں لکھتے ہیں:۔

''تو میں بدخلق اور سخت مشہور ہوں۔''

(ملفوظات حکیم الامت ج ۵ ص ۱۶۶)

جہاں تک تعلق مولانا اجمیری کا تو آپ رجوع کر چکے ہیں جس کا مفصل تذکرہ محاسبہ دیوبندیت میں موجود ہے وہیں ملاحظہ ہو۔ اب ہم اس کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ مکفر

سرفراز خان صاحب لکھتے ہیں :۔
''آج کل مسلمانوں کی اکثریت شرک میں مبتلا ہے اور مشرکین مکہ سے آگے بڑھے ہوئے ہیں۔''
(ملفوظات امام اہلسنت ص ۲۳۰)

المسلمین کون ہے۔

نورالحسن بخاری لکھتے ہیں :۔
''تو یہ ممکن ہے کہ ایک شخص اللہ پہ ایمان رکھتا ہو، رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کا فرد ہو، اور پھر بھی مشرک ہو، انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ آج یہ ممکن ہی نہیں بلکہ اکثر ہے، عام مسلمان کلمہ گو شرک میں مبتلا ہیں۔''
(توحید وشرک کی حقیقت ص ۳۵)

یہ بھی ملاحظہ کرلیں کہ جہلا کا پیشوا کون ہے :۔
''اکثر گنوار اور ان پڑھ طالبین کو درخواست کرتے ہی بیعت فرما لیتے۔''
(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۹۱)

جناب کے حکیم الامت لکھتے ہیں :۔
''چھینٹ چھینٹ کر تمام احمق میرے ہی حصے میں آگئے۔''
(افاضات الیومیہ، ج ۱ ص ۳۵۷)

مزید فرماتے ہیں :۔
''سارے بدفہم اور بدعقل میرے ہی حصہ میں آگئے۔''
(افاضات الیومیہ، ج ۴ ص ۵۹)

اظہار عاجزی پہ اعتراض

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عاجزانہ اور تواضع سے بھرپور الفاظ پہ جناب نے اعتراض کیا اس کا جواب ہم ان کے گھر سے پیش کیے دیتے ہیں۔ گھمن صاحب فرماتے ہیں :۔
''ایک غیر مقلد اعتراض کرنے لگا کہ قاسم نانوتوی کا قصہ پڑھا ہے؟
مولانا قاسم نانوتوی فرماتے ہیں میری امیدیں تو لاکھوں ہیں، لیکن سب

سے بڑی امید سب سے بڑی تمنا یہ ہے کہ اے کاش! میں مدینہ کا کتا
ہوتا، مدینے کی گلیوں میں پھرتا، اور مدینے میں مر جاتا، مدینے کے
کیڑے مکوڑے مجھے کھا جاتے۔"

ذرا اعتراض سننا کہ قاسم نانوتوی کہتا ہے اے کاش میں مدینہ کا کتا ہوتا، اس کو انسان ہونے میں عار ہے، وہ انسان کے بجائے کتا بننا چاہتا ہے۔ میں نے کہا اس اعتراض کا جواب خدا نے صدیق اکبر سے دلوایا ہے۔ کہتا ہے کہ جواب کیا ہے میں نے کہا امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑے ہیں۔ دیکھا سامنے ایک درخت پر پرندہ ہے۔ سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے۔ طوبی لك یا ظیر اے پرندے تجھے مبارک ہو۔ انت تاکل شجرۃ تو درخت سے کھاتا ہے۔ وتظل بھا درخت کے سائے میں رہتا ہے۔ وتسیر الیٰ غیر حساب تیرا قیامت کو حساب نہیں ہوگا۔ اے کاش!ابوبکر بھی تجھ جیسا پرندہ ہوتا۔

میں نے کہا، تو کہہ صدیق کو انسان بننے میں عار ہے۔ میں تجھ پر کفر کا فتویٰ نہ لگاؤں تو مجھے دیوبندی کا بیٹا نہ کہنا، تو کہہ تو سہی۔ کہتا ہے صدیق اکبر نے جو فرمایا وہ خشیت الٰہی کی وجہ سے تھا۔ میں نے کہا نانوتوی نے جو فرمایا، یہ محبت محمدی کی وجہ سے تھا۔" (خطبات برماص ۱۱۷۔۱۱۸)

اب ہم جناب کو ان کے اپنے گھر کی سیر بھی کرا دیتے ہیں، ایک صاحب اپنے متعلق لکھتے ہیں:۔

"میں کالا کتا اس پاک دیس کو کیسے ناپاک کروں۔"

(اکابر کا مقام تواضع ص ۱۹۲)

مولوی زکریا لکھتا ہے:۔

"میں تو یہاں کا کتا ہوں، زمین پر ہی بیٹھوں گا۔"

(عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور علمائے حق ص ۳۷۰)

تھانوی صاحب فرماتے ہیں:۔

''ہمارے محاورے میں ہد ہد بیوقوف کو کہتے ہیں اور میں بھی بیوقوف ہی سا ہوں مثل ہد ہد کے۔'' (ملفوظات ج ۱ ص ۲۶۶، ملفوظ ۴۰۰)

''میں ایسا ناکارہ ہوں کہ کبھی کوئی کام ہی نہیں کیا۔'' (ج ۱ ص ۳۱۱)

حسین احمد مدنی کہتے ہیں:۔

''سگ دنیا ہوں۔'' (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۱۳۶)

تھانوی صاحب فرماتے ہیں:۔

''ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ میرے پاس علم ہے نہ عمل۔''

(ملفوظات حکیم الامت ج ۷ ص ۲۶۴)

نیز:۔

''اور میں خود اپنے اجہل ہونے کا معترف ہوں۔''

(حسن العزیز ج ۱، ص ۳۳)

ایسے ہی خلیل احمد نے کہا کہ:۔

''حضرت کیسی پیرزادگی میں تو اس دربار کے کتوں کے برابر بھی نہیں۔''

(تذکرۃ الخلیل ص ۷۳)

ساجد صاحب اپنے اصول کے مطابق تواضع کی تاویل کر تو نہیں سکتے مگر پھر بھی ہم ان کی تسلی کیے دیتے ہیں:۔

''ہم تواضع اور انکساری کے الفاظ اپنی زبان سے منافقانہ طریق پر لکھتے اور کہتے ہیں۔ کیا سب جھوٹ اور نفاق نہیں ہے۔''

(ملفوظات حضرت مدنی ص ۷۷)

''کیا دیدہ دانستہ خلاف واقعہ بات کہنا جھوٹ ہے (معاذ اللہ) یا تواضع؟ یہ نہایت کمزور اور رکیک توجیہ ہے۔'' (تنقید متین ص ۱۶۴)

کیا سبحان السبوح میں ہذیان ہے؟

قارئین حسب سابق یہاں بھی پوری عبارت پیش نہیں کی، مکمل عبارت کچھ یوں ہے:۔

''اکیس برس بعد سبحان السبوح کے چند ورقوں کے جواب کا نام لیا اور (۱) پانچ برس پیشتر کی تاریخ ڈال دی حالانکہ در بھنگی تحریریں گواہ ہیں کہ یہ ناشدنی ناہنجار طفل وکذب اب تک پیٹ میں بھی نہ تھا۔ چند روز ہی کی ولادت ہے (۲) سبحان السبوح کی صرف ابتدائی چند ورقوں پر ہذیان ہے وہ بھی محض اونڈھے کہ خود سبحان السبوح ہی ان کے ردّ کو کافی ہے۔''

(سوانح صدر الشریعہ ص ۸۶)

قارئین یہ ہے وہ پوری عبارت جس کو نقل کرنے میں ایک دفعہ پھر جناب نے خیانت کا مظاہرہ کیا۔ اس عبارت سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہذیان مرتضیٰ در بھنگی کے جواب کو کہا گیا ہے نہ کہ سبحان السبوح کے بارے میں یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

پچاس سالہ محنت

پھر سوانح امام احمد رضا کی عبارت کے حوالے سے اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت کی محنت سے دو مکتبہ فکر قائم ہو گئے۔

قاری احمد علی کی یہ بات خلاف واقع ہے کیونکہ اس سے پہلے ہی داعیان اسلام دو گروہ میں بٹ چکے تھے۔ اور اس کام کا سہرا مولوی اسماعیل کو جاتا ہے۔ جس پر حوالے ہم پیش کریں گے۔ اور ایک بات عرض ہے کہ قاری صاحب نے جو دو مکاتب فکر کی بات کی تو اس سے مراد ایک وہ طبقہ جو باقاعدہ گستاخانہ عبارات کا دفاع کرتا تھا اور دوسرا جو ان کی تردید کرتا تھا۔ مگر یہ سلسلہ پہلے ہی قائم ہو چکا تھا۔ حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔ دیوبندی سید احمد رضا بجنوری نے بھی اس بات کا اقرار کیا اور لکھا کہ:۔

''افسوس ہے کہ اس کتاب (تقویۃ الایمان) کی وجہ سے مسلمانان ہندو پاک جن کی تعداد بیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فی صد حنفی

المسلک ہیں، دوگروہ میں بٹ گئے ہیں، ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطے میں بھی، ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے۔" (انوارالباری ج ۱۱ ص ۱۰۷)

اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان لکھی ہی اس لیے تھی تا کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر فرقوں میں تقسیم کیا جائے۔اس بات کا اقرار خود اسماعیل دہلوی نے کیا اور دیوبندیوں کے حکیم الامت، مجدد، مفسر اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب میں لکھا:۔

"اسماعیل دہلوی نے کہا کہ "مجھے اندیشہ ہے کہ اس [تقویۃ الایمان] کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی...... گو اس سے شورش ہوگی مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے۔" (ارواح ثلاثہ صفحہ ۸۴)

اور مصنف محاسن موضح قرآن لکھتے ہیں:۔

"مولانا اسمٰعیل صاحب شہید نے دلی میں بدعات کے خلاف جو تحریک شروع کی اس کے طریقہ کار سے اختلاف کرنے والوں میں مولانا فضل حق صاحب اور مولانا رشید الدین خان صدر مدرس مدرسہ دہلی تھے اور مولانا صدرالدین خاں آزردہ صدر الصدور دہلی ان دونوں حضرات کے پس پردہ حامی تھے۔"

"یہ دونوں بزرگ خاندان ولی اللہی کے شاگرد تھے مگر مولانا شہید اور مولانا عبدالحی کی تحریک اصلاح کے طریقہ کار سے انہیں اتفاق نہ تھا۔ اس سے اس وقت کی مذہبی کشیدگی کا اندازہ ہوتا ہے، کہ <u>فریقین باوجود آپس میں یگانگت اور دوستی کے دو طبقوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔</u>"

(محاسن موضح قرآن ص ۷۰)

اسماعیل دہلوی کے نئے "وہابی" مسلک کا ردّ شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں نے خوب کیا، حضرت مولانا منور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اسماعیل

دہلوی کے ہم عصر و ہم درس تھے، انہوں نے اسماعیل دہلوی کے ردّ میں متعدد کتابیں لکھیں۔

''اور ۱۲۴۸ھ والا مشہور مباحثہ جامع مسجد کیا۔ تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا۔ پھر حرمین سے فتویٰ منگایا۔ جامع مسجد کا شہرہ آفاق مناظرہ ترتیب دیا جس میں ایک طرف مولانا اسماعیل اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منورالدین اور تمام علمائے دہلی۔''

(آزاد کی کہانی آزاد کی زبانی از عبدالرزاق ملیح آبادی ص36)

غور کیجیے یہ مناظرے، فتوے، اختلافات اس وقت شروع ہوئے جب امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش بھی نہیں ہوئی تھی تو خود سوچیے کہ اختلاف کی جڑ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ہیں یا کہ فسادات اور تفرقہ بازی کی جڑ امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی ہے؟

اب جس کے دل میں آئے پائے اس سے روشنی
ہم نے تو دل جلا کر سرِ عام رکھ دیا

اس جڑ کو تناور درخت میں تبدیل کرنے والے دیوبندی تھے۔ اس تقویۃ الایمان نامی کتاب میں ''امکان نظیر'' کی بحث چھیڑی گئی تھی جس پہ مولانا فضل حق خیر آبادی نے ''تحقیق الفتویٰ'' اسماعیل دہلوی کی تکفیر کی جس پہ اس وقت کے جید علماء کے دستخط ہیں جن میں مولانا مخصوص اللہ دہلوی کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ اسی ''امکان نظیر'' کی تائید میں دیوبندی حضرات نے ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا اور امت کو دو ٹکڑوں میں بانٹ دیا۔ دیوبندی حضرات کے ''ہم مخرج'' اور ان کے ساتھ عقائد میں متحد غیر مقلدین حضرات کے محمود احمد سلفی لکھتے ہیں:۔

''ایک طرف یہ دیوبندی پارٹی تھی اور دوسری طرف مولوی نقی علی خان صاحب بریلی میں اور بدایوں میں مولوی عبد القادر تھے یہیں سے بریلوی اور دیوبندی اختلاف نے دو جماعتوں کی صورت اختیار کر لی۔ اگر دیوبندی اپنی انا کا مسئلہ نہ بناتے اور اپنے علمی گھمنڈ کی وجہ سے تکبر نہ کرتے اور اپنے غلط موقف سے رجوع کر لیتے تو حنفی علماء دو فرقوں میں

تفہیم نہ ہوتے۔" (علمائے دیوبند کا ماضی ص ۵۳)

چلبلی طبیعت

پھر جناب نے فتاویٰ مظہریہ کے حوالے سے اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت کی طبیعت چلبلی تھی۔ چلبلی چلبلے کی تانیث ہے جس کا معنی ہے "شوخا" اور یعنی اعلیٰ حضرت کی طبیعت میں شوخی تھی اور تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"مزاج کی شوخی دلیل ہے روح کے زندہ ہونے کی اور نفس کے مردہ ہونے کی۔" (افاضات الیومیہ ج ۲ ص ۱۳۹)

اسی طرح تھانوی صاحب کے متعلق موجود ہے:۔

"آپ کے مزاج میں شوخی تھی۔" (حیات اشرف ص ۲۳)

قرآن کا ترجمہ کرنے کے لیے وقت نہ تھا

اس اعتراض کا ہم پہلے ہی جواب دے آئے ہیں، مگر دیوبندی حضرات کو جب تک ان کے گھر کی سیر نہ کروائی جائے انہیں افاقہ نہیں ہوتا۔ تو سنیے حسین احمد مدنی کے متعلق لکھا ہے کہ:۔

"بعد ازاں انہوں نے مولانا حسین احمد صاحب مدظلہ کی طرف رجوع کیا۔ مولانا مدنی نے اغلباً ایک صورت کے فوائد تحریر فرمائے لیکن مولانا مدنی کی گوناگوں مصروفیتیں اس عظیم الشان خدمت سے محروم رکھنے کا سبب بن گئیں۔" (کمالات عثمانی ص ۹۱)

اب ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ جناب کے پاس کانگریس کے تلوے چاٹنے کا وقت تھا، اکابر دیوبند کی حمایت میں گالی نامہ لکھنے کا تو وقت تھا مگر قرآن کی خدمت کے لیے وقت نہیں تھا۔ اور اگلی بات دیوبندیوں کا اعتراض اس وقت درست ہوتا جب آپ ترجمہ نہ فرماتے میرے امام نے تو ترجمہ قرآن کی خاطر اپنے آرام کو قربان کیا۔ اور پھر بھی یہ حضرات اعلیٰ

حضرت پہ اعتراض کرتے ہیں، خدا تعالیٰ انہیں سمجھ عطا کرے۔

منیر احمد اختر کے اعتراضات اور ان کے جوابات

جناب لکھتے ہیں:۔

''علماء حقہ کو قادیانیوں کے ساتھ ملا کر حسام الحرمین کے نام سے دھوکہ دیا۔'' (کنز الایمان نمبر ص ۱۳۷)

قارئین جو لوگ اردو کی عبارت نہ سمجھ سکیں وہ عربی کیا خاک سمجھیں گے۔ جس عبارت کی طرف معترض نے اشارہ کیا ہے وہاں منھم کی ضمیر مرتدین کی طرف لوٹتی ہے۔ تفصیل کے لیے حسام الحرمین اور مخالفین ص ۱۷۳۔ ۲۷۳ ملاحظہ فرمائیں۔ اس کے بعد یہ اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت نے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت کی اس کا جواب تو ہم دیتے ہیں لیکن یہ بھی عرض کر دیں کہ ان کا مخالف کون ہے۔ ہم پہلے بھی حاجی صاحب کا حوالہ عرض کر آئے ہیں مزید تفصیلی گفتگو ادریس قاسمی صاحب کے جوابی مضمون میں ملاحظہ کریں۔ یہاں اعلیٰ حضرت کی شاہ عبدالقادر کی پیروی پہ دیوبندی حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔ اخلاق حسین قاسمی لکھتے ہیں:۔

''مولانا احمد رضا صاحب نے حضرت شاہ صاحب کے ترجمہ کے الفاظ کو اس کی روح کے ساتھ نقل کر دیا۔'' (محاسن موضح قرآن ص ۱۳۱)

''مولانا احمد رضا خاں صاحب نے بھی استفہام کے معنی کیے ہیں۔ اس میں شاہ صاحب ہی کا اتباع ہے۔'' (محاسن موضح قرآن ص ۱۲۵)

''مولانا احمد رضا خاں صاحب نے بھی شاہ صاحب کے محاورہ کو استعمال کیا۔'' (محاسن موضح قرآن ص ۱۹۳)

''مولانا احمد رضا خان صاحب متاخرین میں تنہا وہ مترجم ہیں جنہوں نے شاہ عبدالقادر صاحب کے الفاظ کو پسند کیا ہے۔'' (محاسن موضح قرآن ص ۳۱۵)

''جب تک خان صاحب مرحوم شاہ ولی اللہ کے خاندانی تراجم کی پیروی کرتے ہیں اس وقت تک وہ ٹھیک چلتے ہیں۔''

(کنزالایمان پہ پابندی کیوں ص ۲۷)

مفتی نجیب لکھتا ہے:۔

''جبکہ شاہ عبدالقادر کا ترجمہ خود احمد رضا بھی استعمال کرتے رہے۔''

(کنزالایمان ص ۴)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

مزید لکھتے ہیں:۔

''اس لیے عرب وعجم کے تمام علمائے راسخین نے اس ترجمہ شرکیہ کو قانونا تمام عرب امارات میں پابندی لگادی گئی ہے۔''

(کنزالایمان نمبر ص ۱۳۷)

ہمارے قارئین ان حضرات کی علمی حیثیت ملاحظہ کریں کہ صحیح اردو کی ایک عبارت تو لکھ نہیں سکتے اور علم وصداقت کے آفتاب پہ تبصرہ کرنے چلے ہیں۔

کرنے لگی زمین ستاروں پہ تبصرہ

اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جناب کی یہ بات مکمل طور پہ جھوٹ ہے کہ عرب وعجم کے تمام علماء نے اس پہ فتویٰ لگایا بلکہ جو حوالہ دیا وہاں بھی علما نجدیہ کا ذکر ہے اور اگر ان کا پابندی لگانا جناب کے نزدیک اتنا ہی معتبر ومستند ہے اور جناب خود انہیں علمائے راسخین کہہ چکے ہیں تو اس سلسلہ میں عرض کہ تبلیغی جماعت پہ پابندی بھی انہیں علمائے راسخین نے لگائی تھی اور اس کے عقائد کو کفریہ شرکیہ بھی انہیں لوگوں نے قرار دیا تھا۔ جس پہ خود دیوبندی حضرات کی طرف سے واویلہ ہوا تھا۔ پھر انہیں علمائے راسخین کی شائع کردہ کتاب میں ''تحذیر الناس'' کی عبارات نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:۔

''ایسے عقائد رکھنے والے علماء دیوبند کو اہلسنت کیسے مانا جا سکتا ہے۔''

(کیا علمائے دیوبند اہلسنت ہیں ص ۲۹)

نیز:۔
''ان نظریات کے حاملین علماء دیوبند ہرگز اہل سنت نہیں ہو سکتے۔''

(کیا علمائے دیوبند اہلسنت ہیں ص ۳۰)

پھر یہ پوری کتاب علمائے دیوبند کے ردّ پہ ہے جناب منیر صاحب اپنے علمائے راسخین کا یہ فیصلہ بھی قبول کریں۔ اور مزید دیکھئے جناب ابوبکر غازی لکھتے ہیں:۔

''ہم اس کتاب میں یہ تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں ان جیسے عقائد پر مشتمل شاہ ولی اللہ اور شاہ اسماعیل کی تحریروں کے بارے میں ہم نے علمائے نجد کے فتاویٰ بالتفصیل ذکر کیے۔ یہ تمام عقائد اور افکار تصوف ان کے نزدیک کفر ضلالت شرک اور بدعت فی الدین ہیں۔''

(کچھ دیر غیر مقلدین کے ساتھ ص ۱۸۲)

ہم عاجزانہ عرض کرتے ہیں کہ جناب ذرا ادھر بھی نظر کرم کریں اور لکھیں ایک مضمون کہ علمائے عرب بلکہ علمائے راسخین نے شاہ ولی اللہ اور اسماعیل دہلوی کے نظریات کو کفریہ شرکیہ کہا ہے، اسی طرح سرفراز خان صاحب لکھتے ہیں:۔

''علامہ ابن علان نے کتاب لکھی جس کا نام انھوں نے "المبرد المبکی علی الصارم المنکی" رکھا (نہایت افسوس ہے کہ سعودی حکومت جس پر نجدی علماء کے خیالات کا غلبہ ہے، جو حافظ ابن تیمیہ کے مسلک کے پیرو ہیں، اس کتاب کا داخلہ ہی حجاز میں ممنوع قرار دے دیا ہے جیسا کہ شامی جیسی مفید کتاب ممنوع الدخول ہے۔''

(سماع الموتیٰ ص ۱۳۹۔۱۴۰)

پھر دیکھیں وہاں غیر مقلدین حضرات ہیں جن کی بات تو آپ خود معتبر نہیں مانتے۔ جب ایک مماتی نے اعتراض کیا کہ اگر ان علمائے حرمین نے المہند پہ دستخط کیے تھے تو آج المہند پر دوبارہ دستخط لے کر دکھاؤ تو جواباً حیاتی مولوی لکھتا ہے:۔

''آج وہاں غیر مقلدوں کا تسلط ہے تو وہ اس بارے میں آپ کے ہم خیال ہیں وہ اس کی تصدیق کیسے کریں گے؟''

(عقیدہ حیات النبی اور صراط مستقیم ص ۹۶)

جناب نے یہاں اعلیٰ حضرت پہ معنوی تحریف کا الزام لگایا اور ثبوت میں عبدالنبی و عبدالرسول نام رکھنے پہ اعتراض کیا اور ملا علی قاری کے حوالے سے لکھا کہ ان ناموں سے شرک کی بو آتی ہے۔ (کنزلاایمان نمبر ص ۱۳۹)

لیکن کیا کریں خود دیوبندی حضرات نے ان ناموں کو صحیح اور درست قرار دیا ہے۔ مفتی عمیر صاحب لکھتے ہیں:۔

''دوسری بات یہ کہ اگر باعتبار وسیلہ کے یہ نام رکھیں جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں مثلاً کسی کے یہاں اولاد نہیں ہو رہی ہے، وہ دعا مانگتا ہے یااللہ میں ناکارہ ہوں، گنہگار ہوں، نافرمان ہوں، اقراری مجرم ہوں، اے اللہ تو فلاں بزرگ کے وسیلہ سے میری دعا کو قبول فرما لے اور مجھے صاحب اولاد بنا دے۔''　(فضل خداوندی ص ۱۲۹، ۱۳۰)

اور جہاں تک ملا علی قاری کی بات تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ سب سے پہلے تو اس فتوے کا وزن دیوبندی حضرات کی گردن پہ ہے۔ پھر خود سرفراز خان صاحب صفدر ملا علی قاری سے نقل کرتے ہیں:۔

''عبدالنبی جو نام رکھنا مشہور ہے بظاہر یہ کفر ہے مگر یہ کہ عبد سے مملوک مراد ہو تو پھر کفر نہ ہوگا۔''　(تفریح الخواطر ص ۳۲۵)

منیر صاحب مزید لکھتے ہیں:۔

''باقی کسی صوفی اور مشائخ میں سے کسی نے اگر ایسی بات لکھ دی ہو تو وہ قطعاً حجت نہیں کیونکہ دین میں فقہاء کی بات معتبر ہوتی ہے نہ کہ صوفیاء کی۔''　(کنزالایمان نمبر ص ۱۴۰)

یہاں جناب نے حاجی صاحب کی طرف اشارہ کیا ہے اس سلسلہ میں ہم یہاں تفصیل سے گفتگو نہیں کرنا چاہتے اس مسئلہ کی تفصیل تو آپ شیخ الحدیث قبلہ احمد بدر رضوی صاحب کی کتاب میں ملاحظہ کریں گے اس جگہ صرف ایک حوالہ پیش خدمت ہے، عاشق الٰہی صاحب لکھتے ہیں:۔

"اعلیٰ حضرت کی راست گو زبان جو حقیقت میں فرمان رحمٰن کی ترجمان تھی۔"

(تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۸۲)

اب صرف اتنی گزارش ہے کہ جو زبان فرمان رحمٰن کی ترجمان ہو کیا دیو بندی حضرات اسے بھی معتبر تسلیم نہیں کرتے؟ آگے لکھتے ہیں کہ ہم اس صوفی پہ فتویٰ اس وجہ سے نہیں لگائیں گے کہ ہوسکتا ہے اس پہ حال آیا ہو۔ (کنز الایمان نمبر ص ۱۴۰)

جناب کی اس تاویل پر ہم کچھ عرض کرنے کی بجائے ان کے حکیم الامت کا قول پیش کرنا ہی کافی سمجھتے ہیں۔ اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"ایک صاحب نے حاجی صاحب کی تکفیر کی تھی۔ حالانکہ حضرت حاجی صاحب ایسے مغلوب الحال بھی نہ تھے جو یہ احتمال ہو کہ غلبہ حال میں کوئی بات خلاف شرع منہ سے نکل گئی ہوگی۔"

(ملفوظات حکیم الامت ج ۱۹، حسن العزیز جلد سوم ص ۹۶)

جناب مزید اعتراض کرتے ہیں کہ کنز الایمان سے غلام رسول سعیدی اور صاحبزادہ زبیر نے اختلاف کیا ہے۔ (کنز الایمان نمبر ص ۱۴۸)

جہاں تک سعیدی صاحب کی بات تو اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ عرض ہے کہ انہوں نے صرف چند مسائل میں اختلاف کیا تھا اور کنز الایمان کی حد تک تو صرف ایک آیت کے ترجمے پہ ہی چند تحفظات کا اظہار کیا تھا باقی خود انہوں نے کنز الایمان کے دفاع میں رسائل لکھے ہیں اور خود معترض نے سعیدی صاحب کا قول نقل کیا ہے:۔

"اگر قرآن اردو میں نازل ہوتا تو اسی ترجمہ میں ہوتا۔" (کنز الایمان نمبر

ص ۱۴۹)

اور پھر سعیدی صاحب نے ان مذکورہ مسائل سے رجوع بھی کر لیا تھا جس کا ذکر حیات سعید ملت کے صفحہ ۲۴ پہ موجود ہے اس کے علاوہ کنز الایمان کے حوالے سے بھی اپنے الفاظ سے رجوع کیا تھا جو "کیا حقیقت کیا افسانہ" کے عنوان سے چھپا ہوا موجود ہے۔ اور جہاں تک زبیر صاحب کی بات تو ان کا قول جمہور کے قول کے خلاف ہونے کی وجہ نا قابل اعتناء اور غیر معتبر ہے کیونکہ تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"اور اگر کسی سے لغزش ہوگئی ہو تو جمہور کا قول معتبر ہوگا اور تفرد کے قول کو مول کہیں گے یا باطل کہیں گے۔" (حکیم الامت ص ۳۴۴)

اور اب ہم جمہور کا قول بھی علمائے دیوبند کے قلم سے نقل کیے دیتے ہیں۔ جناب حسین احمد مدنی صاحب لکھتے ہیں:۔

"سورۂ فتح میں ہے لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک و ما تاخر میں خطاب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔ مگر باتفاق مفسرین مراد اس سے امت ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر نیشاپوری وغیرہ۔" (معارف وحقائق ص ۲۶۲)

لہٰذا ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ جمہور کے موافق ہے اور اس کے باوجود جناب فرماتے ہیں:۔

"پہلے آپ اعلیٰ حضرت کا غلط ترجمہ ملاحظہ فرمالیں جو کہ قرآن وحدیث صریحہ کے خلاف ہے۔" (کنز لاایمان نمبر ص ۱۵۰)

اسی طرح مفتی جمیل نے لکھا:۔

"یہ ترجمہ بالکل غلط ہے۔" (رضا خانی ترجمہ وتفسیر کا جائزہ ص ۵۹)

قارئین اس مشق ستم کو بھی ملاحظہ کریں کہ خود دیوبندی حضرات نے جس ترجمہ کو "باتفاق مفسرین" کہا ہے، اس پہ تحریف معنوی اور اس قسم کے دوسرے الزام لگانا سوائے بہتان تراشی کے کچھ نہیں۔ اس مسئلہ کی تفصیل ہم ساجد نقشبندی کے مضمون کے تحت کریں گے۔

اس کے بعد جناب نے بھی وہی اعتراض دوبارہ دہرایا کہ ترجمہ قرآن کے لیے وقت نہیں تھا اس کا جواب ہم ماقبل میں دے آئے ہیں۔ پھر یہ اعتراض کیا کہ کنز الایمان کتب تفاسیر اور لغت سے عاری ترجمہ اور دلیل کے طور پہ "اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت نامی" کتاب کا حوالہ دیا جوان کو قطعاً سودمند نہیں کیونکہ آگے صاف موجود ہے کہ:۔

"پھر جب حضرت صدرالشریعہ اور دیگر علمائے حاضرین اعلیٰ حضرت کے ترجمے کا کتب تفاسیر سے تقابل کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ برجستہ فی البدیہہ ترجمہ تفاسیر معتبرہ کے بالکل مطابق ہے۔" (اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت ص ۴۸)

اس کے بعد جناب لکھتے ہیں کہ کوئی ایسا مترجم نہ ہوگا جس نے قرآن کا ترجمہ لیٹے ہوئے اور اونگھ کی کیفیت میں لکھوایا ہوگا۔ (کنزالایمان نمبر ص ۱۴۲)

یہ بھی حسب سابق جھوٹ اور بہتان ہی ہے جس کی وضاحت ہم مفتی نجیب صاحب کے مضمون میں کر آئے ہیں۔ ہمارے قارئین یہ بات ملاحظہ کریں کہ ایک ہی اعتراض کو بار بار ہر معترض اپنے مضمون میں کسی نہ کسی حوالے دہرا رہا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس کے سوا ان کی پٹاری میں اور کچھ بھی نہیں۔

لفظی ترجمہ سے بغاوت کا اعتراض

یہاں جناب نے لفظی ترجمے کی موافقت اور تفسیری ترجمے کی مخالفت کی ہے ہم یہاں کچھ دیوبندی حوالہ جات پیش کیے دیتے ہیں جس سے تمام شبہات کا ازالہ خود بخود ہو جائے گا۔ جناب تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"بعض آیات کی مختصر تحقیق جن کے ظاہر الفاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے معارضہ کا نعوذ باللہ وسوسہ پیدا ہوسکتا ہے اور اسی نمونہ سے بقیہ نصوص کی تحقیق بھی سمجھ آسکتی ہے۔" (نشر الطیب ص ۲۲۳)

تھانوی صاحب کے ترجمہ کے متعلق ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

''مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ میں دونوں خوبیاں یکجا ہیں، یعنی ترجمہ صحیح اور اردو فصیح ہے، اس ترجمہ میں ایک خاص بات اور ملحوظ رکھی گئی ہے کہ اس زمانہ میں کم فہمی یا ترجموں کی عدم احتیاط کی وجہ سے جو شکوک قرآنِ پاک کی آیات میں عام پڑھنے والوں کو معلوم ہوتے ہیں ان کا ترجمہ ہی اس میں ایسا کیا گیا کہ کسی تاویل کے بغیر وہ شکوک ہی ان ترجموں کے پڑھنے سے پیش نہ آئیں۔'' (حیات اشرف ص ۹۱)

''اگر ترجمہ کو تفسیر و ترجمانی بنانا ہے تو پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر کسی کا ترجمہ نہیں ہوسکتا۔'' (محاسن موضح قرآن ص ۱۷۳)

''حالانکہ تفسیری ترجمہ تو حضرت تھانوی نے کیا ہے۔''

(کنز الایمان نمبر ص ۲۶۳)

ایک دیوبندی مصنف لکھتے ہیں:۔

''لیکن ترجمہ کی شان کا اعلیٰ معیار یہ ہے کہ ترجمہ اس طرح کیا جائے کہ ترجمہ ترجمہ نہ رہے مترجم اس رنگ میں ترجمہ کرے کہ گویا اس نے مصنف کے اصلی جوہر کو اپنے مستقل اور مسلسل مضمون میں اپنا لیا ہے۔''

(حیات عثمانی ص ۳۴۱)

تھانوی صاحب خود لکھتے ہیں:۔

''ایک ملاں جی میرے پاس مترجم قرآن لائے۔ وہ ترجمہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا تھا، جس میں محاورے کی زیادہ رعایت کی گئی ہے اس میں فاغسلو وجوھکم الی المرافق وامسحوا برو سنکم وارجلکم کا یوں ترجمہ کیا گیا ہے کہ دھوؤ اپنے مونہوں کو اور ہاتھوں کو اور ملو اپنے سروں کو اور اپنے پیروں کو، جس میں لفظ اپنے پیروں کو واقع میں مونہوں اور ہاتھوں کے ساتھ لگتا ہے جو کہ دور ہے نہ کہ اس فقرے سے کہ ملو اپنے

سروں کو جو کہ نزدیک ہے مگر وہ ملاں جی قریب کے سبب یہی سمجھے کہ یہ قریب سے متصل ہے تو وہ اب ترجمہ دکھلا کر مجھ سے پوچھنے لگے کہ قرآن سے تو پاؤں کا مسح ثابت ہوتا ہے، میں بڑا گھبرایا کہ اس جاہل کو کیونکر سمجھاؤں؟ نہ یہ عطف کو سمجھے، نہ اعراب کو، تو میں نے اس سے کہا کہ ملاں جی تم نے یہ کیونکر معلوم کیا کہ یہ قرآن ہے؟ اور خدا کا کلام ہے؟ کہا علماء سے، میں نے کہا، اللہ اکبر علماء اس میں تو ایماندار ہیں کہ وہ ایک عربی کی عبارت کو اور اس میں ایماندار نہیں کہ وہ پاؤں دھونے کو فرض کہیں، بس علماء نے فرمایا ہے کہ پیروں کو دھونا فرض ہے اور مسح کرنا جائز نہیں اور نیز یہ بھی کہا ہے کہ تم جیسوں کو قرآن کا ترجمہ دیکھنا جائز نہیں۔ خبردار جو تم نے کبھی ترجمہ دیکھا بس قرآن کی تلاوت کیا کرو، ترجمہ ہرگز نہ دیکھو۔" (اشرف الجواب ص۹۶)

ترجمۂ اعلیٰ حضرت اور پانچ مترجمین

اس اعتراض کا تفصیلی جواب تو ہم آگے چل کر دیں گے لیکن ایک بات ہم یہاں ذکر کردیں، تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ اختلاف وہ مذموم ہے جو عقائد میں ہو جبکہ ان تراجم سے عقیدہ کا اختلاف لازم نہیں آتا۔ لہٰذا یہ مذموم اختلاف نہیں۔

کیا امام بخاری گستاخ رسول ہیں؟

پھر جناب نے انوار شریعت کے حوالے سے اعتراض کیا کہ حضرت مصنف نے امام بخاری کو گستاخ رسول کہا ہے جبکہ عرض ہے کہ وہاں الزامی جرح ہے۔ عبدالجلیل غیر مقلد نے بوئے غسلین میں کتب فقہ پہ اعتراض کیے تھے، تو جواباً حضرت مصنف نے یہ واضح کیا کہ اگر حسن ظن اور تاویل سے کام نہیں لوگے تو بخاری بھی زد میں آجائے گی۔ لہٰذا یہ الزامی جرح تھی۔ جبکہ دوسری طرف خود دیوبندی حضرات امام بخاری کی گستاخی میں مبتلا ہیں۔ مماتی

گروہ کے سرغنہ احمد سعید ملتانی نے ایک کتاب بنام ''قرآن مقدس اور بخاری محدث''، لکھی اور اس میں کیا کیا گل کھلائے اس کی تفصیل دیوبندی حضرات کی زبانی ہی پیش خدمت ہے۔

عبدالقدوس قارن صاحب نقل فرماتے ہیں:۔

''قرآنِ مقدس اور بخاری محدث میں امام بخاری، بخاری کے راویوں، صحابہ کرام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی پائی جاتی ہے۔

(امام بخاری کا عادلانہ دفاع ص ۱۶)

جناب عبدالحمید حقانی لکھتے ہیں:۔

''پنج پیری مماتی مولانا احمد سعید نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ''قرآن مقدس اور بخاری محدث۔'' العیاذ باللہ جس کا ناشر مولانا محمد منظور معاویہ خادم مرکز اشاعت التوحید والسنہ ہے۔ اس کتاب میں اس پنج پیری مماتی اشاعت التلبیس والضلالۃ نے اپنی منحوس کتاب میں منکرین حدیث کی اسی قبیح روش کو اختیار کیا ہے اور رافضیوں کی طرح امام بخاری اور بخاری کے بعض مسلم رواۃ اور خصوصاً امام بخاری کے ۱۔ استاد زہری ۲۔ ہشام بن عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ۳۔ ابو حازم سلمہ بن دینار پر خوب تبرا کیا اور ساتھ ہی امام الانبیاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں بھی اس سے گستاخی صادر ہوئی ہے۔ (اظہار حق ص ۱۶۱)

پھر سرفراز صفدر کے پسر جناب قارن صاحب نے ''بخاری شریف غیر مقلدین کی نظر میں'' نامی کتاب میں غیر مقلدین کی آڑ لے کر امام بخاری پہ جو جرح کی ہے اس کے بارے میں دیوبندی حضرات کیا عرض کریں گے؟ اسی طرح امین صفدر اوکاڑوی نے جو اہل قرآن بن کر بخاری شریف پہ تبرا کیا ہے اس سے کون فائدہ اٹھائے گا؟ ہم اس کتاب سے کچھ چیزیں اپنے قارئین کی خدمت میں بلا تبصرہ پیش کرتے ہیں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''دیکھو قرآن پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صدیقاً نبیاً فرمایا، مگر

عجمی قرآن بخاری نے ان پر تین جھوٹ تھوپ کر ان کو صدیق سے کذاب بنا ہی ڈالا۔ قرآن عربی نے صحابہ کو رضا کا سرٹیفکیٹ دیا تھا مگر عجمی قرآن نے ان کا مرتد ہونا ثابت کر دیا۔"

(تجلیات صفدر، ج ۷ ص ۴۳۹۔۴۴۰)

مزید لکھتا ہے:۔

"قرآنِ پاک نے کافروں کی مذمت کی تھی کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کو مسحور کہتے تھے۔ مگر اس عجمی قرآن نے ثابت کر دیا کہ کافروں کی بات غلط نہیں تھی۔ واقعی آپ پر جادو ہوا تھا۔" (تجلیات صفدر، ج ۷ ص ۴۴۰)

اس کے بعد جناب نے حسب عادت بالکل لچر اور فضول قسم کا اعتراض کیا جس کا مختصر جواب یہ کہ خود نجیب نے لکھا کہ کنز الایمان ۱۹۱۲ میں مکمل ہوا لہٰذا آپ کی بنائی ہوئی تمام عمارت زمین بوس ہوئی۔ اس کے بعد دوبارہ سے وقت نہ ہونے والا اور معین الدین اجمیری کے حوالے سے اعتراض کیا جس کا جواب دیا جا چکا ہے۔

اور اس کے بعد اردو میں قرآن نازل ہونے کا اعتراض کیا جس کا جواب ہم آگے دیتے ہیں اور جہاں تک صاجزادہ ابوالخیر زبیر کی بات جن کو اس کے بعد آگے چل کر حضرت نے دوبارہ نقل کیا ہے تو ان کو جواب دیتے ہوئے عبدالمجید سعیدی صاحب فرماتے ہیں:۔

"صاحب زادہ صاحب موصوف نے معارضہ بالقلب سے کام لیتے ہوئے ترجمہ اعلیٰ حضرت کے موئدین کو سخت عیاری سے ایک نئے فرقے کا عنوان دے کر لفظوں کے چکر اور ہیرا پھیری سے اپنی طرف سے ہٹا کر یہ عقیدہ بھی ان کے سر منڈھ دیا ہے کہ وہ امام اہلسنت کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر جانتے ہیں (کما مر) جو قطعاً سچ نہیں ہے، موصوف قیامت کے منظر، خدا کی پیشی بارگاہِ رسول کی حاضری کو سامنے اور قرآن پر ہاتھ رکھ کر بتائیں کہ کیا ان کا یہ دعویٰ محض جواب برائے جواب اور مکابرہ و

مظاہرہ نہیں؟ اگر اس میں صداقت ہے تو بتائیں ایسا گستاخ کہاں ہے؟" (کنزالایمان پر اعتراضات کا آپریشن ص ۳۸)

یہ تو تھا تمہارے پیش کردہ حوالے کا جواب اب ہم تمہیں اس حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں کہ کون اپنے بزرگوں کو نبی سے ملاتا ہے۔ سنو تمہارا مولوی اکبر آبادی لکھتا ہے:۔

"ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ ان اوصاف کی شماری میں اس درجہ غلو اور مبالغہ کیا گیا ہے کہ ان کو صحابہ و تابعین سے کیا معنی، انبیا سے بھی ملا دیا گیا ہے۔" (برہان دہلی مئی ۱۹۵۷، دیوبند سے بریلی ص ۱۳)

لہٰذا ثابت ہوا اپنے مولویوں کو انبیا کے ساتھ تم ملاتے ہو۔ اور تمہارے ایک مولوی کے مطابق تم ڈر کے مارے مولوی الیاس کو نبی نہیں کہتے۔ (کلمۃ الہادی) اسی طرح مزید المجید میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ ایک مرید تھانوی نے اقرار کیا کہ میں آپ (اشرف علی تھانوی) کو نبیوں اور ولیوں کے برابر سمجھتا ہوں۔ (مزید المجید ص ۱۸) اب بتاؤ جناب کون اپنے مولویوں کو نبیوں کے برابر سمجھتا ہے؟

چند لچر اعتراضات کے جوابات

جناب نے اس جگہ نہایت فضول قسم کے اعتراضات کیے جن کا مختصر جواب عرض ہے۔ سب سے پہلا اعتراض اعلیٰ حضرت کو سرکار ﷺ کا معجزہ کہنے پہ تھا تو عرض ہے جناب قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"اعتبار نہ ہو تو اہل اسلام کی کتب اور ان کی کتب کو موازنہ کر کے دیکھیں مطالعہ کناں فریقین کو معلوم ہوگا کہ ان علوم میں اہل اسلام تمام عالم پہ سبقت لے گئے نہ یہ تدقیات کہیں ہیں نہ یہ تحقیقات کہیں ہیں۔ جن کے شاگردوں کے علوم کا یہ حال ہو خود موجد علوم کا کیا حال ہوگا؟ اگر یہ بھی معجزہ نہیں تو اور کیا ہوگا۔"

(حجۃ الاسلام ص ۳۷، ۳۸، حضرت نانوتوی اور خدمات ختم نبوت ص ۱۴۰)

شاہ ولی اللہ کے متعلق ایک صاحب لکھتے ہیں :۔

''معجزہ من معجزات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔'' (عقائد اہلسنت ص ۱۸۶)

پھر جو حسام الحرمین کے حوالے سے اعتراض کیا کہ اسے کتاب لاریب فیہ کہا گیا ہے تو جناب پوری عبارت ہی نقل کردیتے اعتراض خود بخود دور ہو جاتا اس میں موجود ہے کہ :۔

"حسام الحرمین کتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین قھر رب العالمین علی المرتدین من الوھابین والنجدین والقادیانین خذلھم اللہ انی یئوفکون۔

(الصوارم الہندیہ ص ۴۷)

یعنی جناب نے عربی کی عبارت کو قرآن کی آیت بنا دیا جو ان کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ لیکن اگر ایسا کہنا قابل اعتراض ہے تو جناب کو اپنے آنگن کے اندر بھی جھانکنا چاہیے، مولوی یحییٰ صاحب المہند کے متعلق لکھتے ہیں :۔

لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون۔

(المہند ص 101)

پھر نغمۃ الروح کے حوالے سے اعتراض کیا جو ہمارے نزدیک معتبر نہیں [ملاحظہ ہو آئینہ نجد و دیوبند] مگر اس کے حوالے میں بھی سخت خیانت کی۔ اس کے پورے اشعار کچھ یوں ہیں :۔

یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا
تیری نسل پاک میں پیدا کرے
کوئی ہم رتبہ تیرا احمد رضا

(نغمۃ الروح ص ۴۳)

یہاں اے محذوف ہے، یعنی اے احمد رضا تیرا اور سب کا خدا تجھ جیسا ایک اور احمد رضا پیدا کرے۔ اس کے بعد تلمیذ الرحمان کے حوالے سے اعتراض کیا تو جناب فیروز الغات

ہی اٹھا کر دیکھ لیں حضرت کے علم میں اضافہ ہوگا کہ شعرا کو تلمیذ الرحمٰن مجازی طور پہ کہا جاتا ہے۔ یہ احکام شریعت کے حوالے اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم کے حوالے سے اعتراض کیا اس کا جواب بھی ہم مسلک اعلیٰ حضرت میں دے چکے ہیں، وہی سے پیش خدمت ہے:۔

''پھر اس اعتراض کے سلسلہ میں عرض ہے کہ ہم محفوظ مانتے ہیں معصوم نہیں۔ اور محفوظ سے غلطی کا صدور ہوسکتا ہے۔'' باقی رہ گئی بات ناممکن کی تو مولوی گھمن صاحب لکھتے ہیں:۔

''ایک ہے غلطی کا امکان اور ایک ہے غلطی کا صدور، ضروری نہیں کہ جس سے غلطی کا امکان ہو اس سے غلطی صادر بھی ہوئی ہو۔''

(جی ہاں فقہ حنفی قرآن وسنت کا نچوڑ ہے ص ۲۰)

اور اگر ہم اعلیٰ حضرت کو معصوم سمجھتے تو علمائے کرام جیسے علامہ غلام رسول سعیدی اور فتاویٰ نوریہ کے مصنف اعلیٰ حضرت سے اختلاف کیوں کرتے۔

اب سنو تمہارا مولوی اپنی سوانح حیات میں لکھتا ہے:۔

''کیونکہ حضرت (اشرف علی تھانوی) ہمارے بزرگ تھے اور ان سے ناممکن تھا کہ غلط فتویٰ دیں۔'' (سوانح مولانا غوث ہزاروی ص ۲۶)

بلکہ دیوبندی مولوی اسماعیل ولیوں کے لیے بھی عصمت تسلیم کرتے ہوئے لکھتا ہے:

''مقام ولایت میں ایک عظیم مقام عصمت ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عصمت کی حقیقت حفاظت غیبی سے ہے۔'' (منصب امامت ص ٦٦)

(رد اعتراضات مخبث ص ۷۹)

قاری طیب لکھتے ہیں:۔

''حضرت نانوتوی کی ذات ستودہ صفات انیسویں صدی کے نصف آخر میں بے شبہ آیت من آیات اللہ تھے۔''

(خطبات حکیم الاسلام ص ۹۴، ج ۷)

''میرے خیال میں اس سے مراد اولیاء اللہ ہیں کیونکہ وہ گناہوں سے محفوظ ہوتے ہیں ان کے قلوب اور اجسام دونوں میں ایسی صلاحیت آ جاتی ہے کہ ان سے گناہ کا صدور نہیں ہوتا۔''

(سر دلبراں ص ۹۴، از شاہ محمد سید ذوقی)

احمد رضا کا اردو قرآن بظاہر ترجمہ؟

جناب نے اعتراض کیا کہ بریلوی حضرات کے نزدیک اگر قرآن اردو میں نازل ہوتا تو امام اہلسنت والی اردو میں نازل ہوتا۔'' تو اس کا سادہ سا مطلب یہی ہے کہ امام اہلسنت نے ترجمہ کرتے وقت قرآن کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ مگر ہم جناب کو ایک بار پھر گھر کی سیر کروا دیتے ہیں، شورش کاشمیری ابوالکلام آزاد کے بارے میں لکھتا ہے:۔

''وہ اردو زبان کے پہلے مترجم و مفسر ہیں جنہوں نے قرآن کا ترجمہ قرآن ہی کے الفاظ میں اس شکوہ سے کیا کہ داغ کا وہ شعر بامعنی ہو گیا کہ

احمد پاک کی خاطر تھی خدا کو منظور
ورنہ قرآن بھی آتا بزبان اردو

مزید لکھتے ہیں:۔

''غرض کہ مولانا نے اپنے ترجمہ و تفسیر میں قرآن کا لہجہ اختیار کیا اور عربی آیات کو اردو آیات بنا دیا۔'' (ابوکلام آزاد ص ۳۱۳)

سرفراز صاحب اپنے امیر شریعت سے نقل فرماتے ہیں:۔

''قرآن اگر ہندوستان میں نازل ہوتا تو شاہ عبد القادر کی زبان میں نازل ہوتا یعنی صحیح ترجمہ ہے۔'' (ملفوظات امام اہلسنت ص ۳۵۳)

یہاں سرفراز صاحب نے اس فقرے کی وضاحت بھی کر دی کہ اس سے مراد یہ ہے کہ صحیح ترجمہ ہے۔ اسی طرح قاری طیب فرماتے ہیں:۔

''کہ اگر اردو میں قرآن نازل ہوتا تو شاید اس کی تعبیرات وہی یا اسی کے

قریب ہوتیں جو اس ترجمہ کی ہیں۔"

نیز کہا گیا:۔

"گویا ان کے نزدیک حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن کو اردو میں پورا پورا منتقل کر دیا ہے۔ گو مفہوم قرآنی جس انداز سے عربی میں ادا ہوا ہے اسی انداز سے وہ اردو میں بھی ادا ہو گیا ہے۔"

(محاسن موضح قرآن ۱۷)

ادریس صاحب لکھتے ہیں:۔

"کسی بزرگ کا قول ہے کہ اگر قرآن اردو زبان میں نازل ہوتا تو انہی محاورات اور الفاظ کے لباس میں نازل ہوتا جو شاہ عبدالقادر نے استعمال کیے ہیں۔" (معارف القرآن ج ۱ ص ۱۵)

اس کے بعد جو اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ سب سے ہٹ کر ہے تو اس کی وضاحت ہم ماقبل میں کر آئے کہ وہ تو بقول آپ کے قطب ارشاد "باتفاق مفسرین" ہے۔ اس کے بعد جو مغفرت ذنب پہ علماء کے حوالے پیش کیے تو اس پہ عرض ہے کہ یہاں ذنب کا ترجمہ حقیقی و مرادی ہوگا نہ کہ لفظی۔ جس پہ علمائے کرام نے مختلف توجیہات بیان کی ہیں ان کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "احمد البیان فی رضا کنز الایمان۔"

مولانا نعیم الدین صاحب اعلیٰ حضرت کے ترجمے کی تشریح میں لکھتے ہیں:۔

"اور تمہاری بدولت امت کی مغفرت فرمائے۔"

(خزائن العرفان ص ۹۳۹)

اسی طرح مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں:۔

"سورۂ محمد میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ یہاں حضور ﷺ کے گناہ سے مراد امت کے وہ گناہ مراد ہیں، جن کی شفاعت حضور ﷺ کے ذمہ ہے۔"

(تفسیر نور العرفان ص ۸۱۵)

6/8/18

لہٰذا ثابت ہوا کہ نعیم الدین صاحب اور مفتی صاحب نے قطعاً اعلیٰ حضرت کی مخالفت نہیں کی اور جہاں سعیدی صاحب کی بات تو ان کے رجوع کا تذکرہ ہم کر آئے ہیں اور زبیر صاحب کی رائے جمہور کے مقابلے میں معتبر نہیں۔ اس کے بعد جو مغفرت ذنب کا حوالہ دیا اس کا جواب ہم دے آئے ہیں کہ زبیر صاحب نے صرف الزام لگایا ہے اس کی حقیقت کوئی کچھ بھی نہیں۔ پھر زبیر صاحب نے اعلیٰ حضرت کے متعلق ان الفاظ سے رجوع کر لیا تھا۔ (ماہنامہ سوائے حجاز دسمبر 2001)

اس کے بعد جناب نے احکام شریعت کے حوالے سے اعتراض کیا جس کا بارہا جواب دیا جا چکا ہے۔ اس اعتراض کے تفصیلی جواب کے لیے ''قہر خداوندی'' یا ''حسام الحرمین اور مخالفین'' ملاحظہ کریں۔ فی الحال اتنا عرض ہے کہ احکام شریعت کی مکمل ذمہ داری اعلیٰ حضرت پہ نہیں ڈالی جا سکتی۔ (ننگے سر نماز پڑھنے کی شرعی حیثیت ص ۱۳، احمد البیان)

لہٰذا یہ حوالہ پیش کرنا محض عبث ہے۔ اور قرآن و حدیث پہ جھوٹ کون بولتا ہے اس کی تفصیل ہم [داستان فرار پہ ایک نظر] کے تحت بیان کریں گے۔ اس کے بعد جناب نے لکھا کہ علمائے دیوبند کے تراجم عرب و عجم میں مقبول ہوئے جس کا جواب ہم پہلے بھی نقل کر آئے ہیں کہ ان کو خود مفتی تقی عثمانی نے ناقابل فہم قرار دیا ہے۔ اور مزید سنیئے علمائے دیوبند کی عرب و عجم میں کیا حیثیت ہے اس کا رونا روتے ہوئے ان کے شیخ الحدیث صاحب لکھتے ہیں:۔

> ''عجیب بات تو یہ ہے کہ ہندوستان میں ہم لوگ وہابی، کافر اور نا معلوم کیا کیا کہلاتے ہیں۔ اس کے برخلاف عرب میں ہم بدعتی (کہلاتے ہیں)۔'' (ملفوظات شیخ الحدیث ص ۴۸)

گو چہرہ تاریخ پر تھے نقابوں پہ نقاب
حقیقت پھر حقیقت تھی نمایاں ہوگئی

جناب سرفراز صاحب فرماتے ہیں:۔

''دوسروں کے اکابر کو کوسنا اور ان پر برسنا تو ہمیشہ سے چلا آ رہا ہے لیکن

خود اپنے اکابر کی مٹی جس طرح ان یار لوگوں نے پلید کی ہے، دنیا کے کسی باہوش فرقہ سے اس کی نظیر نہیں ملتی۔'' (سماع الموتیٰ ص ۲۵۷)

لہٰذا ان حقائق کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ دیو بندی حضرات عرب و عجم میں مقبول ہوئے طفل تسلی کے سوا کچھ نہیں۔

تحریف لفظی اور اعلیٰ حضرت

یہ مضمون بھی جناب منیر احمد اختر صاحب کا ہے جنہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ معاذ اللہ اعلیٰ حضرت تحریف لفظی کے قائل تھے اس سلسلہ میں چند معروضات پیش خدمت ہیں۔ دیو بندی ترجمان لکھتے ہیں:۔

''پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ ایضاح الادلہ ۱۳۳۰ میں مطبع قاسمی سے چھپ گئی تھی۔ حضرت شیخ الہند نے ۱۳۳۵ھ میں ترجمہ قرآن لکھا، جس میں یہ آیت بالکل درست چھپی، کیا اگر تحریف ہی نعوذ باللہ مقصد تھا تو پانچ سال بعد وہ آیت کیسے درست ہوگئی۔'' (تجلیات انور ص ۳۳۸)

لہٰذا پہلا جواب ہماری طرف سے بھی یہی ہے کہ اگر تحریف ہی مقصد تھا تو قرآن کے ترجمے میں اعلیٰ حضرت نے تبدیلی کیوں نہیں کی؟ مزید سنیے یہی صاحب لکھتے ہیں:۔

''کہیں کتابت کی غلطی کو مصنف کی تحریف کہہ دیتے ہیں، ہوسکتا ہے اب یہ کتابت قرآن کی غلطیوں کو خدا تعالیٰ اور کتب حدیث کی کتابتی غلطیوں کو نبی اقدس علیہ السلام کی طرف منسوب کردیں۔''

(تجلیات انور ص ۳۳۸)

اس کے بعد عرض ہے کہ جناب کا تمام مضمون مطالعہ بریلویت سے سرقہ شدہ ہے اس کا دندان شکن جواب ''محاسبہ دیو بندیت'' میں موجود ہے قارئین اس جگہ دیکھیں ہم یہاں دیو بندی حضرات کے تحریف قرآن کے عقیدہ کو طشت از بام کرنا چاہتے ہیں، دیو بندی شیخ

الہند لکھتے ہیں:۔

''بلکہ کلام اللہ وحدیث میں بعض آیات وجملے فرقہ ضالہ نے الحاق کیے، چنانچہ سب پر ظاہر ہے۔'' (ایضاح الادلہ صفحہ ۳۵۷)

مولوی انور کاشمیری لکھتا ہے:۔

''میں کہتا ہوں اس بنا پر لازم آئے گا کہ قرآن بھی محرف ہو اس لیے کہ تحریف معنوی تو قرآن میں بھی بہت ہے اور جو چیز میرے نزدیک محقق ہے وہ یہ ہے کہ اس میں تحریف تحریف لفظی بھی ہے۔''

(فیض الباری ج ۳ ص ۳۹۸)

اس عبارت پہ دیوبندی بہانوں کا جواب ہم اپنی کتاب ''دفع اعتراضات مخبث'' میں دے آئے ہیں، وہیں دیکھیں۔ اس کے بعد جناب نے جو عبدالحی صاحب کا حوالہ پیش کیا اس میں سخت غلط بیانی سے کام لیا وہ عبارت عبدالحی کی نہیں کسی دیوبندی کی ہے جو ہمارے لیے حجت نہیں۔

[دیوبندی تراجم کی تائید کا جائزہ بجواب علمائے دیوبند کے تراجم پہ اعتراضات کا تحقیقی جائزہ]

آیت نمبر ۱۔ ووجدك ضالا فهدى۔

اور پایا تجھ کو بھٹکتا پھر راہ سجائی۔ (شیخ الہند)

اور رستے سے ناواقف دیکھا تو رستہ دکھایا۔ (فتح المجید ص ۱۱۳۱)

آپ کو بےخبر پایا سو رستہ بتادیا۔ (تفسیر ماجدی)

اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بےخبر پایا اور رستہ بتلایا۔ (تفسیر انوار البیان ج ۹ ص ۴۱۲)

قارئین ان مذکورہ بالا تراجم سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدھے راستے سے ناواقف تھے، بےخبر تھے تو لامحالہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر آپ بےخبر ہی تھے تو پھر غارِ حرا

میں سجدہ ریز کیوں ہوتے تھے؟ عام برائیوں کا صدور آپ ﷺ سے کیوں نہیں ہوا؟ یہ سب باتیں اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ حضور شریعت کا علم رکھتے تھے ہاں تفصیل ابھی آپ کو نہیں بتلائی گئی تھی مگر ایسا ترجمہ کرنا جس سے مطلقاً شریعت کے جاننے کی نفی ہو قابل اعتراض ہے۔ دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:۔

''اس میں جوانی کے انعام کا ذکر فرمایا کہ زمانہ شباب میں گمراہی اور بھٹکنے اور بے راہ روی کا امکان ہوتا ہے خصوصاً جبکہ ہر سو بت پرستی، ظلم، چوری، زنا کاری، شراب نوشی، یتیموں کا حق کھانا عام ہو تو گمراہی کا امکان قوی ہوتا ہے لیکن ہمارا کرم دیکھئے ہم نے آپ ﷺ کو زمانہ طفولیت سے ہی رئیس الموحدین بنا دیا خدا پرستی اور مکارم اخلاق آپ کا شیوا تھا پھر آپ ﷺ شریعت کے پورے احکام سے بے خبر تھے ہم نے آپ ﷺ کو ان احکام کی رہنمائی کی منصب نبوت پہ فائز کر کے یہ کتنا بڑا انعام کیا ہے۔'' (عنبر الیم ص ۲۲۱)

تفسیری حوالہ جات کا جواب

قارئین جناب نے جتنے بھی حوالے پیش کیے گئے ان میں سے کسی میں بھی شریعت سے مطلقاً بے خبری کا ذکر نہیں بلکہ ''احکام شریعت'' سے بے خبر ہونے کا ذکر ہے جس سے رستے سے بھٹکنا لازم نہیں آتا۔ اور پھر ان کے پیش کردہ تمام حوالہ جات ہمارے حق میں ہیں۔ ہم یہاں حوالہ جات کی طرف اشارہ کیے دیتے ہیں۔ تفسیر کبیر میں ہے:۔

''آپ کو احکام شریعت سے بے خبر پایا۔'' (کنز الایمان نمبر ص ۲۲۴)

اسی طرح قاضی صاحب، امام عبداللہ نسفی، امام بیضاوی اور دیگر حضرات نے احکام شریعت یعنی اس کی تفصیل کی نفی کی ہے اس سے مطلقاً شریعت سے بے خبر ہونا لازم نہیں آتا۔ لہٰذا ہمارا اعتراض اس پہ ویسے کا ویسا ہی موجود ہے۔ اور ہماری اس گزارش سے جناب کی یہ

غلط فہمی بھی دور ہو گئی کہ علمائے دیوبند کا ترجمہ جمہور کے مطابق ہے۔

ذو معنی الفاظ پہ اعتراض اور اس کا جواب

اس کے بعد ساجد صاحب نے علمائے اہلسنت کی عبارات نقل کیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ذو معنی لفظ کا استعمال گستاخی ہے۔

قارئین یہ اعتراض بھی معترض صاحب اور دیگر دیوبندی حضرات کی جہالت کا شاخسانہ ہے۔ ذو معنی لفظ وہ قابل اعتراض ہے جس کا معنی عرف میں قابل اعتراض ہو۔ مواہب اللدنیہ میں ہے:۔

"من سبه او انتقصه وصفه بما یعد نقصا عرفا قتل بالاجماع۔" (مواہب الدنیہ ج ۵ ص ۳۱۵)

یعنی جس نے آپ کو گالی دی یا آپ میں نقص ثابت کیا یعنی ایسے امور سے متصف ٹھہرایا جو عرف عام میں نقص شمار ہوتے ہیں تو اس پر علمائے اسلام کا اجماع ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ لہٰذا الفاظ کے گستاخی ہونے کا دار و مدار لغوی معنی پہ نہیں بلکہ عرف پہ ہے۔ اور دیوبندی حضرات کے استعمال کردہ الفاظ عرف میں قابل اعتراض ہیں۔ پھر ہم آگے چل کر بتاتے ہیں کہ ترجمے پہ گرفت نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس بنیاد پہ گستاخی کا فتویٰ لگتا ہے (مگر اس کے باوجود دیوبندی حضرات اپنے اصول سے منحرف ہو کر لفظی ترجمے پہ گستاخی کا فتویٰ لگاتے ہیں) پھر اگر اسی اصول کو سامنے رکھا جائے تو گھر ان کا بھی محفوظ نہیں رہتا۔ حسین احمد مدنی صاحب لکھتے ہیں:۔

"جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔"

(الشہاب الثاقب، ص ۲۰۰)

"آپ کی شانِ اقدس میں کوئی ایسا کلمہ نہ کہے جس سے بلا ارادہ بھی

گستاخی یا بے ادبی کا پہلو نکل سکتا ہو۔ تو اب سچے مسلمان پہ لازم ہے کہ وہ ایسے گستاخوں اور بے ادبوں کے ساتھ اپنا کسی قسم کا تعلق قائم نہ رکھے ورنہ وہ بھی اسی آگ میں جلے گا جس میں یہ گستاخ جلیں گے۔"

(یا محمد باوقار ص ۱۰۴)

ان حوالہ جات کا خلاصہ یہ کہ کوئی ایسا لفظ جس سے گستاخی کا پہلو بھی نکل رہا ہو تو کہنے والا کافر ہو جاتا ہے تو سینئے محمود الحسن نے بھٹکنا سے ترجمہ کیا جس کا مطلب بیان کرتے ہوئے اخلاق حسین قاسمی صاحب لکھتے ہیں:۔

"بھٹکنا کے معنی اردو میں گمراہ ہونے اور تلاش میں پھرنے کے آتے ہیں۔" (محاسن موضح قرآن ص ۳۴۹)

اب دیوبندی اصول کے مطابق دیکھا جائے اور اس کا معنی اگر گمراہ کیا جائے تو یہ یقیناً گستاخی ہوگا کیونکہ دیوبندی حضرات نے اس کو گستاخی قرار دیا ہے۔ ایسے ہی عبد الماجد دریابادی نے ترجمہ حضرت یعقوب کے لیے "بہک گئے" کے الفاظ استعمال کیے جس کا مطلب ہے:۔

"ہذیان بکنا۔" (فیروز اللغات ص ۱۳۹)

امید ہے حضرت کی عقل ٹھکانے آ گئی ہوگی۔ پھر اخلاق حسین قاسمی صاحب لکھتے ہیں:

"پس اس تاریخی شہادت کی روشنی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس ضلالت کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے اس کے معنی اور لیے جائیں گے اور مکہ والوں کو جس ضلالت میں مبتلا بتلایا جا رہا ہے۔ اس ضلالت کا مفہوم بالکل دوسرا لیا جائے گا۔" (محاسن موضح قرآن ص ۳۵۱)

یعنی نسبت کے بدلنے سے معنی بدل جائے گا اور ایوب نے لکھا:۔

"زلیخا کا خود رفتہ ہونا مذموم غیر محمود تھا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدا تعالیٰ کی محبت میں خود رفتہ ہونا محمود تھا۔" (کنز الایمان نمبر ص ۹۴)

پھر اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے متعلق قاسمی صاحب لکھتے ہیں:۔

''اچھا ترجمہ کیا ہے۔'' (محاسن موضح قرآن ۳۵۳)

پھر قاسمی صاحب نے آگے جا کر جو اسے سخت لفظ قرار دیا ہے وہ بھی غلط ہے۔ مطالعہ بریلویت میں موجود ہے:۔

''اب رہا ''خود رفتہ'' تو ''بھٹکے ہوئے'' کے مقابلہ میں یہ لفظ نرم ضرور ہے۔'' (مطالعہ بریلویت ج ۷ ص ۳۲۳)

اور جہاں فرہنگ آصفہ کے حوالے اعتراض تو ہم اوپر جواب دے آئے ہیں کہ لفظ وہ قابل گرفت تو عرف میں گستاخی کے معنی میں استعمال ہو۔ آگے چلیے ہم یہاں تفاسیر سے بھی اعلیٰ حضرت کے اختیار کردہ معنی کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ تفسیر قرطبی میں ہے:۔

"وقیل ووجدك محبا للهدایه فهداك ایها ویکون الضلال بمعنی المحبة ومنه قوله تعالٰی انك لفی ضلالك القدیم۔"

تفسیر کبیر میں ہے:۔

"الضلال بمعنی المحبة کما فی قوله انك لفی ضلالك القدیم ای محبتك ومعناه انك محب فهدیتك الی الشرائع التی بها تتقرب الی خدمة محبوبك۔"

(تفسیر کبیر ج ۱۱ ص ۲۰۳)

تفسیر عزیزی میں ہے:۔

''اور بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ (اس آیت میں) ضلال سے مراد محبت اور مرتبہ عشق ہے جیسا کہ یعقوب کے بیٹوں نے ان کی یوسف سے محبت کو (ضلال) سے تعبیر کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیٹے بولے خدا کی قسم آپ اپنی خودوارفتگی میں ہیں اور (اس آیت میں) ہدایت سے مراد

محبوب حقیقی کے وصال کا راستہ بتاتا ہے۔" (تفسیر عزیزی ص۲۲۱)

تفسیر روح المعانی میں ہے:۔

"ووجدك ضالا عن معنى محض المودة فسقاك كاسا من شراب القربة والمودة فهداك به الى معرفة عزوجل وقال جعفر الصادق رضی اللہ عنہ كنت ضالا عن محبتي لك في الازل فمننت عليك بمعرفتي۔"

(تفسیر روح المعانی ج۱۵ ص۱۸۷)

ادریس کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"آپ تعلق مع اللہ اور اس کی محبت میں حیران و مضطرب تھے اور اس معنی کی تائید سورۃ یوسف کی اس آیت سے ہو سکتی ہے جس میں حضرت یوسف کے بھائیوں نے اپنے والد کو یوسف کی محبت میں مضطرب و بے چین دیکھ کر کہا:۔

تالله انك لفى ضلالك القديم۔۔۔"

(معارف القرآن ج۸ ص۴۸۱)

یہ تمام حوالہ جات اس بات کی وضاحت کر رہے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہ لفظ محبت میں خود رفتہ کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسا کہ یعقوب علیہ السلام کے لیے ان کے بیٹوں نے ان کی یوسف سے محبت کو ضلال سے تعبیر کیا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ باقی تراجم پہ فوقیت رکھتا ہے۔

آیت نمبر ۲۔ انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔

"ہم نے فیصلہ کر دیا تیرے واسطے صریح فیصلہ تا کہ معاف کرے تجھ کو اللہ جو آگے ہو چکے تیرے گناہ اور جو پیچھے رہے۔" (محمود الحسن)

قارئین اس سلسلہ میں عرض ہے آیت مذکورہ میں ذنب کا لفظ اپنے حقیقی معنی میں استعمال نہیں ہوا اور ترجمہ کرتے وقت اس کی حقیقی مراد کو سامنے رکھا جائے گا۔لیکن اگر کوئی لفظی ترجمہ کر بھی دے تو اس پہ گستاخی کا فتویٰ نہیں۔جیسا کہ شارح بخاری لکھتے ہیں:۔

''بہت سے مترجمین نے اس آیت میں ''ذنب'' کا ترجمہ گناہ ہی کیا ہے۔ترجمے میں کلمات قرآن کا لفظی ترجمہ جائز ہے۔

(فتاوی شارح بخاری ج۱ ص ۳۶۲)

لہٰذا صرف لفظی ترجمہ کرنے پہ اعتراض ہرگز نہیں۔اور ہم پہلے واضح کر آئے ہیں کہ ترجمہ میں حقیقی اور مجازی معنی کی وضاحت عقیدہ کرتا ہے۔سرفراز خان صاحب لکھتے ہیں:۔

''خان صاحب نے یا ایھا النبی کے معنی ''اے غیب بتانے والے نبی'' کیے ہیں ہم نے اس پر تنقید متین میں گرفت کی کہ اگر غیب سے بعض خبریں مراد ہیں تو بجا ہے لیکن کلی غیب مراد ہے جس میں تمام خبریں شامل ہوں تو یہ درست نہیں۔'' (اتمام البرھان ص ۱۸)

دیکھیں یہاں لفظ نبی کا ترجمہ ایک جیسا ہے مگر عقیدہ کے بدلنے سے مطلب بدل جائے گا ایسے ہی جب کسی اہلسنت کے عالم نے انبیاء کی طرف ذنب کی نسبت کی ہے تو اس سے مراد مجازی معنی ہوگا یعنی صورت ذنب، خلاف اولیٰ وغیرہ لیکن اگر یہ کام دیوبندی حضرات کریں تو حقیقی معنی مراد لیا جائے گا۔کیونکہ یہ حضرات انبیاء سے گناہ کا صدور مانتے ہیں۔جناب قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کو حکم یکساں نہیں اور ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔''

(تصفیۃ العقائد ص ۲۲)

یہاں نانوتوی صاحب انبیاء سے دروغ صریح یعنی جھوٹ کا صدور مان رہے ہیں اور جو گناہ کبیرہ ہے۔اس لیے جب دیوبندی حضرات ترجمہ میں گناہ کا لفظ لکھیں گے تو اس سے

مراد معنی حقیقی ہوگا۔ مزید یہی نانوتوی صاحب فرماتے ہیں:۔

''بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے، اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔''

(تصفیۃ العقائد ص ۲۴)

اور خود جناب قاضی مظہر صاحب لکھتے ہیں:۔

''اگر بالفرض کوئی یہ کہے کہ نعوذ باللہ کفر، کذب اور کبیرہ کا صدور ایک دو بار ہو جاتا ہے تو کیا اس نظریہ کی بنا پر بھی اس کو عصمت انبیاء کا قائل مان لیا جائے گا؟''

(علمی محاسبہ ص ۱۵۷)

لہٰذا اب عصمت انبیاء کے دعوے کرنا صرف حقیقت سے منہ موڑنا اور عوام کی نظروں میں دھول جھونکنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اس عبارت کا دفاع کرتے ہوئے دیوبندی حضرات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعے اور نانوتوی صاحب کی عبارات سے ان کی صفائی پیش کرنے کی کوشش کی ذیل میں ہم مختصر طور پہ اس کا رد پیش خدمت ہے۔ نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

''بایں نظر کہ انتساب مذکور کی بھی کئی صورتیں ہیں اور ہر صورت کا یکساں حکم نہیں منجملہ ان کے تعریضات بھی ہیں جن کی معنی مطابقی تو مخالف واقعہ نہیں ہوئے مگر اور مؤیدات مخالف واقع کی طرف کھینچ لی جاتی ہے پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں ہر ایک کو حکم یکساں نہیں اور ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضرور نہیں۔'' (تصفیۃ العقائد ص ۲۲)

قارئین اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے واضح طور پہ معاریض اور دروغ صریح میں فرق مانا ہے اور دونوں کا الگ ذکر کیا ہے۔ اور ابراہیم علیہ السلام والا واقعہ توریہ کی مثال ہے اور معاریض کی قسم ہے جیسا کہ ایوب صاحب نے بھی تسلیم کیا ہے اور نانوتوی صاحب دروغ صریح کی بات کر رہے ہیں۔ دیوبندی مؤلف لکھتے ہیں:۔

''جو حضرت ابراہیم کا کلام منقول ہے اس طرح کے کلام کو توریہ کہتے

ہیں۔توریہ اور چیز ہوتا ہے اور جھوٹ اس کے علاوہ دوسری چیز کو کہتے ہیں
یار لوگوں نے توریہ کو اپنے عنوان میں جھوٹ سے تعبیر کیا ہے حالانکہ یہ
سراسر بددیانتی ہے۔" (حقیقی دستاویز ص ۳۶۴)

مسلم عثانی دیوبندی ابراہیم علیہ السلام کے واقعے کا ذکر کر کے لکھتے ہیں:۔

"ذومعنی لفظ کا استعال کر کے ایک معنی کا ارادہ کرنا اور ایک کو چھوڑ دینا
کذب نہیں، بلکہ تعریض ہے اور تعریض میں کوئی شرعی نقص لازم نہیں
آتا۔" (احتساب قادیانیت ج ۲۰ ص ۲۷۲)

النجوم الشہابیہ کے حوالہ کی وضاحت

اس لیے النجوم الشہابیہ کے مصنف نے اگر دیوبندی ترجمہ پہ گرفت کی ہے تو ان کے عقیدوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کی ہے جن کی وہ آغاز میں وضاحت بھی کر چکے ہیں۔ جیسا کہ لکھتے ہیں:۔

"وہابیوں دیوبندیوں نے قسم قسم کے نجس خبیث کفریات اپنی کتابوں
میں لکھے چھاپے جنہیں بارہا آپ حضرات نے اپنی کتابوں میں دیکھا
اور پڑھا۔" (النجوم الشہابیہ)

"آج آپ حضرات کو وہابیوں دیوبندیوں کے نئے نئے کفریات و
ضلالات بتاتا ہوں کہ ان بددین وہابیوں نے قرآن مجید کے ترجمہ کے
پردہ میں کیسے کیسے خبیث اخبث کفریات لکھے ہیں کہ غیر مسلم سنتا ہے وہ
بھی تڑپ جاتا ہے۔" (النجوم الشہابیہ)

یہی انداز دیگر کتب کا ہے۔

علمائے تفاسیر کی عبارات کا جواب

ساجد صاحب نے جو علمائے کرام کی عبارات نقل کی ہیں تو اس سلسلہ میں خود ان کے

گھر کے قاضی مظہر حسین صاحب کا ہی بیان پیش خدمت ہے، موصوف لکھتے ہیں:۔

''علامہ آلوسی اور امام مجاہد نے تو لفظ ذنب لکھا ہے جس کا معنی گناہ نہیں ہے تو پھر آپ نے ان اکابر پر یہ کیوں بہتان لگایا ہے کہ انہوں نے انبیاء کی طرف گناہ کی نسبت کی ہے۔ یہ الزام آپ تب لگا سکتے تھے جب آپ یہ ثابت کرتے کہ ذنب بمعنی گناہ ہی آتا ہے اور لغزش کے لیے ذنب کا لفظ مستعمل نہیں۔'' (علمی محاسبہ ص ۱۹۵)

لہٰذا ان کی پیش کردہ عبارات ہمارے خلاف نہیں۔ ساجد صاحب کو چاہیے تھا کہ کوئی ایسی عبارت پیش کرتے جس میں لفظ گناہ کی نسبت حقیقی معنی میں موجود ہوتی مگر جناب ایسا ایک حوالہ بھی پیش نہیں کر سکے۔

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پہ اعتراض کا جواب

جہاں تک تعلق ہے سورۂ شعراء کے ترجمے کی تو اس کے حاشیے میں موجود ہے:۔

''انبیاء معصوم ہیں گناہ ان سے صادر نہیں ہوتے تو ان کا استغفار اپنے رب کے حضور تواضع ہے اور امت کے لیے طلب مغفرت کی تعلیم ہے۔''

(خزائن العرفان ص ۶۸۸)

اور یہ بھی دیوبندی حضرات کا ہی اصول ہے کہ حاشیہ سے ترجمہ کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ پھر خود اعلیٰ حضرت نے لکھا کہ:۔

''مولیٰ کو شایان ہے کہ اپنے محبوب بندوں کو جس عبارت سے تعبیر فرمائے، فرمائے۔ دوسرا کہے تو اس کی زبان گدی کے پیچھے کھینچی جائے۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۳۲۳)

مزید عرض ہے کہ اس آیت کے متعلق مفسرین کی دیگر تصریحات موجود نہیں اس لئے امام اہلسنت نے اسنسبت کو قائم رکھا ہے، پھر مدنی آیات سے مکی آیت کے احتمال کا جواب ہو جاتا ہے۔ اور جہاں تک تھانوی صاحب کا ترجمہ ہے جس میں خطا کی نسبت حضور کی طرف

موجود ہے تو دیوبندی حضرات کے امیر شریعت لکھتے ہیں :۔

''نبی سے خطا خدا پر طعن ہے۔'' (خطبات امیر شریعت ص ۱۲۹)

ایسے ہی دیوبندی ترجمان لکھتا ہے :۔

''لیکن زمخشری نے یہ ظلم کیا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گنہگار قرار دیتے ہوئے یہ الفاظ لکھے :۔

ترجمہ :۔ آپ نے خطا کی اور جو اجازت دینے کے الفاظ کہے بہت برے کہے۔''

''یہ عبارت پڑھ کر بہت دھچکا لگا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گنہگار قرار دینا، کتنا بڑا ظلم ہے۔'' (فرمودات از پروفیسر سعید ص ۳)

اس جگہ دیوبندی مولوی نے یہ بات واضح کی ہے کہ انبیاء کی طرف خطا منسوب کرنے کا مطلب انہیں گنہگار لکھنا ہے۔ اسی طرح جن حضرات نے غلطی کا لفظ منسوب کیا ہے ان کے بارے میں بھی خالد محمود صاحب کے یہ الفاظ پیش خدمت ہیں :۔

''جس طرح آنکھ ذرہ بھر گرد کو برداشت نہیں کرسکتی نبوت غلطی کے بوجھ کو برداشت نہیں کرسکتی۔'' (آثار الاحسان ص ۲۳۴)

مفتی محمود صاحب فرماتے ہیں :۔

''مگر انبیاء علیہم السلام تو غلطی سے پاک ہوتے ہیں۔ ان میں غلطی تسلیم کرنا منصب نبوت کی توہین ہے۔'' (پارلیمنٹ میں قادیانی مقدمہ ص ۱۰۵)

قاضی صاحب لکھتے ہیں :۔

''یہاں حضرت شاہ عبدالقادر صاحب مفسر دہلوی نے ذنب کا ترجمہ جو گناہ لکھا ہے تو وہ مجازاً اور صورتاً نہ کہ حقیقتاً۔ کیونکہ محکم آیات سے امام المعصومین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلقاً معصوم ہونا ثابت ہے اور اس دور میں چونکہ اہل سنت والجماعت کے عقائد سے تعلیم یافتہ لوگ واقف تھے اور علمی

طور پر ایسے مسائل حل کیے جاتے تھے اس لیے ذنب کا معنی گناہ لکھنے سے غلط فہمی کا موقع کم ہوتا تھا۔ لیکن موجودہ دور میں کیونکہ اہل سنت کے عقائد کی تبلیغ کم ہے اور بجائے حق پسندی کے حجت بازی کا دور ہے اس لیے اب ذنب کا ترجمہ ایسا کرنا چاہیے جو اس کی حقیقی مراد ہو چنانچہ حکیم الامت حضرت تھانوی نے ذنب کا ترجمہ خطا لکھا ہے۔"

(علمی محاسبہ ص ۲۹۸)

مگر اس کے باوجود دیوبندی حضرات کے شیخ الہند نے اس کا ترجمہ گناہ ہی کیا ہے، جس سے بقول قاضی مظہر غلط فہمی پیدا ہونے کا اندیشہ ہے۔ اور اس سے سابقہ اکابر کے تراجم کا بھی جواب ہو گیا۔ پھر اخلاق حسین قاسمی شاہ عبدالقادر کے حوالے سے لکھتا ہے:۔

"شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے استغفار کا مطلب یہ لیا ہے کہ اپنی امت کے گناہوں کی بخشش مانگا کیجئے، تاکہ آپ کو محشر کے دن شفاعت کبریٰ کا درجہ ملے۔" (محاسن موضح قرآن ص ۴۵۳)

یہاں تک تو ہم نے کافی وضاحت کر دی اب ہم کچھ دیوبندی حضرات کی تسلی و تشفی بھی کرائے دیتے ہیں، جناب حسین احمد مدنی صاحب آیت مذکورہ میں ذنب کی نسبت کے متعلق رقم طراز ہیں:۔

"آیت مذکورہ بالا میں جو لفظ ذنب واقع ہے اس کی نسبت فاعلی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف صحیح نہیں ہے۔" (معارف وحقائق ص ۲۶۲)

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پہ چیخ و پکار کرنے والے اب اپنے گھر کو بھی دیکھے اور اپنے قطب الارشاد کے قول کو ملاحظہ کریں اور اسے بھی تحریف معنوی اور قرآن و حدیث کے خلاف قرار دیں مگر

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

جہاں تک یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت کے ترجمے کی بنیاد خراسانی کی توجیہہ ہے، عرض ہے

کہ دونوں میں فرق موجود ہے اعلیٰ حضرت نے اگلوں پچھلوں کی طرف نسبت کی ہے اور انبیاء کا استثناء کیا ہے۔اب ہم عطاء خراسانی کے قول کی تائید بھی علمائے دیوبند سے کرائے دیتے ہیں۔علمائے دیوبند کی مصدقہ تفسیر میں ہے:۔

''عطا خراسانی نے کہا ماتقدم سے مراد ہیں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کی غلطیاں ما تاخر سے مراد ہیں امت کے گناہ یعنی آپ کی برکت سے اللہ آدم وحوا کی غلطیاں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کی برکت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے گناہ معاف کردے۔''

(گلدستہ تفسیر ج ۶ ص ۴۶۸)

اور اسی طرح جناب نے خود نقل کیا کہ:۔

''عطا خراسانی نے کہا کہ ماتقدم سے مراد آدم وحوا کی غلطیاں ہیں۔''

(کنز الایمان نمبر ص ۲۳۸)

اور سرفراز خان صاحب لکھتے ہیں:۔

''جب کوئی مصنف کسی کا حوالہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے اور اس کے کسی حصہ سے اختلاف نہیں کرتا تو وہی مصنف کا نظریہ ہوتا ہے۔''

(تفریح الخواطر ص ۲۹)

لٰہذا دوسروں پہ اعتراض کرنے سے پہلے گھر کی حالت کو ضرور دیکھ لینا چاہیے۔اور عطا خراسانی کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کے لیے ''الذنب فی القرآن'' اور ''احمد البیان'' ملاحظہ کریں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی پہ اعتراض کا جواب

اس کے بعد ساجد صاحب نے مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب پہ ایک اعتراض کیا اور اعتراض کرنے کے بعد لکھا:۔

''اگر ہے کسی میں جرأت تو اپنے اکابر سے اس کفر اور گستاخی کو ہٹا کر

دیکھے اور منہ مانگا انعام وصول کرے۔" (کنزالایمان نمبر۔ص ۲۲۵)

ذیل میں اس کا جواب حاضر ہے۔ مولوی صاحب نے مفتی احمد یار خان کی ایک عبارت پر اعتراض کیا جس کا مفہوم ہے کہ انبیاء سے نسیاناً اور خطاء گناہ کبیرہ بھی صادر ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد جناب نے مفتی صاحب کی ایک اور عبارت نقل کی جس میں لکھا تھا:۔

"اگر پیغمبر ایک آن کے لیے بھی گناہ گار ہوں تو معاذ اللہ حزب الشیطان میں داخل ہوں گے۔" (تفسیر نعیمی ج ۱ ص ۲۶۳)

اس عبارت کو نقل کرنے کے بعد اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"رضا خانیوں نے انبیا سے گناہوں کا صدور ممکن مانا اب اس عبارت کی روشنی میں دیکھیں کہ بات کہاں تک پہنچ گئی؟ رضا خانیوں سے اسی طرح کفر اور گستاخی ثابت ہوتی ہے۔ اگر ہے کسی میں جرأت تو اپنے اکابر سے اس گستاخی اور کفر کو ہٹا کر دیکھے اور منہ مانگا انعام وصول کرے۔"

(ایضا)

الجواب:۔ جواباً عرض ہے کہ مفتی صاحب نے جاء الحق میں امکان لکھا ہے اور حضرت والا کو پتہ ہونا چاہے کہ

"امکان وقوع کو لازم نہیں۔" (فتاوی رشیدیہ ج ۱ ص ۲۰)

جبکہ مفتی احمد یار خان صاحب نے تفسیر نعیمی میں وقوع کی بات کی ہے نہ کہ امکان کی، لہٰذا اعتراض ختم۔ اور اب ہم اس وہابی اسماعیلی دیوبندی سے منہ مانگے انعام کا مطالبہ کرتے ہیں۔ اس کے بعد عرض ہے کہ ہم نے تو اس کا جواب دے دیا لیکن مشکل دیوبندیوں کو آنی ہے ملاحظہ ہو۔ ان کا مولوی مفتی صاحب کی اسی عبارت کہ انبیا سے نسیاناً خطاء گناہ کبیرہ صادر ہو سکتے ہیں پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"انبیا سے گناہوں کے صدور کا عقیدہ سراسر باطل اور غیر اسلامی ہے۔"

(راہ سنت شمارہ ۳ ص ۱۳)

اسی طرح ایک مولوی نے اس کو عقیدے کی غلاظت قرار دیا۔ (نور سنت شمارہ نمبر ۴)
خود مولوی صاحب کا تبصرہ بھی قابل دید ہے۔(نور سنت شمارہ ۱۱۔ ۱۲ ص ۲۴۵)
جبکہ وہابی مولوی نے ملا علی قاری کے حوالے سے اسی قسم کی عبارت نقل کی۔ ملاحظہ ہو:

''جمہور نے انبیا سے گناہ کبیرہ کا صدور سہواً اور صغیرہ کا عمداً جائز قرار دیا ہے۔'' (رضا خانی ترجمہ وتفسیر کا جائزہ ص ۶۵)

اسی طرح انوار الباری میں ہے:۔

''قبل النبوۃ صغائر و کبائر کا صدور ہوسکتا ہے بعد النبوۃ کبائر کا سہواً اور صغائر کا عمداً ہوسکتا ہے۔'' (انوار الباری ج ۱۱ ص ۱۱۱)

تھی خبر گرم کہ اڑیں گے پرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے پر تماشہ نہ ہوا

اور جہاں تک ہمارے علماء کی بات تو انہوں نے جن عبارات پہ گرفت کی ہے جس کی طرف معترض صاحب کا اشارہ ہے وہاں صدور پایا جاتا ہے اور اسی پہ اعتراض ہے۔

سعیدی صاحب کی وضاحت

سعیدی صاحب نے ان الفاظ سے رجوع کر لیا تھا جس کی ہم پہلے بھی وضاحت کر آئے ہیں۔ مزید تفصیل بھی حاضر ہے۔ جناب سعیدی صاحب لکھتے ہیں:۔

''اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رضی اللہ عنہ نے ہر چند کہ اپنی دوسری تصانیف میں اس آیت کا ''کنز الایمان سے مختلف ترجمہ کیا ہے اور ذنب کی نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف قائم رکھی ہے، بلکہ آپ نے لکھا ہے کہ تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔ اور اس میں اہلِ سنت کے عقیدہ کی مخالفت نہیں ہے۔''
(تبیان القرآن ج ۱۱ ص ۲۰۴)

اور جہاں تک سابقہ اکابر کی بات تو اس کی وضاحت ہم قاضی مظہر کے حوالے سے کر

آئے ہیں، وہیں ملاحظہ کی جائے۔ یہاں یہ یاد رہے کہ ذنب کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کرنا قابل اعتراض نہیں کیونکہ یہ نسبت خود اعلیٰ حضرت، آپ کے والد، علامہ احمد سعید کاظمی اور دیگر حضرات نے کی ہے اور جمہور کا یہ فیصلہ ہے کہ ذنب بمعنی بظاہر خلاف اولیٰ کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف گستاخی نہیں، مگر راجح موقف یہی ہے کہ مراد اُمت کے گناہ ہیں۔ حضرت نے یہاں حقیقی مراد لکھی ہے جو باتفاق مفسرین ہے لہٰذا اعلیٰ حضرت کے ترجمے کو دیگر تراجم پہ فوقیت حاصل ہے۔ آیت نمبر ۳ پہ تفصیلی گفتگو کے لیے ''تسکین الجنان'' ملاحظہ کریں۔

آیت نمبر ۴: اھدنا الصراط المستقیم

بتلا ہم کو راہ سیدھی۔ (محمود الحسن)

ہم کو سیدھا راستہ چلا۔ (اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ)

کمالین میں ہے:۔

"فان قیل طلب الھدایۃ من المومن وھو مھدی تحصیل الحاصل قلنا المراد طلب الثبات علیه او حصول المراتب المرتبة علیه والزیادۃ ولی الھدی الذی اعطوہ۔" (حاشیہ کمالین تفسیر جلالین ص ۵۱۰)

تفسیر معالم التنزیل میں ہے:۔

ترجمہ: ''ایمان والوں کی طرف سے یہ دعا کہ باوجود اس کے کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں بمعنی ہدایت پہ ثابت رہنے کی ہوگی اور بمعنی مزید ہدایت طلب کرنے کے ہوگی۔''

(معالم التنزیل ص ۱۰)

تفسیر مدارک میں ہے:۔

''یعنی ہمیں واضح راستے پہ قائم فرما۔''

(تفسیر مدارک مترجم از شمس الدین ج ۱ ص ۵۲)

تفسیر انوار البیان میں ہے:۔

''ہدایت یافتہ ہوتے ہوئے ہدایت کی دعا کرنا موت تک ہدایت پر

جمے رہنے اور ثابت قدم رہنے کا سوال ہے۔"

(انوار البیان ج ا ص ۳۰۸)

خلاصہ ان عبارات کا یہ ہے کہ یہاں مراد اس ہدایت پر ثابت رہنا اور جو مرتبہ حاصل ہے اس میں زیادتی کی دعا ہے۔ اور یہ صرف اعلیٰ حضرت کے ترجمے سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

اعتراض: رضا خانی اب تک سیدھے راستہ پہ چلے ہی نہیں اس لیے راستہ پہ چلنے کی دعا کر رہے ہیں۔ (کنزالایمان ص ۲۸۸)

اس کا جواب تو ہمارے پیش کردہ تفسیری حوالہ جات میں موجود ہے کہ راستہ چلنے کے علاوہ اس میں زیادتی کی دعا ہے اور جہاں "رستہ بتلانے۔" کی بات تو جناب عبدالرشید لاہوری لکھتے ہیں:۔

"یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ جس طرح محض راہ دیکھ لینا شریعت کی نگاہ میں قابل اعتبار نہیں جب تک اس پر چلا نہ جائے اور عمل نہ کیا جائے۔"

(تقابلی جائزہ ص ۲۰)

لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر اس کا ترجمہ صرف "راستہ بتلا۔" کیا جائے تو یہ درست نہیں کیونکہ راستہ دیکھنا بغیر عمل کے قابل اعتبار نہیں اور اس سے نہ چلنا لازم آتا ہے۔

اعتراض:۔ اس عمل کا شرعا اعتبار نہیں جس کی پشت پر علم صحیح نہ ہو۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ومن اضل ممن اتبع هوٰه بغير هدى من الله یعنی اس شخص سے بڑھ کر اور کون گمراہ ہوگا اللہ کی رہنمائی کے بغیر اپنی خواہش کا اتباع کرے۔ بہر حال ثابت ہو گیا کہ جس طرح سیدھی راہ دیکھ لینا بغیر اس پر چلنے کے کافی نہیں اسی طرح بغیر علم صحیح کے اس پر چلنا بھی معتبر نہیں۔ (تقابلی جائزہ ص ۲۱)

اگر قاری عبدالرشید صاحب نے ذرا اغور کیا ہوتا تو انہیں یہ اشکال ہرگز پیش نہ آتا ہے کیونکہ قرآن کی اگلی آیت اس شبہ کا ازالہ کر رہی ہے کہ صراط الذین انعمت علیھم یعنی ان لوگوں کا راستہ جن پہ انعام ہوا اور جناب کی پیش کردہ آیت میں جس راستے پہ چلنے کا ذکر ہے وہ

خواہش نفس ہے لہٰذا جناب کا اعتراض لغو ہونے کے سوا کچھ نہیں۔

قارئین حافظ ساجد نے جو جلالین کا حوالہ دیا اس کی وضاحت ہم حاشیہ کمالین سے کر آئے ہیں اور جہاں تک شاہ عبد العزیز کا ترجمہ ہے تو وہ بھی ہمارے خلاف نہیں کیونکہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ان دونوں باتوں کو محیط ہے جیسا کہ ماقبل میں ہم وضاحت کر چکے ہیں۔ مگر ہم یہاں تفسیر عزیزی کے متعلق اکابرین دیوبند کا نظریہ بھی پیش کر دیں۔ مصنف محاسن موضح قرآن تفسیر عزیزی کیے متعلق سندھی صاحب کے تاثرات یوں نقل کرتے ہیں:۔

''اس تفسیر کے متعلق مولانا عبید اللہ سندھی نے لکھا ہے کہ اس میں بعض چیزیں فن حدیث کی رو سے غیر ثابت بھی آجاتی ہیں۔''

(محاسن موضح قرآن ص ۵۸)

اور عمر صاحب کا مخاطب کیونکہ وہابی ہے لہٰذا ترجمہ بھی ان کے مطابق کیا ہے۔ اور جہاں تک شاہ رفیع الدین کے ترجمہ کی بات تو یہ ترجمہ لفظی ہے مرادی نہیں اس واسطے اعتراض کے زمرے میں نہیں آتا اور پھر کیونکہ یہ تراجم تحریف شدہ ہیں اس لیے ان کا اعتبار بھی نہیں۔ پھر سابقہ مترجمین میں سے شاہ عبد القادر لکھتے ہیں:۔

چلا ہم کو سیدھا رستہ۔ (موضح قرآن)

اسی طرح فتح محمد خان نے ترجمہ کیا:

ہم کو سیدے رستے چلا۔ (فتح المجید ص ۲)

مفسر حقانی نے لکھا:۔

ہم کو سیدھے رستہ پر چلا۔ (تفسیر حقانی ج ۱ ص ۳۴)

دیابنہ کی اعلیٰ حضرت کی پیروی

چلا ہم کو سیدھا رستہ۔ (تفسیر ماجدی ص ۲)

ہمیں سیدھے راستے پہ چلا۔ (تفسیری ترجمہ ص ۲)

دیوبندی حضرات کے متکلم اسلام لکھتے ہیں:۔

''اھدنا الصراط المستقیم اے اللہ ہم کو سیدھے راستے پہ چلا۔ایک ہوتا ہے سیدھا راستہ دکھا دینا اور ایک ہوتا ہے سیدھے راستے پہ چلا دینا۔ ہدایت کا ایک معنی دکھانا ہے جس کو عربی میں ارائۃ الطریق کہتے ہیں راستہ دکھانا۔ ایک ہدایت کا دوسرا معنی ''ایصال المطلوب۔'' ہے یعنی سیدھے راستے پہ چلادے۔ہم یہ نہیں کہتے اللہ ہمیں سیدھا راہ دکھادے بلکہ یہ کہتے ہیں کہ اے اللہ ہم کو سیدھے راستے پہ چلادے۔''

(دروس القرآن ص ۶۰)

نیز یہی صاحب لکھتے ہیں:۔

''ایک بات یاد رکھیں کہ صرف حق کا معلوم ہونا کافی نہیں بلکہ اس کو ماننا بھی ضروری ہے۔بعض اوقات بندہ حق تو جان لیتا ہے مگر ماننے کو تیار نہیں نہیں ہوتا۔۔۔۔۔اھدنا الصراط المستقیم۔۔۔اے اللہ !صراط مستقیم پر چلا۔'' (مجالس متکلم اسلام ص ۷۳۔۷۴)

ادریس کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''اور اگر راستہ کا قطع کرانا اور منزل مقصود تک پہچانا مراد ہوتو بلا واسطہ متعدی ہوگا جیسا کہ اس آیت میں بلاواسطہ متعدی ہے۔''

(معارف القرآن ج ۱ ص ۲۵)

لہٰذا ثابت ہوا کہ اس آیت میں راستہ پہ چلانا مراد ہے اور ''راستہ دکھلانا۔'' ترجمہ پہ اس کو فوقیت حاصل ہے۔مگر ان حقائق کے باوجود آج بھی دیوبندی حضرات رستہ دکھلانا ہی ترجمہ کرتے ہیں۔

بتا ہم راہ سیدھی۔(تفسیر فہم القرآن ج ۱ ص ۱)

ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔(تفسیر محمود ج ۱ ص ۱۰۳)

بتا دیجئے ہم کو سیدھا راستہ۔ (درس قرآن ج ۱ ص ۱۰)

ہمیں وہ راستہ دکھلا یئے۔ (تفسیر بصیرت القرآن ج ۱ ص ۱۰)

اس کے بعد جو اعلیٰ حضرت کے تراجم کے حوالے سے اعتراض کیا تو عرض ہے کہ سورۃ فاتحہ میں یہ کلمہ دعائیہ ہے اور جناب کی پیش کردہ آیات خبریہ ہیں دعائیہ جملے کو خبر پہ قیاس کرنا یہ صرف دیوبندی حضرات کا ہی کام ہے۔

آیت نمبر ۵: و مکروا و مکر اللہ واللہ خیر الما کرین

اور مکر کیا ان کافروں نے اور مکر کیا اللہ نے اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے (شیخ الہند)

عبدالحمید سواتی صاحب لکھتے ہیں:۔

"بعض اوقات لفظ مکر سے غلط فہمی ہوتی ہے۔ اردو اور پنجابی میں مکر سے مراد فریب اور دھوکا ہے۔ جب کہ عربی زبان میں یہ لفظ خفیہ تدبیر کے لیے بولا جاتا ہے۔" (معالم العرفان ج ۴ ص ۱۸۲)

اس لیے جب اردو میں ترجمہ کیا جائے گا تو مکر کا لفظ استعمال نہیں ہوگا اور جہاں تک معترض صاحب کا استہزاء پہ لغت اردو کے حوالے سے اعتراض کرنا ان کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ استہزاء کا لفظ عربی کا ہے اور امام اعلی اہلسنت نے اس لفظ کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ جوں کا توں قائم رکھا ہے اور دیوبندی حضرات نے مکر کا ترجمہ چال، داؤ وغیرہ کیا ہے۔

اور داؤ چلا اللہ نے۔ (تفسیر فہم القرآن ج ۱ ص ۲۳۱)

اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔ (تفسیر جواہر القرآن ص ۱۵۵)

اور اللہ نے بھی داؤ کیا اور اللہ کا داؤ سب سے بہتر ہے۔ (اردو ترجمہ قرآن مجید از امداد اللہ انور، ص ۹۳)

اور اللہ نے بھی ان کے مقابلے میں چال چلی اور اللہ سب سے بہتر چال چلنے والا ہے۔ (تفسیری ترجمہ ص ۱۰۷)

اور اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے متعلق ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

''مکر'' کا ترجمہ ''خفیہ تدبیر'' یا صرف ''تدبیر'' شگفتہ ترجمہ ہے۔''
(مطالعہ بریلویت ج ۷ ص ۳۱۷)

تفسیر خازن میں ہے:۔
واصل المکر صرف الغیر عما یقصد بضرب من الحیلۃ و قیل ھو السعی لفساد الخفیۃ (و مکر اللہ) ای مجاز اتھم علی مکرھم فسمی الجزاء باسم الابتداء لانھفی مقابلتہ۔
(ج ۱ ص ۲۵۴)

تفسیر مدارک میں ہے:۔
(ومکر اللہ) اضافۃ المکر الی اللہ تعالیٰ علی معنی الجز لانہ مذموم عند الخلق لانہ مذموم عند الخلق و علی ھذا الخداع والاستھزا، کذا فی شرح تاویلات۔
(تفسیر مدارک ج ۱ ص ۲۵۴)

اس کا ترجمہ دیوبندی حضرات نے کچھ یوں کیا ہے:
''مکر کے لفظ کی اضافت اللہ کی طرف جائز نہیں مگر صرف جزائے مکر کے مفہوم میں کیونکہ یہ لفظ لوگوں کے ہاں مذمت کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ یہی حکم خداع، استہزا کے الفاظ کا ہے۔'' (تفسیر مدراک ج ۱ ص ۴۴۳)
تفسیر بغوی جس کا ترجمہ دیوبندی حضرات نے کیا ہے اس میں موجود ہے:۔
''مکر من اللہ کا مطلب یہ ہے کہ ان کے مکر کی سزا دینا جزاء کو مکر کے مقابلہ کی وجہ سے فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ''اللہ یستھزی بھم.... وھو خادعھم۔'' مکر اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق جو خفیہ تدبیر کی۔'' (تفسیر بغوی مترجم ج ۱ ص ۴۷۱)

گلدستہ تفسیر میں ہے:۔

''مکر کہتے ہیں لطیف وخفیہ تدبیر کو۔ اگر وہ اچھے مقصد کے لیے ہوتو اچھا ہے۔۔'' (گلدستہ تفسیر ج ۱ ص ۵۰۸)

جناب اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''اسی طرح مکر کے معنی عربی میں فریب کے لیے خاص نہیں بلکہ تدبیر خفی کو بھی کہتے ہیں۔'' (میلاد النبی ص ۲۹۴)

ایک ممکنہ اعتراض اور اس کا جواب

''قارئین ہم نے ''استہزا'' کی بحث میں لکھا ہے کہ یہ عربی لفظ ہے اور امام اہلسنت نے اس کو جوں کا توں قائم رکھا ہے اب اس پہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ لفظ مکر کو بھی توجوں کا توں قائم رکھا جاسکتا ہے؟ تو اس اعتراض کا جواب دیتے تبسم شاہ بخاری صاحب رقم طراز ہیں:۔

''استہزاء عربی کا لفظ ہے اور پھر قرآن کا۔ اسکا صحیح مفہوم اللہ تعالیٰ اور اس کے بتانے سے اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں جیسا کہ پہلے بھی بتایا گیا ہے ترجمہ کرتے وقت بارگاہ الوہیت اور دربار رسالت کا ادب واحترام بھی ضروری ہے۔ چونکہ اس کا معنی جو اردو میں ہے اس کی نسبت اللہ کی طرف جائز نہ تھی اس لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے اصل لفظ ہی رہنے دیا۔ اور آگے لکھ دیا کہ جیسا اس کی شان کے لائق ہے۔ یعنی مزید احتیاط کا تقاضا بھی پورا کردیا۔ اس طرح عربی کے کچھ لفظ ایسے ہیں جو ہماری علاقائی زبان میں اچھے معنوں میں استعمال نہیں ہوتے جیسے ''مکر'' یہ بھی قرآنی لفظ ہے اس کا بھی اصل مفہوم اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے لیکن اس کے معنی خفیہ تدبیر کے بھی آتے ہیں۔ جو کہ اچھا مفہوم رکھتے ہیں بہ نسبت مکر کے (ہماری زبان میں) کیونکہ ہم لوگ ''مکر'' کو فریب اور دھوکہ کے معنی میں لیتے ہیں یعنی جب لفظ مکر آتا

"ہے تو ذہن فوری دھوکے اور فریب کی طرف منتقل ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ نے کفار کے لیے مکر کا معنی "مکر" کیا اور اللہ تعالیٰ کے لیے خفیہ تدبیر۔۔اب اگر یہ کہا جائے کہ جب لفظ "استہزا" کو اعلیٰ حضرت نے "استہزا ہی رہنے دیا تو "مکر کو "مکر ہی رہنے دیتے اس کا جواب یہی ہے جو دیا جا چکا ہے کہ درحقیقت ہماری بول چال میں لفظ "مکر کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف، اس کی شان میں گیری کے مترادف ہے۔"

(انوار کنز الایمان ص ۳۶۶)

علمائے اہلسنت کے پیش کردہ حوالہ جات کا جواب

ا۔جناب نے سب سے پہلے حدائق بخشش حصہ سوم کا حوالہ پیش کیا جو ہمارے نزدیک معتبر نہیں۔

۲۔پھر جناب نے فیض احمد اویسی کی عبارت نقل کی جس میں خود اس کی وضاحت موجود ہے کہ وہاں معنی خفیہ تدبیر ہے اسطرح دیگر حوالہ جات بھی یہی حال ہے۔سعیدی صاحب فرماتے ہیں:۔

"اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف مکر کی نسبت ہو تو اس سے مراد خفیہ تدبیر ہے۔"

(تبیان القرآن ج ۲ ص ۱۸۰)

اسی طرح مفتی احمد یار خان صاحب نے بھی اس کے معنی کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا:

"اور اللہ نے انہیں بچانے کی اہم اور خفیہ تدبیر کی۔"

(تفسیر نعیمی ج ص ۴۷۰)

جہاں تک بات سابقہ اکابر کے ترجمہ کی تو ان حضرات نے یہ لفظ عربی اور فارسی میں لکھا ہے جس کا معنی اردو میں خفیہ تدبیر ہے نہ کہ مکر جیسا کہ ہم سواتی صاحب کے حوالے سے وضاحت کر آئے ہیں۔

اعلیٰ حضرت اور علمائے دیوبند

قارئین دیوبندی مولوی نجیب اللہ عمر نے ''علمائے اہلسنت اور تکفیر احمد رضا خان کے عنوان سے ایک مضمون لکھا اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ علمائے دیوبند نے اعلیٰ حضرت کی تکفیر کی ہے مگر ۔ دل کے بہلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

جناب لکھتے ہیں:۔

''احمد رضا خان نے علمائے اہلسنت کی تکفیر اسی لیے کی تھی تا کہ اپنے گناہ اور عیبوں اور گستاخیوں پہ پردہ ڈالا جا سکے۔''

(علمائے اہلسنت اور تکفیر احمد رضا خان ص۴۶)

جبکہ ایک اور صاحب رقم طراز ہیں:۔

''لیکن متحدہ ہندوستان میں ایک شخص جس کو حکومت وقت انگریز عیسائی غاصب حکمرانوں کی پشت پناہی حاصل تھی، با قاعدہ حکومت کے تنخواہ دار نوکر تھے جماعت قادیانیہ کے عبادت خانوں میں جا کر سالانہ تقریر کیا کرتے تھے، یعنی جناب احمد رضا بریلوی جو سنت کو مٹانے اور بدعات وکفریہ فتوے کی اشاعت کی امین تھے، نے اس دین اسلام کو بدلنے میں بھرپور اور ناکام ونامراد کوشش کی۔ اپنے علاوہ تمام امت کو کفر کی بھٹی میں جھونکا۔''

(اعلیٰ حضرت چند خطرناک غلطیاں ص۱۰)

قارئین ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے گناہ اور گستاخیوں پہ پردہ ڈالنے کے لیے دیوبندی حضرات کی تکفیر کی جبکہ دوسرے صاحب کہتے ہیں کہ انگریز کے ایما پہ تکفیر کی۔ یہ متضاد باتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ یہ صرف الزام تراشی ہے اور کچھ نہیں۔ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کسی ذاتی غرض کی بناء پہ تکفیر نہیں کی تھی بلکہ تمہارے مولویوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بکواسات کیں تھیں جن پہ حکم واضح کرتے ہوئے اعلیٰ

حضرت نے فتوی دیا تھا۔ پھر معترض صاحب نے ایک نقطے کی یہاں کمی کی ہے اگر وہ نقطہ لگا دیتے تو بات صاف ہو جاتی کہ اعلیٰ حضرت نے تو بقول اشرف علی تھانوی تمہیں کافر بتایا تھا بنایا نہیں۔(افاضات، ج۹،ص۲۹)

اعلیٰ حضرت نے تمہارے مولویوں کو نہیں کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرو یہ بکواسات خود انہوں نے کی تھی جن پر علمائے عرب و عجم نے ان پر کفر کا فتوی دیا تھا۔ جو آج بھی حسام الحرمین کے نام سے تمہارے سروں پر کھلی تلوار ہے۔ اور مرتضی حسن لکھتا ہے:۔

"اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علمائے دیوبند واقعی ایسے ہی تھے۔ جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا تو خان صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو وہ خود کافر ہو جاتے جیسے علمائے اسلام نے جب مرزا صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علمائے اسلام پر مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر و مرتد کہنا فرض ہو گیا اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قدنی وغیرہ وغیرہ تو وہ خود کافر ہو جائیں گے کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔" (اشد العذاب ص ۱۴،۱۳)

یہاں دیوبندی حضرات کے ابن شیر خدا نے اس بات کا اقرار کیا کہ دیوبندی حضرات کی کفریہ عبارات کی وجہ سے تکفیر کرنا اعلیٰ حضرت پہ فرض تھی اور الحمد اللہ اعلیٰ حضرت نے اپنا فرض ادا فرمایا، اسی طرح ایک مولوی نے لکھا:۔

"اگر علمائے بریلی نے نیک نیتی سے ٹھیک سمجھ کر علمائے دیوبند پر یہ الزامات لگائے ہوں تو ان کا کیا حکم ہے۔

الجواب: ایسی صورت میں ان کو ثواب ہوگا۔" (ضرب شمشیر ص ۶۲)

قاسم نانوتوی صاحب فرماتے ہیں:۔

"جو ہمیں کافر کہتے ہیں یہ ان کی قوت ایمانی کی دلیل ہے۔"

(خطابت حکیم الاسلام ج ۵ ص ۵۵۲)

ایسے ہی دیوبندیوں نے تسلیم کیا کہ اعلیٰ حضرت نے عشق رسول کی وجہ سے ان پر فتوے لگائے۔اشرف السوانح میں ہے:۔

''مولوی احمد رضا خان بریلوی کی بھی جن کی سخت ترین مخالفت اہل حق سے عموما اور حضرت والا سے خصوصا شہرہ آفاق ہے ان کے بھی برا بھلا کنے والوں کے جواب میں دیر تک حمایت فرمایا کرتے ہیں اور شدو مد کے ساتھ فرمایا کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ ان کی مخالفت کا سبب واقعی حبّ رسول ہو۔'' (اشرف السوانح ج ۱ ص ۱۳۱ ۲)

ایسے ہی ایک اور صاحب لکھتے ہیں:۔

''مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں کہ بھئی مولانا احمد رضا خان ہم لوگوں کو برا کہتے ہیں غصہ ہے شاید ان کو۔شاید وہ یہی سمجھتے ہوں کہ ہم گستاخی کرتے ہیں حضور کی شان میں اس وجہ سے وہ غصہ کرتے ہیں یہ جذبہ اللہ کے یہاں بڑا قابل قدر ہے۔کیا بعید یہی جذبہ ان کے لیے ذریعہ نجات بن جائے۔'' (مسلک علمائے دیوبند اور حب رسول ص ۶۷)

باقی مسلمانوں کو کافر و مرتد کون بناتا ہے اس کا اقرار خود دیوبندی مولوی کی زبانی سنئے لکھتا ہے:۔

''ہمارا زورِ زبان اور زورِ قلم جس شان سے اپنے اختلافی مسائل میں جہاد کرتا ہے، اس کا کوئی حصہ سرحدات اور اصولِ ایمانی پر ہونے والی یلغار کے مقابلہ میں کیوں صرف نہیں ہوتا؟ مسلمانوں کو مرتد بنانے والی کوششوں کے بالمقابل ہم سب بنیانِ مرصوص کیوں نہیں بن جاتے؟''

(وحدت امت، ۳۴۳۳)

ایسے ہی حیاتی دیوبندی اپنے مماتی دیوبندی حضرات کی تکفیری مہم کے سلسلہ میں واویلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''جس طرح محمد بن عبد الوہاب نجدی مسلمانوں پر کفر وشرک کے فتوے لگا کر حقائق شرعیہ کا انکار کر گئے تھے۔ جیسا کہ بحوالہ المہند المفند وہابیوں کی مختصر تاریخ میں گزرا بالکل اسی طرح پنج پیری حضرات بھی انہیں کے نقش قدم پر رواں دواں ہیں اور اپنی جماعۃ اشاعۃ التلبیس والاضلالۃ کے ماسوا سب مسلمانوں کی طرف شرک وکفر اور بدعت کی نسبت کرتے ہیں۔''

(اظہار الحق، ص ۱۵۹)

ایسے ہی ایک اور صاحب فرماتے ہیں:۔

''تو تحریف کر کے انہوں نے سارے مسلمانوں کو مشرکین کے ساتھ ملا دیا۔۔۔۔اور مشرکین مکہ کی طرح ان کو مشرک قرار دیا۔''

(یادگار خطبات ص ص ۲۹۰)

پھر اعلیٰ حضرت نے تو چند معین اشخاص کی تکفیر کی جبکہ تم لوگوں نے امت کی اکثریت کو مشرک بنا ڈالا جیسا کہ ہم وضاحت کر چکے۔ یہاں پر ایک بات اور بھی عرض ہے کہ ہمارے مخالفین نے اعلیٰ حضرت کو ایک فریق سمجھ لیا ہے جب کہ وہ ایک فریق نہیں بلکہ فریق کے ایک وکیل تھے۔ اعلیٰ حضرت سے پہلے بھی علماء نے وہابی فرقے کی مخالفت کی تھی اور علمائے دیوبند کی عبارات کو گستاخانہ قرار دیا تھا۔ تحذیر الناس کی اعلیٰ حضرت سے پہلے بھی مخالفت کی گئی تھی۔ اشرفعلی نے قصص الاکابر میں لکھا کہ جب تحذیر الناس وجود میں آئی تو کسی نے اسکی تائید نہیں اور ملفوظات میں لکھا کہ سب نے مخالفت کی اب اس مخالفت کی نوعیت کیا تھی اس کو بھی خود واضح کر دیا لکھتے ہیں:

''مولانا کی تکفیریں تک ہو رہی تھیں۔''

(ارواح ثلاثہ ص ۲۰۱)

لہٰذا اس بیان سے ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب کی تکفیر ان کی زندگی میں ہی ہو گئی تھی۔ اعلیٰ حضرت نے تو فقط سابقہ علما کا ساتھ دیا تھا۔ مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:۔

اسی زمانہ میں ''تحذیر الناس'' نامی رسالہ کے بعض دعاوی کی وجہ سے بعض مولویوں کی طرف سے خود سیدنا الامام الکبیر پر طعن و تشنیع کا سلسلہ جاری تھا''
(سوانح قاسمی ج ۱ ص ۳۷۰)

ایسے ہی دیو بندی ترجمان لکھتا ہے:۔
آپ کے زمانہ میں ہی یہ کتاب معرکۃ الآراء بن گئی تھی۔ متعدد حضرات نے اس پر اعتراضات کئے تھے
(ندائے دارلعلوم ۱۴۳۶ھ صفر ص ۳۸)

اس بات کا اقرار خود نانوتوی صاحب نے بھی کیا کہتے ہیں:
''دہلی کے اکثر علماء (مولانا نذیر حسین محدث کے علاوہ) نے اس نکارہ کے کفر پر فتوی دیا ہے۔''
(قاسم العلوم ص ۳۰۸، ۳۰۹، ختم نبوت اور خدمات حضرت نانوتوی ص ۳۳۲)

مزید فرماتے ہیں:۔
''مفتیانِ دہلی وغیرہ جو کچھ میری نسبت بوجہ تحذیر الناس فرماتے ہیں تہمت ہی لگاتے ہیں۔ یہ شور عالمگیر جس میں بجز تکفیر و تضلیل قاسم گناہ گار اور کچھ نہیں۔'' (تنویر النبر اس ص ۲۳)

انہی حضرات کے بارے میں نانوتوی صاحب کے یہ الفاظ بھی قابل غور ہیں:۔
کیونکہ میں ان (لوگوں) کو اس زمانے کے اہل ایمان کا رہنما جانتا ہوں
(قاسم العلوم ص 309)

خالد محمود صاحب نے بھی تسلیم کیا کہ ابطال اغلاط قاسمیہ کے اندر تحذیر الناس پہ لزوم کفر ثابت کیا گیا ہے۔ (مطالعۂ بریلویت، ج ۳ ص ۲۹۸) اور مولوی عبد الحئی صاحب نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل ماننے والے کی تکفیر کر رکھی ہے۔ (مجموعہ فتاویٰ عبد الحی ج ۱ ص ۱۰۳)
اسی طرح براہین قاطعہ پر بھی مصنف تقدیس الوکیل نے فتوی دیا تھا جس پر علمائے

عرب تائید بھی تھی۔ جس کے متعلق اللہ وسایا لکھتے ہیں:۔

"مشہور صوفی بے یمثال عالم دین، کتب کثیرہ کے مصنف سنیوں ن کے مناظر بے بدل خواجہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ سے کون واقف نہیں۔ آپ کی کتاب تقدیس الوکیل رہتی تک یادگار رہے گی۔"

(تذکرہ مجاہدین ختم نبوت ص ۲۴۴)

پھر خود دیوبندی ترجمان کو تسلیم ہے کہ براہین قاطعہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے شیطان کا علم زیادہ مانا گیا ہے (فتاویٰ حقانیہ ج۱ ص ۲۰۷) جبکہ دیوبندی حضرات کے نزدیک یہ کفر ہے (یادگار خطبات ص ۴۳۰)، اس جگہ یہ تاویل کہ [علم غیر نافع] کی بات ہو رہی ہے تو یہ بھی دیوبندی حضرات کا جھوٹ ہے، وہ قیامت کی صبح تک [علم محیط زمین] کو غیر نافع ثابت نہیں کر سکتے۔ جہاں تک بات حفظ ایمان کی تو اس کے بارے میں تو خود دیوبندی حضرات کے ممدوحوں نے کہا کہ اس میں گستاخی کی بو آتی ہے اور اس کی مخالفت پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت بھی ہوئی اور آپ نے خوشی کا اظہار بھی فرمایا۔ (سیرت النبی بعد از وصال النبی، ج۶، ص۶۹۔۱۷۱)

اور خود دیوبندی عبدالمجید صدیقی نے یہ لکھا کہ

"اشرف علی تھانوی نے اپنے ایک رسالے "حفظ الایمان" کے اندر علم غیب کی بابت ایک ایسا جملہ لکھ دیا تھا جس پر ہر صحیح الفکر مسلمان نے اعتراض کیا تھا۔" (سیرت النبی بعد از وصال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: ۱/ ۱۶۹)

یعنی حفظ الایمان پہ گرفت تو صحیح الفکر مسلمان ہونے کی علامت ہے مگر افسوس دیوبندی حضرات پہ جو اس گستاخانہ عبارت کا دفاع کرتے ہیں۔ پھر خود تھانوی صاحب کے مخلصین نے لکھا کہ

"ایسے الفاظ جس میں مماثلت علمیت غیبیہ محمدیہ کو مجانین و بہائم سے شبیہہ دی گئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوء ادبی (بے ادبی) کو مشعر ہے کیوں

نہ ایسی عبارت سے رجوع کر لیا جائے۔"

(حفظ الایمان مع بسط البنان مع تغیر العنوان ص ۱۱۹)

اور صدیق باندوی کے مطابق یہ اہل علم کا ایک طبقہ تھا (اظہار حققیت) لہٰذا اب ان حقائق کی موجودگی میں یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت نے انگریز کے ایما پہ یا کسی اور وجہ سے تکفیر کی یہ جھوٹ، فراڈ کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ پھر جناب نے حسن علی صاحب کی ایک عبارت نقل کر کے کہا:۔

"مندرجہ بالا اقتباس سے یہ ثابت ہوا کہ خود رضا خانی حضرات کو بھی اس بات کا اقرار ہے کہ اکابر اہلسنت علمائے دیوبند نے احمد رضا کے خلاف بے ہودہ گوئی، خرافات و لغویات کا مظاہرہ نہیں کیا۔"

(کنز الایمان نمبر ص ۴۷)

ہم پہلے بھی یہ بات واضح کر آئے ہیں کہ ان صاحب کو اردو کی عبارت بھی سمجھ میں نہیں آتی اور حضرت صاحب خود کو مفتی و محقق کہلواتے ہیں، جناب! آپ کی پیش کردہ عبارت کا سیدھا سادہ مطلب یہ ہے کہ جن الزامات کی بناء پہ تم لوگ آج کل اعلیٰ حضرت کی تکفیر اور آپ کی ذات پہ کیچڑ اچھالتے ہو کیا یہ چیزیں تمہارے اکابرین کے سامنے موجود نہیں تھیں؟ انہوں نے امام اہلسنت کو کافر کیوں نہیں کہا؟ اور باقی جو مطلب نجیب صاحب نے تراشا ہے وہ ان کے خبث باطن کا نتیجہ ورنہ خود علامہ حسن علی صاحب لکھتے ہیں:

"مطالعۂ بریلویت کیا ہے؟ مولوی مرتضیٰ حسن در بھنگی چاند پوری، مولوی منظور نعمانی مدیر الفرقان، مولوی حسین احمد ٹانڈوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی عبدالشکور کاکوروی کی کتب و رسائل کا مضمون ہے۔"

(محاسبہ دیوبندیت ج ۱ ص ۲۰)

پھر لکھتے ہیں:۔

"اس نے کمال بے حیائی اور فنکاری سے وہ تمام خرافات سب یکجا کر دی

ہیں جو آج تک برصغیر پاک وہند کی کتب ورسائل میں چھپ کر منظر عام پہ آچکی ہیں۔" (محاسبہ دیوبندیت ص ۲۰۔۲۱)

مزید لکھا:۔

"مرتب مطالعۂ بریلویت اور مذکورہ بالا واہیات کتب و رسائل کے مرتبین خودساختہ مصنفین کی اس تمام تر مسلسل جدوجہد کا ماحصل اور منشا یہ ہے۔" (ایضاً ص ۲۱)

لہٰذا ان حوالہ جات کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حسن علی صاحب کے نزدیک دیوبندی حضرات نے بدگوئی کا مظاہرہ نہیں کیا صرف طفل تسلی ہے اور کچھ نہیں۔اس کے بعد جناب نے اعلیٰ حضرت کی سخت زبان پہ اعتراض کیا تو عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت نے یہ زبان گستاخان رسول کے لیے استعمال کی تھی اور خود دیوبدنی حضرات گستاخ پیغمبر کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"یقیناً حضور کریم علیہ الصلوۃ التسلیم کا گستاخ اور بے ادب بالقطع و الیقین کافر اکفر، بے ایمان دجال، مردود وملعون، ملحد، جہنمی، ضال، مضل اخبثا الخلائق بدتر از شیطان لعین ہے۔۔۔۔ایسا مردود خنزیر اور مخلوق کی ہر ناپاک اور نجس سے نجس چیز سے زیادہ مردود ہے۔۔۔۔"

(تحفۂ بریلویت ص ۹)

لہٰذا گستاخِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق سخت الفاظ استعمال کیے جاسکتے ہیں۔آگے حضرت صاحب نے لکھا کہ ہم نے اس قسم کی زبان استعمال نہیں کی۔(کنز الایمان نمبر ص ۷۴)

تو یہ جناب کا کذب عظیم ہے۔سنئے ان کے حسین احمد مدنی نے الشہاب الثاقب المعروف گالی نامہ لکھی جس میں چھ سو سے اوپر گالیاں نکالیں ان سب کی فہرست "رد الشہاب الثاقب" میں موجود ہے۔اور اس کا اقرار دیوبندی حضرات کو بھی ہے۔عبدالرشید لاہوری لکھا ہے:۔

"پھر انہوں نے جواب دینے میں احمد رضا خان صاحب کی بہ نسبت سخت

لب ولہجہ اور درشت کلمات استعمال کر کے زیادتی کا ارتکاب کیا۔"

(الشہاب الثاقب صفحہ ۸۰)

اسی طرح لکھا:۔

"اگر جواب میں حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا لب ولہجہ قدرے درشت اور سخت ہو گیا تو ایک قدرتی بات ہے۔" (الشہاب الثاقب صفحہ ۸۹)

پھر قارئین دیوبندی حضرات کی اسی عادت کو بیان کرتے ہوئے فیاض احمد سواتی صاحب عبدالرحیم چار یاری صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"اور کتاب میں جو زبان انہوں نے اپنے قلم سے صفحہ قرطاس پر منتقل کی ہے، اس پر ان کے ہم نوالہ اور ہم پیالہ بھی سخت نالاں ہیں۔"

(شواہدات صفحہ ٦)

نیز:۔

"افسوس کے ساتھ کہ ہم معترضین کی زبان استعمال نہیں کر سکتے کیونکہ یہ علماء دین کے شان شایان نہیں ہے۔" (شواہدات ص ۷)

اب جوابی کاروائی بھی ملاحظہ کریں:۔

"ہم جناب اسامہ مدنی صاحب سے یہی عرض کریں گے کہ مولانا عبد الرحیم چار یاری صاحب کی کتاب کو اخلاقیات سے عاری قرار دینے سے پہلے آپ اپنی کتاب کی طرف بھی نظر فرمالیں کیونکہ آپ کے الفاظ کے مطابق اس حمام میں سب ننگے ہیں۔"

(مجلہ صفدر شمارہ نمبر ۴۳ صفحہ نمبر ۳۱)

یہ حوالہ اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ بد گوئی کرنا اور اخلاقیات سے عاری زبان استعمال کرنا یہ دیوبندی حضرات کا وطیرہ ہے اور اس حمام میں یہ سب ننگے ہیں۔ اسی طرح ایک صاحب لکھتے ہیں:۔

''ایک دفعہ مولانا عبید اللہ سندھی صاحب بیٹھے ہوئے تھے دو تین عالم دیں آئے مولانا نے ان کو گالیاں دینی شروع کر دیں، مولانا گالیاں دے رہے ہیں۔'' (خطبات صفدر ج ۲ ص ۸۲)

؎ آپ خود ہی اپنی اداؤں پہ غور کریں

اس کے بعد نجیب صاحب لکھتے ہیں:۔

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشرکین اور یہود و نصاریٰ کی بدگوئی کا جواب نہ دینا اس بات کی تو دلیل بن سکتی ہے کہ حق والے بدگوئی کے قائل نہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں بنتا کہ گالیاں دینے والے مشرکین و کفار حق بجانب تھے۔'' (کنزالایمان ص ۴۷)

یہ بات درست ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام نے کبھی بھی گالی کا استعمال نہیں فرمایا مگر جب گستاخ رسول کی باری آئی تو اس کا رد سخت زبان سے ضرور کیا ہے۔اور ابوبکر صدیق نے ایک گستاخ کو جواب دیتے ہوئے کہا:۔

'' اور ارشاد فرمایا کہ تو اپنے معبود لات کی پیشاب گاہ کو چاٹ۔''

(فضائل اعمال ص ۱۷۷)

ایسے ہی شبلی نعمانی لکھتا ہے:۔

حضرت ابوبکر کو اس بدگمانی پہ اس قدر غصہ آیا کہ گالی دیکر کہا کہ کیا ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ (سیرۃ النبی ج1 ص279)

لہٰذا گستاخانِ نبی کا رد سخت الفاظ سے کرنا یہ صحابہ سے ثابت ہے اور پھر دیوبندی حضرات کا اعلیٰ حضرت پہ الزام لگانا کچھ عجب نہیں کیونکہ ان کے نزدیک تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اخلاقی محاسن سے بے خبر تھے۔عبدالشکور لکھتا ہے:۔

''اخلاقی محاسن کے تین جز ہیں:(۱) تہذیب اخلاق (۲) تدبیر منزل (۳) سیاست مدن۔ان تینوں سے آپ قطعاً و اصلاً بے خبر تھے۔جب

آپ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ کتاب الٰہی کیا چیز ہے اور ایمان کیا چیز ہے
؟تو محاسن سے آپ کو کیوں کر آگاہی ہوسکتی ہے۔''
(مختصر سیرت النبوی ص ۴۴)

اب جو لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اخلاقی محاسن سے بے خبر مانتے ہیں وہ اعلیٰ حضرت پہ بدگوئی کا لزام لگائیں بھی تو کچھ شکوہ نہیں۔اس کے بعد جناب لکھتے ہیں:۔

''اور جہاں تک بات ہے تکفیر کی کہ علمائے دیوبند نے احمد رضا خان کی تکفیر کی یا نہیں؟ تو ہم آنے والے صفحات میں انشاء اللہ اس پر بھی روشنی ڈالیں گے۔'' (کنزالایمان نمبر ص ۴۷)

ہم بھی آپ کے پیش کردہ لولے لنگڑے حوالہ جات کا اگلے صفحات پہ جواب دیں گے فی الحال آپ کی تسلی کیے دیتے ہیں کہ اکابر دیوبند نے اعلیٰ حضرت کی تکفیر کی کہ نہیں۔اخلاق حسین قاسمی صاحب لکھتے ہیں:۔

''اکابر علمائے دیوبند نے احتیاط کی بناء پر خانصاحب کے بعض مبتدعانہ اور قریب بہ شرک خیالات پر غلبہ محبت کا پردہ ڈال کر خانصاحب کو تکفیر سے بچانے کی کوشش کی ہے۔'' (کنزلایمان پہ پابندی کیوں ص ۱۹)

اسی طرح ابوریحان فاروقی لکھتا ہے:۔

''ایسی تحریف کے مرتکب شخص کے لیے علماء دیوبند نے غلبہ محبت وغیرہ کا قول کر کے کفر سے بچایا ہے۔'' (کنزالایمان پہ پابندی کیوں ص ۱۰)

جناب نجیب صاحب غور سے پڑھیں یہ حوالے آپ کیے منہ پہ زناٹے دار تھپڑ رسید کر رہے ہیں اور اس بات کو واضح کر رہے ہیں کہ علمائے دیوبند نے اعلیٰ حضرت کے عقائد پہ مطلع ہو کر بھی ان کی تکفیر نہیں کی۔مزید سنئے آپ کے مفتی صاحب فرماتے ہیں:۔

''علماء دیوبند احمد رضا خاں صاحب کو اہل بدعت کا مقتدیٰ سمجھتے ہیں، لیکن ان کی تکفیر نہیں کرتے۔'' (فتاویٰ قاسمیہ ج ۱ ص ۴۳۳)

لہذا ثابت ہوا کہ علمائے دیوبند نے کبھی بھی امام اہلسنت کی تکفیر نہیں کی اور ان کے عقائد پہ مطلع ہو کر بھی ان کی تکفیر سے گریز کیا۔اب سن لیں آپ کے رب نواز صاحب فرماتے ہیں:۔

''جس تقویۃ الایمان کی بنیاد پر تمہیں اعتراض ہے وہی کتاب سب بزرگوں کے پیش نظر تھی لیکن پھر بھی یہ مذکورہ بزرگ شاہ صاحب کو تعظیمی الفاظ سے یاد کر رہے ہیں۔'' (نور سنت مناظرہ جھنگ نمبر ص ۳۵۔۳۶)

لہٰذا اب کہا جا سکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کے عقائد دیو بندی اکابرین کے پیش نظر تھے جس کے باوجود وہ لوگ امام اہلسنت کی تعریفیں کرتے رہے اور آج دیوبندی حضرات کا اعلیٰ حضرت پہ گستاخی کا فتویٰ لگانا اپنے اکابر کی خلاف ورزی اور انتشار کا باعث ہے اس لیے تو گھمن صاحب نے لکھا:۔

''اکثر فتنوں کا دروازہ کھلتا ہی تب ہے جب انسان اپنے اکابر کی تحقیقات پر اعتماد کی بجائے خود کو محقق سمجھنے لگتا ہے۔''

(مجالس متکلم اسلام ص ۶۴)

لہٰذا نجیب کا صاحب اپنے اکابرین کی تحقیقات کو رد کرنا اور خود کو محقق بنا کر پیش کرنا یہ نیا فتنہ کھولنے کے مترادف ہے۔پھر جناب نے لکھا:۔

''اور اگر احمد رضا خان کی کتابوں سے بعینہ بلفظہ اصل عبارات لکھ کر ''رضا خانی عقائد'' واضح کرنا الزامات کہلاتا ہے تو اس کا سب سے بڑا مجرم احمد رضا خان تھا جو کہ بلفظہ عبارات نقل کیا کرتا ایک غیر ثابت عقیدے کو اپنے مخالین کے سر تھوپ دیا۔'' (کنزلایمان نمبر ص ۴۷)

پہلی بات تو خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:۔

''اختلاف کسے کہتے ہیں جس میں لزوم کے ساتھ التزام موجود ہو کسی

عبارت سے جو بات لازم آئے کہنے والا اسے تسلیم کرے کہ ہاں میں نے یہی بات کہی ہے اور اگر اس بات کو دوسرا فریق نہ مانے تو یہ محض الزام ہے۔" (مطالعہ بریلویت ج ۵ ص ۴۰)

ہم جناب نجیب صاحب کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ اس عبارت کو بار بار پڑھیں اور خود بتائیں کہ وہ عقائد جو ہمارے سر تھوپیں جاتے ہیں وہ اختلافات ہیں یا الزامات کے زمرے میں آتے ہیں۔ پھر جناب کا یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت نے غیر ثابت عقیدہ دیوبندی حضرات کے سر تھوپا تو عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت سے پہلے جن حضرات نے علمائے دیوبند کی تکفیر کی تھی کیا ان حضرات ے بھی ہی کام کیا تھا؟ یقیناً نہیں کیا بلکہ تمہارے حضرات کی عبارات ہی گستاخانہ تھیں لہٰذا یہ بات سرے سے غلط ہے۔ پھر جناب نے حسن علی صاحب کی ادھوری عبارت نقل کر کے جواب دینے کی کوشش کی، مکمل عبارت کچھ یوں ہے:۔

"مطالعہ بریلویت کا بس ان دو لفظوں میں جواب ہو جاتا ہے کہ اگر فی الواقع امام اہلسنت سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد وفکا ایسے ہی تھے جیسے مطالعہ بریلویت اور عصر حاضر کی دوسری دیوبندی کتب میں بیان کیے جا رہے ہیں تو اکابر دیوبدن نے ان کے خلاف حکم شرعی کیوں نہ لگایا؟ ان کو ساحب ایمان مومن کیوں تسلیم کیا؟ ان کی اقتدا کو کیوں جائز قرار دیا۔" (محاسبہ دیوبندیت ج ۱ ص ۲۳)

قارئین یہ ہے وہ مکمل عبارت جس کو جناب نجیب صاحب نقل کرنے کی ہی جرائت نہ کر سکے تو جواب کیا دیتے اور جتنے بھی حوالہ جات نقل کیے ان کا جواب یہ ہے کہ ایک ہوتا ہے کسی شخص کی تکفیر کا منقول نہ ہونا اور ایک ہوتا ہے عقائد پہ مطلع ہو کر مسلمان جاننا اور اس شخص کے پیچھے نماز کو جائز قرار دینا ان دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہم کہتے ہیں دیوبندی حضرات قیامت کی صبح تک ایک بھی ایسا حوالہ نہیں پیش کر سکتے کہ کسی غیر جانبدار بزرگ کے سامنے دیوبند کی عبارات رکھیں گئی ہوں اور انہوں نے اس کے باوجود انہیں مسلمان مانا ہو

جبکہ دیوبندی حضرات نے اعلیٰ حضرت کے عقائد ونظریات سے واقف ہوکر انہیں کافر نہیں کہا بلکہ مسلما اور عاشق رسول قرار دیا۔ خالد صاحب لکھتے ہیں:۔

"اگر یہ باتیں علماء دیوبند کے سامنے پیش کی جاتیں تو وہ کہتے کہ اس بنا پر وہ مسلمان نہیں۔۔" (مناظرے ومباحثے ص۱۵۹)

لہٰذا ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر دیوبندی حضرات کی کفریہ عبارات" پہ بزرگان دین کو مطلع کیا جاتا تو وہ ضرور ان کو کفریہ قرار دیتے مگر کیونکہ ان پہ یہ کتابیں پیش ہی نہیں ہوئی اس لیے اگر کسی نے کسی دیوبندی مولوی کی تعریف کی ہے تو وہ حسن ظن میں کی ہے۔

پھر جناب کا یہ کہنا:

"احمد رضا خان اپنے وقت کے کوئی مشہور شخصیت نہ تھی۔"

(کنزالایمان ص۴۹)

یہ بھی جناب کی حسب سبق غلط بیانی ہے، خالد محمود لکھتا ہے:۔

"فاضل بریلوی اپنے دور کے ایک معروف عالم تھے۔"

(مطالعہ ج ا ص ا ۴۳۱، ج ۳ ص ۳۱۱)

کیوں نجیب صاحب کچھ تسلی ہوئی، پھر یہ کہنا کہ علمائے دیوبند اعلیٰ حضرت کے عقائد نہیں جانتے تھے یہ بھی جناب کا جھوٹ ہے اس پہ ہم اخلاق حسین قاسمی اور ابوریحان کے حوالہ جات پیش کر آئے ہیں اب ایک اور حوالہ بھی پیش خدمت ہے جناب خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:۔

"حضرت تھانوی کے بارے میں یہ سمجھنا کہ آپ بریلویت کی تاریخ سے واقف نہ تھے۔۔۔ ہرگز صحیح نہیں۔" (مطالعۂ بریلویت ج۵ ص۷۲)

لہٰذا اب یہ کہنا کہ علمائے دیوبند اعلیٰ حضرت کے عقائد سے واقف نہ تھے فقط غلط بیانی وکذب کے سوا کچھ نہیں۔ اس کے بعد جناب نے لکھا کہ علمائے دیوبند تک اعلیٰ حضرت کی کتب نہیں پہنچی تو یہ بھی دھوکہ وفراڈ ہے۔ امام اہلسنت نے تو خود اپنی کتابیں ان کی طرف

بھیجیں مگر بجائے جواب دینے کے دیوبندی حضرات نے واپس کر دیں امام اہلسنت لکھتے ہیں:۔

''سوالات گئے جواب نہ ملے، رسائل بھیجے، داخل دفتر پہنچے، رجسٹریاں پہنچیں، منکر ہو کر واپس فرمادیں۔'' (فتاوی رضویہ ج ۱۵ ص ۸۹)

اس قسم کے کئی حوالہ جات موجود ہیں پھر یہی گواہی ہم ان کے گھر سے پیش کرتے ہیں۔ مرتضیٰ حسن لکھتا ہے:۔

''السلام علی المسلیمین آج یوم ۲ شنبہ ۲ محرام الحرام ۱۳۲۶ھ کو ایک رجسٹری بندہ کے نام کسی فاسق بے دین بدگو بدلگام ہدم الدین ظفر الدین نامی کی پہنچی۔'' (رسائل چاند پوری ج ا ص ۳۰۶)

للہذا یہ صرف دیوبندی حضرات کا بہانہ ہے، پھر عبدالرشید لاہوری لکھتا ہے:۔

''مولانا مدنی کے ''الشہاب الثاقب'' تصنیف فرمانے سے پیشتر احمد رضا خان صاحب کی طرف سے سینکڑوں کتابین، رسائل، پمفلٹ علماء دیوبند کے خلاف شائع ہو چکے تھے۔'' (الشہاب الثاقب ص ۸۱)

میں کہتا ہوں نجیب صاحب کو یہ حوالہ پڑھ کر ڈوب کر مر جانا چاہے کہ اعلیٰ حضرت کی کتب دستیاب نہ تھیں یا چھپی نہ تھیں پھر اوراح ثلاثہ میں موجود ہے:۔

''ایک مرتبہ مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ مولوی یحییٰ احمد رضا خان مدت سے میرا رد کر رہا ہے۔ ذرا اس کی تصنیف ہمیں بھی تو سنا دو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے تو نہیں ہو سکے گا۔ حضرت نے فرمایا: کیوں؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت ان میں سے تو گالیاں ہیں حضرت نے فرمایا کہ اجی دور کی گالیوں کا کیا ہے پڑی گالیاں ہوں تم سناؤ۔ آخر اس کے دلائل تو دیکھیں شاید کوئی معقول بات ہی لکھی ہو تو ہم رجوع کر لیں۔''

(ارواح ثلاثہ ص ۲۱۵)

یہ حوالہ بھی نجیب کے منہ پہ تھپڑ ہے اور اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ جناب کا بار بار یہ کہنا کہ علمائے دیوبند نے اعلیٰ حضرت کی کتب نہیں پڑھیں تھیں یا ان تک پہنچی نی تھیں یہ جھوٹ اور فراڈ ہے۔ اسی قسم کا واقعہ [حضرت تھانوی کے پسندیدہ واقعات] میں بھی موجود ہے۔

دیابنہ کے فتاویٰ جات کی حقیقت

فتویٰ نمبر ا کی حقیقت

جناب نے سب سے پہلے فتاویٰ رشیدیہ کا ایک فتویٰ علم غیب کے متعلق نقل کیا۔ جس میں موجود ہے:۔

''جو شخص اللہ جل شانہ کے سوا علم غیب، کسی دوسرے کو ثابت کرے اور اللہ کے برابر کسی دوسرے کو کا علم جانے وہ بیشک کافر ہے۔''

(کنز الایمان نمبر ص ۵۳)

قارئین اس فتوے کا ہم کوئی جواب دیں اس کی وضاحت ہم دیوبندی حضرات کی زبانی ہی کر دیتے ہیں ساحب مقامع الحدید لکھتے ہیں:۔

''فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت میں بھی لفظ علم غیب سے یہی ذاتی اور محیط کل تفصیلی مزاد ہے۔'' (مقامع الحدید ص ۴۶۔۴۷)

اور منظور نعمانی لکھتا ہے:۔

''خان صاحب کی ان تمام عبارات کا مفاد بلکہ مقصد یہی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جمیع غیوب کا علم حاصل نہ تھا۔'' (فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۶۱)

ایسے ہی سرفراز صاحب لکھتے ہیں:۔

''اور اہلِ بدعت اگرچہ غیر اللہ کے کسی فرد کے لیے ذاتی صفت علم۔۔۔تو نہیں مانتے۔'' (تفریح الخواطر ص ۳۳۸)

لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ فتویٰ امام اہلسنت پہ منطبق نہیں ہوتا۔

دوسرے فتوے کی حقیقت:۔

دوسرا فتویٰ جناب نے تھانوی صاحب کا نقل کیا جس کو نقل کرنے میں بھی سخت خیانت سے کام لیا مکمل فتویٰ کچھ اس طرح ہے:۔

''علم عقائد وکلام کی رو سے تو یہ امر قطعاً محقق ہو چکا ہے کہ ذات وصفات باری تعالیٰ اس قادر مطلق کے احاطہ قدرت سے باہر ہیں اور اسی لیے خدا تعالیٰ کو اپنے مثل کی ایجاد پر قادر نہیں مانا جاتا لہٰذا یہ دلیل ۔

بنا لیا تا ہے سلطاں آپ سا جس پر عنایت ہو
خدا سے کم نہیں عز وجلال اس دین کے سلطان کا

لغو قرار دیئے جانے کے بعد یہ مضمون رہ جاتا ہے کہ العیاذ باللہ حضرت شیخ علیہ الرحمۃ خدا تعالیٰ کے ہمسر اور مثل ہیں اور یہ صریحاً شرک ہے اور اس صورت میں اس شعر کا بنانے والا مشرک اور خارج از اسلام سمجھے جانے کے قابل ہے۔ دوسرے شعر میں مالک خدا کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اس صورت میں شعر کا مطلب صاف لفظوں مین یہ ہوا کہ حضرت شیخ محبوب الٰہی ہیں اور محبوب ومحب میں کوئی فرق نہیں ہوتا لہٰذا شیخ بھی العیاذ باللہ خدا ہوئے اور میں تو خواہ کچھ ہی ہو خدا ہی کہوں گا ۔

میں تو مالک ہی کہوں گا ہو کہ مالک کے حبیب
کیونکہ محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا۔''

(امداد الفتاویٰ ج۶ ص ۷۸)

لہٰذا یہ فتویٰ اس پہ ہے جو مالک کو خدا کے معنی میں لے رہا ہے اور اس شعر کی تشریح پچھلے شعر کے تناظر میں ہو رہی ہے جو امام اہلسنت کا نہیں لہٰذا یہ فتویٰ بھی امام اہلسنت ہی نہیں لگتا۔ اگر مطلقاً مالک کہنے پہ فتوی لگانا ہے تو بچتے دیوبندی بھی نہیں۔ محمود الحسن دیوبندی آیت پڑھ کر کہا کہ

''آپ بعد از خدا مالک عالم ہیں......القصہ آپ اصل میں مالک ہیں۔''

(ادلہ کاملہ ص ۱۲)

اسی طرح مفتی عمیر لکھتا ہے:۔

''مالک کے دو معنی ہیں ایک مالک حقیقی ایک مالک مجازی مالک حقیقی یہ صرف اللہ رب العزت کا خاصہ ہے اور مالک مجازی یہ عام ہے سب اس میں شامل ہیں۔'' (فضل خداوندی ص ۱۱۸)

لہٰذا مجازی معنی میں مالک کہنے سے یہ فتویٰ امام اہلسنت پہ چسپاں نہیں ہوتا۔ پھر اشرف علی تھانوی صاحب خود فرماتے ہیں:۔

''ایک شخص نے پوچھا کہ ہم بریلی والوں لے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ فرمایا (حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے) ہاں ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔'' (قصص الاکابر ص ۲۲۴)

اور تھانوی صاحب کے بارے میں سرکار دوعالم ﷺ کے حوالے سے دیوبندی کتب میں یہ بات موجود ہے:۔

''جو کچھ کہتے ہیں اور لکھتے ہیں حق ہے۔''

(عشق رسول اور علمائے حق ص ۲۰۸)

ایسے ہی غلام غوث ہزاروی لکھتے ہیں:۔

''اسی طرح احقر نے بریلوی حضرات سے رسول کے حاظر و ناظر ہونے پر گفتگو کی تو انھوں نے اس کا خلاصہ وہی علم غیب بتایا۔ علم غیب میں بالواسطہ اور بلا سطہ کی بحث بھی ہے پھر خدا تعالیٰ کے برابر علم ہونے یا نہ ہونے کی بھی بحث ہے بہرحال خود حضرت مولانا اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بریلویوں کی تکفیر سے انکار کیا ہے۔''

(احتساب قادیانیت ج ۱۵ ص ۳۷۱)

فتویٰ نمبر ۳ کی حقیقت

یہ فتویٰ عبد الشکور لکھنوی کا نقل کیا جبکہ اس میں کہیں بھی تکفیر کا ذکر نہیں بلکہ حسب عادت الزامات ہی موجود ہیں۔ جن میں پہلا الزام یہ ہے کہ یہ بالکل نیا فرقہ ہے۔ جبکہ یہ جناب کا کذب ہے خود دیوبندی حضرات نے بریلوی حضرات کو اہلسنت تسلیم کیا ہے۔ قاضی مظہر حسین لکھتے ہیں:۔

"حالانکہ دیوبندی اور بریلوی کی نسبتیں دیوبند اور بریلی کے دینی مدارس کی بنا پر ہیں جو مذہب اہل السنۃ والجماعۃ کے دو مختلف مکتب فکر ہیں۔"

(اتحادی فتنہ ص ۱۱۔۱۲)

مولوی سعید الرحمن علوی لکھتا ہے:۔

"پاکستان اور برصغیر کے خصوصی حوالہ سے تحقیق و تجزیہ کرتے ہوئے اس غلط فہمی کا ازالہ بھی ناگزیر ہے کہ سنی، اثنا عشری کشمکش صرف اہل سنت کے حنفی، دیوبندی یا اہل حدیث مسالک تک محدود ہے اور حنفی بریلوی اہل سنت اس فکری و اعتقادی کشمکش سے علیحدہ ہیں اس کتاب کے حوالے سے یہ بات واضح ہو جائے گی کہ حنفی بریلوی علمائے اہل سنت بھی شیعہ اور اثنا عشریہ کے گم راہ کن عقائید کے بارے میں اپنے افکار و فتوی میں اتنے ہی حساس اور شدید ہیں جتنا کہ دیگر سنی مکاتب بلکہ بعض حوالوں سے ان کے ہاں تکفیر اثنا عشریہ ورد روافض کے حوالہ سے شدت نسبتاً زیادہ پائی جاتی ہے۔"

(افکار شیعہ ص ۲۰)

ردِ شیعیت پہ خدمات کے اعتراف کے قطع نظر جناب نے بریلوی حضرات کو واضح طور پہ اہلسنت تسلیم کیا ہے۔ ایسے ہی ثناء اللہ نے لکھا:

"اسی سال پہلے قریبا سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔"

(شمع توحید ص ۳۸)

اب اس گواہی سے عبرت حاصل کرنے کی بجائے خالد محمود الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے مصداق لکھتا ہے:۔

''اس پر خوش ہونے کی کوئی بات نہیں کہ ہندوستان میں سب لوگ تو پہلے بریلوی تھے کیونکہ ہر کوئی جانتا ہے پہلے یہاں سب لوگ ہندو تھے۔۔۔ہندو اثرات سے بریلویت ترتیب پائی۔''

(مطالعہ بریلویت ج ۳ ص ۳۳۴)

یہاں خالد صاحب نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کیا، ہم صرف ایک سوال کرتے ہیں کہ جناب اگر پورے ہندوستان میں بریلوی تھے اور وہ ہندو اثرات کے زیر اثر تھے تو جناب کیا شاہ ولی اللہ خاندان بھی ہندو اثرات کے زیر اثر تھا؟ وہ بھی تو انگریزوں سے پہلے موجود تھے؟ کیونکہ امرتسری نے یہ عبارت ۱۹۳۸ میں لکھی اور اسی سال کے حساب سے ۱۸۵۸ بنتے ہیں یعنی انگریزوں کی باقاعدہ حکومت سے پہلے بھی بریلوی موجود تھے۔ پھر جناب خود لکھتے ہیں:۔

''مولانا احمد رضا خاں کو ہم ہندو بھی نہیں کہہ سکتے۔''

(دھماکہ ص ۵۶)

یہاں خود ہی اپنے فتوے کی تردید کر دی۔ بہر حال جناب نے بریلویت کا قدیم ہونا تسلیم کر لیا۔ پھر جناب عبدالشکور لکھنوی نے اعتراض کیا کہ یہ فرقہ باہم مسلمانوں کو لٹا رہا ہے تو اس اعتراض کا جواب ہم پہلے دیں آئے ہیں وہی دیکھا جائے۔

فتویٰ نمبر ۴ اور ۵ کی حقیقت

جناب فتویٰ نمبر ۴ اور ۵ کے عنوان کے تحت مرتضیٰ حسن دربھنگی اور منظور نعمانی کی عبارات نقل کیں جن کا مفاد صرف اتنا ہے کہ اعلیٰ حضرت پہ اسماعیل کی تکفیر کی بناء پہ کفر لازم آتا ہے، یعنی انہوں نے یہ الزامی قول کیا ہے خود تکفیر نہیں کی۔ چنانچہ عطا القاسمی اسی قسم کی الزامی گفتگو کرنے کے بعد لکھتے ہیں:۔

''ناظرین کرام کو ملحوظ رہے کہ خان صاحب کو ہم نے کافر نہیں کہا ہے۔ نہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں۔'' (الشہاب الثاقب ص ۴۵۴)

ثابت ہوا کہ الزامی قول سے دیوبندی حضرات کے نزدیک کافر کہنا لازم نہیں آتا۔

پھر در بھنگی نے لکھا:

''اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔''

(اشد العذاب ص ۱۳)

یعنی کافر ہو جاتے ہیں نہیں۔ لہٰذا اب یہ کہنا کہ مرتضیٰ حسن نے امام اہلسنت کی تکفیر کی فقط طفل تسلی کے سوا کچھ نہیں۔ جہاں تک اسماعیل کی تکفیر نہ کرنے کا مسئلہ تو اس پہ تفصیل ہماری کتاب ''محاکمہ دیوبندیت'' اور مختصر گزارشات اسی مضمون میں موجود ہیں۔

فتویٰ نمبر ۶

یہ فتویٰ جناب نے حسین احمد مدنی کا نقل کیا۔ اس میں پہلی عبارت میں گمراہ جبکہ دوسری عبارت میں بھی تکفیر موجود نہیں کیونکہ ہر تفسیر بالرائے کفر نہیں اور خود حسین احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

''سلب اللہ ایمانک''

(الشہاب الثاقب ص ۲۴۳)

اگر اعلیٰ حضرت کافر تھے تو جناب یہ سلب ایمان کی دعا کیوں کی؟ لہٰذا اسے بھی امام اہلسنت کی تکفیر ثابت نہیں ہوتی۔

فتوی نمبر ۷

قارئین یہ فتوی فتاویٰ محمودیہ سے نقل کیا اس سے بھی ہمیں کوئی نقصان نہیں کیونکہ ہمارے عقیدے علم غیب پہ کفر کا فتویٰ دیوبندی حضرات کے نزدیک نہیں لگتا۔ (قصص الاکابر ص ۲۴۴، بریلی فتنے کا نیا روپ)

اور جناب سرفراز صاحب لکھتے ہیں:۔

''اور علم غیب اور حاظر و ناظر ایک ہی ہیں۔''

(تفریح الخواطر ص ۲۴۱)

لٰہذا یہ فتویٰ ہمارے لیے نہیں اور جہاں تک غیر اللہ کی نذر کا تعلق ہے تو رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:۔

''جو اموات اولیاء کی نذر ہے تو اس کے معنی ہیں کہ اس کا ثواب ان کی روح کو پہنچے تو صدقہ درست ہے۔'' (فتاویٰ رشیدیہ ج۱ ص ۵۴)

اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔اس کے لیے جاء الحق ص ۳۵۵ تا ۳۶۳ ملاحظہ کریں۔

اور اعلیٰ حضرت کی ایمان و عشق رسول پہ دیو بندی حوالہ جات کے لیے کاشف اقبال صاحب کی کتاب [اعلیٰ حضرت اور مخالفین] کی طرف رجوع کریں۔ہم یہاں پہ صرف کوثر نیازی صاحب کا بیان نقل کرنا چاہتے ہیں جناب ادریس کاندھلوی سے نقل کرتے ہیں:۔

''مولوی صاحب! مولانا احمد رضا خان کی بخشش تو ان فتوؤں کے سبب ہو جائے گی'' اللہ تعالیٰ فرمائے گا ''احمد رضا خان! تمہیں ہمارے رسول سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہین رسول کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا۔''

(اعلیٰ حضرت ایک ہمہ جہت شخصیت ص ۷)

اور کوثر نیازی کے متعلق دیو بند کے شیخ القرآن فرماتے ہیں:۔

''ان سے سیاسی اختلاف رکھنا کوئی جرم نہیں ہے مگر میں نے ان جیسا باوفا اور صاحب کردار بہت کم دیکھا ہے۔'' (رسائل قاسمی ص ۳۱۰)

ہمیں فی الحال اس حوالہ میں اس سے کچھ بحث نہیں کہ کوثر نیازی صاحب کا مسلک کیا تھا مگر ان کو صاحب کردار تسلیم کر کے دیو بندی مولوی نے ان کے بیان کی صداقت پہ مہر رقم کر دی ہے۔اور جناب کوثر نیازی صاحب خود اپنے مسلک کے متعلق لکھتے ہیں:۔

''لیکن میں ان کا احترام کرنے کے باوجود اور دیو بندی مکتب فکر سے تمام

تر دینی قربت کے باجود نسبتاً ایک عوامی سیاست میں حصہ لینا چاہتا تھا۔"

(سوانح حیات مولانا غلام غوث ہزاروی ص ۴۰۰)

اور دیوبندی مصنف نے اس بیان کو نقل کرنے کے بعد اس کی تردید نہیں کی لہٰذا بقول ابوایوب صاحب اس کا وزن ان کی گردن پہ ہے اور ثابت ہوا کہ جناب کوثر نیازی صاحب دیوبندی ہیں۔

داستانِ فرار نامی کتاب پہ ایک نظر

قارئین تکفیر امام اہلسنت کے موضوع پہ ''داستان فرار'' نامی کتاب بھی منظر عام پہ آئی ہے۔اس لیے موضوع کی مناسبت سے اس کتاب کے مندرجات پہ بھی نہایت مختصر تبصرہ پیش خدمت ہے۔دیوبندی مؤلف لکھتے ہیں:۔

''ہمارے نزدیک بریلویوں سے اختلاف کی سب سے اہم اور بنیادی وجہ یہ مذکور عقائد ہیں۔'' (داستان فرار،ص ۴۵)

جبکہ یہ جناب کا جھوٹ ہے کیونکہ ان عقائد کی بنا پہ نہ تو ہم دیوبندی حضرات کی تکفیر کرتے ہیں جیسا کہ خود جناب نے اکابرین اہلسنت کے حوالہ جات نقل کیے اور نہ ہی دیوبندی حضرات ہماری ان عقائد کی بنا پہ تکفیر کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے اوپر حوالہ جات سے ثابت کیا اور وجہ اختلاف کو بیان کرتے ہوئے خود دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:۔

''دیوبندی بریلوی کا اصل اختلاف ونزاع جیسا کہ عرض کیا گیا وہی ہے جو مولوی احمد رضا خان صاحب کے تکفیری فتووں سے پیدا ہوا ہے۔''

(فیصلہ کن مناظرہ ص ۶)

اور جہاں تک جناب کا یہ کہنا کہ یہ عقائد شرکیہ ہیں تو ہم یہی عقائد اپنی کتاب ''رد اعتراضات مخبث'' میں دیوبندی حضرات کے گھر سے ثابت کر چکے ہیں لہٰذا انہیں چاہیے کہ گھر والوں پہ بھی شرک کی تلوار چلائیں۔پھر ''فضل خداوندی'' میں مفتی عمیر نے ہمارے کئی عقائد کو تسلیم کیا ہے۔جس کی تفصیل اس کتاب کے جواب میں موجود ہے۔اس کے بعد جناب لکھتے ہیں:۔

''خود ان عبارات کے مفہوم کو کفریہ بنانے کے لیے قطع وبرید کرنے کو بھی جائز بلکہ ضروری سمجھتے ہیں۔'' (داستان فرار ص ۴۹)

یہ جناب کا کذب عظیم ہے اور ہم اس پہ ان سے صرف ایک سوال کرتے ہیں کہ چلیں

آپ کے نزدیک اعلیٰ حضرت یا دیگر علمائے اہلسنت ان عبارات کو کفریہ بنانے کے لیے قطع و برید کرتے ہیں مگر جن حضرات نے اعلیٰ حضرت سے پہلے تمہاری عبارتوں سے اختلاف کیا تھا اوران کی تکفیر کی تھی کیا ان حضرات نے بھی قطع و برید کیا تھا؟ پھر خود تمہارے گھر والے مانتے ہیں کہ یہ عبارات درست نہیں اور جہاں تک تصنیف را مصنف نکو کند بیان'' کی بات تو آپ کے حسین احمد مدنی لکھتے ہیں:۔

''جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں اگر چہ کہنے والے نے نیت حقارت نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جا تا ہے۔''

(الشہاب الثاقب ص ۲۰۰)

قارئین اس کے بعد جناب نے لکھا کہ سب سے پہلے حسام الحرمین کے راوی کی ثقاہت کو دیکھا جائے گا اگر راوی ثقہ اور معتبر ہو تو حسام الحرمین پہ گفتگو ہو گی و گرنہ اس پہ بحث کرنا ہی لا حاصل ہے۔ اگر راوی کے کذاب ہونے سے کتاب لا حاصل ہو جاتی ہے تو سنیئے آپ کے خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

''قادیانی کے کافر ہونے کی بابت ہمارے حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ تو طبع ہو کر شائع بھی ہو چکا ہے۔'' (المہند ص ۸۳)

جبکہ یہ جناب کا جھوٹ ہے دیوبندی قیامت کی صبح تک مولوی رشید احمد سے قادیانی کی تکفیر نہیں دیکھا سکتے۔ [اس حقیقت کے جواب میں دیوبندی حضرات مرزا قادیانی کا ایک اشتہار پیش کرتے ہیں جس میں تکفیر کا ذکر موجود ہے جبکہ خود گنگوہی صاحب نے اس اشتہار کی تردید کی ہے اور واضح لکھا کہ مرزا کی تکفیر نہیں کرنی چاہے (مکاتیب رشیدیہ ص 118-119)] لہٰذا جب المہند کا مرکزی راوی جھوٹا ثابت ہو گیا تو المہند خود بخود ہی لا حاصل ہو گئی۔ باقی جہاں تک اعلیٰ حضرت کے اسلام کی بات تو اس پہ خود آپ کے گھر والوں کی گواہیاں موجود ہے۔ کچھ کا تذکرہ ہم اوپر کر چکے مزید پیش خدمت ہیں۔ تھانوی صاحب فرماتے ہیں:۔

"وہ نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے ہیں۔"

(افاضات الیومیہ ج ۷ ص ۵۶)

ایسے ہی ایک اور دیوبندی لکھتا ہے:۔

"مفتی محمد حسن امرتسری خلیفہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا بیان ہے کہ حضرت تھانوی نے فرمایا
اگر مجھے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔" (حیات امداد ص ۳۸، اسوہ اکابر ص ۱۸)

اور جناب کی فضول تاویل کا ازالہ کرتے ہوئے خالد محمود صاحب فرماتے ہیں:۔

"حضرت تھانوی کے بارے میں یہ سمجھنا کہ آپ بریلویت کی تاریخ سے واقف نہ تھے۔۔۔۔۔ہر گز صحیح نہیں۔" (مطالعہ بریلویت ج ۵ ص ۷۱۔۷۲)

متین خالد صاحب فرماتے ہیں:۔

"امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی نادر روزگار، عظیم المرتبت فقیہ اور سچے عاشق رسول تھے۔ ان کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کے لیے وقف تھی۔"

(تحفظ ختم نبوت اہمیت وفضیلت ص ۷۵ ۴)

مفتی سلمان اعلیٰ حضرت اور ایک صاحب کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"یہ دونوں شخصیتیں مسلمان ہیں اور کسی مسلمان کو کافر کہنا سخت گناہ ہے، زید کو توبہ کرنی چاہیے اور تکفیر سے باز آنا چاہیے۔"

(کتاب النوازل ج 1 ص ۲۴۴)

لہٰذا قاسمی صاحب سمیت تمام مکفرین اعلیٰ حضرت کو توبہ کرنی چاہیے۔ قارئین یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دیگر لن ترانیوں کا جواب دینے سے پہلے جناب نے جو تکفیر اعلیٰ حضرت کے حوالے سے گفتگو کی ہے اس کا جواب عرض کر دیا جائے اور آخر میں دیگر شبہات کا

ازالہ کر دیا جائے۔اس کتاب میں دیو بندی مولوی نے تکفیر کے حوالے سے بنیادی طور پہ دو مندرجہ ذیل موضوعات پہ گفتگو کی ہے:

۱۔علمائے دیو بند کے نزدیک امام اہلسنت کافر ہیں۔

۲۔اعلیٰ حضرت خود اپنی اور اپنے ہم مسلک علماء کی عبارات اور فتاویٰ جات کی روشنی میں کافر ہیں۔

پہلے موضوع پہ تو ہم اس کافی وشافی گفتگو کر چکے ہیں۔اب ہم دوسرے موضوع پہ کچھ گزارشات پیش کرتے ہیں۔جناب مولوی فاضل صاحب لکھتے ہیں:۔

> ''نتیجہ اولی۔مولوی احمد رضا کے فتوے کی رو سے مولوی نقی علی صاحب کافر قرار پائے۔۔۔اگر کافر بنانے کا یہ طریقہ آپ کو پسند ہے تو پھر میں آپ اور آپ کے تمام بزرگوں کو کافر ثابت کر سکتا ہوں مگر یہ طریقہ آپ جیسے کوڑ مغز اور کور بین، کمبخت اور اسلام سے انا آشنا احمق تو اپنا سکتا ہے۔اہل خرد اور صاحب بصیرت کو یہ بات زیب نہیں دیتی۔۔۔۔۔اگر ان تمام امور کو ملحوظ نہ رکھا جائے اور آپ کی طرح ایک ہی چشم سے دیکھا جائے تو پھر آپ کے کفر کے فتوے سے دنیا کی کوئی شخصیت بھی محفوظ نہیں رہ سکتی اس لیے ماننا پڑے گا کہ آپ کی سوچ کا رخ غلط ہے اور میرا انداز اور طرز تحریر صرف بھونکنے والے کتے کے منہ پر پتھر مارنے کے مترادف ہے۔'' (پاگلوں کی کہانی، ص ۷۰)

جتنی دھلائی جناب فاضل صاحب نے کر دی ہے امید ہے کہ دیو بندی حضرات کو جو چیز اس موضوع پہ اکسار ہی تھی اس کو قرار آ گیا ہو گا مگر ہم ان حضرات کی مزید تسلی بھی کرا دیئے دیتے ہیں۔جانب طاہر گیاوی صاحب لکھتے ہیں:۔

> ''شریعت اسلامی میں اس بات کی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ ایک ہی چیز ایک لحاظ سے عین اسلام ہو اور وہی چیز دوسرے لحاظ سے خالص کفر

ہو جائے، اگر ہاشمی صاحب اپنی ناواقفیت سے اس کی مثالیں تلاش کرنے سے عاجز ہوں تو ایک مثال اس موقع پر میں ہی پیش کیے دیتا ہوں اما ابوحنیفہ کا ارشاد ہے کہ ''میں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو ننانوے مرتبہ دیکھا ہے۔''۔۔۔اس بات کو پڑھنے کے بعد اب فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ قاضی خان کے حوالہ سے امام متکلمین شیخ ابومنصور ماتریدی کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں ''اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا ہے تو اہل سنت کے پیشوا ابومنصور ماتریدی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ایسا شخص بت پوجنے والے سے بدتر ہے۔''

اب ہاشمی صاحب ارشاد فرمائین کہ عقائد اہل سنت بالخصوص حنفیوں کے پیشوا الشیخ ابومنصور ماتریدی علیہ الرحمہ کے اس قول کی روشنی میں ہم حنفیوں کے امام ومقتدا امام اعظم ابوحنیفہ پر کیا حکم لگتا ہے؟''

(بریلویت کا شیش محل ص ۸۰۔۸۱)

اب جو جواب دیوبندی حضرات کی طرف سے ہوگا وہی جواب ہماری طرف سے بھی سمجھا جائے۔اس کے بعد جناب کے پیش کردہ نام نہاد دلائل کا پوسٹ مارٹم بھی پیش خدمت ہے۔

حوالہ نمبر ۱ تا ۴۔۔تکفیر اسماعیل اور امام اہلسنت

جناب ان چاروں حوالہ جات میں یہ اعتراض پیش کیا کہ اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہیں کی اس امام اہلسنت پہ کفر لوٹتا ہے۔ تفصیل تو ہم نے اپنی کتاب ''محاکمہ دیوبندیت'' میں عرض کی ہے یہاں سردست مختصراس اعتراض کا جواب پیش خدمت ہے۔ امام اہلسنت نے تمہید الایمان تقریباً ۱۳۲۸ھ کے قریب لکھی جس میں اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان کیا ہے اس کے بعد امام اہلسنت نے ۱۳۳۸ھ میں ''آفتاب صداقت'' پہ تقریظ لکھی جس میں اسماعیل دہلوی کی تکفیر ہے۔ (انوار آفتاب صداقت ص ۵۲۳) اور اس کتاب کے متعلق امام اہلسنت فرماتے ہیں:۔

''یہ کتاب ''انوار آفتاب صداقت''خود مصنف کی زبان سے بالاستیعاب
سنی۔''
(انوار آفتاب صداقت ص ۲۳)

اب سنیے جناب گھمن صاحب فرماتے ہیں:۔

''جو فتویٰ آخری دور کا ہوگا۔۔۔۔وہ قابل عمل ہوگا۔''

(جی ہاں فقہ حنفی قرآن وحدیث کا نچوڑ ہے ص ۲۲)

لہٰذا اس سے ثابت ہوا کہ امام اہلسنت نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کر دی تھی اور یہی قابل عمل ہے۔

ایک اور طرز سے

اب ہم خود دیوبندی حضرات کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں جس میں انہیں اقرار ہے کہ اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر کی ہے۔جناب ادریس قاسمی صاحب اعلیٰ حضرت کے متعلق لکھتے ہیں:۔

''شاہ اسماعیل شہید دہلوی نے جب بدعات ورسومات پر کلہاڑا چلایا اور سنت کی تعلیم شروع کی تو انہیں بھی کافر کہا۔''

(نورسنت کا ترجمہ کنزالایمان نمبر ص ۱۶۸)

ایک اور دیوبندی ترجمان لکھتے ہیں:۔

''ان خان صاحب نے پہلے تو عرصہ تک حضرت شاہ اسعیل شہید کو اپنی د گوئی اور کفر بازی کا نشانہ بنایا اور اپنے رساکوں اور فتووں میں ایسے ایسے گندے اور خبیث عقیدے ان کی طرف منسوب کیے جن کی نقل سے بھی ایمانی روح لرزتی ہے۔برسوں بزرگوار کا یہی مشغلہ رہا۔ایک ایک رسالہ اور فتوے میں راہ خدا کے اس شہید کو ستر ستر اور پچھتر پچھتر وجہ سے کافر ثابت کر کے یہ اپنے شوق تکفیر کا مظاہرہ کرتے رہے۔''

(فیصلہ کن مناظرہ ص ۱۸)

ایک اور صاحب لکھتے ہیں:۔

"اس سے پہلے بڑے خانصاحب نے ولی اللہی خاندان کے چشم و چراغ علمی و روحانی وارث حضرت مولانا شاہ محمد اسماعیل شہید کی ذات گرامی کو اپنی تکفیری تیراندازیوں کا نشانہ بنایا اور اب تک اس راہ خدا کے شہید کو بلا وجہ و بلا سبب اپنے تکفیری کلاموں اور بد گوئیوں کا تختہ مشق بنا رکھا ہے۔" (رضاخانیوں کی کفر سازیاں، ص ۱۲۵)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

ایک اور طرز سے

قارئین دیو بندی حضرات کے نزدیک امام اہلسنت کا اسماعیل کی تکفیر نہ کرنا اسماعیل دہلوی کی کرامت ہے جس کا جواب تو آپ دیکھ چکے اب ہم اعلیٰ حضرت رحمۃ علیہ کی کرامت پیش کرتے ہیں جس سے پرستان دیو بند کی بنائی ہوئی عمارت اپنے ہی گھر کے خودکش حملے سے زمیں بوس ہوجائے گی۔معاملہ کچھ یوں ہے کہ دیو بندی مولوی عطاء اللہ قاسمی نے اسماعیل کی تکفیر نہ کرنے کے حوالے سے اعلیٰ حضرت پہ اعتراض کرتے ہوئے لکھا:۔

"خان صاحب بریلوی اپنے اقرار اور اپنے فتوے سے قطعی کافر ہیں۔"

(الشہاب الثاقب ص ۳۵۴)

اب اس قسم کے فتوے کو خود دیو بندی حضرات تکفیر گردانتے ہیں۔ (کنزالایمان نمبر ص ۵۶) مگر یہ صاحب کچھ دیر بعد لکھتے ہیں:۔

"ناظرین کرام کو ملحوظ رہے کہ خان صاحب کو ہم نے کافر نہیں کہا ہے۔نہ ہم ان کو کافر کہتے ہیں۔" (الشہاب الثاقب ص ۳۵۴)

اس بات کا صاف مطلب یہی ہے کہ اگر اعلیٰ حضرت نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر نہیں بھی کی تو بھی اس سے آپ پہ کفر نہیں لوٹتا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کافر قرار نہیں پاتے۔اگر دیوبندی کفر لوٹنے پہ مصر رہیں تو انہیں اپنے اس گرو گنٹھال کو کافر قرار دینا ہوگا کیونکہ یہ بھی

دیوبندی اصول ہے کہ ”جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔“

ایک اور طرز سے

اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

”اگر کوئی حقیقت میں کافر ہے اور ہم نے نہ کہا تو کیا حرج ہوا۔“

(قصص الاکابر ص ۲۴۴)

لہٰذا اگر اسماعیل دہلوی حقیقت میں کافر تھا بھی تو اس کی عدم تکفیر سے اعلیٰ حضرت کا کچھ نہیں بگڑتا۔

۵۔ مسئلہ مغفرت ذنب اور اعلیٰ حضرت

قارئین ہم پہلے بھی کر چکے ہیں کہ دوبارہ عرض کیے دیتے ہیں کہ ذنب کا ترجمہ گناہ کرنا جمہور اہلسنت کے نزدیک ہرگز گستاخی نہیں۔ شارح بخاری لکھتے ہیں:۔

”بہت سے مترجمین نے اس آیت میں۔ ”ذنب کا ترجمہ گناہ ہی کیا ہے۔ ترجمے میں کلمات قرآن کا لفظی ترجمہ جائز ہے۔

(فتاویٰ شارح بخاری، ج۱، ص ۳۶۲)

جناب عبد المجید خان سعیدی صاحب ذنب کا ترجمہ ”گناہ“ کرنے پہ شرعی حکم واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

”تاہم ترجمہ ہذا پر محض اس اعتراض کی بنیاد پر ان پر حکم کفر لگانا اور ان کی تکفیر و تضلیل و تفسیق کرنا شرعاً درست نہیں کیونکہ اس صورت میں تکفیر و تضلیل کی کوئی صحیح شرعی، معیاری وجہ نہیں پائی جاتی۔“

(احمد البیان ص ۶۲)

لہٰذا ذنب کا ترجمہ گناہ کرنے سے تکفیر لازم نہیں آتی اور یہی جمہور علماء کا موقف ہے۔ اور اس سے ہٹ کر بیان کرنے والے حضرات کی بات بقول تھانوی صاحب جمہور کے مقابلے میں ناقابل اعتناء ہے۔ اس لیے جناب نے جو ترجمہ ”اعلیٰ حضرت“ کے حوالے سے

علماء کی تنقید نقل کی وہ ان کا ذاتی تفرد ہے۔ پھر مفتی اقتدار صاحب تو ہمارے مسلک کی معتبر شخصیت نہیں۔ اور غلام مہر علی صاحب بھی اس مسئلہ میں جمہور کی تائید سے محروم ہیں۔ اور جہاں تک بات ''فتاویٰ یورپ'' کی تو اس میں غیر تلاوت کا ذکر ہے یعنی ترجمہ سے ہٹ کر گناہ کی نسبت کرنا یہ قابل گرفت ہے۔

۶۔ کسی نبی کی طرف خطا کی نسبت

قارئین جناب نے امام اعلی سنت کا ترجمہ نقل کیا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف ''خطا'' کی نسبت ہے اور اس پہ چند کتب کے حوالے دیئے کہ ان میں لفظ ''خطا'' کی نسبت پہ تنقید موجود ہے۔ جناب نے ''تسکین الجنان'' کا نام لیا جبکہ اس میں سورۃ شعراء کی آیت نمبر ۸۲ جو زیر بحث ہے پہ کسی قسم کی گفتگو موجود نہیں یہی حال النجوم الشہابیہ کا ہے۔ اگر اس آیت کے حوالے سے علماء نے تنقید کی تو جناب کو مفصل اس کا حوالہ دینا چاہیے۔ اور تھانوی صاحب کے ترجمہ کے حوالے سے گفتگو ہم ماہ قبل میں کر آئے ہیں۔ تفصیلی گفتگو مقدمہ کتاب میں موجود ہے۔

۷۔ حضرت آدم علیہ السلام کی طرف معصیت کی نسبت اور اعلیٰ حضرت

اس جگہ دیوبندی معترض نے سخت جہالت کا مظاہرہ کیا۔ جناب اعتراض کرتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے معصیت کی نسبت حضرت آدم کی طرف کی ہے اور پھر خود ہی اسے حرام و کفر کہا ہے۔ (مخلصا)

جناب کے اس اعتراض پہ ہمیں اس بات کا اقرار کرنے میں کوئی عار نہیں کہ تھانوی صاحب نے سو فیصد درست کہا تھا کہ ''چھینٹ چھینٹ کر تمام احمق میرے حصے میں آگئے'' قارئین ان احمقوں کو اردو کی سادہ عبارت ہی سمجھ میں نہیں آتی۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

''غیر تلاوت میں اپنی طرف سے آدم علیہ اسلام کی طرف نافرمانی و گناہ کی نسبت حرام ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۸۲۳)

قارئین اس بات میں اعلیٰ حضرت نے واضح کر دیا کہ ترجمہ میں نسبت کرنا حرام یا کفر نہیں بلکہ ترجمہ وتلاوت سے ہٹ کر اپنی طرف سے اس کی نسبت کرنا حرام ہے۔لہٰذا اعلیٰ حضرت پہ کسی قسم کا کوئی فتویٰ نہیں چسپاں نہیں ہوتا۔

۸۔راعی کہنے پہ اعتراض

معترض نے اعلیٰ حضرت کی عبارت ''اور اس کے سچے راعی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں''،نقل کرنے بعد اس پہ علمائے کرام کی تنقید نقل کی جبکہ راعی الغنم [چرواہا] اور صرف راعی میں فرق ہوتا ہے۔راعی محافظ اور نگہبان کو بھی کہتے ہیں اور یہ لفظ تو حدیث سے ثابت ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا **ألا کلکم راع، و کلکم مسئول عن رعیته** ۔۔ترجمہ:۔تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور تم سب سے ان کی رعیت (اہل وعیال) کے بارے میں (آخرت میں) سوال کیا جائے گا۔'' (تفہیم المسلم ج ۳ ص ۱۳۸)

لہٰذا راعی ذمہ دار اور نگہبان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اسی معنی میں کہا ہے لیکن ہم دیوبندی حضرات کو ان کے گھر کی سیر بھی کروائے دیتے ہیں۔دیوبندی مولوی نے اعلیٰ حضرت کی یہی عبارت اور اس کے ساتھ چند دیگر عبارات کو لکھنے کے بعد یہ فتویٰ دیا کہ

> ''اس تحریری سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ رضا خانیوں کے فتوی کی مثال اس چور کی ہے جو چوری کر کے چور چور کا شور مچاتا ہے جبکہ حقیقت ہے کہ یہ خود گستاخ ہیں۔۔۔احمد رضا خان کی ایسی شرکیہ اور گستاخانہ عبارات کا کوئی شمار نہیں۔''
>
> (حیا کا جنازہ، ص ۲۳)

یعنی حضور راعی کہنا یہ گستاخی ہے اور اس کا مطلب بیان کرتے ہوئے گھمن صاحب لکھتے ہیں:۔

> '''راعی کا معنی چرواہا اور ہمارا چراوہا کہنے سے صرف چرواہا کہنا زیادہ سخت ہے۔''
>
> (حسام الحرمین کا تحقیقی جائزہ ص ۷۵)

اب توجہ رکھیئے گا، تھانوی صاحب کے خلیفہ فرماتے ہیں:۔

”گرمی کا ہے موسم یہ کڑی دھوپ پڑ رہی ہے
جانہ بکریاں چرانے میرے ذی وقار سوجا۔“
(باغ جنت ص ۳۶۸)

یہاں خلیفہ تھانوی واضح لکھا کہ آپ ﷺ نے بکریاں چرائیں اور دیوبندی علماء کے فتوے سے گستاخ قرار پائے۔

۹۔سادہ الفاظ میں حضور ﷺ کا نام لینا

جناب نے کنز الایمان سے مختلف تراجم نقل کیے پھر علماء کی تنقید نقل کہ حضور ﷺ کا نام سادہ الفاظ مین لینا یہ گستاخی ہے۔اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک تراجم پہ فتویٰ نہیں لگتا۔الیاس گھمن صاحب لکھتے ہیں:۔

”اگر اسلاف میں کسی سے نے ترجمہ یون کیا ہے، تاکہ تیرے اگلے پچھلے گناہ اللہ معاف کرے، تو اعتراض نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ ترجمہ قرآن ہے اور قرآن مقدس میں اللہ کریم نے اپنے محبوب سے خطا کیا ہے اور وہ جیسے چاہے اپنے محبوب کو خطاب کرے۔“

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۳۰)

لہٰذا یہ خطاب اللہ رب العزت حضور ﷺ سے کر رہا ہے نہ کہ کوئی امتی آپ ﷺ کا نام لے رہا ہے اس لیے اس پہ کوئی فتویٰ نہیں۔اور جہاں تک جناب کے نقل کردہ تنقید کی بات تو ان کا تو اس مسئلہ سے تعلق ہی نہیں۔اویسی صاحب کی گفتگو [سادہ الفاظ میں حضور ﷺ کا نام لینا بے ادبی] کا تعلق نداء سے ہے اور سیالوی صاحب نے گستاخی کا فتویٰ نہیں لگایا بلکہ مصنف تقویۃ کے متعلق لکھا ان کو [ﷺ] لکھنے سے گستاخی مانع رہی، یعنی جناب کے گستاخانہ انداز نے انہیں ایسا کرنے سے باز رکھا، لہٰذا ان دونوں فتاویٰ جات سے تو گستاخی کا فتویٰ ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔اور دیوبندی حضرات حوالہ جات نقل تو

کر دیتے ہیں مگر سمجھنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ سچ فرمایا تھا مولانا مشتاق نظامی صاحب نے کہ ''دیوبندی بولتے ہیں مگر سمجھتے نہیں۔''

۱۰۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امامت اور اعلیٰ حضرت

اس جگہ جناب نے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اعلیٰ حضرت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امامت کی اور پھر خود لکھا کہ کسی کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا امام ماننا کفر ہے

اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ عرض ہے کہ ایک دیوبندی مولوی لکھتا ہے:۔

''پس جب خود رضا خانیوں کو بھی یہ اصول تسلیم ہے کہ بزرگانِ دین کے ملفوظات میں اکثر غلط باتین ان سے منسوب ہوجاتی ہیں اس لیے ملفوظات پر مشتمل کتب معتبر نہیں۔'' (نور سنت شمارہ ۱۴ ص ۵)

ابو ایوب صاحب کے اصول کے مطابق اس عبارت کا صاف مطلب یہی ہے کہ دیوبندی حضرات کو بھی یہ بات تسلیم ہے کہ ملفوظات کی کتب معتبر نہیں ہوتیں ان میں اغلاط کی گنجائش ہوتی ہے پھر اسی مولوی کے بقول اس عبارت کو قطعی اور یقینی بنا کر تکفیر تک کا اعتراض کرنا جہالت، ضد اور اپنے ہی واضع کردہ اصولوں سے انحراف نہیں؟ اور جہاں تک جناب کی پیش کردہ عبارت کا تعلق ہے تو اس میں کہیں بھی نہیں لکھا کہ اعلیٰ حضرت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی امامت کی۔ باقی اگر دیوبندی حضرات کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی جنازے میں شرکت کریں تو وہ مقتدی ہوں گے تو پھر ہم آپ کو آپ کے گھر لیئے چلتے ہیں، جناب سرفراز صاحب لکھتے ہیں:۔

''اس عبارت کے پیش نظر آپ تو صرف اپنی امت کے اولیاء کے جنازوں میں شرکت کرتے ہیں۔'' (تفریح الخواطر، ص ۱۱۱)

اور دیوبندی ترجمان لکھتا ہے:۔

''کیونکہ امام الانبیاء پیغمبر دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موجودگی میں امامت فضیلت نہیں اہانت ہے۔'' (رضا خانی مذہب ص ۹۹)

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت و بے ادبی کفر ہے۔ (باحمد باوقار ص ۱۳۹)

کیا مفتی صاحب کا انداز متکبرانہ تھا؟

قارئین مفتی مطیع الرحمٰن صاحب نے لکھا تھا کہ میرے ''ہم پلہ'' بندے کو سامنے لاؤ تو اس پہ جناب کو اعتراض ہے کہ یہ انداز متکبرانہ ہے اور یہ بات درست نہیں جبکہ جناب اگر گھر کی کتب ہی پڑھ لیتے تو بات واضح ہو جاتی۔ منظور مینگل صاحب لکھتے ہیں:۔

''کیوں کہ جاہل اور اپنے سے بڑے سے مناظرہ کرنا آداب مناظرہ کے خلاف ہے۔'' (تحفۃ المناظر ص ۴۵)

امین صفدر لکھتا ہے:۔

''تو اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں مناظر ہم مرتبہ ہوں، یہ نہیں کہ ایک طرف بہت بڑا پہلوان ہو اور دوسری طرف بچہ کھڑا کر دیا جائے۔''

(انوارات صفدر ص ۳۴۱)

لہٰذا مفتی صاحب کی بات خود دیوبندی حضرات کے اصول کے مطابق تھی۔ پھر جناب نے مفتی صاحب کی طرف سے بزعم خود یہ حیلہ نقل کیا ''اس موضوع پر اٹارسی میں مناظرہ ہو چکا ہے اس لیے اب نہیں کرتا۔'' (داستان فرار ص ۶۲)

جبکہ مفتی صاحب کی عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ قاسمی صاحب خود اپنی حالت کا اندازہ لگائیں کہ جناب ایک سادہ سی عبارت سمجھنے کی تو اہلیت نہیں رکھتے اور چلے ہیں مفتی مطیع الرحمٰن صاحب سے مناظرہ کرنے۔ ہماری پنجابی میں کہا جاتا ہے ''ذات دی کوڑھ کلی تے چھتیراں نو جھپے'' اردو زبان میں اس کی ترجمانی کچھ یوں ہے:۔

کرنے لگی زمین ستاروں پہ تبصرہ
ہونے لگا کا خزاں کا بہاروں پہ تبصرہ

مفتی صاحب نے لکھا تھا:۔

''اس موضوع پر مناظرہ ۱۲،۱۰ فروری ۲۰۰۸ کو اٹارسی میں ہو چکا

ہے، اس میں دیوبندیوں کا جو حشر ہوا تھا وہ نیٹ پر بنام مناظری اٹارسی دیکھا جاسکتا ہے، اب کسی کو نیا مناظری دیکھنے کا شوق ہو۔''

(داستان فرار ص ۵۹)

قارئین اب اس عبارت کے کونسے الفاظ جناب کے نقل کردہ حیلہ کی مطابقت کرتے ہیں۔ اگر مفتی صاحب کی عبارت کا مطلب وہ ہوتا جو جناب نے نقل کیا ہے تو مفتی صاحب آگے یہ نہ لکھتے ''اگر کسی کو نیا مناظرہ دیکھنے کا شوق ہو'' لہٰذا جو بندہ اردو کی عبارت سمجھنے کی اہلیت نہیں رکھتا وہ خود ہی سوچے کیا وہ مناظرہ کرنے کے قابل ہے۔ اور جہاں تک بات ہے ''تجانب اہلسنت'' کی تو اس پہ تفصیلی گفتگو آگے آرہی ہے۔ اور جو حضرت نے ملفوظات پہ اعتراض کیا وہ بھی جناب کا جھوٹ ہے الملفوظ میں کہیں بھی ''چودہ ہزار برس کے الفاظ موجود نہیں اور جھوٹ بول کر جناب اپنے ہی اصول سے غیر معتبر ٹھہرے۔

تجانب اہل السنۃ

ہم اسی کتاب میں دیوبندی حضرات کے حوالہ جات سے یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ ''بعض اوقات مصنف معتبر ہوتا ہے لیکن اس کی کسی تصنیف کو یہ درجہ حاصل نہیں ہوتا اور وہ ذاتی موقف یا تفرد کہلاتی ہے اور بقول محمود عالم اسے اجتماعی موقف قرار دینا یہ دجالیت ہے۔'' پھر تجانب اہل السنۃ کو نہ صرف عبدالحکیم شرف صاحب ہی نے نہیں بلکہ دیگر علماء نے بھی اس کو مصنف کا ذاتی موقف کہا ہے۔ چنانچہ مصنف تمانچہ لکھتے ہیں:۔

''یہاں دھماکہ نے مسلم لیگ کے بارے میں ایک حوالہ نذر قلم کیا ہے کہ بریلوی حضرات مسلم لیگ کو برا کہتے ہیں۔ درست ہے۔ مگر صرف ایک فرد۔''

(تمانچہ ص ۵۴)

مولانا کہنے پہ اعتراض

جناب نے اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت نے مولانا کہنے کو کفر لکھا ہے'' حقیقت یہ ہے

کہ وہاں صرف مولانا کہنے کو نہیں بلکہ تعظیم کے ساتھ اور وضعی معنی میں کہنے پہ فتویٰ ہے۔ کیونکہ مکمل عبارت کچھ یوں ہیں:۔

''حضور کی توہین کرنے والا ایسا شخص کو مولانا و فخر مسلمانان اور ہادی و رہبر قوم ماننا اگر اس کے اقوال پر اطلاع کے بعد ہے خود کفر و موجب غضب رب ہے۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۲۶۰)

یہ عبارت خود بخود واضح کرتی ہے کہ مولانا کہنے کا تعلق تعظیم اور وضعی معنی میں ہے جس کی وضاحت رہبر و ہادی جیسے الفاظ کر رہے ہیں۔ اور جہاں تک آپ کی پیش کردہ عبارت کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ نہ تو وہ عبارت ''مفتی صاحب'' پہ فٹ ہوتی ہے اور نہ ہی ہمارے موقف کے خلاف ہے۔ بلکہ ہماری موئید ہے۔ کیونکہ سائل نے سوال میں کہا تھا:

''مولوی صاحب موصوف اور ان کے بھائی مولوی مرتضیٰ حسن صاحب سب مولوی ہیں (مولوی عالم فاضل ہیں) سب لوگ ان کا ادب کرتے ہیں۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱۶ ص ۱۶۲)

یعنی سب لوگ انہیں عالم دین سمجھ کر ادب کرتے ہیں بس اسی پہ اعلیٰ حضرت نے فتویٰ لگایا اور مطیع الرحمٰن صاحب نے صاف لکھا ہے:۔

''دیوبندی جماعت میں مولانا ارشد مدنی صاحب کی حیثیت ذمہ دار عالم کی ہے۔''

اس عبارت کا صاف مطلب یہی ہے کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک وہ عالم دین ہیں اس سے مفتی مطیع الرحمٰن صاحب پہ اعتراض کرنا صحیح نہیں۔

عامر عثمانی اور دیوبندیت

جناب نے عامر عثمانی کا انکار کرتے ہوئے اسے مودودی قرار دیا، ابو ایوب صاحب لکھتے ہیں:۔

''تو ان کے پاس جن بچنے کا کوئی چھٹکارا نہیں ہوتا تو بجائے شرمندی اور

سر تسلیم کرنے جے بے غیرت اور بے حیا لوگوں کی طرح اپنے باپ دادا اور جید بریلوی علماء و اکابرین کا انکار کر دیتے ہیں۔"

(دست و گریبان ص ۱۳)

جناب نے بھی یہی کام کیا۔ تو آیئے ہم آپ کے گھر سے ہی ثابت کرتے ہیں کہ "عامر عثمانی" کو آپ کے دیوبندی علماء نے اپنا دیوبندی عالم و بزرگ تسلیم کیا لہٰذا آپ اس کا انکار ہرگز نہیں کر سکتے چنانچہ مولوی خورشید حسن قاسمی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

"مولانا عامر عثمانی دار العلوم دیوبند کے مایہ ناز فضلا میں سے ہے۔"

(دار لعلوم اور دیوبند کی تاریخی شخصیات ص ۱۲۴)

سرفراز خان صفدر لکھتا ہے:۔

"مولانا عامر عثمانی نسلا بعد نسل دیوبندی مسلک پر کار بند تھے۔"

(اہلسنت کی پہچان ص ۱۵)

اسی طرح نجم الدین دیوبندی صاحب کے نزدیک عامر عثمانی تو صرف دیوبندی نہیں بلکہ گاڑھا دیوبندی ہے۔ (زلزلہ در زلزلہ، ص ۱۵)

ایسے ہی حافظ غلام محمد میمن نے بھی اسے ماہر، بے لاگ جہاندیدہ اور دیوبندی تسلیم کیا ہے۔ ملخصاً (بریلویت حقائق کے آئینے میں، سبب تالیف، ص ۷، ۲۴، ۴۰۵)

جہاں تک مودودی ہونے کا سوال ہے تو داماد انور شاہ کاشمیری دیوبندی نے عامر عثمانی دیوبندی کی مودودی حضرات کے خلاف خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ (عمدۃ الاثاث ص ٦)

اسی طرح انوار الباری میں بھی اس کی خدمات کا اعتراف موجود ہے لہٰذا جناب کا اپنے جید عالم اور گاڑھے دیوبندی کا انکار کرنا بے غیرت اور بے حیاء ہونے کے مترادف ہے اور بے حیاء کون ہوتا ہے اور اسے کیا کرنا چاہیے اس پہ ہم دیوبندی حوالہ جات عرض کر چکے جس کے مطابق جناب ابلیس ٹھہرے۔ پھر جناب نے "فتنہ بریلی کا نیا روپ" نامی کتاب سے اقتباس پیش کیا جس میں کہیں بھی زلزلہ کا رد نہیں۔ اور کہتے ہیں عامر عثمانی آپ کے

ممدوح ہیں اور ان پہ حجت ہیں" اب کون بتائے اس جاہل کو ایک جدلی انداز ہوتا ہے اور ایک برہانی۔ مخالف کے مسلمہ خصم سے استدلال کرنا اسے ہرگز معتبر تسلیم کرنے کے مترادف نہیں ہوتا۔ ہم لوگ عامر عثمانی کو اس لیے پیش کرتے ہیں کہ وہ دیوبندی ہے اور دیوبندی حضرات پہ حجت ہے۔ مگر جناب کی علمی اوقات تو یہ ہے کہ خود حضرت دلائل کے اولین اصولوں سے ناواقف ہیں اور اس کے باوجود دوسروں کی علمی حیثیت پہ اعتراض کر رہے ہیں۔

فحش گوئی کا الزام

قارئین مفتی مطیع صاحب نے لکھا تھا کہ جناب کو خود ہی بیٹھے بیٹھائے مناظرے کا شوق چرآیا ہے بلکہ کھجلی ہو رہی ہے" جناب نے اس کو فحاشی سے تعبیر کیا حالانکہ ان الفاظ میں قطعا فحاشی نہیں اور جہاں تک اعلیٰ حضرت پہ فحش گوئی کا الزام تو اس کا جواب ہم دے چکے اور دیوبندی حضرات کے کارنامے بھی منظر عام پہ ہم لا چکے ہیں مزید تفصیل ہم "دست و گریبان" نامی کتاب کے جواب میں عرض کریں گے۔ پھر تجلیات کے مصنف نے جو کہا وہ ذاتی اور معاصرانہ چپقلش میں کہا اور دیوبندی مصنف لکھتے ہیں:۔

"ہمعصر مخالفین کی جرح کا چنداں اعتبار نہیں ہوتا۔"

(اہل سنت اور اہل بدعت ایک حقیقت ایک جائزہ ص ۷۵)

"ابلیس کا رقص" نامی کتاب کی حقیقت

قارئین مذکورہ کتاب جعلی ہے اور خود بریلی کے مفتی صاحب نے اسے جعلی قرار دیا ہے۔ مفتی محمد علی کوثری لکھتے ہیں:۔

"اور ماضی قریب میں ایک کتاب بنام "ابلیس کا رقص" شائع کی گئی، جس کے ٹائٹل پیج پر حضرت کا نام درج ہے وہ بھی حضور تاج الشریعہ کی تصنیف نہیں ہے، جھوٹ کا سہارا لے کر حضرت کے نام سے یہاں بھی لوگوں کو مغالطہ میں ڈالا گیا۔" (جعلسازی کا پردہ فاش (قلمی فتویٰ))

یہ فتویٰ انٹرنیٹ پہ اسلامی محفل اور دیگر اہلسنت کی ویب سائٹس پہ موجود ہے۔اس کے علاوہ خود علامہ اختر رضا بریلوی کی نیٹ پہ آڈیو موجود ہے جس میں آپ نے اس کتاب کی تردید کی ہے اور اسے جعلی قرار دیا ہے۔ اور جہاں تک جناب کا یہ کہنا کہ اس کتاب پہ تقاریظ ہیں، تو عرض ہے کہ اے تھانوی صاحب کے حصے میں آنے والے احمق! جب کتاب ہی جعلی ہے تو ان تقاریظ کی حیثیت خود بخود ختم ہو گئی۔ ہم حیران ہیں کہ اس بندے کی کتاب پہ تقریظ دیوبندی مولویوں نے کیا سوچ کر لکھی ہے۔ اس جاہل مطلق کو مناظرہ کرنے سے پہلے اپنی جہالت کا علاج کروانا چاہیے۔

دعوت اسلامی کے خلاف نقل کردہ فتوؤں کی حقیقت

جناب نے دعوت اسلامی کے خلاف جتنے بھی فتوے نقل کیے وہ ان کے اپنے خانہ زاد اصول سے ہمارے لیے حجت نہیں ہو سکتے۔ طاہر گیاوی جن کی تقریظ قاسمی کی کتاب پہ بھی ہے لکھتے ہیں:۔

"پہلی گزارش تو یہ ہے کہ مذکورہ تمام فتوے ہاشمی صاحب نے کسی کتاب کے حوالہ سے نقل نہیں فرمائے کہ اس پر اعتماد کیا جائے۔"

(بریلویت کا شیش محل ص ۵۰)

لہٰذا یہ سارے فتوے نا قابل اعتماد ٹھہرے۔

دوسروں کے نام پر کتابیں گھڑنے کا عادی کون؟

قارئین یہ لوگ نہ صرف جھوٹی عبارتیں، بلکہ کتابیں، یہاں تک کہ جھوٹی احادیث گھڑنے میں بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ اور قرآنِ پاک پر بھی بڑے دھڑلے سے جھوٹ باندھ دیتے ہیں۔ امین صفدر کہتا ہے:۔

"قرآن پاک میں یہ ہے کہ ابوجہل کی پارٹی بتوں والی آیتیں نبیوں کے بارے میں پڑھا کرتی تھی۔ قرآنِ پاک نے ان کو بل قوم

خصمون کہا ہے۔" (فتوحات صفدر ج ۳ ص ۲۰۷)

جبکہ یہ اس کا قرآن پہ بہتان ہے۔

قاری طیب لکھتے ہیں:۔

"صحیح بخاری میں ہے کہ ایک آواز بھی غیب سے ظاہر ہوگی کہ ھذا خلیفة الله المهدی۔" (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۹۵)

جبکہ خود دیوبندی حضرات نے مانا ہے کہ یہ حدیث بخاری میں موجود نہیں۔

(آئینہ قادیانیت ص ۲۳۸)

ضیا الرحمٰن کہتا ہے:۔

"حضور علیہ السلام کی ایک حدیث ہے اور یہ حدیث مسلم شریف میں ہے۔ حدیث کیا ہے؟ الانبیأ احیاء فی قبورھم یصلون۔

(یادگار خطبات ص ۲۵۲)

جبکہ یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود نہیں۔ ابو بلال جھنگوی لکھتے ہیں:۔

"نبی کریم علیہ السلام تو ننگے سر آدمی کے سلام کا جواب تک نہیں دیتے۔" (مشکوۃ)" (تحفہ اہلحدیث ج ا ص ۱۳)

جبکہ مشکوۃ شریف میں کسی جگہ ایسی حدیث ہرگز نہیں۔ امین صفدر لکھتا ہے:۔

"آپ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔"

(غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص ۴۳)

یہ بھی مولوی امین کا حدیث پہ جھوٹ ہے ایسی کوئی حدیث موجود نہیں۔ مولوی رشید احمد کہتا ہے:۔

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو بھائی کہو۔" (فتاوی رشیدیہ ج ا ص ۱۳)

اب ہے کوئی دیوبندی جو ہمیں اس حدیث کے اصل ماخذ تک پہنچائے؟ یہی گنگوہی

صاحب فرماتے ہیں:۔

''ایک حدیث موقوف صحیح مسلم میں مروی ہے کہ قرأت فاتحہ ہر دو رکعت میں ضروری ہے الا ام یکون وراء الامام۔''

(تذکرۃ الرشید ج ص ۱۳۶)

جبکہ صحیح مسلم میں یہ حدیث قطعاً موجود نہیں۔ یہاں ان کی حالت زار دیکھنے کے قابل ہے۔ یہی ہیں علمائے دیوبند کی علمی خدمات۔ جس میں جھوٹی حدیث اور حوالے گھڑنے میں بھی کوئی عار محسوس نہیں کی جا رہی۔ قارئین جھوٹے حوالہ جات، جھوٹے الزامات اور جھوٹی احادیث گھڑنے کے ساتھ ان کو جھوٹی کتابیں گھڑنے کی بھی عادت ہے۔ حسین احمد مدنی نے ایک کتاب لکھی الشہاب الثاقب۔ اس کتاب میں اس نے اپنے ایک مولوی کی کتاب [سیف نقی] سے من گھڑت حوالہ بغیر تحقیق کیے لکھ دیئے اور جس طرح اس نے مکھی پر مکھی ماری اسی طرح دیوبندیوں کے شیخ الہند حسین احمد مدنی نے بھی مکھی پر مکھی ماری اور جھوٹے حوالے بیان کر دیئے:۔

''علاوہ ازیں جناب بندہ درہم و دینار کے دادا یعنی مولوی رضا علی خاں صاحب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتاپور صفحہ ۳۰ میں فرماتے ہیں۔ حضور سیّد عالم کو علم غیب بالواسطہ یعنی بذریعہ وحی کے تعلیماً معلوم ہوتا تھا اور یہ علی قدر مراتب سب کو حاصل ہے اور علم غیب مطلق و بذات کا اعتقاد رکھنا مفضی الی الکفر ہے اور لنص قطعی کے خلاف اس میں تاویل اور ایر پھیر کرنا بے دین کا کام ہے الخ۔

(از سیف النقی) (الشہاب الثاقب ص ۲۴۶)

اب ملاحظہ کیجئے کہ مولانا ٹانڈوی صاحب اس خود ساختہ عبارت کے سہارے کس طرح سیاہ کو سفید کر رہے ہیں:۔

''اب مجدد صاجب اپنے دادا صاحب کی بھی تکفیر کریں وہ بھی سب کو علم

غیب بتاتے ہیں اور وہ اس تصریح سے تو گدھے کتے مچھر بندر وغیرہ وغیرہ سب کو آپ کا شریک عالم الغیب ہونے میں کر رہے ہیں بقول اس مجدد بریلوی کے پھر ہم تعجب کرتے ہیں کہ بالفرض محال اگر مولانا تھانوی نے ایسا کہا بھی ہو اور ان کی تحریر کا وہی مطلب ہو جو مجدد صاحب نے سمجھا ہے جب اپنے ہر دو دادوں کی یہ عبد الدینار تکفیر نہیں کرتا تو مولانا تھانوی پر کیوں ہاتھ صاف کرتا ہے۔ (الشہاب ثاقب ص ۲۴۶)

مفتی محمد اجمل صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

''اب باقی رہا مصنّف شہاب کا حال تو یہ خرفہ بھر میں افترا ٔ کی مشین کا ٹھیکیدار اور کذب کی ایجنسی کا مالک مختار ہے۔ اس نے تو اپنی اس کتاب شہاب ثاقب کی بنیاد ہی کذب و افترا ٔ پر قرار دی ہے، اس کی تعمیر ہی انتہائی دجل و فریب پر رکھی ہے۔ چنانچہ میں اپنی اس کتاب میں ثابت کروں گا کہ شاید اس مصنّف نے بوقت تصنیف یہ قسم کھائی تھی کہ وہ بھول کر بھی کبھی سچ نہ بولے گا اور کذب و افترا ٔ کی کسی نوع و صنف کو باقی نہ چھوڑے گا۔''

''یہ میرا دعویٰ ہے اور اپنے اس دعوے پر کم از کم دو شاہد ایسے پیش کر دوں جو اس کے صریح کذب ہونے اور جیتا افترا ٔ ہونے میں بے نظیر ہوں تا کہ ہر ناظر کو میری اس صداقت پر کسی طرح کا شک باقی نہ رہے اور ہر مخالف کو وہ اس دعوے کے تسلیم کرانے پر جری و دلیر رہے۔''

(رد شہاب ثاقب ص ۱۴، ۱۵)

مصنف الشہاب الثاقب کی چوری بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''مسلمانو! مصنّف شہاب ثاقب کے ان دو جیتے جھوٹ اور کذب اور صریح افترا و بہتان کو دیکھو کہ دنیا میں حضرت شاہ حمزہ صاحب مارہروی

قدس سرہ کی نہ کوئی کتاب بنام خزینۃ الاولیا تصنیف ہوئی نہ وہ مطبع کانپور میں طبع ہوئی نہ اس کا صفحہ ۱۵ ہے نہ اس عبارت کا وجود ہے۔ اس طرح جہاں بھر میں حضرت مولانا مولوی مفتی رضا علی خاں صاحب کی نہ کوئی ہدایۃ الاسلام کتاب ہے نہ وہ سیتاپور کے مطبع صبح صادق میں طبع ہوئی نہ اس کے صفحہ ۳۰ پر اس عبارت کا وجود ہے۔ لیکن اس مصنّف شہاب ثاقب کی دروغ گوئی وکذب بیانی وافترا پردازی و بہتان طرازی اور بے شرمی و بے حیائی ملاحظہ کیجئے کہ اس نے محض اپنے ذل سے یہ دونوں کتابیں گڑھ لیں اور خود ہی ان کے مطابع بنا لیے اپنے آپ ہی ان کے صفحات تجویز کر لیے محض اپنی طرف سے یہ عبارت تصنیف کر لیں اور کس جرأت و دلیری سے ان کو اپنی کتاب شہاب ثاقب میں چھاپ کر شائع کر دیا اور پھر اسی پر بس نہیں کیا بلکہ نہایت جسارت اور ڈھٹائی کے ساتھ اپنے خصم کے مقابل الزام دے رہا ہے کہ مجدد صاحب آپ تو یہ کہتے ہیں اور آپ کے دادا پیر شاہ حمزہ صاحب مارہروی اور آپ کے جدامجد حضرت مولانا رضا علی خان صاحب بریلوی آپ کے خلاف یہ لکھتے ہیں۔"

"مسلمانو! اور نہ صرف مسلمانو بلکہ جہاں کے تمام انصاف پسندو ذرا سوچو تو کبھی کسی بے شرم سے بے شرم و بے حیا سے بے حیا نے بھی اپنے خصم کے مقابل بے دھڑک ایسی حرکات کیں، ایسا منہ پھاڑ کر بولا ایسا سر بازار شائع کیا واقعی کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎ بے حیا باش آنچہ خواہی کن۔"

(ردّ شہاب ثاقب ۱۵، ۱۶)

صرف حسین احمد مدنی نے ہی نہیں بلکہ فردوس قصوری بھی اسی مرض کے مریض نظر آتے ہیں اور حسب سابق مکھی پہ مکھی مارتے ہوئے جناب لکھتے ہیں:۔

"حضرت مولانا تھانوی کی انتہائی شرافت اور امن پسندی ہے کہ عبارت کو

بدل دیا ورنہ بعینہٖ اسی مضمون کی عبارت مولوی احمد رضا خاں صاحب کے
دادا پیر جناب حمزہ شاہ صاحب کی کتاب خزینۃ الاولیا کے صفحہ ۱۵ پر ہے
اور اس سے صاف تر عبارت مولوی احمد رضا خاں صاحب کے حقیقی دادا
مولوی رضا علی صاحب کی کتاب ہدایۃ الاسلام مطبوعہ صبح صادق سیتا پور
کے صفحہ ۳۵ پر ہے پہلے اپنے گھر کی خبر لیں۔" (چراغ سنت ص ۲۷۰)

ہم تمام علما اصاغرین سے لے کر اکابر دیو بند کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ان دو کتابوں کا وجود ثابت کریں۔ مگر۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے

پھر لطف کی بات یہ کہ خود دیوبندی حضرات کو تسلیم ہے کہ یہ کتابیں گھڑی ہوئی تھیں۔ دیوبندی منظور سنبھلی نے اس بات کا اقرار ان الفاظ میں بیان کیا کہ:۔

"اس [شہاب ثاقب] میں ایک خاص کمزوری یہ ہے کہ اس میں "سیف النقی" کے اعتماد پر ۲ حوالے غلط دے دیئے گئے ہیں، اس غلطی نے "الشہاب الثاقب۔" کی افادیت کو بہت نقصان پہنچایا۔"

(نقوش رفتگاں ۲۹۹،۴۰۰ تقی عثمانی)

اسی سنت پہ عمل کرتے ہوئے حسین علی لکھتے ہیں:۔

"مسلمانو! حضرت غوث اعظم فرماتے ہیں:

"من یعتقد ان محمد ﷺ یعلم الغیب فھوا کافر لان علم الغیب صفت مختصته باالله۔۔"

(مراۃ الحقیقت ص ۱۸ سطر مطبوعہ مصر بلغۃ الحیر ان ص ۴، اتمام البرہان ۱۷۹)

جبکہ مراۃ الحقیقت نامی کوئی کتاب غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے ہرگز نہیں لکھی۔ یہ پاگلوں کی داستان یہاں ہی ختم نہیں ہوتی بلکہ ایک اور صاحب مولوی محمد فاضل صاحب المعروف مولوی پاگل مولانا نقی علی خان صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

آپ کی دو کتابیں مشہور ہیں :۔

ا۔تحفۃ المقلدین ۲۔ہدایۃ البریہ

''مولانا نقی علی صاحب مولانا رشید احمد گنگوہی اور مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مولوی احمد صاحب محدث گنگوہی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی علمائے دین اور مؤمنین صادقین سے ہیں۔'' (تلخیصاً تحفۃ المقلدین ص15 مطبوعہ صبح صادق پریس سیتاپور)

(پاگلوں کی کہانی ص ۶۷)

اس جگہ مولوی فاضل نے خدا خوفی سے بالکل آزاد ہوکر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد کی طرف ایک بے بنیاد کتاب منسوب کی، جبکہ اس کتاب کی کوئی حقیقت نہیں۔

یوسف رحمانی موصوف نے بھی اپنے فن کا مظاہرہ کچھ اس انداز سے کیا ہے:۔

''مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے والد ماجد کا فتویٰ مولانا نقی احمد صاحب مرحوم لکھتے ہیں۔ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی علمائے دین اور مومنین صادقین میں سے ہیں۔''

(تحفۃ المقلدین ص ۱۵ منقول از رسالہ صدائے حق، سیف رحمانی علی عنق رضاخانی ۳۴، ۸۹)

ایک اور صاحب اسی سنت کو ادا کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''مولوی احمد رضا بریلوی جو حضرت نانوتوی سے بغض، منفرت، حسد، عداوت، کینہ رکھنے میں سب سے اوّل ہیں۔ جنہوں نے دھوکہ فریب اور مکاری سے علمائے عرب سے حضرت کے خلاف کفر کا فتویٰ لیا اور اس کی تشہیر کی انہی کے والد مولوی نقی علی صاحب لکھتے ہیں:۔

''مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد قاسم نانوتوی علمائے دین اور مومنین صادقین میں سے ہیں۔''

(تلخیصاً تحفۃ المقلدین، ص15 مطبوعہ صبح صادق پریس سیتاپور) (ماہنامہ الفرقان لکھنو نومبر ۲۰۱۵ ص ۳۸)

اسی طرح مولوی سرفراز نے امام سیوطی کی طرف تیسیر المقال نامی کتاب منسوب کی ہے۔(راہ سنت ص ۲۳۸)

جبکہ امام صاحب کی ایسی کوئی کتاب نہیں۔ نور الحسن بخاری لکھتے ہیں:۔

''[البلاغ المبین] حضرت محدث دہلوی (شاہ ولی اللہؒ) کی عجیب تصنیف ہے۔'' (توحید اور شرک کی حقیقت ص ۲۷۶)

اسی طرح ایک اور کتاب میں ہے:۔

''چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب البلاغ المبین میں تحریر فرمایا ہے۔'' (رضاخانی مذہب ج ۳ ص ۶۹)

مفتی مجاہد نے بھی اسے شاہ ولی اللہ کی کتاب قرار دیا ہے اور بطور حوالہ پیش کیا ہے۔ (ہدیہ بریلویت ص ۶۲)

جبکہ یہ شاہ صاحب کی کتاب نہیں۔ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:۔

''یہ شاہ ولی اللہ کی تصنیف ہے ہی نہیں بلکہ کسی نے لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دی ہے۔'' (تذکرہ سلمان ص ۴۶۹)

سرفراز صاحب لکھتے ہیں:۔

''بعض حضرات نے جن میں حضرت مولانا سید سلیمان ندوی بھی شامل ہیں ''البلاغ المبین کو شاہ ولی اللہ کی تصنیف تسلیم نہیں کیا۔''

(گلدستہ توحید ص ۱۵۴)

اسی طرح ان حضرات نے جھوٹ بولنے کی بھی انتہا کی ہے۔ خلیل احمد صاحب لکھتے ہیں:۔

''اہل بدعت کا یہ عقیدہ علم غیب بالذات کا محقق و مشہور ہے۔''

(براہین قاطعہ ص ۲۸)

یہ اس کذاب کا بہت بڑا جھوٹ ہے قیامت کی صبح تک اس کو ثابت نہیں کر سکتے۔

ایسے ہی ابوایوب لکھتا ہے:۔

''بریلوی حضرات اللہ کے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عالم الغیب مانتے ہیں۔'' (پانچ سوباادب سوالات ص ۱۱۳)

جبکہ یہ جھوٹ اور بہتان ہے۔ جناب مزید لکھتے ہیں:۔

''جبکہ رضا خانی تو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام کو بھی عالم الغیب مانتے ہیں۔'' (پانچ سوباادب سوالات ص ۱۵۵)

مزید لکھتا ہے:۔

''آپ لوگ صریح نصوص کو چھوڑ کر ضعیف وشاذ ونادر پر کیوں عمل کرتے ہیں۔'' (ایضاص ۵۰)

یہ بھی اس بد بخت کا کذبِ عظیم ہے ہم ہرگز صریح نصوص کے مقابلے میں ضعیف یا شاذ روایات پہ عمل نہیں کرتے۔ ہم اسی پہ اکتفا کرتے ہیں ان صاحب کے مزید اکاذیب ملاحظہ کرنے کے لیے ہماری کتاب ''ردّ تائید تحذیر الناس'' ملاحظہ کی جائے۔

مولوی امین صفدر اوکاڑوی لکھتا ہے:۔

''۱۳۲۶ھ میں ایک آدمی ہندوستان سے مکہ مکرمہ پہنچا، مدینہ منورہ گیا اور اس نے جا کر وہاں کے لوگوں کو بتایا کہ ہمارے ملک میں ایک مدرسہ ہے جس کا نام دارالعلوم دیوبند ہے۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نبی اقدس اپنے روضے میں حیات نہیں۔ مکہ اور مدینہ کے علماء نے جب یہ بات سنی تو انہوں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔ ان علماء نے سوالات لکھ کر دیوبند میں بھیج دیئے کہ ہم خود ان سے پوچھ لیتے ہیں کہ تمہارا عقیدہ کیا ہے؟ چھبیس (۲۶) سوالات کیے۔'' (یادگار خطبات ص ۴۷۔۴۸)

اس چھوٹی سی عبارت میں اوکاڑوی صاحب نے جھوٹ بولنے کی حسب عادت انتہا کر دی ہے۔ اور جناب اتنے بڑے کذاب ہیں کہ ان کے اکاذیب کو طشت از بام کرنے کے

لیے پوری کتاب بھی منظر عام پہ لائی جائے تو بھی کم ہے، بہر حال اوکاڑوی صاحب کا یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت ۱۳۲۶ھ میں مکہ مکرمہ گئے یہ جناب کا جھوٹ ہے، پھر یہ کہا کہ اعلیٰ حضرت نے علماءِ دیوبند کے متعلق لکھا کہ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روضہ اقدس میں حیات نہیں۔'' یہ بھی جناب کا جھوٹ ہے۔ حسام الحرمین میں اس قسم کی کوئی بات نہیں۔ اور یہ کہنا کہ علمائے حرمین نے سوالات بھیجے یہ بھی جھوٹ ہے۔ دیوبندی مولوی محمود حسن گنگوہی لکھتے ہیں:۔

''اسی زمانے میں مولانا حسین احمد مدنی بھی وہیں تھے حجازِ مقدس میں انھوں نے اٹھائیس سوالات لکھ کر بھیجے سہارنپور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری کے پاس۔'' (مسلک علماءِ دیوبند اور حب رسول ص ۶۸)

یعنی سوالات حسین احمد مدنی نے بھیجے تھے۔ اسی طرح ضیاء الرحمٰن لکھتا ہے:۔

''بریلویوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موت ہی نہیں آئی۔''

(یادگارِ خطابت ص ۲۴۵)

یہ بھی جھوٹ ہے اور قیامت کی صبح تک دیوبندی حضرات اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کر سکتے۔

اور شورش کاشمیری لکھتے ہیں:۔

''قرآنِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے بار بار جھوٹے پر لعنت کی ہے اور کسی کے لیے لعنت نہیں۔'' (ابو کلام آزاد ص ۶۴)

تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''مجھے تو جھوٹ سے بڑی ہی نفرت ہے اور کاذب سے نفرت ہونا بھی چاہیے اس لیے کہ اس سے تو کچھ امید نہیں کہ کب دھوکہ دے۔''

(ملفوظات حکیم الامت ج ۲ ص ۲۷)

عبد اللطیف مسعود لکھتے ہیں:۔

''جھوٹ کسی بھی مذہب وملت میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا، لیکن
دین حق میں تو اسے منافی ایمان قرار دیا گیا۔''
(احتساب قادیانیت ج ۲۴ ص ۶۳۰)

قارئین ہم نے یہاں علمائے دیوبند کے اس موروثی مرض کی طرف اشارہ کیا ہے ورنہ ان کے کارنامے احاطہ تحریر میں لانے کے لیے دفتر درکار ہیں۔اب ہم جناب قاسمی صاحب کے اعتراضات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔سب سے پہلا اعتراض جناب نے ''حسام الحرمین'' پہ کیا کہ ''اعلیٰ حضرت نے گنگوہی صاحب کے نام ایک جھوٹا فتویٰ منسوب کیا۔'' ہم اس اعتراض کا بارہا جواب دیا چکا ہے تفصیل کے لیے قارئین ''چراغ ہدایت، محاسبہ دیوبندیت،، حسام الحرمین اور مخالفین اور حسام کے ۱۰۰ سال'' ملاحظہ ہو۔ہم صرف اس اعتراض کے حوالے ایک حوالہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔اوراح ثلاثہ میں موجود ہے:۔

''ایک مرتبہ مولانا گنگوہی نے فرمایا کہ مولوی یحییٰ احمد رضا خان مدت سے میرا ارد کر رہا ہے۔ذرا اس کی تصنیف ہمیں بھی تو سنا دو۔میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھ سے تو نہیں ہو سکے گا۔حضرت نے فرمایا: کیوں؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت ان میں سے تو گالیاں ہیں حضرت نے فرمایا کہ اجی دور کی گالیوں کا کیا ہے پڑی گالیاں ہوں تم سناؤ۔آخر اس کے دلائل تو دیکھیں شاید کوئی معقول بات ہی لکھی ہو تو ہم رجوع کر لیں۔''

(ارواح ثلاثہ ص ۲۱۵)

اس حوالہ کو غور سے دیکھیں گنگوہی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر اس کتاب میں دلائل ہوئے تو ہم رجوع کر لیں گے ہم صرف اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ گنگوہی صاحب پہ الزام کیا تھا؟ وقوع کذب کا ہی تھا اور اسی سے ہی انہوں نے رجوع کی بات کی ہے۔لہٰذا دیوبندی حضرات کا اس منگھڑت کہنا ان کا اپنا کذب ودجل ہے۔اس کے بعد جو جناب نے ''رضوان داودی'' کا حوالہ پیش کیا پہلی بات تو یہ ہمارے نزدیک مستند ومعتمد نہیں اور پھر معرفت نامی

کتاب ہم نے دیکھی ہے اس میں قطعاً یہ بات موجود نہیں کہ اعلیٰ حضرت نے ہی فتویٰ گھڑا ہے بلکہ وہاں تو یہ واضح لکھا ہوا ہے:۔

''اور یہ چار دیو بندی علماء مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل انبیٹھوی اور مولوی اشرف علی تھانوی پر ان کی کفریہ عبارات اور پھر نام بنام ان پر کافر ہونے کا فتویٰ لگا۔'' (معرفت ص ۹۳)

پھر جو علمائے بدایوں کا حوالہ نقل کیا اس پہ عرض ہے کہ پہلی بات تو یہ کہ مفتی خلیل ہمارے نزدیک معتبر نہیں پھر ہم عرض کر چکے کہ یہ سب معاصرانہ چپقلش ہے جس کا دیوبندی مذہب میں کوئی اعتبار نہیں۔اس کے بعد جناب نے ''الشہاب الثاقب'' کے حوالے سے تاویل کرتے ہوئے لکھا ''کیونکہ مصنف نے یہ حوالہ جات سیف النقی سے نقل کیے لہٰذا مصنف ہذا پہ کوئی اعتراض نہیں۔'' جبکہ یہ بھی جناب کا دجل اور فراڈ ہے کیونکہ الشہاب الثاقب کے پہلے ایڈیشن میں کہیں بھی ''سیف النقی'' کا حوالہ نہیں بلکہ یہ سب کچھ تب شامل کیا گیا جب جناب کی پکڑ ہوئی۔

ہدایۃ البرایہ

قارئین ایک دفعہ پھر جناب نے جہالت کا مظاہرہ کیا اور ایک دفعہ پھر اعلیٰ حضرت کی عبارت سمجھنے میں ٹھوکر کھائی۔امام اہلسنت لکھتے ہیں:۔

''جرأت پر جرأت یہ کہ صفحہ ۲۰ پر جو فرضی مطبع لاہور کی خیالی [ہدایۃ البریہ] سے ایک فتویٰ گھڑا اس کے آخر میں حضرت خاتم المحققین قدس سرہ کی مہر بھی دل سے تراش لی۔'' (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۹۱)

یعنی اعلیٰ حضرت نے مطلقاً ''ہدایۃ البرایۃ'' کو من گھڑت نہیں کہا بلکہ ''لاہور کی فرضی چھپی ہوئی۔'' ہدایۃ البرایہ کو من گھڑت کہا ہے لہٰذا اس جاہل مطلق کا یہ سمجھنا کہ اعلیٰ حضرت نے مطلقاً اس کتاب کو من گھڑت کہا ہے یہ جناب کے جاہل ہونے کی ایک اور دلیل ہے۔پھر جناب نے جو حضرت کچھوچھوی کے حوالہ سے اعتراض کیا تو اس کا جواب ہم اسی کتاب یں

عرض کر چکے ہیں وہی دیکھا جائے اور جناب نے جو اشرفی جیلانی صاحب کا حوالہ دیا تو اس میں قطعاً اس عبارت کے متعلق گفتگو ہی نہیں، جناب کا جیلانی صاحب کی عبارت کو کچھوچھوی صاحب کی عبارت پہ فٹ کرنا سوائے جہالت کے مظاہرے کے اور کچھ بھی نہیں، کیونکہ جیلانی صاحب کی عبارت کا تعلق محال عادی اور جیلانی صاحب کی عبارت کا تعلق محال بالغیر کے ساتھ ہے۔ پھر مفتی اقتدار صاحب ہر گز ہماری کوئی معتبر شخصیت نہیں جن کو ہمارے خلاف بطور حجت پیش کیا جاسکے۔ اور جو جاء الحق کا حوالہ پیش کیا اس میں قدرت کا بیان ہے صدور کا نہیں اور ہم اسی کتاب میں با حوالہ عرض کر چکے کہ دیوبندی حضرات کے زندیک انبیاء تو گناہوں کی طرف مائل ہوتے ہیں بلکہ دروغ صریح کی ہر قسم سے معصوم بھی نہیں مگر ان کے اپنے گناہ کے خیال سے بھی محفوظ رہتے ہیں۔

وہابی کسے کہتے ہیں؟

قارئین آج کل کے دیوبندی شدومد سے اپنی وہابیت کا انکار کرتے ہیں جبکہ ان کے اکابر نے بخوشی اپنی وہابیت کا اقرار کیا ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اسماعیل دہلوی نے محمد بن عبدالوہاب کی کتاب ''کتاب التوحید'' سے متاثر ہوکر ''تقویۃ الایمان''، لکھی جس میں محمد بن عبدالوہاب کے نظریات کا پرچار کیا۔ اس کتاب کو دیوبندی حضرات اپنا عین اسلام سمجھتے ہیں اور اس کے نظریات پہ کاربند ہیں۔ اب کیونکہ ان عقائد محمد بن عبدالوہاب جیسے ہیں اس لئے ان کو وہابی کہا جاتا ہے۔ لیکن جناب نے یہ تاویل کی کہ ''وہابی متبع سنت اور بدعات سے منع کرنے والے کو کہتے ہیں'' اور عوام ہر بدعت سے منع کرنے والے کو وہابی سمجھتی ہے۔'' تو یہ جناب کا دجل ہے ہم ان کے گھر کے حوالوں سے ثابت کرتے ہیں کہ وہابی کون ہیں۔ مفتی فرید لکھتے ہیں:۔

''وہابی محمد بن عبدالوہاب نجدی، ابن قیم، ابن تیمیہ وغیرہ کے اتباع ''متبعین''، کو کہا جاتا ہے۔'' (فتاویٰ فریدیہ ج ا ص ۱۵۸)

اسی طرح رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:۔

''محمد بن الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔''

(فتاویٰ رشدیہ ج ا ص ۱۱۹)

اب ہم سوال کرتے ہیں کہ جناب سائل امریکہ کا تھا یا ترکی کا جس کو آپ کے مفتیان کرام نے یہ جواب دیا؟ جب سائل برصغیر کا ہی ہے تو دیوبندی مولویوں نے جواب بھی اسی تناظر میں دیا ہے کہ وہابی محمد بن عبدالوہاب کے پیروکار کو ہی کہتے ہیں۔اور خلیل احمد سہارنپوری کا یہ صریح جھوٹ ہے جس کا رد ہم نے خود ان کے گھر سے کر دیا۔اور جہاں تک دیوبندیوں کو وہابی کہنے کی وجہ تو وہ بھی نظریاتی قربت ہے۔منظور نعمانی فرماتے ہیں:۔

''ہم خود اپنے بارے میں بڑی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں ہمارے لیے اس بات میں کوئی خاص کشش نہیں ہوگی کہ یہاں حضرت کی قبر ہے یہ مسجد ہے۔''

(تذکرہ مولٰینا محمد یوسف صاحب ص ۲۲)

اسی طرح ذکریا صاحب لکھتے ہیں:۔

''مولوی صاحب میں خود تم سے بڑا وہابی ہو، میں تمھیں مشورہ دوں گا کہ حضرت چچا جان کی قبر اور حضرت کے حجرہ کے درودیوار کی وجہ سے یہاں آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔'' (ایضاص ۲۴)

قارئین ان دونوں عبارات سے واضح ہوگیا کہ اقرار وہابیت کی وجہ عقائد ہیں دونوں حضرات نے بزرگوں کے تبرک کا انکار کیا ہے اور جناب خود اسے وہابیت قرار دے چکے ہیں۔

جناب کے پیش کردہ عقائد پہ ایک نظر

قاسمی نے وہابیوں کے کچھ عقائد نقل کیے اور کہا کہ ہمارے یہ عقیدے نہیں۔''ہم اس پہ تفصیلی گفتگو سے اعراض کرتے ہوئے چند گزارشات پیش خدمت ہیں۔قارئین پہلی

بات تو یہ کہ سعودی عرب والوں کے متعلق دیوبندی حضرات نے لکھا ہے کہ وہ غیر مقلد ہیں، اور جناب نے جو عقائد بیان کیے ہیں ان میں سے کئی کے منکر کے متعلق خود دیوبندی حضرات نے لکھا ہے کہ اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ مثلاً عقیدہ حیات النبی کے متعلق ان کا یہ عام فتویٰ ہے کہ منکر حیات النبی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اب دیوبندی بتلائیں کہ اگر ان کی سعودی عرب والوں کے پیچھے نماز نہیں ہوتی تو پھر ہم پہ اعتراض کیوں کرتے ہیں؟ پھر ابو ایوب لکھتا ہے:۔

> "احادیث میں یہ بات واضح ہے کہ مدینہ پاک ہمیشہ اسلام کا مرکز رہے گا۔ اور قیامت کے نزدیک اسلام پوری دنیا سے سمٹ کر مدینہ پاک میں ایسے آئے جائے گا جیسے سانپ اپنی بل میں آجاتا ہے۔"
>
> (پانچ سو باادب سوالات ص ۱۰)

قارئین ابوایوب صاحب کے بقول مدینہ اسلام کا مرکز ہے مگر ان حضرات کے جو عقائد ہیں، دیوبندی حضرات اس کے منکر ہیں اب خود ہی سوچیں وہ کس نرغے میں آتے ہیں۔ پھر جب مصنف الشہاب الثاقب نے وہابی حضرات کے اسی قسم کے عقائد لکھے تو دیوبندی حضرات نے جناب کا رجوع پیش کیا جس میں جناب فرماتے ہیں:۔

> "اور بعض باتیں کچھ اصل بھی رکھتی ہیں مگر نہ ایسی کہ جن کی وجہ سے ان کو فرقہ ناجیہ سے نکالنا جائز ہو سکے یا جمہور اہل سنت و جماعت کا مخالف قرار دے۔"
>
> (فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۱۷۸)

اسی طرح ان کے گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:۔

> "عقائد ان کے عمدہ تھے ۔۔۔۔۔ اور عقائد میں سب متحد ہیں۔"

اس جگہ گنگوہی صاحب نے نہ صرف ان کے عقاءد کو عمدہ مانا بلکہ یہ بات بھی فراخ دلی سے تسلیم کر لی کہ دیوبندی اور وہابی حضرات عقائد میں متحد ہیں۔ پھر جناب نے جوجاء الحق کا حوالہ پیش کیا ہے اسی جگہ مفتی صاحب نے دیوبندی حضرات کے وہابی ہونے کا ذکر کیا اور خود

علامہ کاشف نے دیابنہ کے وہابی ہونے پہ بحث کی ہے اور کسی کے مفصل حوالے کے ہوتے ہوئے مجمل سے اپنا پسندیدہ مطلب تراشنا دیوبندی اصول سے خیانت کا ارتکاب ہے۔ اور اعلیٰ حضرت کے حوالے سے جو اعتراض کیا تو عرض ہے کہ ان حضرات نے رجوع کر لیا تھا اور ہم نقل کر چکے کہ معاصرانہ چپقلش کا کوئی اعتبار نہیں۔ جہاں تک حسن علی رضوی کے حوالے کی بات تو عرض ہے کہ یہ بات درست ہے دیوبندی حضرات نے وہابیوں کا رد بھی کیا ہے مگر از روئے تقیہ خود کو چھپانے کے لیے، ورنہ ان کا اقرار وہابیت پیش کیا جا چکا ہے۔ اور اس کے بعد جو گفتگو کی ہے اس کا جواب دیا چکا ہے۔

مناظرہ کرنے سے دل سیاہ ہوتا ہے

مولوی اشرف علی تھانوی حاجی صاحب سے نقل کرتے ہیں:

"اگر تم سے کوئی مناظرہ کرے تو اس سے مناظرہ نہ کرو اس سے دل سیاہ ہوتا ہے۔" (قصص الاکابر ۱۰۹)

اور جناب والا بھی بہت بڑے مناظر بنتے ہیں، لہٰذا اس فتوے کے مطابق خود ہی حکم لگا لیں ؎

ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

ادریس قاسمی کی تلبیسات کا علمی جائزہ

سب پہلے تو جناب نے قرآن کی حفاظت اور اس کی فصاحت کو بیان کیا۔ (کنز الایمان نمبر ص ۱۶۳)

جس پہ عرض ہے کہ لفظی تحریف کے تو خود دیوبندی قائل ہیں جس پہ حوالہ جات اسی کتاب میں موجود ہیں۔ اور جہاں تک قرآن کے فصیح و بلیغ ہونے کی بات تو اس کے متعلق حسین علی لکھتے ہیں:۔

"اس جگہ مفسرین یہ معنی کرتے ہیں کہ قرآن بلیغ اور فصیح کلام ہے۔ اس

کی مثل کوئی ایسی بلیغ اور فصیح کلام لاؤ۔ لیکن یہ خیال کرنا چاہے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا۔ کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغا کے واسطے نہیں آیا تھا۔ اور یہ کمال بھی نہیں۔''

(تفسیر بلغۃ الحیر ان ص ۱۲)

اس کے بعد غیر متعلقہ گفتگو کرنے کے بعد پہلا اعتراض یہ کیا کہ یہ کوئی معتبر ترجمہ و تفسیر نہیں۔ (کنز الایمان نمبر ص ۱۶۶)

ہم پہلے نجیب صاحب کے مضمون میں حوالہ جات سے ثابت کر آئے ہیں کہ یہ نہ صرف مشہور ترجمہ بلکہ دیوبندی حضرات نے اسے معتبر تفسیر بھی مانا ہے۔ اس کے بعد وہی اکابر مفسرین سے الگ رہنے کا اعتراض کیا جس میں کتنا وزن ہے یہ ہمارے قارئین اب تک محسوس کر لیا ہوگا اس کے بعد لکھا کہ شیخ الہند کا ترجمہ دیکھیں ان کا ترجمہ شاہ عبد القادر سے موافق ہوگا اور وہی معتبر سمجھا جائے گا۔ (کنز الایمان نمبر ص ۱۶۷)

قارئین ہم اس جگہ صرف دو مثالیں ہی پیش کرتے ہیں۔ دیوبندی شیخ الہند اھدنا صراط کا ترجمہ لکھتے ہیں:

بتلا ہم کو راہ سیدھی۔ (محمود الحسن)

جبکہ شاہ صاحب لکھتے ہیں:۔

چلا ہم کو سیدھا رستہ۔ (موضح قرآن)

اسی طرح شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ نے وما اھل لغیر اللہ (المائدہ نمبر ۳) کا ترجمہ کیا:

وآنچہ آواز بلند کردہ شود در ذبح دے بغیر خدا

شاہ صاحب نے یہاں "اھل" سے مراد ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارنا لیا ہے، جبکہ محمود الحسن صاحب اس کا ترجمہ کچھ یوں کرتے ہیں:۔

اور جس جانور پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۴۰)

لہذا دیوبندی اصول سے یہ ترجمہ بالکل معتبر نہیں اور جن دیوبندی حضرات نے یہ

ترجمہ کیا ہے غلط کیا ہے۔ پھر ابوکلام آزاد موضح قرآن کے بارے میں لکھتے ہیں :۔

''باقی رہا مطالب قرآن اور اس کی مہمات کا معاملہ تو اہل نظر سے مخفی نہیں کہ اس باب میں ان کے سامنے عام سطح سے کوئی بلند تر مقام موجود نہ تھا۔ انہوں نے کہیں بھی جلالین اور بیضاوی سے آگے قدم نہیں بڑھایا۔ اس لیے وہ کمزوریاں ان کے تفسیری اختیارات میں موجود ہیں جو عماطور پر متداول تفاسیر میں پائی جاتی ہیں۔''

(محاسن موضح قرآن ص ۸۱۶)

ہم اسی پہ اکتفاء کرتے ہوئے آگے چلتے ہیں ورنہ:

؎ جو کچھ ابھی بیاں ہوا آغاز باب ہے

آگے اعلیٰ حضرت پہ تحریف قرآن کا الزام لگا کر اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

(۱) خاندان شاہ ولی اللہ سے مخالفت

(۲) سنت سے دشمنی

(۳) بدعت کا ثبوت

(۴) اپنے خود ساختہ مذہب کا پرچار

(کنز الایمان نمبر ص ۱۶۸)

قارئین یہ چاروں الزامات کا اگر ہم تفصیل سے جواب دیں تو بات لمبی ہو جائے گی صرف چند گزارشات عرض کرتے ہیں۔

(۱) خاندان شاہ ولی اللہ سے مخالفت :

یہ جناب کا مکمل جھوٹ ہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خاندان دہلوی سے دشمنی کی بلکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد وہی تھے جو شاہ صاحب اور دیگر خاندان دہلوی کے تھے جن سے شاہ اسماعیل نے اختلاف کیا اور علمائے دیوبند نے اس کی پیروی کی۔

دیوبندی ترجمان مولوی اسماعیل اور منور الدین کے درمیان مباحثے کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

""لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ مباحثہ بالکل بے نتیجہ تھا، کیونکہ فریقین میں صرف مسائل ہی میں نزاع ہی نہ تھی بلکہ اصول ومبادیات میں بھی بون ثلع تھی۔ مولانا منور الدین اور ان کی جماعت جا بجا استناد و استشہاد و بعض علماء کی کتابوں، شاہ عبدالعزیز کے خاندان کے طرز عمل، اور مختلف مکاتیب وملفوظات سے کرتے تھے اور اسے دلیل و حجت سمجھے تھے۔ مولانا اسماعیل صرف قرآن وحدیث سے سند مانگتے تھے۔ ظاہر ہے ایسی حال میں نتیجہ محال تھا۔"" (آزاد کی کہانی خود ان کی زبانی ص ۳۶)

یہ عبارت اس بات کو مکمل طور پہ واضح کر رہی ہے کہ اسماعیل دہلوی کے نزدیک خاندان دہلوی کے عقائد ومسائل قرآن وحدیث کے مطابق نہیں تھے اس لیے تو وہ سند مانگ رہے تھے پھر ظاہری بات ہے وہ ان سے اختلاف رکھتے تھے اس واسطے ہی انہیں قبول نہیں کر رہے تھے۔

اخلاق حسین قاسمی لکھتے ہیں:۔

""ایک عینی شاہد کے بیان کے مطابق خاندان کے دوسرے افراد مولانا مخصوص اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ کو تقویۃ الایمان کے اسلوب بیان سے اختلاف تھا۔"" (شاہ اسماعیل اور ان کے ناقد ص ۷۳)

ایک اور صاحب لکھتے ہیں:۔

""مختصر واقعہ یہ ہے کہ مولوی فضل رسول صاحب بدایونی نے اپنی عادات کے موافق حضرت مولانا محمد موسی صاحب ومولانا مخصوص اللہ صاحب، مولانا رشید الدین صاحب رحمہم اللہ کو علامہ شہید کا مخالف بنالیا۔""

(الجنۃ لاھل السنۃ ص ۶۳)

اور سنیئے اخلاق حسین قاسمی صاحب مزید لکھتے ہیں:۔

''شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا شمار وہابی علماء میں نہیں ہے۔مولانا فضل حق خیرآبادی نے شاہ صاحب سے فیض حاصل کیا ہے اور حدیث پڑھی ہے اور یہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک اصلاح کے لب ولہجہ اور طریقہ کار سے اخلاف کیا تھا۔''

(کنزالایمان پر پابندی کیوں ص ۲۴)

یہاں اخلاق حسین قاسمی صاحب نے اس بات کا واضح اقرار کرلیا کہ شاہ اسماعیل کے عقائد وہابیوں والے تھے اور شاہ عبدالقادر وہابی نہیں اور ان کے شاگردوں نے شاہ اسماعیل سے اختلاف کیا مزید سنیئے شاہ اسماعیل نے ۱۸۲۴ میں حج کیا اور تقویۃ الایمان ۱۸۲۷ میں چھپی یعنی جناب حج کر کے واپس آ گئے۔ (تقویۃ الایمان ص ۱۶۔۱۸ مقدمہ از غلام رسول مہر) وہاں وہابی نظریات سے متاثر ہو کر یہ کتاب لکھی جس میں کتاب التوحید کے نظریات کا پرچار ہے۔اس پہ تفصیل ''محاسبہ دیوبندیت'' اور ہماری کتاب ''شاہ اسماعیل اور تاریخی حقائق'' میں ملاحظہ کریں۔پھر انہیں نظریات کی پیروی دیوبندی حضرات نے کی اور ان کے گنگوہی صاحب نے اسے عین ایمان قرار دیا جیسا کہ ہم پہلے بھی ذکر کر آئے ہیں۔لہٰذا خاندان شاہ ولی سے خود دیوبندی حضرات نے اختلاف کیا اور جناب انظر شاہ کاشمیری لکھتے ہیں:۔

''حضرت نانوتوی علیہ الرحمہ صرف ازہر الہند دارلعلوم دیوبند کے بانی نہیں بلکہ فکر کے امام ہیں۔'' (حیات محدث کاشمیری ص ۳۸)

اس بات کا واضح مطلب ہے کہ دیوبندی حضرات کی باقاعدہ ابتداء نانوتوی سے ہوئی۔اسی راز سے پردہ اٹھاتے ہوئے جناب زکریا صاحب فرماتے ہیں:۔

''حضرت تھانوی وحضرت مدنی کو آفتاب ومہتاب سمجھتا ہوں ان دونوں میں جس کا اتباع کرو مفید ہو گا۔ہمارے اکابرین حضرت گنگوہی اور

حضرت نانوتوی نے جو دین قائم کیا تھا۔ اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ اب رشید و قاسم پیدا ہونے سے رہے پس ان کے اتباع میں لگ جاؤ۔"

(صحبت اولیاء صفحہ نمبر ۱۲۶)

اب اس دین کی وضاحت کرتے ہوئے گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:۔

"تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے...... اس کا رکھنا اور پڑھنا اور اس پر عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ ۱۲۱۹۔ تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ ۲۳۴)

جناب حسین احمد مدنی لکھتے ہیں:۔

"اسی طرح دہلی کا مشہور خانوادہ جس کے امام شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، بدعت کے خلاف محاذ پر ان کی کوششیں بھی اس تاریخی وقعت کو حاصل نہ کر سکیں جس کی بجا طور پر وہ مستحق تھیں۔ ہند میں اسلام کی تاریخ کا یہ سب سے بڑا امتیاز دیوبند کو حاصل ہوا کہ آج بدعت کے خلاف ایک مضبوط محاذ دیوبند ہی ہے۔"

(نقش دوام ص ۱۴۶)

مزید فرماتے ہیں:۔

"حضرت نانوتوی مرحوم کی تحقیقات نہایت ہی بلند پایہ اور مفید ہیں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہٗ العزیز کی تصانیف میں بھی تحقیقات اور حکمتیں بھری ہوئی ہیں اور نہایت مفید اور بلند پایہ ہیں مگر مجھ کو جو طمانیت اور بلند پائیگی حضرت نانوتوی کی تصانیف میں ملتی تھیں وہ وہاں نہ تھی۔"

(نقش حیات ج ۱ ص ۱۷)

مندرجہ بالا عبارات کسی تبصرہ کی محتاج نہیں، اس لیے ہم اتمام حجت کے لیے آخری حوالہ پیش کرتے ہیں۔ جناب انظر صاحب لکھتے ہیں:۔

'دیوبند کی تاریخ پر انصاف اور احتیاط کے ساتھ جب کبھی غور کیا تو اس

جدوجہد کا امام حضرت مولانا گنگوہی اور حضرت نانوتوی کرنا پڑا۔۔"

(نقش دوام ص ۱۴۷)

جناب قاری طیب فرماتے ہیں:۔

"کلامی مسائل میں خصوصیت کے ساتھ علماء دیوبند میں قاسمیت غالب ہے۔"

(مسلک علمائے دیوبند ص ۴۹)

مزید فرماتے ہیں:۔

"علمائے دیوبند کا آغاز دارالعلوم دیوبند سے ہے۔"

(مسلک علمائے دیوبند ص ۶۵)

لہٰذا ہماری اس ساری وضاحت سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ خاندان دہلوی سے دیوبندی حضرات کا کوئی تعلق نہیں، یہ ایک نیا فرقہ ہے اور ان کے عقائد وہابیوں والے ہیں۔اس لیے تو جناب گنگوہی نے فرمایا کہ:۔

"محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے۔۔۔اور عقائد سب کے متحد ہیں۔" (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۱۱۹)

اس جگہ تو دیوبندی قطب الاقطاب نے یہ بات واضح کر دی کہ وہابیوں اور دیوبندیوں کے عقائد بالکل ایک جیسے ہیں۔اور جناب سرفراز صاحب محمد بن عبدالوہاب کے بارے میں لکھتے ہیں:۔

"لیکن ان کے بارے میں صحیح نظریہ وہی ہے جو علامہ آلوسی اور حضرت گنگوہی کا ہے۔" (تسکین الصدور ص ۲۶۶)

اور کیوں نہ ہو گنگوہی صاحب خود اعلان کر چکے ہین:۔

"حق تعالی نے مجھ سے وعدہ فرمایا کہ میری زبان سے غلط نہیں نکلوائے گا۔"

(ارواح ثلاثہ ص ۲۲۲)

مزید فرماتے ہیں:۔

''سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے۔''

(تذکرۃ الرشید ج ا ص ۳۴)

لہٰذا ان کے اس حق والے بیان سے یہ بات کھل کر سامنے آ گئی کہ دیوبندی حضرات اعتقادی طور پہ وہابی ہیں۔ اب ادھر ادھر کے بہانے کرنا صرف وقت گزاری ہے مگر حقیقت کو چھپایا نہیں جا سکتا ۔

گو چہرہ تاریخ پر تھے نقابوں پہ نقاب
حقیقت پھر حقیقت تھی نمایاں ہو گئی

یہاں ہم اس بات کی وضاحت کرتے جائیں کہ علامہ آلوسی نے ہرگز نجدی خیالات کو عمدہ نہیں کہا اور بقول دیوبندی حضرات یہ سب نعمان آلوسی کی کارستانی ہے۔ قاضی زاہد الحسینی لکھتے ہیں:۔

''علامہ شیخ محمد زاہد الکوثری مصری (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے فرمایا کہ علامہ سید محمود آلوسی کی وفات کے بعد ان کے بیٹے نعمان آلوسی نے اس تفسیر مین کچھ رد و بدل کیا ہے جو کہ مفسر مرحوم کے اپنے ہاتھ سے لکھے ہوئے نسخہ کے تقابل سے معلوم ہو سکتا ہے علامہ آلوسی کے ہاتھ سے لکھا ہوا نسخہ استنبول میں راغب پاشا کے کتب خانہ میں موجود ہے۔''

(تذکرۃ المفسرین ص ۱۸۰۔۱۸۱)

اور جہاں بدعت کے ثبوت اور سنت کی مخالف یا نئے دین کے پرچار کا الزام تو تھانوی صاحب امام اہلسنت کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''اگر سارے علماء ایسے مسلک کے بھی ہو جائیں جو مجھ کو کافر کہتے ہیں (یعنی بریلوی صاحبان) تو میں پھر بھی ان کی بقاء کے لیے دعائیں مانگتا رہوں...... وہ تعلیم تو قرآن و حدیث ہی کی کرتے ہیں۔ ان کی وجہ سے دین تو قائم ہے۔''

(اشرف السوانح ج ا صفحہ ۱۹۲، حیات امداد صفحہ ۳۸، اسوہ اکابر صفحہ ۱۵)

اور تھانوی صاحب کے متعلق یہ بات موجود ہے:

''حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دونوں نہایت نیک انسان ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں اور لکھتے ہیں حق ہے۔''

(عشق رسول اور علمائے حق ص ۲۰۸)

یعنی تھانوی صاحب کا ہر کہا اور لکھا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک حق ہے تو دیوبندی حضرات کو یہ حق تسلیم کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت کی مخالفت سے توبہ کرنی چاہیے۔

''آگے فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے شاہ ولی کے فرزندوں پہ کفر کا فتویٰ دیا۔'' (کنز الایمان نمبر ص ۱۶۸)

یہ جناب کا کذب عظیم ہے اور قیامت کی صبح تک اس کا ثبوت فراہم نہیں کر سکتے اور جہاں تک شاہ اسماعیل کی بات تو ہم وضاحت کر آئے ہیں کہ اس کے نظریات خاندان شاہ ولی اللہ سے ہٹ کر تھے پھر جناب کی تقویۃ الایمان گستاخانہ عبارات سے بھری پڑی ہے جس کی وجہ سے اعلیٰ حضرت نے اس پہ گرفت کی مگر تمہید الایمان میں تکفیر سے کف لسان کیا۔ مگر جناب کا یہ کہنا کہ اعلیٰ حضرت نے شاہ اسماعیل کو کافر کہا دیوبندی تابوت میں ایک ایسا کیل ہے جس سے ان کی بچی بچائی عمارت خود بخود ڈھیر ہو جاتی ہے اور اس مسئلے پہ جو اعلیٰ حضرت کے حوالے سے اعتراض کیا جاتا ہے اس کا جواب خود جناب نے دے دیا۔ اور ہم وضاحت کر آئے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کسی ذاتی رنجش یا انگریز دوستی کی بناء پہ نہیں بلکہ ان کی گستاخیوں کی وجہ سے فتویٰ دیا اور آپ سے پہلے بھی دیگر حضرات یہ کام کیا تھا اور خود دیوبندی حضرات نے اس تقویۃ الایمان کے متعلق اعتراف کیا کہ اس کے الفاظ میں شدت ہیں۔ چنانچہ محمود حسن لکھتے ہیں:۔

''لیکن ان میں بعض الفاظ سخت ہیں جو کہ اس زمانہ کی جہالت کے علاج کے طور پر لکھے گئے ہیں۔۔۔۔ بلا ضرورت ان الفاظ کو استعمال کرنا جیسے بعض کی عادت ہو گئی ہے۔ گستاخی ہے اس سے احتیاط چاہیے۔''

(فتاوی محمودیہ ج ۴ ص ۱۱۴)

شاہ اسماعیل دہلوی صاحب خود کہتے ہیں کہ 'میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ (ارواح ثلاثہ صفحہ ۸۴، اکمل البیان) دیوبندی امام رشید احمد گنگوہی کے مطابق 'تقویۃ الایمان'' کے بعض مسائل میں بظاہر تشدد ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۲۲۶) اشرفعلی تھانوی دیوبندی کے مطابق ''تقویۃ الایمان میں بعض الفاظ جو سخت واقع ہیں۔'' (امداد الفتاویٰ جلد ۴ ص ۱۵) اس کے بعد جناب نے امام اہلسنت کے ترجمہ پہ اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت نے ید کا ترجمہ قوت اور بصر کو علم کے معنی میں لیا ہے، تو جناب عرض ہے ہے آپ کے عبدالحمید سواتی صاحب فرماتے ہیں:۔

''امام رازی اور دیگر مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر دو قسم کی قوتیں رکھی ہیں یعنی قوت عملی اور قوت علمی یا نظری۔ قوت عملی کا مظاہرہ ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ تمام کام ہاتھوں سے انجام دئے جاتے ہیں اور قوت علمی یا نظری آنکھوں کے ذریعے حاصل ہوتی ہے۔''

(معالم عرفان ج ۱۶ ص ۹۶)

اسی طرح تفسیر مظہری جس کا اردو ترجمہ دیوبنی حضرات نے کیا ہے اس میں مترجم صاحب رقم طراز ہیں کہ:۔

''خلاصہ یہ کہ تینوں حضرات عملی اور علمی قوتوں کے مالک تھے۔''

(تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۸۶)

اور جہاں تک مفتی صاحب پہ یہ اعتراض کہ آپ نے خدائی طاقت تسلیم کی ہے یہ بھی غلط ہے۔ مفتی صاحب نے خود وضاحت کی ہے کہ ایسی صفات غیر مستقل اور مجازی ہوتی ہیں۔

(سلطنت مصطفی ص ۵۳۔ ۵۴)

اس کے بعد جناب نے قل انما انا بشر مثلکم کے ترجمے پہ اعتراض کیا، جس کا بارہا دفعہ جواب دیا جا چکا ہے مگر کیا کریں جب تک ان کو نیا انجکشن نہ دیا جائے افاقہ یہ بھی محسوس نہیں کرتے لہٰذا چند گزراشات پیش خدمت ہیں۔ جناب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مولوی احمد رضا خان نے اپنی بات قرآن میں داخل کرتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہری صورت بشری میں کافرون جیسا قرار دیا؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صورت بشر میں کافروں جیسا تھے استغفر اللہ۔ العیاذ باللہ۔"
(کنز الایمان ص ۱۷۱)

قارئین بشر کا مطلب ہے ظاہر الجلد تو اس ترجمے کا مفاد صرف اتنا ہے کہ میں ظاہر الجلد میں ہونے تم جیسا ہوں نہ کہ تم جیسا بشر ہوں۔ جناب اخلاق حسین قاسمی لکھتے ہیں:۔

"اس حقیقت پر تمام مسلم فرقے متفق ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بظاہر بشر ہونے کے باوجود ایک منفرد اور بے مثال بشریت کے مالک تھے کمالات واوصاف باطنی وظاہری کے اعتبار سے نہ آپ جیسا بشر پہلے ہوا نہ قیامت تک ہوسکے گا۔ اسی کی طرف خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا۔ جب بعض صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید میں صوم وصال کا سلسلہ شروع کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

ایکم مثلی، یعطمنی ربی و یسقینی۔۔۔تم میں مجھ جیسا کون ہے؟ میرا پروردگار مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کو خداوند تعالیٰ نے جو امتیاز عطا فرمایا ہے یہ اس کی طرف اشارہ ہے۔ اسی حقیقت کو سامنے رکھ کر حضرت شاہ صاحب نے آیت کہف کا ترجمہ کیا ہے۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے بھی اس کی رعایت کی ہے۔۔۔ لکھتے ہیں:۔

"تم فرماؤ۔ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔"
مطلب کی حد تک یہ ترجمہ صحیح ہے۔۔"
(محاسن موضح قرآن ص ۲۶۳-۲۶۴)

؎ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

لہٰذا یہاں اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو نہ صرف درست تسلیم کیا بلکہ یہ بھی واضح کیا کہ آپ کا ترجمہ شاہ صاحب کے مطابق ہے۔اسی طرح قاضی زاہد حسینی لکھتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ کا نبی باوجود بشر ہونے کے بشری صفات میں دوسروں سے ممتاز ہوتا ہے اور اس کو مافوق البشر صفات منجانب اللہ عطا ہوتی ہیں اور یہی عقیدہ قرآن وحدیث کی روشنی میں حق ہے۔'' (رحمت کائنات ص ۲۶۴)

یعنی بشر ہونے کے باوجود ایسی خصوصیات ہوتیں ہیں جو اسے عام انسانوں سے ممتاز کرتی ہیں۔قاسم نانوتوی صاحب فرماتے ہیں:۔

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک اور امت کی ارواح کے درمیان اتحاد اور اشتراک نوعی قائم نہیں ہے دونوں کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے اگرچہ ظاہری شکل وصورت مین اور احکام جسمانی میں مماثل اور ایک جیسا کہا جائے اور یوں کہا جائے:

انما انا بشر مثلکم

لیکن حضور اور ایمان والوں کے درمیان مساوات اور برابری کا عقیدہ قائم کرنا منجملہ اضغاث احلام اور خیلات واہیات سے ہے۔جس طرح آفتاب اور اس کی شعاوں میں مثلیت ذاتی نہیں، لاکھوں عکس بھی مثل آفتاب نہیں ہو سکتے۔اگرچہ صورت اور رنگ میں نور آفتاب اور اصلی آفتاب سے مشابہت ہے لیکن برابری کا خیال ایک باطل خیال ہے۔''

(آب حیات ص ۲۴۴)

جناب اخلاق حسین قاسمی مزید فرماتے ہیں:۔

''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری اور جسمانی قوتوں میں اور روحانی اور ذہنی قوتوں میں۔۔۔بالکل ممتاز اور مثالی شان کے مالک تھے

خداوند عالم نے ایک صاحب جمال وکمال صورت بشری میں جو جسمانی

ذہنی، علمی اور عملی قوتیں اور صلاحتیں ودیعت فرمائی تھیں ان میں رسول محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پوری نوع انسانی میں یکتا اور منفرد تھے۔"

(محاسن موضح قرآن ص ۷۹۴)

نیز:۔

"یہ بات حقیقت کے خلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکمل طور پر ایک عام بشر جیسے تھے۔ ایسا سمجھنا نبوت سے بے خبری کا ثبوت دینا ہے۔"

(محاسن موضح قرآن ص ۷۹۶)

تھانوی صاحب فرماتے ہیں:۔

"آپ کی تنقیص کر کے دوسرے بشر پر آپ کو قیاس کرنا کفر یا بدعت ہے۔"

(نشر الطیب ص ۲۳۷)

سرفراز صاحب لکھتے ہیں:۔

"تو کسی امتی کو روا نہیں کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مماثل ہونے کا دعوی کرے یہ بھی ملحوظ رہنا چاہیے کہ آپ کی بشریت بھی سب سے اعلی ہے ہمارے بشریت کو اس سے کچھ مناسبت نہیں۔۔۔ یہ جو کچھ کہا ہے بالکل بجا اور درست ہے۔" (تنقید متین ص ۷۷)

اکرم اعوان صاحب لکھتے ہیں:۔

"بشر کہنے والا اپنے طرح بشر نہ کہے جو عام بشریت کے لیے بھی ننگ و عار ہے اور فخر بشریت ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔" (نور و بشر کی حقیقت ص ۱۰)

مگر اس کے باوجود دیوبندی حضرات یہ بھی لکھتے ہیں کہ:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا اپنی بشریت اور دوسروں کے ساتھ شریک فی النوع ہونے میں اپنی مثلیت کو بیان فرمایا۔"

(فرقہ بریلویت پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ ص ۳۴۴، مطالعہ بریلویت ج ۵ ص ۲۴۹)

سرفراز صاحب فرماتے ہیں:۔

''اپنے جیسے سے اگر مراد جنس بشر اور نوع انسانیت کے لحاظ سے مراد ہے تو قل انما انا بشر مثلکم کی نص قطعی اس مماثلت کو مومنوں اور کافروں سب کے لیے ثابت ہے۔'' (اتمام البرہان ص ۳۴۵)

اسمٰعیل دہلوی نے لکھا:۔

''اور یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مثلکم کا خطاب مشرکین طرف ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بشریت میں مشرکوں کے برابر کیوں کر دیا جن کی نجاست قرآن سے ثابت ہے۔'' (تذکیر الاخوان ص ۳۹۶)

حسین احمد مدنی لکھتے ہیں:۔

''اب دیکھئے کہ کفار جن کی نجاست کا صریح اظہار قرآن میں گیا ہے ان کی بے عقلی و نقائص کا ذکر بار بار آیتوں میں کیا گیا ہے ان کی مماثلت ظاہر کی جاتی ہے مگر کیونکہ یہ مماثلت فقط بشریت میں ہے۔''

(الشہاب الثاقب ص ۲۵۰)

عاشق الٰہی صاحب رقم طراز ہیں:۔

''حضرات انبیاء کرام تو فرمائیں کہ ہم تمہارے جیسے بشر ہیں لیکن بریلوی مشائخ یہ فرماتے ہیں کہ اپنی طرح کا بشر نہ کہو۔ آخر قرآن کے اعلان سے ایسی کیا ناراضگی ہے۔'' (بریلوی علماء و مشائخ کے لیئے لمحہ فکریہ ص ۵۰)

؎ ان دونوں میں تیری کونسی آواز ہے

اور تھانوی صاحب نے اس آیت کا ترجمہ کیا:۔

''میں تو تم جیسا ہی بشر ہوں۔''

بجائے اس کے کہ ہم ان عبارات اور تھانوی صاحب کے ترجمے پہ کچھ عرض کریں اخلاق حسین قاسمی صاحب کا تبصرہ ہی نقل کیے دیتے ہیں۔ جناب لکھتے ہیں:۔

''بخلاف ''تم جیسا آدمی'' کہ اس میں مکمل تشبیہ اور پوری مثلیت کا مفہوم نکلتا ہے، ظاہر ہے کہ آیات بشریت کا خطاب خاص طور پر مشرکین عرب کی طرف تھا تو معاذ اللہ۔۔۔کیا رسول پاک ﷺ اپنے مخاطب مشرکین کے ساتھ مکمل تشبیہ رکھتے تھے؟ پھر جن حضرات نے (ہی) لفظ حصر بڑھایا انہوں ۔نے مثلیت پہ اور زیادہ زور پیدا کر دیا۔۔۔جس سے شاہ صاحب کا اتفاق معلوم نہیں ہوتا۔'' (محاسن موضح قرآن ص ۷۹۶)

لہٰذا ثابت ہوا کہ دیوبندی ترجمہ اور عقیدہ شاہ عبد القادر کے مطابق نہیں اور ترجمہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی بشریت کے امتیاز کو واضح کر رہا ہے۔

اس کے بعد جناب نے ووضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك کے ترجمہ ''جس نے تمہاری پیٹھ توڑ دی تھی۔'' پہ اعتراض کیا اور گستاخی قرار دیا۔

(کنز الایمان نمبر ص ۱۷۲)

سب سے پہلے تو یہ عرض ہے کہ یہ ترجمہ دیوبندی حضرات نے بھی کیا ہے۔تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:۔

جس نے تمہاری کمر توڑ رکھی تھی۔ (آسان ترجمہ قرآن ص ۱۹۳۸)

اسی طرح ایک اور صاحب لکھتے ہیں:۔

جس نے آپ کی کمر کو توڑ کر رکھ دیا تھا۔ (تفسیر بصیرت القرآن ج ۶ ص ۵۱۴)

عبد الماجد دریا آبادی لکھتے ہیں:۔

جس نے آپ کی پشت توڑ رکھی تھی۔ (تفسیر ماجدی ص ۱۱۷۷)

عاشق الٰہی صاحب لکھتے ہیں:۔

جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی۔ (تفسیر انوار البیان ج ۹ ص ۴۱۷)

اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی۔ (تفسیر بیان القرآن ج ۳ ص ۶۶۶)

مزید لکھا:۔

''اور جس بوجھ نے آپ کی کمر توڑ دی تھی۔ (امثال عبرت ص ۴۴)

عبدالحی صاحب لکھتے ہیں:۔

جو آپ کی کمر توڑے دے رہا تھا۔ (آسان تفسیر ص ۳۶۲)

اسی طرح ایک اور صاحب لکھتے ہیں:۔

جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی۔ (درسی تفسیر ص ۲۷۳)

ہم یہاں قاسمی صاحب سے گزارش کرتے ہیں ان حضرات پہ بھی گستاخی کا فتویٰ لگایا جائے اور جہاں تک پیٹھ توڑنے کی بات تو یہ ایک محاورہ ہے جو آلام ومصائب کے اظہار کے لیے بولا جاتا ہے لہٰذا یہ الفاظ گستاخی نہیں۔

اس کے بعد جناب نے سورت والضحیٰ کی آیت نمبر ۳ کے ترجمے پہ اعتراض کیا۔ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ کیا:۔

''تمہیں تمہارے رب نے نہ چھوڑا نہ مکروہ جانا۔''

جناب نے اعتراض کیا:۔

''پھر نبی کی طرف مکروہ نفی کے ساتھ استعمال کرنا بھی نہایت گستاخانہ انداز ہے۔'' (کنز الایمان نمبر ص ۱۷۲)

ہم حیران ہیں جن کے نزدیک نبی کو بدحواس، چمار سے ذلیل، بے خبر اور نادان، کہنا گستاخی نہیں وہ مکروہ جیسے لفظ جو نفی کے ساتھ موجود ہے پر فتویٰ لگا رہے ہیں۔ اگر یہی اصول ہے تو دیوبندی حضرات کے تراجم بھی ملاحظہ ہوں:۔

آپ کے پروردگار نے نہ آپ کو چھوڑا نہ دشمنی کی۔ (تفسیر انوار البیان ج۹ ص ۴۱۲)

اسی طرح مولوی عبدالحی صاحب لکھتے ہیں:

آپ کے رب نے نہ آپ کو چھوڑا اور نہ آپ سے بیزار ہوا۔ (آسان تفسیر ص ۳۱۷)

اب ہم قاسمی صاحب سے گزارش کرتے ہیں کہ حضرت ادھر بھی نظر کرم کریں اور لفظ

دشمنی اور بیزار پہ بھی فتویٰ لگائیں۔ کیونکہ بیزار کا لفظ مکروہ سے زیادہ سنگین ہے۔ وگرنہ

چپ رہو اس میں تمہارا ہی رہے بھرم
یوں تو نہ سب کے سامنے ہکلاؤ دوستوں

اس کے بعد جناب نے لذنبک کے ترجمہ پہ اعتراض کیا جس کا تفصیلی جواب ہم نے ساجد صاحب کے مضمون میں دیا ہے وہی ملاحظہ ہو مگر یہاں جناب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے افعال کو کوتاہیوں اور لغزشوں سے تعبیر کیا، اور یہی لفظ جب مودودی صاحب نے لکھا تھا تو ان کے متعلق قاضی زاہد الحسینی لکھتے ہیں:۔

''مودودی صاحب کا قلم یہاں بھی شان نبوت کو اجاگر کرنے کی بجائے
بہت بڑی لغزش کر گیا۔'' (رحمت کائنات ص ۳۸۳)

اس کے بعد جو خزائن العرفان اور نور العرفان پہ اعتراض کیا ہے ان کا جواب متعلقہ ابواب میں ملاحظہ کریں۔

دیوبندی تراجم کی تائید کا جائزہ (حصہ دوئم)

ان ربك لبالمرصاد

بے شک تیرا رب ہے گھات میں۔ (محمود الحسن)

بے شک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔ (اعلیٰ حضرت)

دیوبندی ترجمہ پہ قابل گرفت یہ بات تھی کہ گھات میں ہونے کا مطلب ہوتا ہے کہ دوسرے سے نظر بچا کر چھپ کر بیٹھنا اور یہ معنی اللہ کی شان کے لائق نہیں اور اس جگہ وہی معنی مراد ہیں جو اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں موجود ہیں۔اب جناب ایوب صاحب اس ترجمہ پہ کی گئی گرفت کا جواب تو دے نہیں پائے، اور اپنی اس ناکامی پہ پردہ ڈالنے کے لیے جناب نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پہ اعتراض کیا۔ لکھتے ہیں:۔

''فاضل بریلوی نے سرکار علیہ اسلام کو بھی خود رفتہ لکھا اور زلیخا کو بھی جبکہ زلیخا کا خود رفتہ ہونا مذموم اور غیر محمود تھا۔مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدا تعالی کی محبت میں خود رفتہ ہونا محمود تھا۔''

(کنزالایمان نمبر ص ۱۹۴)

عرض ہے کہ الفاظ کے گستاخی یا نازیبا ہونے کا معیار عرف عام ہے لغوی معنی نہیں۔ اور گھات کا لفظ عرف عام میں ''چوری چھپ کر بیٹھنے'' وغیرہ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ لٰہذا ''خود رفتہ'' کے لغوی معنی پہ اس کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے۔اور نسبت بدلنے سے معنی کی نوعیت بدل جاتی ہے اور اسی کے مطابق ہی ترجمہ ہوتا ہے۔لفظ ضالا کا ترجمہ کفار کے لیے گمراہ کیا جاتا ہے کیا ابوایوب صاحب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یہی ترجمہ کرنے کے لیے تیار ہیں؟؟

پھر جناب نے جو تفسیر عثمانی سے جو اقتباس نقل کیا وہ بھی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو تقویت دیتا ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ میں مراد لکھ کر پیدا ہونے والے اشکال کو ختم

کر دیا۔ اور اس بات کو خود دیوبندی حضرات نے لائق تحسین قرار دیا ہے جس کی ہم پہلے بحوالہ گفتگو کر آئیں ہیں۔ اس کے بعد جناب نے سورت الشعراء کی ایک آیت کے ترجمہ پہ اعتراض کیا۔ اعلیٰ حضرت نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے:

''موسیٰ نے فرمایا میں نے وہ کام کیا جبکہ راہ کی خبر نہ تھی۔''

قارئین اس جگہ قبطی والے واقعہ کا بیان ہو رہا ہے۔ اور قبطی کے قتل ہونے کے بعد موسیٰ علیہ اسلام نے مندرجہ ذیل بالا الفاظ کہے جس کا صاف مطلب یہی ہے مجھے اندازہ نہ تھا کہ قبطی میرے گھونسے سے اپنی جان گنوا بیٹھے گا۔ اور اگر جناب کو ہماری بات تسلیم نہ ہو تو ہم جناب کو گھر لیے جاتے ہیں۔ مفتی محمود حسن گنگوہی لکھتے ہیں:۔

''اللہ میاں'' کہنا درست ہے۔ اردو میں یہ لفظ اس موقع پر تعظیم کے لیے بولا جاتا ہے۔'' (فتاویٰ محمودیہ ج ۱ ص ۲۶۷)

فتاویٰ حقانیہ میں ہے:۔

''پشتو زبان کے محاورے کے مطابق کمینہ کا لفظ متواضع اور منکسر المزاج شخص کے لیے استعمال ہوتا ہے (لہٰذا اس کا قائل گنہگار نہیں)۔''

(فتاویٰ حقانیہ ج ۱ ص ۱۷۰)

جناب مفتی کفایت اللہ لکھتے ہیں:۔

''مگر عرفی بے ادبی کا مدار عرف عام پر ہے۔ اور اسی پر حکم دائر ہوتا ہے'' (کفایت المفتی 1/ 126)

لہٰذا ثابت ہوا کہ گستاخی کا معیار عرف عام ہے لغوی معنیٰ نہیں۔ اور مواہب الدنیہ میں ہے:''من سبه او انتقصه وصفه بما يعد نقصا عرفا قتل بالاجماع۔''

(مواہب الدنیہ ج ۵ ص ۳۱۵)

اس عبارت کا مفاد بھی یہی ہے کہ گستاخی کا دار و مدار عرف پہ ہے الفاظ کے لغوی معنیٰ سے اس کا کوئی سروکار نہیں۔ پھر خود دیوبندی حضرات نے اس بات کو واضح طور پہ تسلیم کیا ہے

کہ ترجمہ کا عقیدہ کے ساتھ تعلق نہیں ہوتا اور لفظی ترجمہ پہ فتویٰ بھی نہیں لگتا۔

اس کے بعد جناب نے اعتراض کیا مقیاس الحنفیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ناکام کہا گیا ہے۔جبکہ مقیاس الحنفیت کی عبارت کا مفاد صرف اتنا ہے حضرت موسیٰ کا مقصد اللہ کا دیدار تھا جو آپ کو نہ ملا، یہی بات حضرت شیخ عبدالحق نے لکھی ہے اور جہاں تک معاملہ ہے تفسیر نعیمی کی ۱۶ جلد کے حوالے کا تو جناب اقتدار احمد صاحب کی ہمارے مسلک میں اتنی پوزیشن نہیں کہ ان کا دفاع کیا جائے اور خود دیوبندی حضرات نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اقتدار احمد نعیمی سے انکار کیا گیا ہے۔

(ہدیہ بریلویت ص ۲۵۳)

اس کے بعد جناب نے ''انوار شریعت'' پہ اعتراض کیا کہ وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناکام کہا گیا ہے تو عرض ہے جناب نظام الدین ملتانی صاحب نے وہاں مرزائی کو الزامی جواب دیا ہے۔مرتضیٰ حسن صاحب نے مرازئیوں کا عقیدہ نقل کیا ہے:۔

''ان کی کاروائی کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام رہے حاشیہ ازالہ ۵۔۱۲۸۔'' (اشد العذاب ص ۲۵)

لہٰذا نظام الدین صاحب نے اس پس منظر کے ساتھ ایک مرزائی کے ۱۳ سوالوں کا جواب دیا جس میں سوال نمبر ۱۲ کا جواب الزامی دیا کہ۔

''دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہا ہو۔''

(انوار شریعت ج ۲ ح ۹ ص ۳۸)

ناکام ہونے کا موقف مرزا قادیانی کا ہے۔اور مولانا نے سوالوں کا جواب دیتے ہوئے مرزائی کو یہ الزامی جواب دیا تھا۔مولانا آل حسن موہانی پہ جب مرزائی حضرات نے حضرت عیسیٰ کی گستاخی کا الزام کا لگایا تو جناب خالد محمود صاحب ان کو جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''اور مذکور عبارت حضرت مولانا آل حسن کی نہیں ہے، انہوں نے

انا جیل کے مسلمات سے ان باتوں کا لزوم ثابت کیا ہے۔"

(کتاب الاستفسار ص ٦٠)

لہٰذا اسی طرح یہ نظام الدین صاحب کا عقیدہ نہیں بلکہ انہوں نے مسلمات خصم پہ بنی جواب دیا ہے۔ پھر جناب کو گھر کا آنگن بھی دیکھنا چاہیے سعد کاندھلوی لکھتے ہیں:۔

"نبیوں کو بھی اللہ رب العزت اپنے تعارف کے لیے ان کے اسباب میں ناکام کر دیتے ہیں حالانکہ وہ نبی ہیں۔" (کلمہ کی دعوت ص ٤١)

مزید لکھتے ہیں:۔

"نبی کا تجربہ وہ آج فیل ہو گیا۔"

(کلمہ کی دعوت ص ٤١)

اس کے بعد جناب نے جو سعیدی صاحب کا حوالہ دیا اس کی وضاحت خود انہوں نے کر دی ہے اسی عبارت موجود ہے:۔

"اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی در پردہ بندوں کے تمام اعمال سے باخبر ہے۔"

(کنز الایمان نمبر ص ١٩٦)

لہٰذا جناب کا سعیدی صاحب کے حوالے سے اعتراض اپنے جہالت کا ثبوت دینے کے سوا کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔

آیت نمبر ٢:

احصنت فرجها فنفخنا فيه من روحنا ۔ (التحریم آیت ١٢)

جس نے روکے رکھا اپنی شہوت کی جگہ کو پھر ہم نے پھونک دی اس میں اپنی طرف سے جان۔ (ترجمہ محمود الحسن)

اس ترجمہ میں جناب محمود الحسن نے فرج کا ترجمہ شہوت کیا ہے جو لغوی اعتبار سے ٹھیک ہے مگر اردو میں یہ ترجمہ کچھ زیب نہیں دیتا لہٰذا اس پہ فوقیت اعلیٰ حضرت کے ترجمہ "پارسائی" کو ہی ہے۔

جناب عبدالحمید سواتی صاحب لکھتے ہیں:۔

''بات یہ ہے کہ فیہ کا مرجع کیا ہے؟ اس مقام پر تو یہ مذکر کا صیغہ ہے جب کہ سورۃ الانبیاء میں مونث کا صیغہ کا ہے۔۔۔۔۔فیہ اور فیہا دونوں کے پیچھے فرجہا کا لفظ آیا ہے جو ان کا مرجع ہے۔فرج کا معنی مقام شہوت بھی ہوتا اور گریبان بھی۔۔۔اس لحاظ سے فیہ اور فیہا دونوں کا یہی معنی زیادہ موزوں ہے کہ ہم نے حضرت مریم کے فرج یعنی گریبان میں ایک روح پھونکی۔'' (معالم العرفان ج۱۸ ص۵۷۶)

لہٰذا اس واسطے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ موزوں اور بہتر ہے۔ایسے ہی تفسیر حقانی میں موجود ہے:۔

''التی احصنت فرجها جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا۔یہ اس لیے فرمایا کہ یہود ان پر زنا کی تہمت لگاتے تھے اور حضرت عیسیٰ کو (توبہ توبہ) حرامی کہتے تھے۔اس کی پاک دامنی کے سبب ففخنا فیه من روحنا ہم نے اس میں اپنے ہاں کی روح بھونک دی جس سے وہ حاملہ ہو گئیں۔فیہ کی ضمیر فرج کی طرف راجع ہے اور فرض کا اطلاق اس جگہ عضو مخصوص پر نہیں کس لیے کہ محاوورہ عرب میں کرتے یا اس کے دامن یا گریبان کو بھی فرج سے تعبیر کرتے ہیں۔ابن عباس فرماتے ہیں کہ جبر ئیل نے ان کے گریبان میں پھونک دیا تھا۔''

(تفسیر حقانی ص۶۱۹ ج۴)

جہاں تک یہ اعتراض کہ

''فاضل بریلوی نے تو مرادی ترجمہ بنالیا ہے۔جس کو امام رازی نے قیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ اصول تو بریلوی ملاؤں نے بھی لکھا ہے قیل کے ساتھ قول مرجوح کو لکھا جاتا ہے۔'' (کنزالایمان نمبر ص۱۹۷)

اس پر عرض ہے کہ قیل کے ساتھ قول ضعیف بیان کرنا یہ آئمہ فقہا کی اصطلاح ہے اس کا طبقہ مفسرین سے کچھ تعلق نہیں اور جناب نے جو یہ لکھا کہ بریلوی حضرات کو بھی یہ تسلیم ہے تو حضرت کو کم از کم ان بریلوی حضرات کی نشاندہی کرنی چاہیے تھی۔ جبکہ خود علامہ کاظمی اور مولانا اختر رضا خان نے اس صول کا رد کیا ہے۔ پھر جناب نے تفسیر جلالین کے متعلق لکھا کہ جس کو بہت ہی معتبر سمجھا جاتا ہے جبکہ ڈاکٹر حبیب اللہ چترالی صاحب لکھتے ہیں:۔

''تفسیر جلالین میں موضوع احادیث پہ اعتماد کیا گیا ہے۔ شان نزول میں من گھڑت قصے اور کہانیاں ہیں جن کو عقل و نقل کی کسوٹی قبول نہیں کرتی۔''

(برصغیر میں قرآن فہمی کا تنقیدی جائزہ ص ۱۷۲)

اسی طرح ابن عباس کے متعلق موجود ہے:۔

''اسی طرح حضرت ابن عباس رض متوفی ۸۶ھ کے نام سے جو تفسیری روایات ہیں ان کی کل تعداد ۱۶۶۰ ہے جن میں امام شافعی کے ول کے مطابق صحیح ماننے کے لائق سو سے زیادہ نہیں۔''

(برصغیر میں قرآن فہمی کا تنقیدی جائزہ ص ۱۵۳)

''جس سند سے تنویر المقباس مروی ہے، اسے محدثین نے سدی کی وجہ سے سلسلۃ الکذب قرار دیا ہے۔ لہٰذا یہ ناقابل اعتبار ہے۔''

(مبادیات تفسیر ص ۷۰)

اور ان دونوں تفاسیر کے پیش کردہ جناب کی تائید نہیں کرتے۔ وہاں کہیں بھی فرج بمعنی شرمگاہ موجود نہیں اور قاضی ثناء اللہ کا قول امام اہلسنت اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے مطابق ہے۔

(بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ ص ۳۴۹)

اگلی بات عرض ہے کہ اس قول کا موزوں ہونا خود دیوبندی حضرات تسلیم کر چکے ہیں جس کی موجودگی میں مزید تفصیل میں جانے کی حاجت نہیں۔ پھر دوسرا سقم دیوبندی شیخ الہند کے ترجمہ میں یہ ہے کہ اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ مریم علیہ السلام کی شرمگاہ میں پھونکا

گیا۔ جبکہ ہم واضح کر آئے ہیں کہ پھونکا گریبان میں تھا۔ تھانوی لکھتے ہیں :۔

''ہم نے ان کے گریبان میں دم کر دیا جس سے وہ حاملہ ہوگئیں۔''

(میلاد النبی ص ۲۹۵)

اب یہاں جناب نے یہ اعتراض کیا کہ فاضل بریلوی کے ترجمہ کا مطلب بھی یہی بنتا ہے جس پر بجائے اس کے کہ ہم اپنی طرف سے کچھ عرض کریں جناب اخلاق حسین قاسمی صاحب کے الفاظ ہی نقل کرنا کافی سمجھتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں :۔

فرج کے معنی گریبان کے ہیں۔ لغت عربی میں ''فرج'' کہتے ہیں ''کشادگی، دراڑ۔ شگاف'' کو۔ کرتے کا گریبان اسی طرح کشادہ اور پھٹا ہوا ہوتا ہے، اس لیے عرب لوگ اسے بھی فرج کہتے ہیں۔

عربی کا محاورہ ہے نقی الضیب طاهر الذیل، وہ شخص گریبان کا صاف اور دامن کا پاک ہے''۔ اس سے پاک دامنی اور عفت مراد ہوتی ہے۔ اردو میں پاک دامن کہا جاتا ہے۔ عربی میں جیب و دامن دونوں کی پاکیزگی بولی جاتی ہے۔ اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا نے اپنے گریبان تک بھی کسی کا ہاتھ نہیں جانے دیا، کجا ان کے دامن کو کوئی ہاتھ لگاتا۔ اسی تاویل کی بنا پر کسی نے ''دامن خودرا'' ترجمہ کیا۔ کسی نے ''اپنی عصمت'' اور کسی نے اپنی ''ناموس'' ترجمہ کیا۔ اور بریلوی صاحب نے ''اپنی پارسائی'' لکھا ہے۔ اس تاویل کی بناء پر فنفخنا فیہ میں فیہ کی ضمیر فرج بمعنی گریبان کی طرف لوٹے گی۔'' (بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ ص ۳۴۸۔۳۴۹)

قارئین اخلاق حسین صاحب کی گفتگو سے جہاں یہ واضح ہوا کہ اعلیٰ حضرت میں ترجمہ میں جہاں فیہ کا مرجع گریبان ہے وہاں یہ بات بھی کھل کر سامنے کی آگئی کہ اس ترجمہ سے جب دامن کو ہاتھ لگانے کی ہی نفی ہوگئی تو اس میں حلال و حرام دونوں چیزیں شامل ہوگئیں۔ پھر مندرجہ ذیل دیوبندی حضرات نے بھی اس ترجمہ کو ترجیح دی ہے۔

تفسیر محمود ج ۳ ص ۳۸۰، تفسیر بصیرت القرآن ج ۶ ص ۱۷۷، تفسیر ماجدی ص

۱۱۱۴، آسان ترجمہ قرآن ص ۱۷۶۹، ترجمہ قرآن از امداد اللہ انور ص ۹۲۵۔

آیت نمبر ۳:۔ وما ارسلناك الا رحمة للعالمين

آپ کو اور کسی کے واسطے نہیں بھیجا مگر دنیا جہاں کے لوگوں یعنی مکلفین پر مہربانی کے لیے۔ (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

ااس ترجمہ کے اندر ''مکلفین'' کا لفظ جناب تھانوی صاحب کے ذہنی بگاڑ کی عکاسی کررہا ہے جس کی بدولت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت محدود ہو جاتی ہے۔ اب اس اعتراض کا جناب ایوب صاحب جواب تو کیا دیتے ''الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے'' کے مصداق شکوہ کرنے لگے:

تو یہ رضا خانی افترا ہے کہ یہ لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دائرہ رحمت کو تنگ کرتے ہیں۔ (کنزالایمان نمبر ص ۱۹۹)

جبکہ یہ افترا نہیں بلکہ چمکتے آفتاب کی مانند واضح حقیقت ہے جس پہ تھانوی صاحب کا ترجمہ شاہد ہے۔ ہم اس پہ ایک اور گواہ پیش کیے دیتے ہیں۔ جناب گنگوہی صاحب سے سوال ہوا کہ کیا لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے یا نہیں تو جناب فرماتے ہیں:

''الجواب لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہیں۔''

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۹)

اب ہم یہاں ایوب صاحب سے سوال کرتے ہیں کہ جناب کیا آپ کے قطب ارشاد نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت خاصہ کا انکار کر کے رحمت کے دائرہ کو تنگ کیا کہ نہیں؟؟ پھر جناب کی پیش کردہ تفاسیر میں ایک بھی ایسا حوالہ نہیں جس میں کسی مفسر نے قید لگائی ہو۔ وہاں مطلقا ذکر ہے جبکہ تھانوی صاحب نے تو باقاعدہ قید لگا کر حسب عادت اپنے خبث باطن کا اظہار کیا ہے۔ پھر وہ ایک احتمال ہے وہاں اس کے راجح ہونے کا قول موجود نہیں جو جناب کے گھر کے اصول سے قابل اعتناء نہیں۔ اور جہاں تک اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ہے تو اس پہ کیونکہ قادری صاحب نے اعتراض نہیں کیا لہٰذا اس بحث کی اس جگہ حاجت نہیں۔ جو حضرات تفسیری حوالہ جات دیکھنا چاہتے ہوں وہ ''تسکین الجنان'' کی طرف رجوع کریں۔

آیت نمبر ۴:۔ فظن ان لن نقدر علیہ

یوں سمجھا کہ ہم پکڑ نہ سکیں گے۔ (ترجمہ محمود الحسن)

قارئین اس ترجمہ پہ علمائے اہلسنت نے یہ گرفت کی کہ اس ترجمہ سے قدرت ربی کا انکار لازم آتا ہے۔ ایسی بات تو ایک عام مسلمان نہیں کر سکتا تو پھر یہ اللہ کے نبی سے کیسے ممکن ہے۔ ہماری اسی بات کی تائید کرتے ہوئے سواتی صاحب لکھتے ہیں:۔

''قدر یقدر کا مصدر قدر بھی ہے اور قدرت بھی۔ یہاں پر لن نقدر کا معنی ''ہمیں قدرت نہیں'' درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تو قادر مطلق ہے اور اسے ہر چیز پہ قدرت حاصل ہے تو یہاں قدر کا معنی ''تنگ کرنا'' ہے یعنی اللہ کے نبی نے گمان کیا کہ ہم ہرگز اسے تنگی میں نہیں ڈالیں گے۔ ویسے قدر کا معنی مقدر کرنا یا تقدیر بھی آتا ہے مگر اس مقام پر پر ''تنگ کرنا'' ہی مراد ہے۔'' (معالم العرفان ج ۱۳ ص ۳۷۳)

اس جگہ سواتی صاحب نے بھی اپنے شیخ الہند کے ترجمہ کی مخالفت کرتے ہوئے اس غلط قرار دیا اور صاف لکھا کہ اس جگہ ''تنگ کرنا'' ہی مراد ہے۔ اس کے بعد ایوب صاحب کے پیش کردہ تفسیری حوالہ جات کے متعلق عرض ہے کہ ان سے بھی جناب کا کام نہیں بننے والا۔ کیونکہ علامہ آلوسی کی عبارت میں یہ بات واضح طور پہ موجود ہے:۔

''پھر یہ اعمال قدرت سے مجازی ہوگی یعنی اس نے گمان کیا کہ ہم اپنی قدرت کو عمل میں نہ لائیں گے۔''

پھر علامہ آلوسی نے ایک احتمال نقل کیا ہے اس کو رانج قرار نہیں دیا لہٰذا ان کے اپنے اصول کے مطابق یہ احتمال جناب کے لیے سود مند نہیں۔ (بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ)

اور جہاں تک بات جلالین کی تو اس کی مکمل عبارت کا ترجمہ خود دیوبندی حضرات نے یوں کیا ہے:۔

''اور سمجھے کہ ہم ان پہ تنگی نہ کریں گے (یعنی ہم ان کے لیے کوئی ایسا فیصلہ

نہیں کریں گے۔ جیسا کہ ہم نے مچھلی کے پیٹ میں قید کرنے کا کیا اور یہ کہ ہم ان سے کوئی مواخذہ نہیں کریں گے)''

(کمالین ترجمہ وشرح جلالین ج ۴ ص ۱۷۴)

اور مفتی اقتدار احمد نعیمی کی شخصیت ہمارے نزدیک مسلمہ نہیں جس کی وضاحت ہم پہلے کر آئے ہیں لہٰذا ان کو ہمارے نزدیک بطور حجت پیش نہیں کیا جاسکتا۔ اور تفسیر درمنثور کے متعلق ڈاکٹر حبیب صاحب لکھتے ہیں:۔

''اس تفسیر میں صرف تفسیری اقوال وآثار کے ذکر کرنے پر اکتفا کیا ہے اور اپنی رائے کو جگہ نہیں دی گئی۔''

(برصغیر میں قرآن فہمی کا تنقیدی جائزہ ص ۱۶۵)

پھر ابوایوب کے ہم مسلک لکھتے ہیں:۔

''نیز سوال یہ ہے کہ جمہور مفسرین کی تفسیر کو کون سا ترجمہ زیادہ جامعیت کے ساتھ پیش کرتا ہے؟۔'' (بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ ص ۶۹)

اور اعلیٰ حضرت کا ترجمہ جمہور مفسرین کے مطابق ہے۔

آیت نمبر ۵:۔ فلقد همت به و هم بها

اس عورت کے دل میں ان کا خیال جم ہی رہا تھا اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ خیال ہو چلا تھا۔ (ترجمہ اشرف علی تھانوی)

اور البتہ عورت نے فکر کیا اس کا اور اس نے فکر کیا عورت۔ (محمود الحسن)

اب سنئیے جناب بخاری صاحب فرماتے ہیں:۔

''یہاں بعض لوگ [ھم بھا] سے ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ آپ نے بھی ارادہ کرلیا تھا۔ اب کون سمجھائے قرآن پاک کے اسلوب بیان کو، یہاں سرے سے ارادے ہی کا انکار اور ارادے کی نفی ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام تو خطا وعصیان کے تصور اور ارادے ہی معصوم ہوتے

ہیں۔''　(خطبات امیر شریعت ص ۴۹)

کیوں جناب ایوب صاحب آپ کے امیر شریعت کے نزدیک تو ارادہ ہی کی نفی ہے اور مزید سنئے یہی پہ بس نہیں ہوتی بلکہ مفتی عاشق الہی صاحب فرماتے ہیں:۔

''ساری امت کا اس پر اجماع ہے نبی سے گناہ کا صدور نہیں ہوسکتا اور گناہ کا ارادہ کرنا بھی گناہ ہے لیکن قرآن مجید میں ولقد ھمت بہ کے ساتھ وھم بھا بھی مذکور ہے اس وھم بھا کا کیا مطلب ہے اس کے بارے میں بعض حضرات نے فرمایا ہے وھم بھا لالو لا ان را برھان ربہ یہ ایک جملہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اپنے رب کی دلیل نہ دیکھ لیتے تو وہ بھی اس عورت کے ساتھ جوانی کا تقاضا پورا کرنے کا ارادہ کر لیتے لیکن چونکہ انہوں نے اپنے رب کی دلیل دیکھ لی اس لیے ارادہ نہیں کیا۔ ہم نے اوپر جو ترجمہ کیا ہے وہ اسی قول کے مطابق ہے اور ہمارے نزدیک یہی راجح ہے۔''　(انوار البیان ج ۵ ص ۳۱)

پھر تھانوی صاحب نے رغبت کو ان الفاظ میں تسلیم کیا ہے:۔

''مگر احقر نے تفسیر متن کو اس لیے اختیار کیا ہے کہ اس میں یوسف علیہ السلام کا کمال زیادہ ہے کہ باوجود رغبت کے جس کا منشا قوت طبیعت و صحت بدن و تعدیل مزاج و سلاست قوی ہے رک گئے۔''

(تفسیر بیان القرآن)

ایسے ہی عبد الماجد دریابادی اس آیت کا یوں ترجمہ کرتے ہیں:۔

''اور انہیں بھی اس عورت کا خیال ہو چلا تھا۔''

(تفسیر ماجدی ص ۵۲۲)

اس جگہ بھی ارادہ کو تسلیم کیا ہے اور دونوں حضرات دیوبندی فتوے سے صدور گناہ مان کر عصمت انبیاء کے منکر ٹھہرے۔ قارئین یہ بھی ملاحظہ کریں کہ ان حضرات کے نزدیک اللہ

کے نبی علیہ السلام نے تو گناہ کا ارادہ کر لیا تھا مگر اپنے گھر کے بندوں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے:۔

''میاں صاحب کے نانا شاہ محمد حسین صاحب ایک نہایت پارسا اور نیک صفت انسان تھے۔ان کے متعلق حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ وہ شخصیت ہیں کہ ان کے ذہن میں گناہ صغیرہ کا خیال تک کبھی نہیں آیا۔ یہ جانتے ہی نہیں کہ گناہ کیا ہوتا ہے۔''

(خطبات حکیم الاسلام ج ۱ ص ۲۴۴)

بہر حال اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی تائید کرتے ہوئے مفتی محمود لکھتے ہیں:۔

''اور جن الفاظ سے ھم کی نسبت یوسف کی طرف کی گئی ہے وہ قضیہ شرطیہ ہے اثبات ھم یوسف مشروط ہے عدم رویت برھان سے۔اور جب رویت برہان ثابت ہو چکی ہے تو ھم یوسف کا سلب لازم آتا ہے۔۔۔ لہٰذا یوسف کا ارادہ ہوا ہی نہیں۔'' (تفسیر محمود ج ۲ ص ۲۵۶۔۲۵۷)

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات نے بھی امام اہلسنت کی تائید کی ہے۔

تفسیر بصیرت القرآن ج ۳ ص ۲۸، تفسیر محمود ج ۲ ص ۲۵۵، تفسیری ترجمہ ص ۴۵۱، اردو ترجمہ قرآن ص ۱۳۹۲

اس واسطے فوقیت امام اہلسنت کے ترجمہ کو ہی ہے۔اور اگر کسی نے اس کے برعکس کیا ہے تو یہ ان کا تسامح ہے۔

الزامی حوالہ جات کا جواب

۱۔ مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔

''یوسف علیہ السلام ارادہ گناہ تو کیا اس خیال سے بھی محفوظ رہے۔''

(جاء الحق ص ۴۳۲)

۲۔ پھر جو تفسیر نعیمی کا حوالہ نقل کیا اس میں بھی واضح طور پہ موجود ہے:۔

''اگرچہ میں ان سے متفق نہیں۔''

(تفسیر نعیمی ج ۱۲ ص ۴۳۸)

۳۔ پھر جناب نے جو سعیدی صاحب کا حوالہ نقل کیا اس میں عورت کا قصد نہیں بلکہ اس سے بچنے کا قصد مراد لیا گیا ہے جس کا جناب کو کوئی فائدہ نہیں۔ اسی طرح اصول ترجمہ و تفسیر میں بھی عورت سے بچنے کا قصد ہے جبکہ آپ کے اکابرین کے ترجمہ سے عورت کا قصد لازم آتا ہے۔

۴۔ پھر جناب نے تعلیقات رضا کے حوالہ میں بھی حسب عادت خیانت سے کام لیا اور مکمل عبارت نقل نہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ عبارت اعلیٰ حضرت نے ''شفا شریف'' سے نقل کی ہے جس میں مصنف مختلف اقوال نقل کر رہے ہیں۔ اور جناب کے پیش کردہ عبارت کے متصل ہی موجود ہے:۔

''جبکہ ابو حاتم نے ابوعبیدہ سے روایت کی کہ یوسف علیہ السلام نے ارادہ نہیں فرمایا۔''

(تعلیقات رضا ص ۲۲۹)

اور امام اہلسنت نے صاف لکھا:۔

''حالانکہ صحیح بات اس کے خلاف ہے (یعنی آپ نے قصد نہیں فرمایا تھا) اور شفاء شریف میں اس مسئلہ کی تحقیق ملاحظہ کی جائے۔''

(تعلیقات رضا ص ۳۰۱)

آیت نمبر ۶:۔ قال یاقوم ھولاء بناتی

بولا اے قوم یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں۔ (ترجمہ محمود الحسن)

بولے اے میری قوم یہ میری بیٹیاں (بھی تو موجود ہیں) (عبدالماجد دریابادی)

اس کی تفسیر کرتے ہوئے جناب لکھتے ہیں:۔

''اور کہا کہ اے بھائیوں ایسا برا کام نہ کیجیئو اب دیکھو میری دو بیٹیاں ہیں جو مرد سے واقف نہیں مرضی ہو تو ان کو نکال لاؤ۔''

(تفسیر ماجدی ص ۵۰۷)

قارئین اس آیت میں ہمارے نزدیک قوم کی کی بیٹیاں مراد ہیں، حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیوں کا یہاں تذکرہ نہیں۔ اور یہ تفسیر راجح ہے۔ جبکہ دیوبندی مترجمین نے لوط علیہ السلام کی بیٹیوں والی تفسیر پہ اعتماد کر کے ترجمہ کیا ہے۔ اب اس پہ بھی ہم خود دیوبندی حضرات کا تبصرہ ہی پیش کرتے ہیں۔ عبدالحمید سواتی صاحب لکھتے ہیں :۔

''مفسرین کرام فرماتے ہیں اگر بیٹیوں سے لوط علیہ السلام کی اپنی بیٹیاں مراد ہیں تو قوم کو برائی اور بے حیائی سے بچانے کے لیے یہ پیشکش بھی درست تھی، مگر صحیح بات یہ ہے کہ اس سے تو لوط علیہ السلام کی اپنی بیٹیاں مراد نہیں تھیں کیونکہ آپ کی تو صرف دو ہی بیٹیاں تھیں اور وہ لوگ بہت زیادہ تعداد میں تھے تو اس پیش کش سے آپ کی مراد یہ تھی کہ اے بد نصیبو قوم کی بچیاں میری بچیاں ہیں۔'' (معالم العرفان ج ۱۰ ص ۴۹۴)

لہٰذا درست ترجمہ امام اہلسنت کا ہی ہے اور جہاں تک گستاخی کی بات تو نیازی صاحب کی عبارت میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ نیازی صاحب نے اس قول کو گستاخی کہا ہے۔ بلکہ یہ قول مرجوح ہے جس پہ اعتماد کرتے ہوئے دیوبندی حضرات نے ترجمہ کیا ہے۔ اور ایک دفعہ پھر ان پہ فوقیت امام اہلسنت کے ترجمہ کو ہے جو خود دیوبندی حضرات کے نزدیک بھی درست ہے۔ اور جو ترجمہ ان حضرات نے کیا ہے اس کو دیوبندی حضرات بھی مرجوح مانتے ہیں۔ اب ایوب صاحب اس قول کا دفاع کیا کرتے الٹا اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو درست تسلیم کرتے ہوئے تفسیر عثمانی کی طرف اشارہ کیا۔ حالانکہ وہاں یہ بھی موجود ہے کہ :۔

''اور اگر خاص لوط علیہ السلام کی بیٹیاں مراد ہوں تو شاید ان میں سے بعض ممتاز لوگوں کے نکاح کے لیے پیش کی ہونگی اس وقت کافر کا نکاح مسلمان عورت سے جائز تھا۔'' (تفسیر عثمانی ص ۳۰۵)

اور جہاں تک روح المعانی والے کی بات تو مفسر آلوسی نے بھی اس مراد قوم کی بیٹیاں

لی ہیں۔(روح المعانی ج ۷ ص ۱۰۶) اور علامہ رازی نے بھی اسی قول کو مختار قرار دے کر اس پہ دلائل قائم فرمائے ہیں۔(تفسیر کبیر ج ۶ ص ۲۷)

پھر ایک بات جناب کو یاد رکھنی چاہیے:۔

''اب اختر رضا اس کے مقابلے میں تفسیر مدارک پیش کرتا ہے تو عرض خدمت ہے کہ یہ تفسیر ہے اور تفسیر میں بعض اوقات ایک احتمال کو نقل کیا جاتا۔''

(بریلوی قرآن کا علمی تجزیہ ص ۶۸)

اس کے بعد جناب نے علامہ سعیدی کا حوالہ پیش کرنے میں سخت خیانت سے کام لیا مکمل عبارت یوں ہے:۔

''اور مجاہد اور سعید بن جبیر کی تفسیر کے مطابق حضرت لوط نے اپنی قوم کی بیٹیوں کو نکاح کے لیے پیش کیا تھا، ہمارے نزدیک مجاہد اور سعید بن جبیر کی تفسیر راجح ہے۔'' (تبیان القرآن ج ۵ ص ۸۹۹)

تفسیر در منثور اور تفسیر ابن عباس کی وضاحت ہم کر آئے ہیں دوبارہ حاجت نہیں۔

آیت نمبر ۷:۔حتی اذا استئیس الرسل و ظنوا انھم قد کذبوا

یہاں تک کہ ناامید ہونے لگے رسول اور خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹ کہا گیا تھا۔ پہنچی ان کو ہماری مدد۔(مولانا محمود الحسن)

قارئین اس جگہ بھی دیوبندی مترجمین نے ایک مرجوع قول کے تحت ترجمہ کیا ہے جس پہ اعتراض وارد ہوتا ہے، جبکہ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ راجح قول کے مطابق کیا۔ تفسیر کبیر میں ہے:۔

"اعلم انه قرا عاصم و حمزه و الکسائی کذابو بالتخفیف و کسر الذال والباقون بالتشدید و معنی التخفیف من و جھین احدھما ان لظن واقع بالقوم ای حتی ازا ستیاس الرسل من ایمان القوم فظن القوم ان

الرسل کذبوا فیما وعدوا من النصر والظفر۔"

(تفسیر کبیر ج٦ ص١٨٩)

اب اس جگہ امام رازی نے لوگوں کی طرف اس بات کی نسبت کی ہے کہ رسولوں نے غلط کہا تھا۔ اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ بھی اسی قول کے مطابق ہے اور جس قول کو بنا پہ دیوبندی حضرات نے ترجمہ کیا ہے امام رازی نے اس کا رد کیا ہے۔ ہم صرف ترجمہ پہ اکتفا کرتے ہیں۔

"اور دوسری وجہ یہ ہے کہ بے شک رسولوں نے گمان کیا کہ ان سے جو وعدہ کیا گیا تھا اس میں وہ جھٹلائے گئے یہ تاویل ابن ابی ملکیہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے۔ گویا یہ بوجہ ضعف بشریت کے ہے یہ بہت بعید ہے کیونکہ ایک مومن کی شان کے لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کا گمان کرے بلکہ ایسا خیال کرنے والا (بل یخرج بذالك عن الایمان) شخص ایمان سے ہی نکل جاتا ہے ایسا قول رسولوں سے کیسے جائز ہوسکتا ہے۔۔"

(تفسیر کبیر ج٦ جزء١٨ ص١٨٩)

قارئین جس قول کو امام رازی نے رد کیا ہے اسی قول کو دیوبندی مترجمین نے اختیار کیا ہے اور امام اہلسنت کا ترجمہ بالکل بے غبار ہے اور ایک بار پھر اس کا برتر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور مفسر عثمانی نے بھی دیوبندی شیخ الہند کے قول کو رد کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ترجمہ کے مطابق تفسیر کی جو ہمارے حق میں ہے اس سے جناب کی کوئی مشکل حل نہیں ہوگی۔ اس کے بعد جناب نے لکھا کہ انبیاء سے فہم میں غلطی ہوسکتی ہے؟ اس پہ حضرت نے ملفوظات مہریہ کا حوالہ پیش کیا جو ہمارے نزدیک علی الطلاق حجت نہیں اور نہ ہی ان کی مکمل ذمہ داری پیر صاحب پہ ہے۔ اور جہاں تک مفتی صاحب کی بات تو آپ نے صرف امکان کی بات کی ہے اور یہی چیز مسامرہ وغیرہ میں بھی موجود ہے۔ جبکہ خود ابوایوب صاحب

کے نزدیک یہ لکھنا کہ انبیاء کو وسوسہ ہوسکتا ہے گستاخی ہے۔(پانچ سو باادب سوالات ص ۱۴۰)

اور قاری طیب لکھتا ہے:۔

''حضرت آدم علیہ السلام کے ذہن میں شیطان نے اول وسوسہ ڈالا۔''

(خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۶۴)

ما کنت تدری ما الکتاب ولا ایمان۔

تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان۔(محمود الحسن)

اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے نہ احکام شرع کی تفصیل۔(اعلیٰ حضرت)

اس آیت میں ''ایمان'' سے مراد احکام شرع کی تفصیل ہے جبکہ دیوبندی شیخ الہند نے یہاں ایمان'' کا ترجمہ ایمان ہی کیا ہے جس پہ بظاہر یہ اشکال وارد ہوسکتا ہے کہ آیا سرکار دو عالم ﷺ وحی کے نزول سے پہلے مومن بھی نہ تھے؟ ایوب صاحب نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو درست تسلیم کرتے ہوئے لکھا:۔

''اسی طرح آپ ﷺ ایمان سے متصف تو تھے مگر آپ ﷺ کو ایمان اور اعمال کی تفصیلات معلوم نہ تھیں۔

(نور سنت کا ترجمہ کنزالایمان نمبر ص ۲۱۳)

ایسے ہی دیگر دیوبندی حضرات نے بھی اس قول کو راجح قرار دیا ہے۔(انوار البیان ج ۸ ص ۵۲۸، تفسیر حقانی ج ۴ ص ۲۴۷، حقائق سنن ص ۳۴) لہٰذا فوقیت اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کو ہی ہے۔

ترجمہ کنزالایمان کا بڑا دفاع

قارئین رب نواز حنفی صاحب نے ''کنزالایمان کا بڑا آپریشن'' کے نام سے ایک مضمون لکھا اور بزعم خود اس میں ایک کتاب کے حوالے سے گرائمر کی غلطیاں ثابت کرنے کی کوشش کی۔جس کا جواب ہم بارہا دے چکے ہیں کہ آیات کی تفسیر میں مختلف اقوال ہوتے

ہیں اور مترجمین ان میں سے ایک قول کو اختیار کر لیتے ہیں اور یہ اختلاف مذموم نہیں بلکہ اختلاف وہ مذموم ہے جس سے عقائد پہ فرق پڑے جیسا کہ ہم تھانوی صاحب کے حوالے سے وضاحت کر آئے ہیں۔ لہٰذا ہماری اس اصولی گفتگو سے جناب کی ساری محنت برباد ٹھہری مگر پھر بھی ہم حضرت کی تسلی کرائے دیتے ہیں۔ جناب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> ''اب آپ دیکھئے بریلوی محقق کہتا ہے لاضرا سے مراد بہت سارا اجر و ثواب ہے جسکا فاضل بریلوی کچھ مزدوری سے ترجمہ کرتے ہیں۔ یہ فاضل بریلوی کی جہالت تھی کہ جو تنوین تکثیر کے لیے تھی اس تقلیل کے لیے سمجھ بیٹھے۔'' (کنز الایمان نمبر ص ۱۷۹)

قارئین اس آیت کے ترجمہ میں مترجمین نے دو اقوال کے مطابق ترجمہ کیا ہے جس کا مقصد تقریباً ایک ہی ہے۔ مگر رب نواز کے نزدیک یہ ترجمہ جہالت ہے تو آیئے ہم ان کے گھر کے جہالوں کی نشاندہی کرتے ہیں۔ جناب محمود الحسن ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

بھلا کچھ ہمارا حق بھی ہے

تفسیر حقانی میں ہے:۔

> بھلا کچھ ہمارا انعام بھی ہے۔
>
> (تفسیر حقانی ج ۳ ص ۴۹۸)

اب ان حضرات نے اعلیٰ حضرت کے مطابق ترجمہ کیا ہے جبکہ دیگر دیوبندی حضرات نے دوسرا ترجمہ اختیار کیا ہے۔ چنانچہ اشرف علی تھانوی صاحب نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے

> تو ہم کو کوئی بڑا صلہ ملے گا۔
>
> (تفسیر بیان القرآن ج ۳ ص ۴۰)

اب جناب حنفی صاحب اپنے بزرگوں میں سے کس کو جاہلت کے تمغے سے نواز نا پسند فرمائے گے؟ پھر ایک اور بات عرض ہے کہ جناب علوی مالکی کی تصدیق تو خود دیوبندی حضرات نے بھی کی ہے۔ جناب صوفی اقبال صاحب علوی مالکی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

حضرت شیخ الحدیث کے بعد وقت کے ایک قطب نے میری سرپرستی فرمائی۔ (تحفظ عقائد اہلسنت ص ۱۲۶)

حافظ صغیر صاحب فرماتے ہیں:۔

''میرے استاذ محترم فضیلۃ الشیخ محدث کبیر عالم نبیل مؤلف کتاب سید محمد بن علوی الحسنی المکی المالکی۔'' (تحفظ عقائد اہلسنت ص ۱۳۲)

جناب گھمن صاحب کے پیر عبدالحفیظ مکی صاحب لکھتے ہیں:۔

''کچھ عرصہ قبل محدث کبیر شیخ الحرمین عالم جلیل استاذ محترم سید محمد علوی المکی الحسنی اپنی اس عظیم کتاب پر اکابر علماء پاکستان کی تقاریظ کے سلسلہ میں پاکستان تشریف لائے۔'' (تحفظ عقائد اہلسنت ص ۱۳۴)

لہٰذا اس کتاب کی ذمہ داری خود دیوبندی حضرات پہ بھی عائد ہوئی اور جناب حنفی صاحب کے اکابر جاہل قرار پائے۔

مولوی اسرائیل کی خرافات کا جائزہ

جناب لکھتے ہیں:۔

''مولانا نقی علی خاں صاحب نے بھی قرآنی آیات کا ترجمہ کرنے میں بزرگان دہلی کی پوری پیروی کرتے ہوئے لفظی ترجمہ ہی کیا ہے۔''

(کنز الایمان نمبر ص ۲۵۹)

قارئین سابقہ اکابرین نے لفظی ترجمہ کیوں کیا اس کی بارہا وضاحت قاضی مظہر حسین سے ہم کر آئے ہیں اور اس مسئلہ کو بھی واضح کر آئے ہیں کہ صرف لفظی ترجمہ کافی نہیں۔ اس پہ مزید بھی کچھ عرض ہے۔ جناب قاری طیب لکھتے ہیں:۔

''یہیں سے معلوم ہوا کہ لفظ کے ایک لغوی معنی ہوتے ہیں اور ایک مرادی۔ قرآن مجید اترا تو لغت عربی میں ہے۔ مگر ہر جگہ لغت مراد نہیں۔ بعض جگہ قرآن کریم نے لغت تو زبان عرب سے لیا ہے مگر معنی اس کے

اندر اپنے ڈالے اور وہی مرادی معنی کہلاتے ہین۔اب دیکھیے ''صلوۃ''
کا لفظ ہے۔لغت عربی مین اس کے معنی دعائ، مانگنے کے ہیں۔ایک
آدمی دعا مانگ لیتا ہے تو لغت کے لحاظ سے اس نے ''صلوۃ'' ادا کرلی۔
یہاں باعتبار لغت رحمت بھیجنا اور دعاء مانگنا تو صحیح ہے،مگر اسے نماز پڑھ
لینا کہنا صحیح نہیں۔کیونکہ ''صلوۃ'' کی مراد یہ نہیں ہے۔اس سے مراد کچھ
خاص اعمال ہیں۔۔۔۔یہاں قرآن نے لفظ تو لغت عربی کا لیا ہے مگر
معنی اپنے ڈالے کہ یہاں ''صلوۃ'' سے ہماری مراد یہ ہے۔''

(خطبات حکیم الاسلام ج ا ص ۲۴۱، ۲۴۲)

لہٰذا ثابت ہوا ہر جگہ لغوی یا لفظی ترجمہ درست نہیں، بلکہ تھانوی صاحب نے تو صرف ترجمہ دیکھنے کو بھی منع کیا ہے،لہٰذا اسرائیل صاحب کا لفظی ترجمہ پہ اصرار کرنا واضح جہالت ہے۔اس کے بعد جناب نے کچھ آیات کے ترجمہ کے متعلق خامہ فرسائی کی ہے جن میں کچھ پہ تفصیلی گفتگو ماقبل میں ہو چکی ہے دیگر قابل جواب چیزوں پہ مختصر طور پہ چند گزرشات پیش خدمت ہیں۔

بسم اللہ کے ترجمے پہ اعتراض

اللہ کے نام سے شروع۔(کنزالایمان)

معترض کو اس ترجمہ پہ اعتراض ہے اور بقول اس کے یہ ترجمہ غلط ہے۔اس سلسلہ میں عرض ہے کہ خود دیوبندی حضرات نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے:۔

اللہ کے نام سے شروع۔(تفسیر بصیرت القرآن ج ا ص ۳)

اللہ کے نام سے شروع۔(تفسیر مفتی محمود ج ا ص ۱۱۴)

پھر اعلیٰ حضرت کا ترجمہ تفاسیر کے مطابق ہے اور خود دیوبندی مدرس دیوبند لکھتے ہیں:۔

''بسم اللہ کا متعلق محذوف ہے، فعل عام ہو یا خاص مقدم ہو، یا موخر
چاروں صورتیں متعلقق کی صحیح ہیں پھر جملہ فعلیہ ہو یا اسمیہ کل آٹھ

صورتیں نکلتی ہیں۔ لیکن سب سے بہتر صورت یہ ہے کہ فعل عام ہو اور بعد میں مقدر مانا جائے تاکہ اللہ کی تقدیم اس کی عظمت بھی برقرار رہے اور ہر کام کے ساتھ اس کو لگایا جا سکے۔" (کمالین شرح جلالین ج ۱ ص ۳۲)

جہاں تک یہ اعتراض کہ "اللہ ہی کے نام سے۔" ترجمہ کیا جائے تو اس پہ عرض ہے یہ چیز ہرگز لازم نہیں کیونکہ جب اللہ عزوجل کا نام آغاز میں تنہا آ گیا تو دیگر اشیاء کی نفی خود بخود ہو گئی۔ اس کے بعد جناب اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"نیز خان صاحب کے ترجمہ میں ایک بہت موٹی غلطی یہ بھی ہے کہ انہوں نے رحمت خداوندی کو الرحیم کے صیغہ میں معاذ اللہ کم کر کے دیکھایا ہے۔" (کنز الایمان نمبر ص ۲۶۷)

یہ اعتراض بھی معترض کی کم علمی اور کم فہمی کا شاخسانہ ہے کیونکہ امام اہلسنت کے ترجمہ میں "بہت۔" کا تعلق "الرحمٰن۔" کے ساتھ بھی ہے اور "الرحیم۔" کے ساتھ بھی ہے جس سے آپ کی ترجمہ کی فصاحت واضح ہوتی ہے۔ اور اگر ایسا ترجمہ کرنا رحمت خداوندی کو کم کرنا ہے تو آپ کے گھر میں بھی یہی ترجمہ موجود ہے۔ قاضی زاہد لکھتے ہیں:۔

شروع اس اللہ تعالیٰ کے نام سے جو نہایت ہی مہربان اور رحم و کرم والا ہے۔ (رحمت کائنات ص ۱۳)

عبدالحی صاحب لکھتے ہیں:۔

"شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔
(آسان تفسیر ص ۸)

ایسے ہی عبدالحمید سواتی لکھتے ہیں:۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔
(معالم العرفان ج ۱ ص ۴۴)

لہٰذا اسرائیل صاحب سے نہایت مؤدبانہ گزارش ہے کہ مہربانی فرمائے اور ایک عدد

فتویٰ مصنف رحمت کائنات اور معالم العرفان کے لیے بھی صادر فرمائیں۔ جہاں تک جناب کا یہ اعتراض کہ اعلیٰ حضرت نے بھی بسم اللہ کا ترجمہ ''شروع اللہ کے نام سے۔'' کیا ہے تو ہم نے بھی اتفاق پبلیشرز، پیر بھائی کمپنی، ضیاء القرآن اور چند دیگر ایڈیشن دیکھے ہیں ان میں ''اللہ کے نام سے شروع۔'' ہی موجود ہے لہٰذا یہ کاتب کا سہو ہے۔

اعلیٰ حضرت اور توہین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا الزام

جناب سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۱۴۵ کے ترجمہ پہ اعتراض کیا۔ اس آیت کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے یوں کیا ہے

''اور (اے سننے والے کسے باشد) اگر تو ان کی خواہشوں کا پیرو ہوا بعد اس کے کے تجھے علم آچکا تو اللہ سے کوئی تیرا بچانے والا ہوگا نہ مددگار۔''

اس پہ جناب لکھتے ہیں:۔

''یہ کہنا کہ آپ مخاطب نہیں ہیں یہ بھی سفید جھوٹ ہے یہ تصریح کہیں بھی نہیں ملے گی کہ اس قسم کی آیت مین آنحضور مخاطب نہیں اور (اے سننے والے کسے باشد) اس عام لفظ سے ترجمہ کر کے خان صاحب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین کی ہے۔'' (کنز الایمان نمبر ص ۲۷۶)

جناب نے اگر تفاسیر کا مطالعہ کیا ہوتا تو آپ کو تصریح بھی مل جاتی تفسیر کبیر میں ہے:۔

''ان ظاهر الخطاب و ان كان مع الرسول الا ان المراد الامة۔''

تفسیر خازن میں ہے:۔

''هذا الخطاب للنبى والمراد به الامة لانه لا يتبع اهواهم ابدا۔''

ادریس کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''خطاب آپ کو ہے مگر سنانا دوسروں کو ہے۔''

(معارف القرآن ج ا ص ۳۱۵)

لہٰذا ثابت ہوا کہ خطاب بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے مگر مخاطب امت ہے۔اس کے بعد جناب نے جو سورۃ بنی اسرائیل کے ترجمہ پہ اعتراض کیا تو عرض ہے کہ اس آیت کا تعلق ماضی سے ہے جس سے یہ بات خود بخود واضح ہو رہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کی طرف نہیں جھکے لہٰذا اس کا یہ ترجمہ درست ہے۔اور پھر جناب کا دونی عمر اور دو چند موت۔'' کے الفاظ کو گستاخی کہنا بھی جہالت ہے کیونکہ گھمن صاحب لکھتے ہیں:۔

''قرآن مقدس میں اللہ کریم نے اپنے محبوب کو مخاطب کیا ہے اور وہ جیسے چاہے اپنے محبوب کو خطاب کرے۔''

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۳۰)

اور پھر یہی ترجمہ قاضی مظہر نے ''علمی محاسبہ۔'' کے صفحہ نمبر ۲۷ پہ بھی کیا ہے جناب ان پہ بھی گستاخی کا فتویٰ صادر کریں، یا فتوؤں کی مشین گن صرف امام اہلسنت کے لیے ہے؟ اس بعد نہایت ہی فضول قسم کے اعتراضات کیے جو قابل اعتناء نہیں، مثلاً جناب نے اعلیٰ حضرت کی شیعت ثابت کرنے کے لیے المیز ان کا حوالہ نقل کیا جب کہ اس میں صرف ''مجالس محرم'' کا ذکر جو شاہ عبد العزیز صاحب سے بھی ثابت ہے جناب ان کو بھی شیعہ قرار دے سکتے ہیں۔پھر جناب نے بھی ''نبی۔'' کے ترجمہ پہ اعتراض کیا اور علم غیب پہ کچھ خامہ فرسائی کی جس کا کافی وشافی جواب ہم دے چکے ہیں کچھ مزید بھی پیش خدمت ہے۔قاموس میں ہے:۔

"النبی المخبر عن اللہ تعالیٰ۔"

ایسے ہی المعجم الوسیط میں ہے ''النبی المخبر۔'' قاضی عیاض لکھتے ہیں:۔

ترجمہ:۔ نبی اسے کہتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ غیب پہ مطلع کر دے اور اسے یہ بتلا دے کہ وہ نبی ہے اور اس وقت نبی فعیل بمعنی مفعول کے ہوگا یا نبی کا معنی ہوگا جو ان (امور غیبیہ) کی خبر دے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسے دے کر بھیجا ہے اور اس وقت فعیل بمعنی فاعل ہوگا۔'' (الشفاء ج ۱ ص ۱۵۷)

المنجد میں ہے:۔

''النبوۃ والنبوۃ۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام پاکر غیب کی خبر بتانا۔''

(لغات المنجد عربی اردو ص ۹۸۷)

اس کے بعد جناب نے فقہ حنفی سے بغاوت کا الزام قائم جس میں کچھ بھی صداقت نہیں۔ پھر سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۱۹۶ کے ترجمہ پہ اعتراض کیا جبکہ اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ جب حج کر چکے تو اس کے بعد سات روزے رکھو اور جہاں تک ''جناح۔'' کا ترجمہ ''مطالبہ۔'' سے کرنا یہ مرادی ترجمہ ہے جو بالکل درست ہے جس پہ تفاسیر شاید ہیں اور پھر لفظ ''امانی۔'' کے ترجمہ پہ جو اعتراض ہے تو عرض ہے حضرت تفسیر خازن ہی دیکھ لیں اس میں ان دونوں اقوال کا ذکر موجود ہے۔ اور جناب نے جو بشریت والا اعتراض کیا اس پہ ہم عرض ہے کہ صدر الافاضل کی عبارت خبریہ ہے اس میں فتویٰ موجود نہیں۔ اور آخر میں جناب کا یہ کہنا کہ ہم اعلیٰ حضرت کو مولوی یا مولانا نہیں کہتے تو ہم اس پہ ان کے حکیم الامت کا ہی قول نقل کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ جناب قاری طیب لکھتے ہیں:۔

''ایک دن مجلس میں بیٹھنے والے شخص نے کہیں بغیر ''مولانا۔'' کے احمد رضا خان۔'' کہہ دیا۔ حضرت نے ڈانٹا اور خفا ہو کر فرمایا، عالم تو ہین۔ اگرچہ اختلاف رائے ہے تم منصب کی بے حرمتی کرتے ہو۔ یہ کس طرح جائز؟''

(ماہنامہ الشریعہ اکتوبر ۲۰۰۱ ص ۸)

لہٰذا اپنے حکیم الامت کے ناخلف اولادمت بنئے اور منصب علم کی توہین سے بچیں۔

باب دوم

کنز الایمان پہ الیاس گھمن کی اجمالی تنقید کا جائزہ

تفسیر کرنے کا حقدار کون؟

قارئین گھمن صاحب لکھتے ہیں:۔

''یہاں ہم تھوڑی سی گفتگو اس حوالے سے کرنا چاہتے ہیں کہ قرآن مقدس کا ترجمہ تفسیر کرنے کا حق کس کو ہے۔''

(کنز الایمان کا تحقیقی کائزہ ص۱۹)

جناب گھمن صاحب اگر آپ کو سرقہ کرنے سے فرصت ملے تو آپ کو معلوم ہو کہ آپ کے اپنے گھر والوں نے اس کے متعلق کیا لکھا ہے۔ جناب اسمائیل صاحب لکھتے ہیں:۔

''یہ جو عوام الناس میں مشہور ہے کہ اللہ و رسول کا کلام سمجھنا بہت مشکل ہے، اس کو بڑا علم چاہئیے ہم کو وہ طاقت کہاں کہ ان کا کلام سمجھیں اور اس راہ پر چلنا بڑے بزرگوں کا کام ہے سو ہامری کیا طاقت کہ اس کے موافق چلیں بلکہ ہم کو یہ باتین کفایت کرتی ہیں، سو یہ بات بہت غلط ہے اس واسطے کہ اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید مین باتیں بہت صاف صریح ہیں ان کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں۔'' (تقویۃ الایمان ص ۴۔۵)

نیز:۔

''اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو سمجھنے کو بہت علم نہیں چاہے۔''

مزید فرماتے ہیں:۔

''سو ہر خاص و عام کو چاہیے کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے کلام کو تحقیق کریں اور اسی کو سمجھیں۔ (تقویۃ الایمان، ص۶)

کیوں جناب گھمن صاحب آپ کے شہید تو فرماتے ہیں ہر خاص و عام کو یہ حق ہے،

اور آپ کی لمبی چوڑی گفتگو بے کار ہو گئی۔

تفسیر بالرائے کی ممانعت

قارئین ہم یہاں "تفسیر بالرائے کے متعلق کچھ وضاحت کرنا چاہتے ہیں جس سے خود بخود ہی گھمن صاحب کے مغالطوں کا ازالہ ہو جائے گا۔

ڈاکٹر خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہاں قرآن پاک کے ایسے حقائق و معارف بیان کرنا جس میں اپنی کسی مراد نفس اور کسی منگھڑت موقف کی تائید کے لیے پیش کرنا پیش نظر نہ ہو اور آیت کے الفاظ بھی ان مطالب و معانی کی گنجائش رکھتے ہوں تو باجود یکہ وہ امور اور بیانات پہلے سے منقول نہ ہوں انہیں استنباط اور استدلال کے انداز میں پیش کرنا تفسیر بالرائے میں داخل نہیں۔"

(آثار التنزیل ج ۲ ص ۲۷۲)

مزید علامہ انور کاشمیری سے نقل کرتے ہیں:

"تفسیر جب کسی مسئلہ کو نہ بدلے اور نہ عقیدہ سلف میں کوئی تبدیلی کرے تو وہ تفسیر بالرائے نہیں ہاں جب کسی متواتر مسئلے کو بدلے یا اجماعی عقیدے کو تبدیل کرے تو وہ ضرور تفسیر بالرائے ہے اور ایسا کرنے والا بے شک دوزخ کی آگ کا مستوجب ہے۔"

(آثار التنزیل ج ۲ ص ۲۷۳)

"تاویل اس کو کہتے ہیں کہ ایک آیت کے وہ متحمل معنی جو ماقبل و مابعد کے موافق ہوں، اور کتاب و سنت کے مخالف بھی نہ ہوں، وہ لیے جائیں اہل علم کو اس کی رخصت دی گئی ہے۔" (معارف البہلوی ج ۲ ص ۶۲)

لہٰذا ثابت ہوا کہ ایسی تفسیر جو سلف سے منقول نہ ہو وہ صرف اس وقت باطل ہو گی

جب جمہور کے بیان کردہ معنی سے ٹکرائے گی، لیکن اگر جمہور کے بیان کردہ معنی کو مان بطور فائدہ کوئی نیا معنی بیان کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''گر الحمد اللہ میری سمجھ میں جو آیا ہے وہ بے تکلف اور دلپذیر بات ہے۔''

(میلاد النبی ص ۸۳)

اب اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ قرآن کا جو معنی تھانوی صاحب کی سمجھ میں آیا ہے وہ پہلے سے منقول نہیں تھا اب انہیں سمجھ میں آیا ہے لہٰذا مطلقا اس کو رد نہیں کیا جاسکتا۔

ایک شبہ کا ازالہ

ہوسکتا ہے ہماری مذکورہ بالا گفتگو پہ دیوبندی حضرات یہ شبہ پیش کریں کہ نانوتوی صاحب نے بھی تو جمہور کے معنی کو تسلیم کر کے ایک نیا معنی بیان کیا ہے تو وہ قابل گرفت کیوں ہیں؟ تو عرض ہے یہ دیوبندی حضرات کی خوش فہمی ہے کہ نانوتوی صاحب نے جمہور کے معنی کو تسلیم کیا ہے، یہ بہت بڑا دجل ہے کیونکہ نانوتوی صاحب نے ''خاتم النبین'' بمعنی آخری نبی انکار کر کے ہی اپنے معنی ''بالذات نبی'' کو بیان کیا ہے لہٰذا وہ قابل گرفت ہیں۔ اس کے بعد گھمن صاحب نے جو الزامات لگائے ہیں ان کا جواب ہم ماقبل میں دے چکے ہیں۔ اور یہ وضاحت کر چکے ہیں کہ شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کے مخالف کون ہیں۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور مسلک اہلسنت

اس جگہ گھمن صاحب نے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر علمائے اہلسنت کی تنقید نقل جس میں ایک بھی حوالہ ایسا نہیں جس میں شاہ صاحب کو کافر یا گستاخ کہا گیا ہو۔ پھر اس تنقید کا سبب ان سے منسوب کچھ کتب ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ وہابیت کی جانب مائل تھے مگر تحقیق سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ کتب آپ کی طرف منسوب ہیں۔ جناب مجیب الرحمٰن صاحب لکھتے ہیں:۔

''البلاغ المبین شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی نہیں ہے غیر مقلدوں وغیرہ جیسے

لوگوں نے کئی کتابیں شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر کے شائع کر دیں جن میں سے ایک البلاغ المبین بھی ہے۔''

(عقیدہ حیات النبی اور صراط مستقیم ص ۱۴۹)

ایسے ہی دیوبندی ترجمان رقم طراز ہے:۔

''اس فن میں یہ لوگ (غیر مقلد) بہت ماہر ہیں۔تین طرح کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں (۱) خود کتابیں لکھ کر دوسروں کے نام لگا دینا جیسے ''البلاغ المبین۔'' خود لکھ کر شاہ ولی اللہ کے نام لگا دی۔''

(ضرب شمشیر ص ۳)

دیوبندی حضرات نہایت ہی خیانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے مصنف ضرب شمشیر ''غریب اللہ'' کو بریلوی کہتے ہیں جبکہ یہ فاضل دیوبند تھا، دیوبندی حضرات کی کتاب میں موجود ہے:۔

''شیخ الاتقیاء اسوۃ العلماء حضرت مولانا غریب اللہ دامت برکاتھم (فاضل دار العلوم دیوبند)''

(اظہار الحق للتمسکین بالحق ص ۱۷)

لہٰذا اس صورت حال کے پیش نظر ان علماء نے آپ پہ تنقید کی ہے ورنہ آپ کے عقائد اہلسنت والے ہی ہیں۔اس مسئلہ پہ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ''حسام الحرمین اور مخالفین۔'' مگر اس جگہ ہم اس مغالطے کا ازالہ کر دیں حکیم محمود احمد برکاتی صاحب ہماری کوئی متعمد علیہ شخصیت نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی بات ہم پہ حجت ہیں مگر دوسری طرف جناب رب نواز صاحب لکھتے ہیں:۔

''حکیم محمود احمد برکاتی (جو بریلوی حضرات کے ہاں بھی مسلم ہیں)''

(نور سنت مناظرہ جھنگ نمبر ص ۳۲)

اس عبارت کا مفہوم مخالف صاف صاف یہی ہے کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک

بھی محمود احمد برکاتی صاحب مسلم ہیں لہٰذا انہوں نے جو تنقید شاہ صاحب پہ کی ہے اس کا وزن دیوبندی حضرات کی گردن پہ ہے۔اور اگر کسی کو مفہوم پہ مخالف لینے ہی اعتراض تو عرض ہے کہ دیوبندی حضرات کے نزدیک مصنفین کے کلام میں مفہوم مخالف معتبر ہے۔(تحذیر الناس ص ۱۱۲، پانچ سو باادب سوالات ص ۹۵)

شاہ عبدالعزیز اور مسلک اہلسنت

شاہ عبدالعزیز صاحب بالاتفاق تیرہویں صدی کے مجدد ہیں۔اور خود گھمن صاحب نے لکھا:۔

"اہل السنت والجماعت حنفی اور فرقہ بریلویہ دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ آپ اہل والجماعت حنفی بزرگ تھے۔"

(فرقہ بریلویت پاک وہند کا تحقیقی جائزہ ص ۱۹)

اور جہاں جناب کے پیش کردہ حوالہ جات کا تعلق ہے تو عرض ہے کہ مقیاس الحنفیت میں صرف اتنی بات موجود ہے کہ آپ پہ وہابیت کا رنگ اپنے والد صاحب کی وجہ سے چڑھا تھا مگر بعد میں علماء نے اسی وقت اس کا جواب دیدیا جس سے وہ اتر گیا۔چنانچہ مقیاس میں موجود ہے:۔

"محمدی مذہب کی حالت میں جب ہندوستان پھرے تو اپنے جانشین دو لائق بیٹے شاہ عبدالعزیز صاحب وشاہ رفیع الدین چھوڑ گئے۔ان دوحضرات نے بھی اپنے دادا کے حنفی مذہب کو پسند فرمایا،لیکن آبی اثر ضرور ہوتا ہے کچھ نہ کچھ شاہ ولی اللہ صاحب کا معمولی سا رنگ چڑھا،جس کا علماء کرام نے کافی جواب دیدیا۔" (مقیاس الحنفیت ص ۵۷۷)

اور اقتدار صاحب کی تنقید ان کا ذاتی موقف ہے، جناب محمود عالم صفدر صاحب لکھتے ہیں:۔

''اس لیے کسی بھی فرد کی لغزش یا تفرد کو اہل سنت والجماعت کا عقیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا اس لیے کسی بھی شخص کے قول کو دیکھا جائے گا کہ جماعت نے اس کو کیا درجہ دیا ہے اگر عقیدہ کے درجہ میں قبول کیا ہے تو وہ عقیدہ ہوگا اگر احکام کے درجہ میں قبول کیا ہے تو وہ حکم ہوگا۔ اگر اس کو شطحیات کے اندر داخل کیا ہے تو وہ شطحیات میں سے ہوگا یعنی نہ اس پر عمل ہوگا اور نہ قائل قابل مواخذہ ہوگا الغرض کسی آدمی کی ذاتی رائے جس کو جماعت نے قبول نہ کیا ہو اس کو جماعت کا عقیدہ قرار دینا کسی دجال کا ہی کام ہو سکتا ہے۔'' (وحدت الوجود ص۶۔۷)

لہٰذا اقتدار صاحب کے ذاتی موقف کو جماعتی موقف بنا کر پیش کرنا یہ بقول محمود عالم گھمن صاحب کی دجالیت ہے۔

سابقہ اکابر کے تراجم اور ہمارا موقف

ہم پہلے بھی وضاحت کر آئیں ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ تراجم تحریف کا شکار ہیں۔ اس میں ہم نے دیوبندی حضرات ہی کی گواہی پیش کی تھی اب کچھ تفصیل حاضر ہے۔ ان تراجم کے متعلق جناب حکیم محمود احمد برکاتی صاحب لکھتے ہیں:۔

''اسی طرح شاہ صاحب کے تیسرے فرزند شاہ عبد القادر دہلوی جنہوں نے اردو زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کیا تھا اس کا سب سے پہلا ایڈیشن سید عبد اللہ ہوگلی مطبع احمدی سے ۱۸۳۸ء میں شائع کیا تھا مگر یہ ترجمہ ''موضح القرآن'' کے نام سے اور اضافات کے ساتھ ۱۳۰۸ھ/۷ میں دہلی سے شائع کیا گیا مشہور اہل حدیث عالم میاں نذیر حسین دہلوی کے داماد سید شاہ جہاں نے اس پر تقریظ لکھی تھی اور اس کے ملنے کا پتہ بھی ''مدرسہ میاں نذیر حسین'' تھا۔ مولوی سید احمد ولی اللہ نے ''انفاس العارفین''

کے صفحہ آخر پر جن جعلی کتابوں کی نشاندہی کی تھی ان میں ''تحفۃ الموحدین''، ''البلاغ المبین'' وغیرہ کے ساتھ ''تفسیر موضح القرآن'' مطبوعہ خادم الاسلام دہلی منسوب بر طرف مولانا شاہ عبدالقادر دہلوی مرحوم بھی تھی۔''

(شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان ص۵۹)

محمود احمد برکاتی صاحب نے تو اسے مکمل طور پہ ہی منسوب قرار دیا مگر دیگر حضرات نے اس کو شاہ صاحب کی تصنیف تو مانا ہے مگر تحریف کا بھی اقرار کیا ہے۔ جناب سعید الرحمٰن علوی لکھتے ہیں:۔

''بہر حال اولیت کا شرف شاہ صاحب عبدالقادر رحمہ اللہ کے ترجمے کو ہی حاصل تھا اور ہے لیکن اس ترجمہ وتفسیر کے بار بار نتیجہ پر اغلاط راہ پانے لگیں اور اس کا سبب ناشر حضرات اور ارباب مطابع ہیں جو بالعموم خاطر خواہ توجہ نہیں کرتے۔'' (محاسن موضح قرآن ص۵)

مصنف محاسن موضح قرآن لکھتے ہیں:۔

''ناشرین قرآن کی بے پرواہی سے شا صاحب کا ترجمہ اور فوائد میں برابر اغلاط داخل ہوتی جارہی ہیں۔ اگر ناشرین کا یہ طریقہ جاری رہا اور اہلِ علم نے اس بیش بہا تفسیری ذخیرہ کو ان تجارت پیشہ لوگوں کے رحم وکرم پہ رکھا تو آگے چل کر یہ ترجمہ مشکوک ومتشبہ ہو جائے گا اور پھر اہل علم اسے متروک قرار دینے پر مجبور ہو جائیں گے۔'' (محاسن موضح قرآن ص۳۸)

ابوالحسن زید فاروقی لکھتے ہیں:۔

''پہلے ہی دن سے اس ترجمہ کے ساتھ جو زیادتی شروع ہوئی ہے وہ بھی حیران کن ہے۔ کسی نے اپنے تصرفات کے لیے اصلاح کی آڑ لی کسی نے عام فہم بنانے کی کوشش کی اور آپ کے الفاظ کو بدلا ہے۔ اور پھر اصحاب مطابع کی بے اعتنائی کی بدولت کاتبوں کی غلطیوں نے مزید

خرابیاں پیدا کردیں۔"

(محاسن موضح قرآن ص ۲۲)

ہم امید کرتے ہیں کہ ان حوالہ جات سے گھمن صاحب کی تسلی وتشفی ہوگئی ہوگی اور ہمارے قارئین پہ بھی یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ تراجم محرف ہیں۔ پھر ان تراجم میں اللہ رب العزت کی طرف مکر، داؤ، چال، ہنسی کرنا جیسے الفاظ کی نسبت ہے جو دیوبندی عقائد کی ترجمان ہے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ ہے:۔

"افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔"

(الجہد المقل ج ا ص ۸۳)

اس لیے اگر ان الفاظ کی نسبت اللہ کی طرف تسلیم کی جائے تو اس سے دیوبندی عقیدے کو تقویت ملتی ہے کہ مکر، داؤ، فریب جیسے افعال یہ افعال قبیحہ ہیں اور ان کی نسبت خود قرآن میں اللہ رب العزت کی طرف موجود ہے جبکہ حقیقی صورت حال ہم پہلے واضح کر چکے کہ ان الفاظ کی نسبت بطور جزا کے ہے۔ مگر دیوبندی حضرات کیونکہ ان صفات سے اللہ کو متصف مانتے ہیں (محال بالغیر مگر ممکن بالذات سمجھتے ہیں) اس لیے ان کی نسبت بطور حقیقی سمجھی جائے گی لہٰذا بالفرض اگر کسی اہلسنت کے عالم نے ان الفاظ کی نسبت ترجمہ میں اللہ کی طرف کی ہے تو اس کو ان کا تسامح تو کہا جا سکتا ہے مگر کیونکہ یہ ان کا عقیدہ نہیں لہٰذا ان پہ کوئی فتویٰ نہیں لگے گا۔ اب جہاں تک بات ہے گھمن صاحب کے پیش کردہ حوالے کی تو عرض ہے کہ پہلی بات تو یہ کہ "ضیاء القرآن" کرم شاہ بھیروی کی ہے نہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی۔ پھر پیر صاحب کا تعلق گولڑہ سے بھیرہ سے نہیں۔ اگلی بات عرض ہے کہ دیوبندی حضرات پہ گرفت ان کے عقیدے کی وجہ سے ہے۔ جس کی صفائی ان پہ لازم آتی ہے۔ اور جو بندہ خود دوسروں کا مواد سرقہ کر کے متکلم اسلام کہلائے اسے دوسروں کی علمیت پہ طنز کرنے سے پہلے سوچنا ضرور چاہیے۔ آگے چل کر گھمن صاحب نے جو حوالہ جات دیئے ہیں ان کا جواب ہم پیچھے دے آئے ہیں وہی دیکھیں۔

لیعلم اللہ، اور لنعلم کا ترجمہ اور دیوبندی عقیدہ

قارئین مذکورہ الفاظ کے ترجمہ میں بھی دیوبندی حضرات نے اپنے باطل عقیدے کو پیش نظر رکھا ہے۔ ان حضرات کا عقیدہ ہے:۔

''انسان خود مختار ہے اچھے کام کرے یا نہ کرے اور اللہ کو پہلے سے کوئی علم نہیں ہوتا کہ کیا کریں گئے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے۔''

(بلغۃ الحیر ان ص ۱۵۷-۱۵۸)

ایسے ہی تقویۃ الایمان میں ہے:۔

''اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔'' (تقویۃ الایمان ص ۲۸)

اسی عقیدہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیوبندی حضرات نے ان کا ترجمہ ''معلوم نہیں کیا'' کے الفاظ سے کیا جس لام محالہ یہ لازم آتا ہے کہ اللہ کو معلوم نہیں ہوتا وہ معلوم کرتا ہے جو دیوبندی عقیدہ تائید ہے۔ جبکہ مفسرین نے اس آیت کے تحت لکھا ہے:۔

ای لما تجاھدوا لان العلم متعلق بالمعلوم نفی العلم بمنزلۃ نفی متعلقہ لانہ منتف بانتقائہ تقول ما علم اللہ فی فلان خیرا ای ما فیہ خیر حتی یعلمہ

(تفسیر مدارک ج ۱ ص ۲۹۶)

اس کا ترجمہ دیوبندی حضرات یوں کیا ہے:۔

''حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے مجاہدوں کا ابھی تک امتیاز نہیں کیا) یعنی ابھی تک تم نے جہاد کیا کہ تمہارا مجادہ ہونا معلوم ہوتا کیونکہ علم کا تعلق تو معلوم سے ہے۔ تو نفی علم کو نفی متعلق علم کی جگہ لایا گیا ہے۔ کیونکہ علم کی نفی سے متعلق علم کی نفی خود ہو جائے گی جیسا کہ کہا جائے ما علم اللہ فی

فلاں خیرا یعنی اس میں کوئی خیر ہے ہی نہیں جو معلوم ہو اور یہاں لما،لم کے معنی میں ہے البتہ اس میں کچھ توقع کا پہلو پایا جاتا ہے۔پس گزشتہ میں جہاد کی نفی کر رہا ہے۔اور مستقبل میں اس کے ظاہر ہونے کی توقع ظاہر کر رہا ہے۔" (تفسیر مدارک ج ا ص ۵۰۶)

لہٰذا ثابت ہوا کہ نفی علم کی نہیں ہے بلکہ جہاد کی ہے کہ تم لوگوں نے ابھی جہاد نہیں کیا اسی معنی کو مدنظر رکھتے ہوئے امام اہلسنت نے اس کا ترجمہ کیا:۔

اور ابھی اللہ تعالیٰ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر کرنے والوں کی آزمائش کی۔ (آل عمران۔ ۱۴۲)

کیونکہ اس آیت سے دیوبندی حضرات نے اپنے مذموم عقیدے کو ثابت کر سکتے تھے اس لیے انہوں نے اس کے مطابق ترجمہ کیا جو قابل گرفت ہے کیونکہ ایسا عقیدہ رکھنے والا دیوبندی حضرات کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہے۔اب اگر کسی اہل سنت کے عالم دین نے ایسا ترجمہ کیا ہے تو اس کی وضاحت ہو چکی کہ یہ ان کا تسامح ہے مگر کیونکہ ایسا عقیدہ نہیں رکھتے لہٰذا قابل گرفت نہیں۔

مغفرت ذنب

آیت ''مغفرت ذنب'' کی مکمل وضاحت ہم کر آئے ہیں یہاں صرف گھمن صاحب کے مغالطات کا ازالہ کیا جائے گا۔جناب لکھتے ہیں:۔

''اگر اسلاف میں سے کسی نے ترجمہ یوں کیا ہے، تا کہ تیرے اگلے پچھلے گناہ اللہ تعالیٰ معاف کرے تو اعتراض نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ ترجمہ قرآن ہے اور قرآن مقدس میں اللہ کریم نے اپنے محبوب سے خاطب کیا ہے اور خدا جیسے چاہے اپنے محبوب کو خطاب کرے۔'' (کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۳۰)

قارئین اسلاف نے ایسا ترجمہ کیوں کیا اس کی وضاحت ہم قاضی مظہر صاحب سے

کر آئے ہیں اور یہ واضح کر آئے ہیں کہ اب ترجمہ حقیقی مراد کے مطابق ہوگا۔لہٰذا اب گناہ ترجمہ کرنا قابل گرفت ہے۔اور جہاں تک یہ کہنا اللہ جیسے چاہے خطاب کرے تو اس پہ عرض ہے یہ اصول اپنے لیے تو بنا لیا گیا مگر جب بات مخالفین کی آ آتی ہے تو تمام اصول وقوانین کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے۔دیوبندی حضرات نے خود تراجم پہ گستاخی کا فتویٰ لگایا ہے،اس وقت انہیں یہ اصول یاد نہیں رہتا؟ لہٰذا اس اصول سے ان تمام اعتراضات کا جواب ہو گیا جو دیوبندی حضرات تراجم اہلسنت پہ کرتے ہیں اور یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ ترجمہ عقیدہ نہیں ہوتا کیونکہ گھمن صاحب نے آگے خود لکھا:۔

باقی امت میں سے کوئی مسلمان بھی سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گناہ گار کہنا تو درکنار ایسا سوچنا بھی درست نہیں سمجھتا بلکہ بہت بڑا جرم سمجھتا ہے۔

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۳۰)

یعنی اگر ایک شخص ذنب کا ترجمہ گناہ کرتا ہے تو اس سے یہ سمجھنا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گناہ گار سمجھتا ہے غلط ہے۔لہٰذا ثابت ہوا کہ ترجمہ عقیدہ نہیں ہوتا۔مگر یہ بات بھی ہم دیوبندی حضرات سے پیش کر آئے ہیں کہ ترجمہ کی آڑ میں اپنے عقیدے کی ملاوٹ کی جاسکتی ہے جو قابل گرفت ہے۔اور دیوبندی حضرات کا عقیدہ ہم نقل کر چکے کہ انبیاء دروغ صریح سے معصوم نہیں اور اس پہ قاضی صاحب کا تبصرہ بھی نقل ہو چکا کہ اس سے عصمت کا انکار لازم آتا ہے۔اب ہم ایک اور حوالہ پیش کرتے ہیں جس میں گنگوہی صاحب نے حضرت آدم کی طرف شرک کی نسبت کرتے ہوئے لکھا:۔

”پس یہ شرک جوان سے سرزد ہوا ہے۔شرک فی التسمیہ ہے۔“

(فتاویٰ رشیدیہ ج ۲ ص ۱۴۰)

لہٰذا جب دیوبندی حضرات لفظ گناہ لکھیں گے تو اس سے مراد گناہ حقیقی ہوگا۔اور جہاں تک اکابر اہلسنت کے تراجم کی بات تو جناب قاضی صاحب لکھتے ہیں:۔

”یہاں حضرت شاہ عبد القادر صاحب مفسر دہلوی نے ذنب کا ترجمہ جو

گناہ لکھا ہے تو وہ مجازا اور صورتا نہ کہ حقیقتا۔ کیونکہ محکم آیات سے امام المعصومین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطلقا معصوم ہونا ثابت ہے اور اس دور میں چونکہ اہل سنت والجماعت کے عقائد سے تعلیم یافتہ لوگ واقف تھے اور علمی طور پر ایسے مسائل حل کیے جاتے تھے اس لیے زنب کا معنی گناہ لکھنے سے غلط فہمی کا موقع کم ہوتا تھا۔ لیکن موجودہ دور میں کیونکہ اہل سنت کے عقائد کی تبلیغ کم ہے اور بجائے حق پسندی کے حجت بازی کا دور ہے اس لیے اب ذنب کا ترجمہ ایسا کرنا چاہیے جو اس کی حقیقی مراد ہو چنانچہ حکیم الامت حضرت تھانوی نے ذنب کا ترجمہ خطا لکھا ہے۔''

(علمی محاسبہ ص ۲۹۸)

اس سے یہ واضح ہو گیا کہ کیونکہ ان حضرات کے دور میں عقائد اہلسنت کا چرچا تھا جس سے غلط فہمی کا خدشہ کم تھا مگر آج کے دور میں اس کا ترجمہ حقیقی مراد کے مطابق ہوگا۔ تا کہ غلط فہمی پیدا نہ ہو۔ اب جو جناب نے نقی علی خان صاحب کا حوالہ پیش کیا تو اتنی وضاحت کے بعد مزید تفصیل کی حاجت نہیں رہتی مگر یہاں ہم مولانا اپنا قول بھی نقل کرنا چاہتے ہیں۔ لکھتے ہیں:۔

''کبھی بادشاہ اپنے کسی خاص مقرب کو ایک قسم کی خصوصیت کے ساتھ ممتاز فرماتا ہے اور اس سے مقصود صرف عزت بڑھانا ہوتا ہے۔ نہ وقوع اس کا۔ جیسے بعض مصاحبوں اور وزیروں کے واسطے حکم ہوتا ہے کہ ہم نے تین خون تجھے معاف کیے حلانکہ بادشاہ جانتا ہے کہ ایسے شخص مہذب سے ایک خون بھی واقع نہ ہوگا۔ یا کبھی وزراء کے لیے صوبوں اور سرداران ملک کے نام حکم جاری ہوتا ہے کہ جب وہ تمہارے پاس آئے تو اس کے حکم کو میرا حکم سمجھو اور اس کی اطاعت میری اطاعت جانو، اگرچہ وزیر کبھی دار الحکومت سے باہر نہ جائے۔ ہاں اس قسم کی باتوں

سے عزت اس مصاحب اور وزیر کی لوگوں کے دلوں میں زیادہ ہوتی ہے، سو یہاں بھی صرف اپنے محبوب کی عزت بڑھانا مقصود ہے۔''

(سرور القلوب ص ۲۲۶)

ووجدک ضالا فہدی کے ترجمہ پہ شبہات کا ازالہ

ہم اس آیت کے متعلق گزارشات بھی پہلے بیان کر آئے ہیں اس جگہ صرف گھمن صاحب کی لن ترانیوں کی جواب دینا مقصود ہے۔ جناب نے جتنے اکابرین کے تراجم نقل کیے ان سب میں لفظ گم کردہ ہے اس ترجمہ کی وضاحت کرتے ہوئے جناب انس عطاری صاحب لکھتے ہیں:۔

''شاہ ولی اللہ نے معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھٹکا ہوا ترجمہ نہیں کیا۔

۔۔اردو لغت میں گم کردہ کا معنی بھٹکا ہوا نہیں بلکہ فیروز الغات میں ہے

''گم کردہ: کھویا ہوا۔ (فیروز الغات، ص ۱۱۰۶)

اس اعتبار سے لغتہ اور شرعا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ بھی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کے موافق ہوا۔''

(حسام الحرمین اور مخالفین ص ۱۵۳)

اس کے بعد جو مولانا نقی علی خان کا حوالہ پیش کیا تو اس میں موجود ہے:۔

''یعنی جس راہ سے چلا چاہتے تھے وہ راہ نظر نہیں آتی تھی۔''

(الکلام اوضح ص ۶۷ بحوالہ کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۳۴)

یہ الفاظ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی تائید کر رہے ہیں لہٰذا کچھ اختلاف نہیں۔ اور جہاں تک بات ہے پروفیسر عرفان صاحب کے حوالے کی تو عرض ہے کہ پروفیسر صاحب نے جس عبارت پہ گرفت کی ہے اس کو سیالوی صاحب نے بطور نقل روایت بیان کیا ہے تائید نہیں کی۔ بلکہ تائیداً انہوں نے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ہی پیش کیا ہے۔ (التحقیقات، ص ۱۸۳)

پھر تحقیقات کے تمام مندرجات معتبر نہیں اور نہ ہی اس کو جمہور اہلسنت نے تسلیم کیا

ہے اور پھر یہ سب معاصرانہ چپقلش ہے جس کا دیوبندی اصول سے کوئی اعتبار نہیں۔ پھر یہ بات دیوبندی حضرات کو تسلیم ہے کہ مصنف کے معتبر ہونے کے باوجود اس سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔ اس پہ ایک مثال بھی عرض ہے۔ دیوبندی حضرات امام سیوطی کو معتبر مانتے ہیں اور عقیدہ حیات النبی میں ان کے رسالہ کا حوالہ بھی دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو خلیل احمد لکھتے ہیں:۔

''علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ ''انباء الاذکیا بحیوۃ الانبیاء'' میں بتصریح لکھا ہے۔'' (المہند ص ۳۳)

اب اس جگہ مماتی مولوی نے لکھا کہ جناب آپ اپنی تائید میں امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کو تو پیش کر رہے ہیں مگر ان کا تو عقیدہ ہے کہ انبیاء اپنی قبروں سے نکل کر عالم علوی و سفلی میں تصرف کرتے ہیں تو قارن صاحب نے جھٹ سے لکھ دیا کہ جی اس سے اختلاف کرنے سے لازم نہیں آتا کہ ان کے ان احادیث کے بارہ میں اخبار متواترہ کہنے سے بھی اختلاف کیا جائے۔'' (اظہار الغرور ص ۵۹)

یعنی کسی مصنف کے کسی ایک نظریے سے اختلاف کرنے سے اس مکمل طور پہ غیر معتبر ہونا لازم نہیں آتا۔ لہٰذا اگر سیالوی صاحب کے بھی کسی نظریہ کی تائید نہ کی جائے تو اس سے ان کا مکمل طور پہ غیر معتبر ہونا لازم نہیں آتا۔ اور نہ ہی کسی معتبر شخصیت کے نظریات سے کلی اتفاق بھی ضروری جیسا کہ قارن صاحب کی عبارت سے ظاہر ہے۔ جناب سرفراز صاحب ابن تیمیہ کے متعلق لکھتے ہیں:۔

راقم الحروف ان کی بہت سی کتابوں سے مستفید ہوا ہے اور ان کا بڑا مداح اور ان کے بے شمار علمی اور مجاہدانہ کارناموں کا قائل ہے لیکن ان کے تفردات میں ان کا حامی نہیں ہے اور اس میں مسلک اعتدال راجح اور قوی نظریہ جمہور کا ہی ہے۔ (سماع الموتی ص ۱۳۴)

پھر گھمن صاحب کو سرکار دو عالم کے عالم ما کان وما یکون ہونے پہ بھی تکلیف ہے اور پروفیسر عرفان صاحب کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں:۔

''ویسے آپ نے عالم ما کان و ما یکون لکھ کر کوئی اچھا کام نہیں کیا۔''

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۴۳)

جی اس لیے اچھا کام نہیں کیا کہ جن کے نزدیک سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آخرت کا علم نہ ہو، جو دیوار کے پیچھے تک کا علم نہ جانتے ہو، بلکہ انکا علم شیطان سے بھی کم ہو حتی کے جن کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم جانوروں اور پاگلوں جیسا ہو ان کو تو یہ الفاظ تکلیف ہی دیں گے۔ آیئے آپ کے اسی درد میں اضافہ ہم شیخ محقق سے کرتے ہیں۔ شیخ محقق لکھتے ہیں:۔

''پروردگار نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ما کان و ما یکون کے علم و اسرار کا افاضہ فرمایا ہے۔''

(مدراج النبوت، ج ۱ ص ۳۵)

ایسے ہی ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:۔

''پس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حوادث و واقعات و عجائب و غرائب قیامت تک پیدا ہونے والی ہر چیز بتادی۔''

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۶۰۵)

اور شیخ کے متعلق ابوایوب صاحب لکھ چکے ہیں:۔

''اس زمانے میں ایک اور عظیم شخصیت عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ آپ نے عقائد اہل سنت کی صحیح شکل باقی رکھنے کے لیے جو کاوش کی وہ انتہائی قابل تحسین ہے ہمارے نزدیک ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کے صحیح مقام کی توضیح فرمائی ہے۔''

(راہ سنت شمارہ ۳ ص ۴۲)

اس کے بعد جناب گھمن صاحب نے لکھا کہ کسی دیوبندی مولوی نے ضالا کا ترجمہ گمراہ نہیں کیا اور سیالوی صاحب نے جھوٹ بولا ہے اور پھر فتاوی مظہریہ کے حوالے سے لکھا:۔

''میں بریلویوں رضاخانیوں سے پوچھتا ہوں جب گمراہ کا لفظ اہل السنت دیوبند نے تو ووجدک ضالا کے ترجمہ میں استعمال نہیں کیا اور تم

7/8/18

نے ہم پر الزام لگا کر خود کو لوگوں کی نظروں میں خیر خواہ ناموس رسالت مآب ظاہر کیا مگر درحقیقت اپنے اندر کے بغض رسالت کو تسکین دی کر انہیں العیاذ باللہ گمراہ کہہ دیا۔" (کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ ص۳۶)

گھمن صاحب زیادہ اچھل کود کرنے کی ضرورت نہیں ذارا صبر کریں ہم بھی آپ کو چور کے گھر پہنچا کر ہی سانس لیں گے مگر یہ جو آپ نے ہمیں رضا خانی اور خود کو اہلسنت لکھا ہے یہ بھی کوئی اچھا کام نہیں کیونکہ ہمارا اہلسنت ہونا آپ لوگوں کو بھی تسلیم ہے۔ اور آپ لوگ اہلسنت نہیں بلکہ وہابی اور اہلسنت سے خارج ہیں جیسا کہ ہم ماقبل میں وضاحت کر آئے ہیں۔ اگلی بات آپ کا یہ کہنا کہ ہم نے گمراہ نہیں تو یہ آپ کی غلط فہمی اور مطالعہ کے کمزور ہونے کی نشانی ہے۔ جناب مناظر احسن گیلانی لکھتے ہیں:۔

"قرآن کے بعض الفاظ کی نوعیت عجیب ہوتی ہے وحلہ اولی میں پہلی دفعہ جب وہ کان میں پڑتے ہیں تو کچھ جھجھک سی محسوس ہوتی ہے سننے والے کچھ گھبرا جاتے ہیں اور سورہ والضحیٰ کے اس لفظ "ضال" کا حال بھی یہی ہے سارے جہاں کے ہادی عالم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ضال کا لفظ کا انتساب لوگوں کو پریشان کیے ہوئے ہے اور طرح طرح کی تاویلوں اور توجیہوں میں لوگ الجھ جاتے ہیں حالانکہ اسی لفظ کا جو ٹھیک لغوی مفہوم ہے اس کے سوا اس واقعہ کے اظہار کی کوئی دوسری شکل ہی نہیں ہوسکتی تھی۔"

(سوانح قاسمی ج۱ ص۱۸۵)

اب اس کا ٹھیک لغوی مفہوم بھی سنتے جایئے۔ کریم الغات میں ہے:۔

"ضالا: گمراہ۔ راہ بہکا ہوا۔"

(کریم الغات ص۲۱۱)

کیوں جناب گھمن صاحب اب ہمارا الزام تھا کہ یہ حقیقت ہے؟؟ پھر شاہ رفیع الدین سے منسوب ترجمہ قرآن (جس کو گھمن صاحب بھی معتبر تسلیم کر چکے ہیں) میں سورۃ

شعرا کی آیت نمبر ۲۰ میں ضالا کا ترجمہ حضرت موسیٰؑ کے لیے گمراہ کیا گیا ہے:۔

''کہا موسیٰ نے کیا تھا میں نے وہ کام اور میں گمراہوں سے تھا

(ترجمہ قرآن از شاہ رفیع الدین ص ۴۲۰)

غالب ہمیں نہ چھیڑ کہ جوش اشک سے
بیٹھے ہیں ہم تحیہ طوفاں کیئے ہوئے

اب سنیے آپ کے گھر کے ہی صدیق باندوی لکھتے ہیں:۔

''اسی طرح ووجدك ضالا فهدى میں بعض لوگ ضالا کا ترجمہ گمراہ سے کردیتے ہیں۔'' (اظہار حقیقت ص ۵۴)

اب گھمن صاحب آپ کی گردن پہ یہ قرض کہ بتلایئے کہ وہ کون لوگ ہیں جو ضالا کا ترجمہ گمراہ سے کرتے ہیں ورنہ اپنے ہی اصول سے جناب کے گھر سے بغض رسالت برآمد ہوجائے گا۔ پھر جو راہ بھولا اور ''حیران و ششدر راہ بھولا۔'' ان کا معنی بھی وہی ہے اور اعلیٰ حضرت کے موافق ہے۔

ایک جاہلانہ اعتراض

اس کے بعد گھمن صاحب نے عنوان قائم کیا ''کنز الایمان کی بریلوی مستند تراجم سے مخالفت۔'' اور اس کے تحت لکھا:۔

''بریلوی حضرات نے کئی کتابوں کے متعلق یہ تاثر دیا ہے کہ یہ کتب نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائیں تو ہمارا بریلویوں سے سوال ہے کہ جب کتاب مقبول ہے و منظور ہوئی تو اس میں موجود تراجم بھی مقبول و منظور ہوئے۔ اب ہم ان کتب کو سامنے لاتے ہیں جن کے متعلق زعماء بریلویہ نے یہ خبریں مشہور کی ہیں ان کتب کو جناب رسالت مآب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بارگاہ میں قبول فرمایا ہے

ہم ان تراجم کو ایک طرف اور فاضل بریلوی کے کنز الایمان کو دوسری طرف رکھیں گے تا کہ دنیا دیکھ لے جن کو بریلوی بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول و منظور و پسندیدہ کہہ رہے ہیں فاضل بریلوی کا ترجمہ ان کے خلاف ہے۔ گویا کنز الایمان مشیت و مرضی نبوت کے بھی خلاف ہے۔" (کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۳۷)

اس پہ عرض اگر یہی تحقیق ہے تو جہالت کس چیز کا نام ہے، جناب گھمن صاحب آپ لوگوں کو بھی جب تک آپ کی زباں میں نہ سمجھایا سمجھ آپ کو بھی آتی تو آیئے سنئے شاہ عبد القادر کے ترجمہ کو دیوبندی حضرات نے الہامی قرار دیا ہے چنانچہ سرفراز صاحب نقل کرتے ہیں:۔

"حضرت نانوتوی فرماتے تھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ الہامی ترجمہ ہے۔"

(ملفوظات حضرت مولانا سرفراز خان صفدر ص ۲۵۳)

ایسے ہی تھانوی صاحب کی بیان القرآن کو بھی مقبول بارگاہ نبوی قرار دیا گیا۔ مفتی خبیب صاحب لکھتے ہیں:۔

"بیان القرآن کی دربار رسالت میں اس قدر مقبولیت کا سبب حضرت والا (حضرت تھانوی) کا غایت اخلاص ہے۔"

(عشق رسول اور علمائے حق ص ۲۰۹)

اب یہ دونوں کتابیں مقبول ہیں جبکہ ان دونوں میں اختلاف موجود ہے۔ چنانچہ عبد الماجد صاحب لکھتے ہیں:۔

"شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد القادر کے ترجموں میں، شیخ الہند اور جناب والا کے ترجموں میں اچھا خاصا اختلاف موجود ہے۔"

(حکیم الامت ص ۳۴۳)

اب ہم گھمن صاحب سے سوال کرنا چاہتے ہیں کہ جناب اب آپ کس ترجمہ کو غلط قرار دیں گے؟ اگر کسی کو بھی غلط قرار نہ دیں پائے تو اپنا جاہل اور علم سے عاری ہونا ضرور تسلیم

کریں۔ پھر اس اختلاف کا جواب دیتے ہوئے جناب تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''جیسا اختلاف نقل فرمایا ہے یہ مضر نہیں۔ اس میں جس کا قول چاہے لے لیا جائے مگر ماخذ کی تصریح لازم ہے۔'' (حکیم الامت ص ۳۴۳)

کیوں جناب گھمن صاحب آپ کے حکیم الامت کے مطابق ایسا اختلاف کچھ مضر نہیں۔ اب لامحالہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اختلاف کونسا مضر ہے تو اس کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''اختلاف وہ مضر ہے جس کا اثر عقائد پر پڑتا ہو۔ سو اول تو اہل حق کا ایسا اختلاف نہیں۔ اور اگر کسی سے لغزش ہو گئی ہو تو جمہور کا قول معتبر ہو گا اور تفرد کے قول کو مول کہیں گے یا باطل کہیں گے۔'' (حکیم الامت ص ۳۴۴)

اس سے ان تمام اعتراض کا جواب ہو گیا جو گھمن صاحب نے اختلاف کی آڑ میں کیے ہیں کیونکہ ان تمام تراجم میں عقائد کی مخالفت نہیں اور ان سب حضرات نے عقیدے ایک جیسے ہیں اور لفظی ترجمے کی وضاحت ہم ماقبل میں کر چکے لہٰذا اب وہ مقبول بارگاہ نبوی کتب کے تراجم ہوں، یا شیخ سعدی اور مولانا نقی علی خان کے، ان کا اعلیٰ حضرت کے ترجمے سے مختلف ہونا کچھ مضر نہیں۔ پھر جب دیوبندی حضرات کے سامنے اس قسم کی کتب پیش کی جائیں تو واضح الفاظ میں یہ کہا جاتا ہے:۔

شرعی مسائل دلائل سے ثابت ہوتے ہیں نہ کہ الہامات و مکاشفات سے۔''

(عقائد اہلسنت ص ۴۰۵)

ایسے ہی ایک صاحب فرماتے ہیں:۔

''خواب حجت شرعی نہیں۔''

(اسلام اور ہماری زندگی ص ۳۰۵)

مزید فرماتے ہیں:۔

''ہمارے دیکھے ہوئے خواب کی بات کو اللہ تعالیٰ نے مسائل شریعت

میں حجت نہیں بنایا۔ (ایضاً)

نیز :۔

''خواب اور کشف وغیرہ سے شرعی حکم نہیں بدل سکتا۔''

(ایضاص ۳۰۶)

لہٰذا دیوبندی حضرات اس قسم کے حوالہ جات اپنے اصول سے ہی ہمارے خلاف ہرگز پیش نہیں کر سکتے۔ آگے چلیے دیوبند حضرات نے سیرت النبی نامی کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:

مولانا سید سلما ندوی رحمۃ اللہ علیہ ''سیرت النبی جلد پنجم'' میں رقم طراز ہیں کہ ''وہ ایک مقدس بزرگ جن کے ساتھ مجھے پوری عقیدت تھی اور جن کی زبان سے استحقاق کے باوجود کبھی مدعیانہ فقرہ نہیں نکلا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا ''یہ کتاب وہاں مقبول ہوگئ'' ''تذکرہ سلیمان'' کے مصنف غلام محمد صاحب نے خود حضرت سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی تفصیل دریافت کی کہ کہاں مقبول ہوگئ؟ یہ کس بزرگ کا مشاہدہ اور بیان ہے؟ سید سلیمان ندوی نے فرمایا کہ یہ میرے والد ماجد تھے، عالم رؤیا میں حضرت محمد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے اور دیکھا کہ سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، بارگاہ رسالت میں پیش کی گئ۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا اور اس پر اظہار خوشنودی سے مزید سرفرازی ہوئی۔ (عشق رسول اور علمائے حق، ص ۳۳۴)

جبکہ تھانوی صاحب اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں :۔

''سیرۃ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس کا نام ہے اور مولوی شبلی نعمانی کی تصنیف ہے اور (اس میں) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جامع الاوصاف قرار دے کر اس کو آڑ بنایا ہے، دوسرے انبیاء کی توہین کا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تو کمالات ظاہر کیے اور دوسرے انبیاء پر حملہ کیا، ان کی تنقیص کی۔'' (اشرف الجواب ص ۱۳۲)

اور اشرف علی تھانوی صاحب کے متعلق بھی دیوبندی حضرات نے لکھا:۔

میں نے یہ بات دریافت کی کہ حضرت حکیم الامت مولانا تھانوی صاحب اور مولانا ابوبکر صاحب کیسے ہیں اور وہ جو کچھ فرماتے ہیں حسب شریعت ہے کہ نہیں؟ حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دونوں نہایت نیک انسان ہیں اور جو کچھ کہتے ہیں اور لکھتے ہیں حق ہے

(عشق رسول اور علمائے حق ص ۲۰۸)

پھر تھانوی صاحب کی بیان القرآن کے بارے میں لکھا گیا:۔

''بیان القرآن'' کی دربار رسالت میں اس قدر مقبولیت کا سبب حضرت والا کا غایت اخلاص ہے۔'' (عشق رسول اور علمائے حق، ص ۲۰۹)

جبکہ آیئے کس طرح دیوبندی حضرات نے بیان القرآن کی خبر لی ہے وہ بھی پیش خدمت ہے۔ جناب تھانوی صاحب سورۃ الم نشرح کی آیت نمبر ۳ کا ترجمہ یوں کیا:۔

جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی۔ (تفسیر بیان القرآن، ج ۳ ص ۶۶۶)

اب اس پہ دیوبندی حضرات کے تبصرے بھی قابل غور ہیں۔ مطالعہ بریلویت میں ہے:۔

ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم تمام صدمات کو برداشت کرتے گئے آپ نے حوصلہ نہ ہارا اور نہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی پشت ٹوٹی۔۔ بوجھ سے پیٹھ کا جھک جانا اور بات ہے اور بالکل ہی ٹوٹ جانا یہ امر دیگر ہے۔ افسوس خانصاحب نے بہت بے ادبی کا ترجمہ کیا۔

(مطالعۂ بریلویت ج ۲ ص ۱۶۱)

اسی طرح ادریس کاندھلوی صاحب نے بھی ''کنز الایمان نمبر، ص ۱۷۲'' پہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین قرار دیا ہے۔ اور خود گھمن صاحب لکھتے ہیں:۔

''کیا ہی عظمت او احترام کیا ہے! کیا کہنے! قرآن نے تو صرف پیٹھ

مبارک پہ بوجھ کی بات کی ہے مگر آپ نے تو العیاذ باللہ پیٹھ توڑنے کی بات ہے۔'' (کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ، ص ۵۸)

(۲) تھانوی صاحب سورۃ فاتحہ کی آیت نمبر ۷ کا ترجمہ کیا ہے:۔

''نہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے۔'' (تفسیر بیان القرآن ج۱ ص ۲۰)

جبکہ دیوبندی حضرات کے نزدیک یہ ترجمہ بالکل غلط ہے اور اس پر کڑی تنقید کی ہے۔ (تقابلی جائزہ ص ۲۵، ہدیہ بریلویت ص ۳۱۴)

(۳) تھانوی صاحب سورۃ القلم کی آیت نمبر ۱۳ کا ترجمہ یوں کرتے ہیں:۔

''ان (سب) کے علاوہ حرام زادہ (بھی) ہو۔

(تسہیل مکمل تفسیر بیان القرآن ص ۱۱۶۳)

جبکہ جناب خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:۔

''قرآن پاک گالی سے یقیناً پاک ہے۔۔۔۔زنیم کا لفظ کتنا مناسب ہے اس کا معنی حرامی یا حرامزادہ ہرگز نہیں، مولانا احمد رضا خان نے ایک گندہ معنی [''اصل میں خطا]'' نکال کر گستاخی سے اسے متن قرآن کی طرف نسبت کر دیا ہے۔'' (مطالعہ بریلویت، ج۲ ص ۱۳۵)

اب گھمن صاحب کے اصول سے یہ فتوے سیدھے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پہ جالگے۔ اب جو جواب گھمن صاحب دیں گے وہی ہماری طرف سے سمجھا جائے۔ اس کے بعد گھمن صاحب نے مختلف اعتراضات کیے جن کا جواب پیش خدمت ہے۔

(۱) قل بفضل اللہ و برحمۃ فبذلك فلیفرحو۔

اس کا ترجمہ فاضل بریلوی نے یہ کرتے ہیں:

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔

حالانکہ اس کے معنی خوش ہونے کے ہیں، نہ کہ خوشی کرنے کے جیسا کہ

ہم نے ترجمہ شیخ سعدی سے عرض کر دیا۔

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۶۵)

تھانوی صاحب فرماتے ہیں:۔

''اور خوب سمجھ لینا چاہیے کہ جب قرآن مجید میں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باوجود کی نسبت (کما سیجیء فی تفسیر الایۃ مفصلا) صیغہ امر فلیفرحو موجود ہے تو اس فرحت کو کون منع کر سکتا ہے۔ غرض حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ شریفہ پر فرحت اور سرور کو کوئی منع نہیں کر سکتا۔'' (میلاد النبی، ص ۹۵)

تفسیر کبیر میں ہے:

من مباحث ھذہ الایۃ انہ ازا حصلتا للذات الروحانیۃ فانہ یجب علی العاقل ان لا یفرح بھا من حیث ھی ھی، بل یجب ان یفرح بھا من حیث انھا من اللہ تعالیٰ و بفضل اللہ و برحمتہ۔ (تفسیر کبیر، ج ۱۷ ص ۱۲۳)

دیوبندی حضرات نے ''میلاد شریف'' کے حوالے سے اپنا دعویٰ یوں تحریر کیا:۔

''ہم اہل السنۃ والجماعۃ حنفی دیوبندی حیاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت پر خوشی منانا بغیر قیود و التزام صدقہ خیرات کرنا، روزہ رکھنا، نوافل پڑھنا، درود پڑھنا، وغیرہ اُمور سے آپ کی روح کو ایصال ثواب کرنا باعث اجر و ثواب ہے۔'' (مناظرہ کوہاٹ ص ۳۶۔۳۷)

لہٰذا خوشی منانا خود دیوبندی حضرات کو تسلیم ہے۔ اب ہم گھمن صاحب سے صرف ایک سوال کرتے ہیں کہ جناب یہ خوشی منانا کہاں سے ثابت ہے؟ اگر ثابت نہ کر سکیں تو اپنے اصول سے تحریف کے مرتکب ٹھہرے اور اگر کر دیں تو پھر ہم پہ اعتراض خود بخود ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد جناب لکھتے ہیں:۔

''ہم بریلوی حضرات سے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ میلاد کا معنی تو پیدائش ہے اور وہ تو بشر کی ہوتی ہے نہ کہ نور کی اور تمہارے بریلوی حضرات تو زور شور سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بشریت کے انکاری ہیں۔''

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ٦٦)

یہ بھی جناب کا جھوٹ ہے جس کا رد خود ان کے اپنے حضرات نے کیا ہے۔ چنانچہ مولوی مختار الدین نعیمی لکھتا ہے

''اسی طرح بریلوی مکتب فکر کے بعض علما نبی اکرم کی بشریت کا انکار کرتے ہیں...... یہ ان کے ساتھ بہت زیادتی اور ظلم ہے۔''

(راہ محبت ص ۴۰)

ایسے ہی ایوب قادری دیوبندی نے لکھا کہ بریلوی علما نبی کی بشریت کا میلاد مناتے ہیں۔ (۵۰۰ سولات، ص ۵۳)

مولوی سرفراز کہتا ہے:

''بلا شک اکثر بریلوی صاحبان جملہ حضرات انبیا کرام کو اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی کو جنس اور نوع کے لحاظ سے بشر آدمی اور انسان ہی تسلیم کرتے ہیں۔'' (اتمام البرہان حصہ سوئم ص ۲)

اسی طرح تین دیوبندی متفقہ طور پر اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کی

''قدیم بریلویت میں یہ مسئلہ اتفاقی ہے دیکھئے جاء الحق بہار شریعت فتاوی افریقہ وغیرہ ان سب میں لکھا ہے کہ نبی انسان ہوتے ہیں۔''

(انصاف ص ۴۹)

فردوس شاہ قصوری لکھتا ہے:

''البتہ مسئلہ اور اور درجہ کے عقیدہ میں بریلوی علماء کی کتابیں بھی گواہ ہیں کہ رسول اللہ بشر ہیں۔'' (چراغ سنت ص ۲۹۴)

اسی طرح غیر مقلدوں کے مولوی صاحب لکھتے ہیں :۔

''قائدین بریلویہ کے فتوی وفیصلہ اور عقیدہ کہ رسول بشر ہوتے ہیں۔''

(مقیاس حقیقت ص ۱۲۶)

خالد محمود صاحب لکھتے ہیں :۔

''ورنہ اہلسنت میں بریلوی اکابر ہرگز بشریت کے منکر نہیں تھے۔''

(عبقات صفحہ ۶۱)

مفتی ممتاز نے لکھا:۔

''اعلیٰ حضرت سب انبیاء کرام کو جنس بشر ہی میں سے سمجھتے تھے۔''

(پانچ مسائل ص ۴۶)

نور الحسن بخاری لکھتا ہے :۔

''ان حقائق سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ مسئلہ بشریت دیوبندی بریلوی مکاتب فکر میں مختلف فیہ نہیں۔ بلکہ دونوں مکاتب فکر کے اہل علم حضرات اس مسئلہ پر سولہ آنے متفق و متحد ہیں۔۔۔۔اسے شکمی مسئلہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ جسے بعض جہلا محض پیٹ کے لیے گھڑ کر لوگوں میں انتشار و افتراق کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔'' (بشریت النبی، ص ۱۴۰۔۱۴۱)

اس کے بعد جناب نے جو خرافات کے شامل ہونے کے متعلق اعتراضات کیا تو عرض ہے:

''اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔''

(امداد المشتاق، ص ۹۱)

اور یہی بات جناب نے خود [اصول مناظرہ ص] پہ تسلیم کی ہے۔اس کے بعد جو ناچ گانا اور رقص کرنا ہے تو یہ ہمارے نزدیک خرافات ہیں اس کا میلاد سے کوئی تعلق نہیں۔

(۲) ولا تدع من دون اللہ۔

اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ برا۔

''حالانکہ تدع کا معنی شیخ سعدی سے ہم عرض کر چکے ہیں کہ پکارنا ہے، چونکہ فاضل بریلوی نے ایک نیا مسلک تیار کرنا تھا اور اس کی ضرورت تھی کہ غیر اللہ کو ہر جگہ سے پکارا جائے تو فاضل بریلوی نے مسلک کی لاج رکھنے کے لیے قرآن پاک کے ترجمہ میں اپنا کام کر دکھایا کہ لاتدع کا معنی ہے بندگی نہ کرو۔ فاضل بریلوی ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ غیر اللہ کو پکارنے سے چونکہ روکا نہیں گیا لہٰذا یہ شرک نہیں اب اتنی بڑی جسارت تو فاضل بریلوی ہی کر سکتے ہیں۔''

(کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ ص ٦٧)

قرآن کی سب سے بہترین تفسیر ین قرآن کی قرآں سے تفسیر ہے چنانچہ جناب تقی عثمانی لکھتے ہیں:۔

تفسیر قرآن کا پہلا ماخذ خود قرآن کریم ہے، یعنی اس کی آیات بعض اوقات ایک دوسرے کی تفسیر کر دیتی ہیں، ایک جگہ کوئی بات مبہم انداز میں کہی جاتی ہے، دوری جگہ اس ابہام کو رفع کر دیا جاتا ہے۔

(علوم القرآن ص ٥٢)

لہٰذا خود قرآن نے ''ان جیسی'' آیات کی تفسیر کر دی کہ ان میں مطلق پکارنے کی نفی نہیں بلکہ الٰہ (معبود) سمجھ کر پکارنے کی نفی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:۔

''ومن یدع مع اللہ الٰھا اخر۔

(مومنون: ١١٧۔ مزید، قصص ٨٨، شعراء ٢١٣، فرقان ٦٨)

اس آیت میں کتنی وضاحت موجود ہے کہ صرف ''دعا'' (پکارنا) ہی عبادت نہیں، بلکہ کسی کو ''الٰہ'' سمجھ کر پکارنا عبادت ہے، پھر چاہے اس کو مدد کے لیے پکارا جائے، یا فقط متوجہ کرنے کے لیے ہر طرح سے اس کی عبادت قرار پائے گی۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ

نے آیت "اولئك الذين يدعون۔۔۔۔" کی تفسیر میں لفظ "یدعون" کا معنی "یعبدون" کیا ہے۔(بخاری: کتاب التفسیر) اسی طرح شاہ عبدالعزیز فرماتے ہیں:۔

"اول یہ کہ مدد چاہنا دوسری چیز ہے اور پرستش دوسری چیز ہے۔"

(فتاویٰ عزیزی ص ۱۷۵)

لہٰذا ہر پکار عبادت نہیں۔اس وضاحت کے بعد مزید تفصیل کی ضرورت تو نہیں مگر اتمام حجت کے لیے مفسرین کے اقوال بھی پیش کرنا چاہتے ہیں۔سورہ انعام کی آیت نمبر ۷۲ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

قل اندعو من دون الله مالا ينفعنا ولا يضرنا۔

تفسیر خازن میں اندعو کی وضاحت کے تحت موجود ہے:۔

اندعو يعنى انعبد من دون الله يعنى الاصنام التى لا تنفع من عبدها ولا تضر من ترك عبادتها

(تفسیر خازن ج ۲ ص ۱۲۴)

جلالین میں ہے:۔

اندعوا انعبد من دون الله مالا ينفعنا بعبادته ولا يضرنا بتركها وهو الاصنام۔　(تفسیر جلالین ص ۱۱۸)

ایسے ہی بیضاوی میں ہے:۔

قل اندعوا انعبد من دون الله مالا ينفعنا ولا يضرنا مالا يقدر على نفعنا وضرنا۔　(تفسیر بیضاوی، ص ۱۸۰)

مفسر آلوسی لکھتے ہیں:۔

اى نعبد متجاوزين عبادة الله تعالىٰ الجامع لجميع صفات الالوهية التى من جملتها القدرة على النفع والضر مالا يقدر على نفعنا ان عبدناه ولا على ضرنا اذا

تر کناہ۔ (تفسیر روح المعانی، ج ۴، ص ۱۸۸)

تفسیر بغوی میں ہے:۔

ان عبدنا (ولا یضرنا) ان تر کناہ یعنی :الاصنام لیس الیہا نفع ولا رض۔ (تفسیر بغوی ص ۴۲۶)

دیوبندی تراجم اور تدعون کا ترجمہ

خود دیوبندی حضرات نے بھی "تدعون" کا ترجمہ متعدد جگہ "عبادت" سے کیا ہے۔ مثلاً اشرف علی تھانوی نے مندرجہ ذیل مقامات پہ "تدعون" کا ترجمہ "عبادت" کیا ہے:

"سورۃ النساآیت ۱۱۷، سورۃ الانعام آیت ۵۶، سورۃ انعام آیت ۷۱، سورۃ انعام آیت ۱۰۸، سورۃ اعراف آیت ۲۹، سورۃ اعراف آیت ۳۷ سورت یونس آیت ۱۰۶، سورۃ ھود آیت ۱۰۱، سورۃ الجن آیت ۱۸، ۱۹، ۲۰۔"

اسی طرح محمود الحسن نے بھی تدعون کا ترجمہ عبادت کیا ہے:۔

"سورۃ انعام ۱۰۸، مریم ۴۸، سورۃ الحج آیت ۷۳، سورۃ الزمر ۳۸۔"

جناب گھمن صاحب ان تمام تفاسیر اور آپ کے گھر کے تراجم سے یہ ثابت ہو گیا کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ بالکل درست ہے۔ اب ہم آپ کی زبان میں کہہ سکتے ہیں کیونکہ دیوبندی حضرات نے پوری امت کو مشرک قرار دے کر نئے مسلک کی بنیاد رکھنی تھی، اس لیے انہوں نے تدعون کا معنی پکارنا کیا۔ قارئین بات چل نکلی ہے تو ہم مزید وضاحت کر دیں، انبیاء اولیاء کو مدد کے لیے پکارنا یہ توسّل کے معنی میں آتا ہے اور یہی خواص سے لیکر عوام تک کا عقیدہ ہے کوئی بھی انبیاء و اولیاء کو مستقل بالذات نہیں سمجھتا مسئلہ استعانت کی کچھ تفصیل ہم پہلے ہی مقدمہ میں عرض کر آئے ہیں اس لیے اس سے صرف نظر کرتے ہوئے غائبانہ پکار پہ کچھ دلائل عرض کرنا چاہتے ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:۔

"مشہور صحابی رسول حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے خادم عبد الرحمٰن

فرماتے ہیں: خدرت رجل ابن معر فقال رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمداہ... حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا تو ایک شخص نے آپ سے عرض کیا کہ تمام لوگوں میں سے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے، اس کو یاد کیجئے۔ تو حضرت عبد اللہ ابن عمر نے کہا: یا محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)"

(الادب المفرد باب نمبر ۳۴۷ ص ۲۵۰)

اس کے علاوہ قاضی عیاض نے بھی اس شفاء شریف ج ۲ ص ۱۸ پہ نقل کیا ہے۔ ملاں علی قاری یا محمداہ کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"وکانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصد بہ اظہار المحبۃ فی ضمن الاستغاثہ... یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اظہار محبت کے ضمن میں فریاد کیا ور مدد طلب کی۔" (شرح شفاء ج ۳ ص ۳۵۵)

اور ملّا علی قاری کے متعلق جناب سرفراز صاحب لکھتے ہیں:۔

"نزاعی مسائل میں ان کی مفصل اور صریح عبارات کو سند کا درجہ حاصل ہے۔"

(ملّا علی قاری اور مسئلہ علم غیب و حاظر و ناظر ص ۶)

امید ہے گھمن صاحب کی سمجھ میں یہ بات آ گئی ہو گی کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نہیں چیز نہیں بلکہ یہ مسلک اہل سنت و جماعت ہے جس پہ سلف صالحین کار بند تھے اور آج کل کے یہ دیوبندی سلف صالحین کے مسلک سے کٹ کر مسلک وہابیہ کے پیروکار ہیں جس کا مقصد امت کی اکثریت کو مشرک قرار دے کر اس کا قتل کرنا ہے۔ چہ جائیکہ دیوبندی داعش سے اپنے تعلقات کا انکار کرتے ہیں مگر ان لوگوں کو نظریاتی بنیاد انہیں لوگوں نے ہی فراہم کی ہیں۔ جو آج خود ان کے لیے مہلک بن گئی ہے۔

(۳) یا ایہا النبی انا ارسلناک شاھد۔

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاظر ناظر۔

اس آیت میں ''شاہد'' کے ترجمہ ''حاظر و ناظر'' پہ گھمن صاحب کو اعتراض ہے جبکہ خود تسلیم کرتے ہیں:۔

''اور ہمارا نظریہ ہے کہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قیامت کے دن گواہی دینا اس بنا پر ہے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو عرض اعمال کی بنیاد پر امت کے احوال سے آگاہ کیا جاتا رہا۔'' (کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ، ص ۶۸)

ہم بھی عرض اعمال کی بنیاد پہ ہی حاظر ناظر مانتے ہیں۔ پھر اس لفظ شاہد کی تشریح کرتے ہوئے مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں:۔

''اور امت پہ شاھد ہونے کا ایک مفہوم عام یہ بھی ہوسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے سب افراد کے اچھے برے اعمال کی شہادت دیں گے۔'' (معارف القرآن، ج ۷، ص ۱۷۶)

اس جگہ مفتی صاحب نے تفصیلی عرض اعمال کو تسلیم کیا ہے جس سے بقول سرفراز صاحب علم غیب لازم آتا ہے جو حاظر و ناظر کو ملزم ہے لہٰذا اعلیٰ حضرت کا ترجمہ سو فیصد درست ہے۔ سرفراز صاحب لکھتے ہیں:۔

''اگر چہ لفظ حاضر و ناظر اور علم غیب میں الفاظ و مفہوم کے لحاظ سے کچھ فرق ہے لیکن مال کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں۔'' (تفریح الخواطر، ص ۲۱)

ایسے ہی لکھا:۔

''تفصیلی عرض سے علم غیب لازم آتا ہے۔''

(تفریح الخواطر ص ۱۱۳)

اب ان دونوں عبارات کا حاصل یہ ہے کہ تفصیلی عرض اعمال تسلیم کرنا علم غیب و حاظر و تسلیم کرنے مترادف ہے۔ اور ہم اوپر تفصیلی عرض کا حوالہ لفظ ''شاھد'' کے ضمن میں پیش کر آئے ہیں، لہٰذا امام اہلسنت نے بالکل درست ترجمہ کیا ہے۔ پھر اسی طرح دیوبندیوں

نے شاہد کا ترجمہ حاضر تسلیم کیا۔ (نماز کی سب بڑی کتاب، ص ۶۵۸)

یہاں مولوی جمیل احمد نذیری نے ایک مغالطہ دینے کی کوشش کی کہ گواہی بغیر دیکھے بھی دی جاتی ہے تو اس کا ہم ان کے گھر سے ہی کیے دیتے ہیں۔ اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"بلا مشاہدہ کے شرعاً شہادت جائز نہیں۔" (افاضات الیومیہ، ج ۲ ص ۲۸۱)

حنیف گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:۔

"شہادۃ گواہی دینا شریعت میں کسی حال کی خبر دینے کو کہتے ہیں جو اٹکل اور گمان سے نہ ہو بلکہ چشم دید ہو۔" (الصبح النوری ج ۲ ص ۲۸۶)

عبد الماجد دریا باری نے لکھا:۔

"اور شہادت مقبول وہی ہوگی جو مشاہدہ یا مثل مشاہدہ پر مبنی ہو۔"

(تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۳۱۸ سورت انعام آیت ۱۴۹ فائدہ ۲۳۰)

اسی طرح امین اوکاڑوی لکھتا ہے:۔

"یہ وہ گواہ ہیں لیکن ان میں سے ایک بھی اس واقعہ میں حاضر نہ تھا، تو یہ گواہی کس بات کی دیں گے۔ کیا آج کی عیسائی عدالتیں ایسی گواہی قبول کر لیتی ہیں کہ گواہ واقعہ میں موجود نہ ہو اور اس کی گواہی قبول ہو جائے۔"

(تجلیات صفدر ج ۱ ص ۶۷۹)

اس کے بعد گھمن صاحب نے جو جاء الحق اور مقیاس الحنفیت کی عبارت پہ اعتراض کیا تو ہم اوپر تفصیلی عرض اعمال کا حوالہ دیں آئے ہیں اور جہاں تک زوجین کے جفت ہونے کے وقت حاظر و ناظر ہونے کی بات تو اس کا تعلق حضوری علم کے ساتھ ہے اس سے دیکھنا لازم نہیں آتا کیونکہ آگے خود مصنف نے لکھ دیا ہے کہ مثل کراما کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظروں کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ مگر افسوس ہے جو لوگ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دیوار کے پیچھے کا علم ماننے سے انکار کریں انہیں تفصیلی عرض اعمال کیسے ہضم ہوں گے۔ بہر حال آیئے مزید ایک

دو حوالہ جات پیش کیے دیتے ہیں۔ سنئے علامہ زرقانی لکھتے ہیں:۔

"ان العرض علی النبی ﷺ کل یوم علی وجه التفصیل و علی الانبیاء و منهم نبیینا علی، وجه لاجمال یوم الجمعة اجمالا۔" (زرقانی، ج۵ ص ۳۳۷)

ایسے ہی دیوبندی مفتی عبدالرحیم صاحب لکھتے ہیں:۔

''جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور آپ کے امتیوں کے اعمال پیش کیے ہیں بایں طور کہ فلاں امتی نے یہ کیا اور فلاں نے یہ۔ امت کے نیک اعمال پر مسرت کا اظہار فرماتے ہیں۔'' (فتاویٰ رحیمیہ، ج ۳ ص ۱۱۴)

لٰہذا جب تفصیلی عرض اعمال شامل ہیں تو نا وہ سب اعمال بھی آ گئے۔ مزید تفصیل کے لیے ''حسام الحرمین اور مخالفین'' ص ۲۴۹ تا ۲۵۱ اور حضرت علامہ سعید احمد اسد صاحب کا رسالہ ''مسئلہ حاظر و ناظر'' ملاحظہ ہو۔

(۴) قل انما انا بشر مثلکم۔

تم فرماؤ میں ظاہری صورت بشری میں تم جیسا بشر ہوں۔

اس جگہ گھمن صاحب نے ''ظاہر صورت بشری'' پہ اعتراض کیا، جس کا مفصل جواب ہم پیچھے دے آئے ہیں۔ یہاں گھمن صاحب کی لن ترانیوں پہ مختصر تبصرہ پیش خدمت ہے۔ جناب لکھتے ہیں:۔

''بریلوی حضرات دھوکہ دینے کی خاطر کہہ دیتے ہیں کہ ہم بشر مانتے ہیں جب آپ تفصیل پوچھیں گے تو اوپر والی بات بتائیں گے کہ لباسِ بشریت میں ہمارے پاس آئے۔'' (کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ، ص ۷۰)

لباسِ بشریت کی وضاحت تو ہم نے ماقبل میں کر دی ہے وہی دیکھ لی جائے۔ گھمن صاحب آگے لکھتے ہیں:۔

''اور آج رضا خانی حضرات کا بھی یہی عقیدہ ہے کہیں تو خدا کے نور کا ٹکڑا

مگر آئے لباسِ انسانی میں جیسا کہ ان کی کتب سے ظاہر ہے:

نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

(حدائق بخشش حصہ اول ص ۶۲)

''لباس آدمی پہنا جہاں نے آدمی سمجھا
مزمل بن کے آئے تھے تجلی بن کے نکلیں گے''

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۷۰)

اس پہ ہم اتنا ہی عرض کریں گے:۔

اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی

جناب کی خدمت میں عرض ہے کہ وحدت صفت ہے یا ذات؟ یقیناً یہ صفت ہے نورِ مصطفیٰ کی جس کا مطلب ہے بے مثل نور اور شعر کا مطلب یہ ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور بے مثل ہے۔ اور صاحب دیوان محمدی صاحب حال شخصیت ہیں جن کے اقوال شطحیات کے زمرے میں آتے ہیں اور ان کو پورے مسلک کا عقیدہ بنا کر پیش کرنا بقول محمود عالم کسی دجال کا ہی کام ہے۔ اس کے بعد بدترین جھوٹ بولتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''جہاں تک ہماری تحقیق ہے بریلوی رضا خانی حضرات نبی پاک کو مخلوق تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ خدا اور محمد ان کے نقطہ نظر سے ایک ہی ہیں۔''

(کنز الایمان کا تحقیقی ص ۷۱)

خوف خدا شرم نبی یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

گھمن صاحب اتنے بے خوف ہو چکے ہیں کہ رب العزت کے سامنے جوابدہی کا بھی کچھ خیال نہیں کرتے اور جھوٹ پہ جھوٹ بولتے چلے جا رہے ہیں۔ ان کہ اس جھوٹ کو طشت از بام کرتے ہوئے جناب خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:۔

''بریلوی حضرات انبیاء کو خدا تو نہیں مانتے۔''

(مطالعہ بریلویت ج ۳ ص ۱۵۰)

اس کے بعد گھمن صاحب نے حسب سابق الزام تراشی کرنے کے بعد فیصلہ بشریت نامی کتاب کا حوالہ دیا جو تلاش بسیار کے باوجود ہمیں میسر نہ آسکی اور نہ ہی اس کے مصنف کے تعلق کچھ معلومات ملیں اس لیے بغیر رسالہ سے رجوع کیے ہم کچھ عرض کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ حوالہ جات میں ہیر پھیر اور جوڑ توڑ کرنا یہ دیوبندی حضرات کا موروثی فن ہے۔ پھر جناب نے جاء الحق کی عبارت پیش کی۔ہم حیران ہیں گھمن صاحب نے دعویٰ تو یہ کیا:۔

''القصہ فاضل بریلوی نے ظاہری صورت بشری میں نبی پاک ﷺ کو مانا ہے۔پھر اسی سے ترقی کر کے ان کے خلاف یہ لکھ دیا۔''

(کنزلاایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۷۱)

کیا لکھ دیا؟ اور جاء الحق کی عبارت اور اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں کیا منافات ہے؟ گھمن صاحب معذرت کے ساتھ ہمیں محسوس ہو رہا ہے کہ زاغ کے شوربے کا اثر کچھ زیادہ ہی ہو گیا ہے اور جناب کی حالت کچھ اس طرح ہے

بک رہا ہوں جنون میں کیا کیا کچھ
کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

اس عبارت پہ دیوبندی اشکالات تفصیلی جواب کے لیے ''آئینۂ اہلسنت'' یا ہماری کتاب ''محاکمۂ دیوبندیت'' کی طرف رجوع کریں۔

گھمن صاحب پرفریب مغالطہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''خیر ہم اہلِ بدعت کو دعوت دیں گے کہ اہل السنت والجماعت کے عقیدے کی طرف آئیں کہ مادخلقت تو مٹی تھا، مگر صفات کے اعتبار سے نورعلی نور تھے، ویسے آپ ﷺ کو نورِ حسی سے بھی حصہ عطا فرمایا گیا کہ آپ کے دندان مبارک چمکدار تھے، پیشانی مبارک پرنور چمکتا تھا اور پسینہ مبارکہ بھی موتی کی طرح چمکتا تھا۔اس بات کو مان لو! مگر رضا خانی تیار نہیں۔'' (کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ، ص ۷۲)

جناب انکار ہماری نہیں، آپ کی اپنی طرف سے ہی ہے اور جناب سرفراز صاحب نور حسی کی تردید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

''اگر حسی نور ہوتا تو یقیناً اس کا ظہور ہوتا۔''

(اتمام البرھان ص ۳۸۳)

اور یہاں تک لکھا:۔

''آپ کی ذات کو نور ماننا بالکل قرآن پاک کا انکار ہے۔''

(ملفوظات امام اہلسنت ص ۱۱۴)

لہٰذا نورِ حسّی کے منکر تو آپ لوگ ہیں اور جناب نے جو معلم التقریر کی عبارت پیش کی تو مفتی صاحب نے یہ نہیں کہا کہ مذکورہ اوصاف والی خاک سے پیدا کیا بلکہ مفتی صاحب کی عبارت کا مفاد تو صرف اتنا ہے ہے اللہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی اعلیٰ چیز کو خاک جیسی ادنیٰ چیز سے تخلیق کیا آگے یہ نہیں کہا کہ جس خاک سے تخلیق کیا اس پہ گندگی تھی بلکہ یہ کہا کہ خاک ادنی ہے اس پہ گندگی ہوتی ہے، سکون ہے، اضطراب نہیں اسی پہ گناہ ہوتے ہیں تو یہ زمین کے اوصاف ہیں کہ اس پہ یہ سب کچھ ہوتا ہے نہ کہ اس خاک جس سے حضور کو پیدا کیا اور آگے واضح لکھا:

''جس سے اس کا درجہ عرش سے بڑھ گیا۔''

(معلم التقریر ص ۹۳)

کیا سمجھے یعنی اللہ نے جس خاک سے حضور کو پیدا کیا وہ عرش سے بھی افضل ہوگی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے روضہ کو جنت کہا ہے لہٰذا جس مٹی سے جسم انور تخلیق ہوا وہ بھی جنت کی تھی جیسا کہ گھمن صاحب نے بھی بایں الفاظ میں تسلیم کیا:۔

''ہم حیران ہیں کہ ہم مادی خلقت مٹی ماننے کے باوجود یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ عام مٹی نہ تھی بلکہ جنت الفردوس کی مٹی تھی مگر رضا خانی ہماری تو نہیں مانتے۔''

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ، ص ۷۲)

جناب گھمن صاحب آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ جنت کی ہر چیز نور ہے لہٰذا جس مٹی سے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق ہوئی وہ بھی نورانی تھی۔ اس کے بعد آگے چل کر کہا:۔

"اسلاف میں ایسا کوئی معتمد و معتبر عالم نہیں ہے جو یہ کہے کہ سرکار طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسد مبارک نور سے بنایا گیا اور آپ انسانی لباس میں تشریف لائے۔" (کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ، ص ۷۳)

جناب اپنے علم قلیل میں اضافے کے لئے [توضیح البیان] ملاحظہ کریں۔

(۵) یاایہا النبی۔

اے غیب کی خبریں بتانے والے۔

گھمن صاحب کو اس ترجمہ سے بھی تکلیف ہے جبکہ خود ان کے استاذ جناب سرفراز صاحب لکھتے ہیں:۔

"خانصاحب نے یا ایہا النبی کے معنی اے غیب بتانے والے نبی کیے ہیں، ہم نے اس پر تنقید متین میں گرفت کی۔ اگر غیب سے بعض خبریں مراد ہے تو بجا ہے۔" (اتمام البرھان، ص ۱۸)

اور دیوبندی حضرات نے واضح طور یہ اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ بعض علم غیب کا ہی ہے۔

(قصص اکابر ص ۲۴۲، خیر الفتاوی ج ۱ ص، مولانا احمد رضا خان حقیقت کے آئینہ میں ص ۳۶ تا ۳۸)

ایسے ہی ایک اور صاحب لکھتے ہیں:۔

"نبی غیب کی خبر دینے والا ہوتا ہے۔"

(محاضرات رضا خانیت ص ۱۱۹)

جناب خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:۔

"نبی کے معنی غیب کی خبریں بتانے والے کے بھی ہیں۔"

(مناظرے اور مباحثے ص ۲۶۰)

اور جہاں تک تعلق سرکار دو عالم کے علم کو ''علم غیب۔'' کہنے کا تو اس کا اقرار بھی دیوبندی حضرات کے ہاں موجود ہے۔ مولوی فردوس شاہ دیوبندی نے لکھا کہ

''اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مولانا بھی علم غیب عطائی کے قائل ہیں۔''

(چراغ سنت ص ۲۰۸)

مولوی اوصاف لکھتا ہے:

''خدا تعالی کے سوا جس کو بھی علم غیب حاصل ہے وہ عطائی ہے۔''

(دیوبند سے بریلی ص ۹۲)

دیوبندی مولوی مرتضی حسین چاند پوری اپنی کتاب میں تھانوی کی اس عبارت کا دفاع کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''حفظ الایمان'' میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرور عالم ﷺ کو **علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے۔''**

(توضیح البیان فی حفظ الایمان صفحہ ۵)

نیز:۔

''بیان بالا سے ثابت ہوا کہ سرور دو عالم ﷺ کو جو علم غیب حاصل ہے۔ نہ اس میں گفتگو ہے۔ نہ یہاں ہوسکتی ہے

(توضیح البیان علی حفظ الایمان ص ۱۳، از مرتضی حسن دربھنگی، ۷۷)

صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں

''صاحب حفظ الایمان کا مدعیٰ تو یہ ہے کہ سرور عالم ﷺ کو **باوجود علم غیب عطائی ہونے کے** عالم الغیب کہنا جائز نہیں

(توضیح البیان فی حفظ الایمان صفحہ ۱۳)

اس کے بعد جو گھمن صاحب نے یہ کہا:۔

''مزے کی بات تو یہ ہے کہ سرکار طیبہ ﷺ بھی اسے پسند نہیں فرماتے

کہ علم غیب میرے لیے مانا جائے۔"

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۴۷)

لہٰذا گھمن صاحب کے فتوے سے مذکورہ بالا دیوبندی حضرات نے سرکار دو عالم کے ناپسندیدہ عمل کا ارتکاب کیا اور تقی عثمانی صاحب فرماتے ہیں:۔

"ادب کی حقیقت یہ ہے کہ دوسروں کے ساتھ ایسا سلوک رکھو کہ انہیں ادنیٰ تکلیف اور ناگواری ناحق پیش نہ آئے، اس پر عمل کرنے والا باادب ہے، ورنہ بے ادب۔" (درس مسلم ج ا ص ۲۴۷)

اور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے ادبی گھمن صاحب نے کفر لکھی ہے۔

(صراط مستقیم کورس، ص ۶۰)

دوسروں پہ فتویٰ لگانے سے پہلے حضرت اپنے گھر والوں کو تو سنبھالیے جو اس کفر کی دلدل میں دھنس چکے ہیں۔ پھر جناب وہی نیا مسلک بنانے کے حوالے سے اعتراض کیا اور قاری احمد پیلی بھیتی کا حوالہ دیا جس کا ہم جواب دے چکے، اور پھر جو جناب نے وصایا شریف پہ اعتراض کیا ہے۔ اس کا جواب علما اہلسنت کی طرف سے بارہا دیا جا چکا مگر جب تک ان کو نیا انجکشن نہ دیا جائے تو ان کے مرض میں افاقہ نہیں ہوتا۔

بہر حال اس عبارت میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دو باتیں بیان کیں۔

۱۔ اتباعِ شریعت ۲۔ دین و مذہب

یہاں پر اعلیٰ حضرت نے کہا اتباع شریعت کو نہ چھوڑنا اور جہاں تک میرے دین کی بات تو علماء دیوبند کی سب سے **معتبر و مستند کتاب المہند میں لکھا کہ**

"**اور یہی ہمارا عقیدہ ہے یہی دین وایمان۔**"

(المہند پندرھواں سوال کا جواب 49)

اب ہم بھی کہتے ہیں کہ عقیدہ کے لفظ کے ساتھ دین وایمان کا لفظ الگ کیوں استعمال کیا؟ کیا عقیدہ دین نہیں ہوتا؟ سرفراز صفدر کی کتاب سے عقیدہ کی تعریف دیکھ لیں۔

میرا دین ومذہب کہنا

رہ گیا لفظ میرا دین ومذہب تو عرض ہے کہ ایسی نسبت بالکل جائز ہے۔اسماعیل دہلوی صاحب نے تقویۃ الایمان میں جگہ جگہ دین کی نسب امتیوں کی طرف کی ہے لکھتے ہیں کہ

☆''**اپنا دین** نہ بگاڑنا چاہیے۔(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ ۲۸ فصل اول)

☆اللہ **میرا دین** جانچتا ہے۔(مذکورہ صفحہ ۲۸)

☆''اس آیت سے معلوم ہوا کہ **ہمارے دین** میں یوں ہی فرمایا۔(صفحہ ۴۱)

☆''**اپنی امت کے دین** ہی کے درست کرنے کا فکر تھا۔(ص ۶۱)

☆ دربھنگی چاند پوری سابق ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبندان کا رئیس المناظرین تھا۔ یہ دیوبندی رئیس المناظرین لکھتے ہیں کہ

''ہر شخص اپنا دین اپنے ساتھ رکھتا ہے۔'' (اسکات المعتدی، صفحہ ۷۸)

جب اپنا دین، میرا دین، ہمارا دین، امت کے دین کے الفاظ جائز ہیں تو پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کس منہ سے کرتے ہو؟

پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اجمالی بات کی تھی جیسا کہ اشرفعلی تھانوی کے ملفوظات میں غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دھوبی کا واقعہ ہے کہ

''ایک دھوبی کا انتقال ہوا جب دفن کر چکے تو منکر نکیر نے آ کر سوال کیا، من ربك؟ ما دينك؟ من هذا الرجل؟ وہ (دھوبی ہر) جواب میں کہتا کہ مجھ کو کچھ خبر نہیں میں تو حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی ہوں اور فی الحقیقت یہ جواب اپنے ایمان کا اجمالی بیان تھا کہ میں اُن کا ہم عقیدہ ہوں، جو ان کا خدا وہ میرا خدا جو ان (غوث اعظم علیہ الرحمہ) کا دین وہ میرا دین اسی پر اس دھوبی کی نجات ہوگئی۔''

(الافاضات الیومیہ جلد ۲ ص ۹۱ زیر ملفوظ ۱۳۳)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا کہنے سے مراد بھی یہی ہے۔ الحمد للہ عزوجل اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات قرآن وحدیث کے مطابق تھیں جیسا کہ خود اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے لکھا کہ

> ''اگر سارے علماء ایسے مسلک کے بھی ہو جائیں جو مجھ کو کافر کہتے ہیں (یعنی بریلوی صاحبان) تو میں پھر بھی ان کی بقاء کے لیے دعائیں مانگتا رہوں...... وہ تعلیم تو قرآن وحدیث ہی کی کرتے ہیں۔ ان کی وجہ سے دین تو قائم ہے۔''

(اشرف السوانح ج1 صفحہ 192، حیات امداد صفحہ 38، اسوہء اکابر صفحہ 15)

پھر دیوبندی حضرات کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہے۔ خود ان کے اپنے علماء کہتے ہیں کہ

> ''حضرت تھانوی وحضرت مدنی کو آفتاب ومہتاب سمجھتا ہوں ان دونوں میں جس کا اتباع کرو مفید ہوگا۔ ہمارے اکابرین حضرت گنگوہی اور حضرت نانوتوی نے جو **دین قائم کیا تھا**۔ اس کو مضبوطی سے تھام لو۔ اب رشید وقاسم پیدا ہونے سے رہے پس ان کے اتباع میں لگ جاؤ۔

(صحبت اولیاء صفحہ نمبر ۱۲۶)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہ نہیں فرمایا کہ میں نے دین و مذہب قائم کیا لیکن یہاں تو علماء دیوبند کے بارے میں صاف موجود ہے کہ گنگوہی و نانوتوی نے جو دین قائم کیا۔ اب دیوبندیوں کو ڈوب مرنا چاہے۔

آپ ہی اپنی جفاؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہو گی

آخری بات یہ ہے کہ جب تقویۃ الایمان جیسی گستاخانہ کتاب علماء وہابیہ دیوبندیہ کا عین الاسلام ہو سکتی ہے تو پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں جو قرآن وسنت کے دلائل

سے بھری ہوئی ہیں ان کو میرا دین و مذہب کہنے پر کیوں اعتراض؟

گنگوہی کہتا ہے کہ ''تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے......اس کا رکھنا اور پڑھنا اور اس پر عمل کرنا **عین اسلام** ہے اور موجب اجر کا ہے۔''

(فتاویٰ رشیدیہ ۱۲۱۹۔تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ ۲۳۴)

اب اگر یہ کہا جائے کہ تقویۃ الایمان میں قرآن وحدیث سے دلایل موجود ہیں اس لیے اس کو عین اسلام کہا گیا ہے تو ہمارا مدعا ثابت ہوا کہ میرا دین و مذہب کہنے سے مراد بھی یہی ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں میرا دین و مذہب میری کتابوں سے ثابت ہے۔اس کو مظبوطی تھام لو۔مزید سنئے بانی تبلیغی جماعت فرماتے ہیں:۔

''تم ہمت اور جواں مردی کے ساتھ خوشی سے میرے دین کی خدمت کے لیے ہجر اور فرقت پر راضی ہو کر چھوڑے رکھو تو خوشی کے بقدر اجر و ثواب میں شریک ہوگی۔''

(دینی دعوت، ص ۱۵۴)

اپنی دین کی وضاحت کرتے ہوئے خود فرماتے ہیں:۔

''حضرت مولانا تھانوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے بہت بڑا کام کیا ہے بس میرا دل چاہتا ہے کہ تعلیم تو ان کی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو۔''

(ملفوظات ص ۴۶)

یعنی جناب نے تھانوی صاحب کی تعلیمات کو پھیلانا ہے نہ کہ قرآن وحدیث کی،اب اس کا مقصد کیا تھا اس کی بھی خود ہی وضاحت کردی،فرماتے ہیں:۔

''میاں ظہیر الحسن ایک نئی قوم پیدا کرنی ہے۔''(دینی دعوت ص ۱۷۴)

اس کے بعد جناب نے 'اعلیٰ حضرت کے قلم'' کے حوالے اعتراض کیا اور حسب عادت ادھوری عبارت پیش مکمل عبارت کچھ یوں ہے:۔

''مولانا تمنا تو یہ تھی کہ احمد رضا کے ہاتھ میں تلوار ہوتی اور احمد رضا کے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی گردنیں ہوتیں اور اپنے

ہاتھ سے ان گستاخوں کا سر قلم کرتا اور اس طرح گستاخی وتوہین کا سد باب کرتا۔ لیکن تلوار سے کام لینا تو اپنے اختیار میں نہیں ہاں اللہ عزوجل نے قلم عطا فرمایا ہے، تو میں قلم سے سختی اور شدت کے ساتھ ان بے دینوں کا رد اس لیے کرتا ہوں تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے والوں کو اپنے خلاف شدید رد دیکھ کر مجھ پر غصہ آئے پھر جل بھن کر مجھے گالیاں دینے لگیں اور میرے آقا و مولیٰ کی شان میں گالیاں بکنا بھول جائیں اس طرح میری اور میرے آباواجداد کی عزت وآبرو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت جلیل کے لیے سپر ہو جائے۔" (فیضان اعلیٰ حضرت صفحہ ۲۷۵)

اس کے بعد جناب نے اعلیٰ حضرت کے استاد نہ ہونے کے حوالے سے اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"با قاعدہ علم تو فاضل بریلوی نے کہیں سے پڑھا نہیں۔"

(کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۷۷)

اپنے اس دعوے کے ثبوت میں جو عبارت پیش کی اس میں حسب سابق خیانت سے کام لیا مکمل عبارت ہے:

"اس فن میں میرا کوئی استاذ نہیں۔"

(سیرت امام احمد رضا ص ۱۲)

اعلیٰ حضرت مخصوص فن میں کسی کے آپ کا استاد نہ ہونے کی نفی فرمائی مطلقا نہیں۔ جبکہ اس دیوبندی مولوی نے خیانت سے کام لیتے ہوئے اسے مطلقا فٹ کر دیا۔ اب تک کی گفتگو یہ بتانے کے لیے کافی کہ مقصد صرف اور صرف الزام تراشی، بہتان بازی کے سوا کچھ بھی نہیں۔ اس کے بعد مدرسہ میں داخلہ نہ لیے اور چلبلی طبیعت پہ اعتراض کیا جس کا جواب ہم پچھلے صفحات میں دے آئے ہیں۔ اس کے بعد گھمن صاحب لکھتے ہیں:۔

"مزید سنیے فاضل بریلوی کی جہالت کی داستان! فاضل بریلوی فرماتے ہیں

وہی پوریاں کباب کھائے، اسی دن مسوڑھوں میں ورم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ حلق اور منہ بند ہو گیا۔ مشکل سے تھوڑا سا دودھ حلق سے اترتا تھا اور اسی پر اکتفا کرتا۔ بات بالکل نہ کرسکتا تھا یہاں تک کہ قراۃ بھی میسر نہ تھی۔ سنتوں میں بھی کسی کی اقتدا کرتا۔" (فیضان اعلیٰ حضرت ص ۱۳۳)

کیا احناف کے ہاں یہ اجازت ہے کہ سنتیں بھی کسی امام کی اقتدا میں پڑھی جائیں؟ یہ فاضل بریلوی کے جاہل ہونے پر مہر ہے۔"

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۷۹)

گھمن صاحب حوالہ نقل کر دیتے ہیں مگر غور کرنے کی زحمت نہیں کرتے۔ جب دیوبندی حضرات کے نزدیک نوافل کی جماعت بھی جائز ہے تو اس پہ اعتراض کیسا؟ اس کے بعد جناب سیرت امام احمد رضا نامی کتاب کے واقعہ پہ اعتراض کیا جس کا خلاصہ ہے کہ نابالغ پانی بھر کر لائے تو وضو نہیں ہوتا۔ تو عرض گھمن صاحب واقعے سے پہلے بیان کردہ علت نقل کر دیتے تو یہ اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی۔ چنانچہ وہاں موجود ہے:۔

"معلمین حضرات توجہ نہیں فرماتے اور نابالغ شاگردوں سے بغیر ان کے والدین کی اجازت کے خدمت لیتے رہتے ہیں۔"

(سیرت امام احمد رضا ص ۱۳)

پھر اعلیٰ حضرت کے علم لدنی پہ اعتراض کیا اور اس کو اعلیٰ حضرت کی جہالت ثابت کرنے کے لیے بطور دلیل پیش کیا بالفرض اگر کسی شخص کے لیے "علم لدنی" تسلیم کرنے سے اس کا جاہل ہونا لازم آتا ہے تو گھر کے جاہل بھی ملاحظہ ہوں۔ جناب انظر شاہ صاحب قاسم نانوتوی کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"آپ کے علوم کتابی نہیں بلکہ کمالات وہبی ہیں۔"

(نقش دوام ص ۳۸)

ایسے ہی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''مولانا کا علم لدنی تھا۔'' (قصص الاکابر ص ۱۵۶)

اس کے بعد گھمن صاحب نے اعلیٰ حضرت کو ''تلمیذ الرحمٰن۔'' کہنے پہ اعتراض کیا جو ان کی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جناب اگر بقول سرفراز صفدر ''اردو لغت کی کتابیں ہی دیکھ لیتے تو یہ عقدہ بآسانی حل ہوسکتا تھا۔'' فیروز الغات میں ہے:۔

''تلمیذ الرحمن: خدا کا شاگرد، مجازاً شاعر۔'' (فیروز الغات ص ۱۴۱۳)

علامہ اقبال لکھتے ہیں:۔

یاد رکھ اپنی زباں تلمیذ رحمانی ہے تو
ہو نہ جائے دیکھنا تیری صدا بے آبرو

(بانگ درا، ص ۵۳)

اس بعد جناب نے اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت نے روح المعانی کے متعلق فرمایا کہ ''روح المعانی کیا ہے؟ یہ آلوسی بغدادی کون ہیں؟'' تو عرض ہے تفسیر روح المعانی ۱۳۱۰ھ میں شائع ہوئی اور اعلیٰ حضرت علامہ ظفر الدین بہاری کو خط ۱۳۳۳ھ میں لکھا۔ اور ظاہر اس دور میں مصر سے برصغیر میں تفاسیر اتنی جلدی نہ پہنچتی تھیں۔ تو کیونکہ یہ تفسیر اس دور میں نئی نئی چھپی تھی لہٰذا اگر اعلیٰ حضرت نے اس کے متعلق دریافت کر بھی لیا تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟ پھر جہاں تک یہ لکھا کہ آزادی زمانہ کی ہوا کھائے ہوئے ہے۔'' تو اس کی ساری ذمہ داری نعمان آلوسی پہ جاتی ہے جس نے روح المعانی میں اپنے وہابی نظریات کو گھسیڑا ہے۔

اس کے بعد گھمن صاحب نے ''عبد الباری فرنگی محلی'' کی تکفیر کے حوالے سے اعتراض کیا جس پہ عرض ہے کہ بعد میں اعلیٰ حضرت نے ''الطاری الداری'' کے اندر یہ فریضہ انجام دے دیا تھا، جس کا خود دیوبندی حضرات کو بھی اقرار ہے۔ چنانچہ سرفراز خان صاحب لکھتے ہیں:۔

''اس لیے خانصاحب نے حضرت مولانا عبد الباری صاحب کی تکفیر پر اپنا پورا زور صرف کر دیا۔'' (عبارات اکابر ص ۴۴)

لہٰذا اعتراض ساقط ہوا۔ اور جہاں تک پیر کرم شاہ کی بات ہے تو دیوبندی حضرات کے نزدیک شاہ صاحب نے رجوع کر لیا تھا۔ چنانچہ خالد محمود لکھتا ہے:۔

"لیکن کیا یہ مقام افسوس نہیں کہ پیر کرم شاہ صاحب اپنے اس موقف پر جم نہ سکے اور مریدوں کے جمگھٹے میں انہیں بھی بریلوی دھارے میں بہنا پڑا اور امت مسلمہ کو تھوک تکفیر کا صدمہ ہر چھوٹے بڑے بریلوی کے ہاتھوں سہنا پڑا۔" (مطالعہ بریلویت، ج۱ ص ۴۱۳)

اس کے بعد جناب نے اعلیٰ حضرت کا تعارض ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی اور پوری عبارت نقل کرنے میں خیانت کی۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:۔

"عقول عشرہ کا تمام نقائص و قبائح سے مقدس و منزہ، اور ان کے علم کا تام و محیط باحاطہ تامہ ہونا نقل کیا۔" (فتاویٰ رضویہ ج ۲۷ ص ۱۴۴)

اس عبارت میں علم محیط کی گفتگو ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم مبارک محیط نہیں بلکہ جزئی ہے۔ اور یہ بات دیوبندی حضرات بھی تسلیم کرتے ہیں۔ پھر اعلیٰ حضرت کی عبارت "حضور کو ملکہ شعر گوئی کا عطا نہ ہوا" پہ علمائے اہلسنت کی تنقید نقل کی جس پہ عرض ہے پہلی بات تو یہ کہ "ماکان و مایکون" کا علم بھی محدود ہے اور اللہ رب العزت کے علم کا ایک جز ہے کل نہیں۔ اور جہاں تک یہ اعتراض کہ اعلیٰ حضرت نے ملکہ شعر گوئی کے متعلق لکھا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں ملا تو عرض ہے کہ ملکہ کی نفی سے مطلقاً علم کی نفی لازم نہیں آتی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو "علم خیر الانام ص ۷۱ تا ۷۴"۔ اس کے بعد جناب نے "خالص الاعتقاد" کے حوالے سے ایک عبارت نقل کی جس کا اس مذکورہ رسالہ سے تعلق ہی نہیں اور نہ ہی یہ امام اہلسنت کی عبارت ہے باقی اس عبارت پہ تفصیلی گفتگو پھر کسی جگہ پیش کی جائے گی فی الحال عرض ہے مولوی محمد امین صاحب لکھتے ہیں:۔

"یہ مفہوم مخالف ہے۔ جس کا احناف بالکل اعتبار نہیں کرتے۔ ہاں! جو اعتبار کرتے ہیں وہ حنفیوں میں شامل نہیں۔" (التحقیق المتین، ص ۱۵۱)

لہٰذا دیوبندی حضرات اس عبارت کا مفہوم مخالف نہیں سکتے۔ جہاں تک انوار ساطعہ کی عبارت ہے تو عرض ہے ہمارے نزدیک حاظر و ناظر سے مراد حضوری علم ہے اور جس کی نفی انوار ساطعہ میں وہ جسم کے ساتھ حاظر ہونا ہے جس سے علم کی نفی لازم نہیں آتی۔ اور نجدی علماء کی پابندی پہ تفصیلی بحث ہم پہلے کر چکے ہیں۔

اعلیٰ حضرت اور گناہوں کی طرف رغبت کا بہتان

''امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ نادر روزگار، عظیم المرتبت فقیہ اور سچے عاشق رسول تھے۔ ان کی پوری زندگی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کے لیے وقف تھی۔''

(تحفظ ختم نبوت اہمیت وفضیلت ص ۴۷۵)

اس کے بعد جتنے بھی اعتراضات کیے ہیں ان کے مفصل جوابات ہم ساجد صاحب کے مضمون کے جواب میں عرض کر آئے ہیں وہی دیکھیں۔ اس کے بعد جناب نے لفظ شاھد کے ترجمہ کے حوالے سے مولانا عمر اچھروی کا اعتراض نقل کیا جبکہ جہالت کی انتہا ملاحظہ کریں کہ اچھروی صاحب نے تو وہابی مولوی کا اعتراض نقل کیا ہے مگر گھمن صاحب نے اسے اچھروی صاحب کا کلام بنا کر اپنی خیانت اور جہالت کا واضح ثبوت دیا ہے۔

ایک اور اعتراض کا جواب

اس جگہ جناب ''انما'' کے ترجمہ پہ سعیدی صاحب کے حوالے سے اعتراض کیا جواباً عرض ہے کہ سعیدی صاحب نے مطلقاً انما کے ترجمہ کو جہالت نہیں کہا بلکہ اس آیت کے سیاق وسابق کے پیش نظر کہا ہے۔ لہٰذا اعلیٰ حضرت پہ کچھ اعتراض نہیں۔

ایک اور اعتراض کا جواب

اس کے بعد جناب نے ''عرفانِ شریعت'' سے اعلیٰ حضرت کا فتویٰ نقل کیا کہ حنفیوں

کی نماز شافعی حضرات کے پیچھے نہیں ہوتی۔ تو عرض ہے کہ یہ کتابت کی غلطی ہے کیونکہ یہ فتوی حیاتِ اعلیٰ حضرت میں بھی موجود ہے، وہاں صاف لکھا ہے کہ نماز ہو جاتی ہے۔

(حیات اعلیٰ حضرت ص ۵۷۵۔۵۷۶)

اسی طرح ''عرفانِ شریعت'' کے پرانے نسخے میں بھی یہی بات موجود ہے کہ نماز ہو جاتی اور غیر مقلدین سے متعلقہ سوال اس کے بعد کا ہے۔

اس کے حسب سابق نقطہ برابر خطہ ممکن نہیں'' پہ اعتراض کیا جس کا جواب ہم ماقبل میں دے آئے ہیں، پھر اعتراض کیا۔ ان کو دیکھ کر صحابہ کی زیارت کا شوق کا کم ہو گیا تھا۔'' تو عرض ہے۔ یہ کتابت کی غلطی ہے جس کی وضاحت مختلف کتب اہلسنت مثلاً ''قہر خداوندی''، آئینۂ اہلسنت وغیرہ میں موجود ہیں وہی دیکھا جائے۔ اس کے بعد اعتراض کیا کہ ان کے چہرے سے حسن مصطفی جھلک نظر آتی تھی، کتنی عجیب بات تھانوی صاحب سے سیرت انبیاء کی جھلک نظر آئے تو وہ قابل اعتراض نہیں مگر حسن مصطفی کی جھلک پہ دیوبندی حضرات کو اعتراض ہے۔ اور جناب نے جو بچپن والے واقعے پہ اعتراض کیا تو حضرت کرتہ اٹھانے کر ستر دکھانے کو نہیں بلکہ آنکھیں چھپانے اور پر سوز نصیحت عطا کرنے کو من جانب اللہ کہا گیا ہے۔

باب سوم

کنزالایمان پہ تفصیلی تحقیق کا جائزہ

گھمن صاحب بزعم خود ''کنز الایمان۔'' کورد کرنے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

بہر حال کنز الایمان کو مسترد کرنے کی کئی وجہات ہیں ان میں منجملہ یہ بھی ہے کہ اعلیٰ حضرت نے ترجمہ کرت ہوئے نہ سابقہ تراجم کو پیش نظر رکھا اور نہ سابقہ مفسرین کی تفاسیر کو دیکھا بلکہ برجستہ اور بغیر سوچے سمجھے ترجمہ لکھوا دیتے اور یہ لکھوانا بھی قیلولہ اور آرام کے وقت ہوتا۔

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۹۳)

قارئین جہاں تک گھمن صاحب کا یہ کہنا کہ کنز الایمان کو مسترد کردیا گیا ہے یہ ان کی غلط فہی ہے ورنہ ہمیں اتنا ہی بتلا دیں کہ حضرت کو اتنی محنت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ جو چیز مسترد ہو چکی اس کے خلاف لکھنے کی کیا وجوہات تھیں؟ اور ''کنز الایمان'' کی حقانیت کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ آج کل کے دیو بندی مترجمین نے امام اہلسنت کی پیروی شروع کردی ہے جیسا کہ ہمارے ناظرین ماہ قبل میں ملاحظہ کر آئے ہیں۔ اور گھمن صاحب کے اس جھوٹ کو تو ہمارے قارئین بھی اب محسوس کر لیں گے کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ مفسرین کے مطابق ہے یا نہیں۔ آگے لکھتے ہیں کہ ''خود بریلوی حضرات نے اسے مسترد کیا ہے۔'' اور دلیل کے طور پہ چند حوالہ جات نقل کیے۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ کنز الایمان کے چند الفاظ متروک ہیں۔ قارئین ایسا ہونا ناممکن نہیں۔ کنز الایمان ۱۹۱۲ء میں معرض وجود میں آیا، اس وقت اور آج وقت کی اردو میں کافی فرق ہے مگر یہ بھی صاحب کنز الایمان کی کرامت ہے کہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود صرف چند الفاظ جن کی تعداد ۱۶ یا ۱۸ بتائی جاتی ہے متروک ہیں ورنہ آج بھی کنز لایمان اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ امت کی صراط مستقیم کی طرف

رہنمائی کر رہا ہے۔ پھر اگر یہ کہنا کہ کچھ لفظ متروک ہو گئے ہیں یہ اس ترجمہ کو مسترد کرنا ہے تو سنیے، جناب تقی عثمانی صاحب لکھتے ہیں:۔

''اردو کے مستند ترجمے جو اس وقت موجود ہیں وہ عام مسلمانوں کی سمجھ سے بالاتر ہو گئے ہیں۔'' (آسان ترجمہ قرآن پیش لفظ)

اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ تقی عثمانی صاحب نے تمام دیوبندی تراجم کو مسترد کر دیا۔ تو گھمن صاحب اب ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب آپ کے گھر والوں نے آپ کے تراجم کو مسترد کر دیا ہے تو آیئے ہم آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ ایسے متروک تراجم کو چھوڑیے اور کنز الایمان کو اپنایئے۔ پھر جناب نے جو پروفیسر صاحب کا حوالہ نقل کیا یہ اس وقت کی صورتحال تھی۔ اب معاملہ اس کے برعکس ہے۔ ''کنز الایمان۔'' اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ شائع ہو رہا ہے حتیٰ کہ پبلیشرز حضرات سے اس کی ڈیمانڈ بھی پوری نہیں ہو پاتی۔

کنز الایمان اور علمائے اہلسنت

گھمن صاحب نے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ علمائے اہلسنت نے ہی کنز الایمان کو غلط قرار دیا ہے اس سلسلہ میں حضرت نے چند اعتراضات نقل کیے ہیں جنکا جواب حاظر ہے۔

(۱) لیغفر لك الله ما تقدم....

تا کہ اللہ تمہارے سبب سے گناہ بخشے تمہارے اگلوں کے اور تمہارے پچھلوں کے۔

مذکورہ ترجمہ پہ جناب نے سعیدی صاحب، صاحبزادہ زبیر اور سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کی تنقید نقل کی۔ سعیدی صاحب کے متعلق تو ہم بتا چکے ہیں کہ وہ اپنے ان الفاظ سے رجوع کر چکے ہیں اور جہاں تک صاحبزادہ صاحب کا تعلق ہے تو ان کے متعلق بھی وضاحت ماہ قبل میں موجود ہی پھر وہ بھی اپنے الفاظ سے رجوع کر چکے۔ (ماہنامہ سوئے حجاز) اور مولانا مدنی اشرفی کا قول جمہور کے مقابلے میں ناقابل اعتناء ہے جس کی وضاحت بھی ماہ قبل میں ہو چکی ہے۔

(۲) اهبطو مصرا ۔

قارئین اس آیت میں لفظ مصر کی دو تفسیریں کی گئی ہیں یا تو اس مصر سے مراد خاص مصر ہے یا اس سے مراد کوئی بھی شہر ہے امام اہلسنت نے دو تفاسیر کو ترجمہ میں سمویا ہے یہ بات درست ہے ترجمہ میں ایک راجح دوسرا مرجوح ہے مگر بعض اوقات مترجمین اس قسم کی صورتحال میں دونوں قسم کے اقوال کو جگہ دیتے ہیں۔ جناب تھانوی صاحب نے سورہ بنی اسرائیل آیت نمبر ۶۷ کا جو ترجمہ کیا ہے اس کے بارے میں اخلاق حسین قاسمی صاحب لکھتے ہیں:۔

''حضرت تھانوی نے آیت کی تفسیر مین مفسرین کے دونوں اقوال کے مطابق اس کا ترجمہ کیا ہے۔'' (محاسن موضح قرآن ص ۳۳۸)

اب ذرا ان اقوال کے متعلق قاسمی صاحب کی رائے بھی قابل دید ہے فرماتے ہیں:۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کے جس قول کو راجح قرار دیا ہے وہ قول شانِ نزول کی تفسیر کے لحاظ سے نہایت مستحکم ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں دو دوسرا قول اس قابل ہی نہیں کہ اس کو اس آیت پاک کی تفسیر میں جگہ دی جائے۔ (محاسن موضح قرآن ص ۳۳۸)

اب قاسمی صاحب کے بقول دوسرا قول سرے سے ہی قابل اعتناء نہیں مگر پھر بھی تھانوی صاحب نے اس کو جگہ دی ہے۔ کیا اب ہم یہ کہیں کہ قاسمی صاحب نے تھانوی صاحب کے ترجمہ کو رد کر دیا؟ کیا گھمن صاحب اس بات کو تسلیم کر لیں گے؟ اگر نہیں اور یقینا نہیں تو مفتی صاحب نے بھی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کا رد نہیں کیا بلکہ ایک قول کا ضعیف ہونا بیان کیا ہے پھر مفتی صاحب نے ''حصر۔'' کے قول کو ضعیف کہا اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پہ اعتراض نہیں کیا۔

(۳) اس جگہ گھمن صاحب نے اعلیٰ حضرت کے رب العالمین کے ترجمہ ''مالک سارے جہان والوں کا۔'' پر پیر کرم شاہ کی تنقید نقل کی ہے اور اس کا ماخذ جمال کرم ہے اور جناب کی شومئ قسمت کہ نا تو مصنف کی ایسی حیثیت ہے کہ اسے اعلیٰ حضرت کے مقابلے میں پیش کیا جا سکتا ہے اور نہ کتاب اس درجہ کی ثقہ ہے کہ اس کی ہر بات کا اعتبار کیا جا سکے لہٰذا یہ

حوالہ جناب کو ہرگز سودمند نہیں۔

(۴) اس جگہ گھمن صاحب نے سورت قصص کی آیت نمبر ۲۷ کے ترجمہ پہ تنقید نقل کی جس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے یوں ہے:۔

ترجمہ: کہا میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک تمہیں بیاہ دوں اس مہر پر کہ تم آٹھ برس میری ملازمت کرو۔

اس ترجمہ پہ جناب نے سب سے پہلے مفتی اقتدار نعیمی صاحب کی تنقید نقل کی جو مسلمہ شخصیت نہیں اور خود دیوبندی حضرات کو اس بات کا اقرار ہے کہ اقتدار صاحب کا انکار کیا گیا ہے۔ (ہدیہ بریلویت ص ۲۵۳)

لہٰذا ان کو ہرگز ہمارے خلاف پیش نہیں کیا جا سکتا، اور اس آیت کی تفسیر میں شبیر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں:۔

''شاید یہی خدمت لڑکی کا مہر تھا۔ ہمارے حنفیہ کے ہاں اب بھی اگر بالغہ راضی ہو تو اس طرح خدمت اقارب مہر ٹھہر سکتا ہے۔''

(تفسیر عثمانی ص ۵۱۷)

(۵) ونظر الی حمارك۔۔۔۔۔۔۔ (البقرۃ۔۲۵۹)

ترجمہ:۔اور اپنے گدھے کو دیکھ جس کی ہڈیاں سلامت تک نہ رہیں۔ یہ اس لیے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے ہیں

قارئین اس جگہ گھمن صاحب نے اعتراض کیا کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ ''ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں۔'' غلط ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ ہڈیاں سلامت تھیں مگر بکھری پڑی تھیں (کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۹۹) تو عرض ہے امام اہلسنت کا ترجمہ اسی مفہوم کو ادا کر رہا ہے۔ کہ ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں مطلب اپنی اصل حالت میں نہ رہیں اور بکھر گئیں۔ یہ تو اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کی فصاحت ہے کہ کوزے میں دریا بند کر دیا ہے۔ اور اس پہ قرینہ اس آیت کا مکمل ترجمہ ہے کیونکہ آگے ان ہڈیوں کے جوڑنے کا ذکر ہے لہٰذا امام

اہلسنت کا مطلب یہی ہے کہ ہڈیاں اپنی اصلی حالت میں نہ رہیں۔

(۶) اعلیٰ حضرت نے تجئرون کا ترجمہ ''پناہ لینا۔'' کیا ہے جس پہ جناب والا کو اعتراض ہے تو عرض ہے اگر لغت ہی اٹھا کر دیکھ لیتے تو یہ اعتراض نہ کرتے۔ اردو لغت میں ''پناہ'' کے معنی: امن، عافیت، حفاظت، نگرانی حمایت، سہارا، امداد وغیرہ کے ہیں عربی لغت میں جورۃ جورۃ و جارۃ سے استجارۃ۔ معنی ہے: کسی سے پناہ لینا، فریاد رسی کرنا، چاہنا، مدد مانگنا، اس طرح مولانا احمد رضا خان کا ترجمہ بلیغ اور وسیع المطالب ہے اور ان تمام تراجم کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے جن کو جناب نے نقل کیا۔

(۷) اعلیٰ حضرت نے ''النساء'' کی آیت نمبر ۷۵ میں قتل کا ترجمہ ''شہید'' کیونکہ یہ لفظ حضرت عیسیٰ کے لیے استعمال ہوا مگر گھمن صاحب کو اس پہ بھی اعتراض ہے لکھتے ہیں:۔

> ''قارئین ذی وقار! آپ اس بات کو سوچئے کہ قرآن پاک نے تو یہودیوں کا قول نقل کیا ہے اور دشمن کبھی بھی اپنے مقابل کے لیے اس قسم کے الفاظ استعمال نہیں کرتا۔ بھلا دشمن بھی کبھی اپنے مقابل کو شہید کہتا ہے؟''
>
> (کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۱۰۱)

قارئین ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ ترجمہ کرتے وقت سب سے اہم چیز مقام الوہیت اور دربار رسالت کا ادب واحترام ہے اس لیے ترجمہ کرتے وقت اس کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا تو اسی کے پیش نظر امام اہلسنت نے یہ ترجمہ کیا۔ جہاں تک یہ اعتراض کہ یہ یہود کا قول ہے تو عرض ہے یہود جو کہیں گے سو کہیں گے لیکن جب ہم کہیں گے تو ادب رسالت کا خیال رکھ کر کہیں گے۔ اور اگر آپ کو یہود کا طرز تخاطب پسند ہے تو یہ آپ کی قسمت۔

(۸) قارئین اعلیٰ حضرت نے سورہ توبہ کی آیت نمبر ۳۴ میں راھب کا ترجمہ ''جوگی'' کیا ہے جس پہ جناب کو اعتراض ہے۔ اس پہ عرض ہے کہ حضرت نے مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب کا حوالہ نقل کیا کہ راھب کہتے ہیں ''تارک الدنیا گوشہ نشین۔'' بس اگر جناب جوگی کا معنی بھی دیکھ لیتے تو یہ اعتراض نہ کرتے۔ فیروز اللغات میں ہے:۔

''جوگی: وہ مرد جس نے دنیا ترک کر کے فقیری لے لی ہو۔''
(فیروز اللغات ص ۲۶۲)

کیونکہ دونوں کا معنی ایک ہے لہٰذا کوئی اعتراض نہیں۔

(۱۰) قال رب انی وھن العظم منی

ترجمہ: عرض کی اے میرے رب میری ہڈی کمزور ہو گئی ہے۔

اس جگہ گھمن صاحب کو اعتراض ہے کہ اعلیٰ حضرت نے الف لام جنسی کو پہچانا نہیں اور العظم کا ترجمہ ہڈی کر دیا جبکہ صحیح ترجمہ ہڈیاں ہیں۔''۔ عرض ہے جناب غور تو کریں کہ یہاں حضرت زکریا علیہ السلام نے بیٹے کے لیے دعا کی اور عرض کیا کہ میری ہڈی کمزور ہو گئی ء۔ اس ہڈی سے مراد صلب یعنی پشت کی ہڈی مراد ہے جو نطفہ کی جائے قرار ہے۔ قرآن میں دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے: ''یخرج من بین الصلب والترائب۔'' جو نکلتا ہے پیٹھ اور سینوں کے بیچ سے۔ چونکہ مرد کا نطفہ پیٹھ میں ہوتا ہے۔ تفسیر روح المعانی میں ہے (ہم صرف ترجمہ نقل کرنے پہ اکتفا کرتے ہیں):۔

ترجمہ:۔ یعنی وہن کا معنی کمزور ہے اور اس کی وہن کی نسبت ہڈی کی طرف کی گئی ہے کیونکہ وہ جسم و بدن کا ستون ہے۔ جب وہ کمزور ہو جائے تو تمام جسم کمزور ہو جاتا ہے اور قوت ختم ہو جاتی ہے۔ (روح المعانی ج۹ ص۵۹)

لہٰذا یہاں سے سمجھ میں آتا ہے کہ بدن کا ستون ریڑھ کی ہڈی ہے اور وہی معتبر ہے۔ تفصیل کے لیے ''تسکین الجنان۔'' ملاحظہ کریں۔ اس کے بعد جو دو اعتراضات کیے ہیں ان کا جواب ہم ماقبل میں دے آئے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ترجمہ میں ''تو'' کہہ کر مخاطب کرنا گستاخی؟

گھمن صاحب نے اس جگہ چند حوالہ جات نقل کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ترجمہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لفظ ''تو۔'' کا استعمال گستاخی ہے جبکہ ان پیش کردہ کسی

ایک حوالہ سے بھی ان کا مدعا پورا نہیں ہوتا۔ ابن پیر کرم شاہ حفیظ البرکات صاحب نے ”اردو زبان میں ”تو۔“ کہہ کر بڑے کو مخاطب کرنا گستاخی کہا ہے یہ ہرگز نہیں لکھا کہ رب تعالیٰ کا نبی کریم ﷺ کو تو کہنا بے ادبی ہے اسی طرح دیگر حوالہ جات میں بھی یہی بات موجود ہے۔ لیکن ہم جناب کو گھر کی سیر کرائے دیتے ہیں۔ علامہ خالد محمود صاحب اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پہ اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

”پھر دیکھئے حضور ﷺ کے لیے کس بے ادبی میں تو کا لفظ لایا گیا ہے۔“ (عبقات ج ۲ ص ۲۷۲)

یعنی خالد صاحب کے نزدیک ترجمہ میں بھی ”تو۔“ کا استعمال گستاخی ہے تو اب ہم گستاخان دیوبند کے چہرے نقاب بھی ہٹائے دیتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ دوسروں پہ فتوے لگانے والوں کے گھر کس قدر آلودہ ہیں۔ سورہ البقرہ کی (۱) آیت نمبر ۲۷۳ کا ترجمہ دیوبندی تراجم سے ملاحظہ ہو:۔

تو پہنچانتا ہے ان کو ان کی علامت سے۔ (تفسیر فہم القرآن ج ۱ ص ۱۸۵)

تو پہچانتا ہے ان کو ان کے چہرے سے۔ (تفسیر عثمانی ص ۵۸)

پہنچانتا ہے تو انکو ساتھ چہرے ان کے۔ (ترجمہ شاہ رفیع الدین)

تو انہیں ان کے بشرہ ہی سے پہچان لے گا۔ (ترجمہ عبدالماجد دریابادی)

تو پہچانتا ہے ان کو ان کے چہرے سے۔ (تفسیر جواہر القرآن ص ۱۸۳)

اب ہم خالد صاحب اور جناب گھمن صاحب سے التماس کرتے ہیں جلد ہی ان سب کی گستاخی پہ بھی ایک کتاب لکھی جائے اور یہ بتایا جائے کہ کس طرح آپ کے گھر کے فتوے گھر والوں پہ فٹ ہو رہے ہیں ۔

فلک کو پڑا کبھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کر خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

کیا ذو معنی الفاظ کا استعمال گستاخی ہے؟

گھمن صاحب کو حوالہ جات نقل کرنے کا تو بہت شوق ہے مگر جناب میں اتنی بھی اہلیت نہیں کہ اردو کی سادہ عبارات کو سمجھ سکیں۔ جناب نے کچھ علماء کی عبارات نقل کیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ذو معنی الفاظ کا استعمال گستاخی ہے اور پھر اس کے بعد کنز الایمان سے کچھ الفاظ لے کر ان کے لغوی معنی پہ اعتراض کیا ہے جو ان کی جہالت ہے ہم پہلے بھی کافی وضاحت کر آئے ہیں کہ الفاظ کے گستاخی ہونے کا دارومدار عرف پہ ہے لغوی معنی پہ نہیں۔

پھر ابوایوب صاحب نے لکھا:۔

> ''گھات کے کئی معنی ہیں مثلا: خفیہ تدبیر، راداہ وغیرہا، تو کیا یہ معنی یہاں مراد نہیں ہو سکتے؟ اگر لیے جا سکتے ہیں تو پھر یہ لفظ کیوں ممنوع ہے۔''
>
> (نور سنت کا کنز الایمان نمبر ص ۱۹۴)

یعنی اگر کسی لفظ کے اچھے معنی ہوں تو وہ مراد لیے جا سکتے ہیں لہٰذا اس سے بھی گھمن صاحب کے تمام اعتراضات کا مکمل جواب ہو گیا۔ جتنی وضاحت ہم ماقبل میں اور یہاں دوبارہ عرض کر چکے ہیں اس کے بعد مزید گفتگو کی ضرورت تو نہیں لیکن جب تک ان کو ان کے گھر کے چور نہ دیکھائے جائیں تب تک ان کے کو بھی سکون نہیں آتا، ہم قاضی زاہد صاحب کا حوالہ نقل کر چکے:۔

> ''ایسا کلام جس سے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی نبی علیہ السلام کی توہین اور بے ادبی کا پہلو نکلتا ہو اس کا کہنا، سننا اور لکھنا بھی حرام ہے۔''
>
> (با محمد با وقار ص ۱۱۴)

مزید لکھتے ہیں:۔

> ''آپ کی شان اقدس میں کوئی ایسا کلمہ نہ کہے جس سے بلا ارادہ بھی گستاخی یا بے ادبی کا پہلو نکل سکتا ہو۔ تو اب سچے مسلمان پہ لازم ہے کہ

وہ ایسے گستاخوں اور بے ادبوں کے ساتھ کسی قسم کا تعلق قائم نہ رکھے۔"

(با محمد با وقار ص ۱۰۴)

نیز:

"کسی بھی مسلمان کے یہ جائز نہیں کہ وہ کوئی ایسا کلمہ زبان سے نکالے جس سے توہین کا پہلو نکلتا ہو۔"

(با محمد با وقار ص ۱۱۲)

ان تمام عبارات کا خلاصہ وہی ہے جو جناب نے علمائے اہلسنت کی کتب کا بیان کیا ہے اب ہم اسی اصول پہ دیوبندی تراجم بھی پرکھ لیتے ہیں۔ جناب نے سب سے پہلا اعتراض لفظ "بے پرواہ" پہ کیا جبکہ "غنی" کا یہی ترجمہ شاہ رفیع الدین نے بھی کیا ہے اب گھمن صاحب شاہ صاحب پہ بھی گستاخی کا فتویٰ لگا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی غنی کا ترجمہ "بے پرواہ" کیا ہے۔ اب گھمن صاحب لغت کے کتابیں کھنگالیں اور شاہ صاحبان پر بھی فتویٰ لگانے کی جرأت کریں۔ پھر لغت میں "بے نیاز" کا مطلب "بے پرواہ" ہے جو غنی کے مفہوم کو ادا کرتا ہے۔ لہٰذا قابل اعتراض نہیں۔ بہر حال ہماری یہ اصولی گفتگو اس سلسلہ کے بقیہ اعتراضات کے جواب میں کافی ہے۔

کنز الایمان اور لفظ خدا

جناب گھمن صاحب نے لفظ کے ترجمہ پہ غزالی زماں کی تنقید نقل کی جب کہ غزالی زماں خود لکھتے ہیں:۔

"خدا سے ترجمہ کرنا بھی درست ہے۔"

جب یہ ترجمہ کرنا درست ہے تو اعتراض کیسا؟ اور پھر اس سے عقیدے پہ کوئی حرف نہیں آتا لہٰذا یہ اختلاف مذموم نہیں۔ دیوبندی مفسر لکھتے ہیں:۔

"اس پوری تفسیر میں لفظ خدا نہیں ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ لفظ خدا کہنے سے اللہ کی طرف سے کسی اجر و ثواب کا وعدہ نہیں ہے۔"

(تفسیر بصیرت القرآن ج۱ ص vi)

ہمیں امید ہے کہ گھمن صاحب اس عبارت کی روشنی میں یہ سرخی بھی ضرور قائم کریں گے کہ ''دیوبندی تراجم اجر وثواب سے محروم ہیں۔''

دوقومی نظریے کا مخالف کون؟

قارئین الزامی گفتگو کے ذریعے حقائق کو مسخ نہیں کیا جا سکتا ہے اور یہ بات پوری دنیا پہ واضح ہے کہ جس مسلک نے بڑھ چڑھ کر پاکستان کی مخالفت کی تھی وہ مسلک دیوبند ہے۔ جس پہ تفصیلی گفتگو تو ہم نے اپنے مضمون ''جی ہاں دیوبندی انگریز کے ایجنٹ ہیں۔'' میں کی ہے جو ہماری کتاب ''محاکمہ دیوبندیت۔'' میں شامل ہے لیکن اس جگہ بھی ہم چہرہ تاریخ سے نقاب الٹنا چاہتے ہیں۔ حسین احمد مدنی صاحب کا سوانح نگار لکھتا ہے:۔

''اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ ہندوستان کے رہنے والے سب مذہب وملت کے لحاظ سے خواہ کتنا ہی اختلاف رکھتے ہوں مگر ہندوستانی ہونے کا رشتہ انہیں ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہے۔ اس رشتہ کی بنا پر ان کے مفادات مشترک ہیں اور نقصانات بھی مشترک۔ ہندوستانی ہونے کے لیے جو چیز ہندوؤں کے لیے مفید ہے وہ مسلمان کے لیے بھی مفید ہے اور جو مسلمان کے لیے نقصان رساں ہے وہ لامحالہ ہندو کے لیے بھی نقصان رساں۔ اس رشتہ کی بنا پر سب کا ''نیشن'' ایک اور ان کی قومیت متحد ہے۔'' (حیات شیخ الاسلام ص ۱۰۹)

قارئین یہ دیوبندی خیالات ''دوقومی نظریے۔'' کے سخت مخالف اور اس کی اساس کو منہدم کرنے والے ہیں۔ مزید سنیئے قاری طیب صاحب لکھتے ہیں:۔

''حضرت مولنا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ تو کانگریس کے حامی تھے، کانگریسی تھے اور کانگریس کے کٹر قسم کے حامی تھے۔''

(خطابت حکیم الاسلام ج ۷ ص ۳۱۲)

یہ بھی یاد رہے:۔

''کانگریس کی حمایت کفر کی حمایت ہے۔''

(حیات مفتی اعظم ص۱۵۱)

جناب ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں:۔

''مولانا مدنی چونکہ تقسیم کی مخالف جماعت اور قوم پرور مسلمانوں کے رہنما تھے۔'' (سوانح حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری ص۱۴۹)

یہ حوالہ جات اس بات کی وضاحت کے لیے کافی ہیں کہ دوقومی نظریے کا مخالف اور پاکستان کے وجود کے خلاف کون لوگ ہیں۔ پھر جو غزالی زمان کی تنقید نقل کی اس کا مذکورہ آیت کے ساتھ تعلق ہی نہیں کیونکہ یہاں خطاب عام ہے جناب تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

''تو قومہ میں قوم کی تخصیص اس اعتبار سے ہے کہ مخاطب اول وہی تھے اور دوسرے ان کے واسطے سے اور جب بعث عام ہے تو مکذبین اور منذرین بھی سب کو عام ہوگا۔'' (حکیم الامت ص ۴۳۷)

حاظر و ناظر اور کنزالایمان

قارئین جناب نے الانبیاء کی آیت نمبر ۷۸ کا ترجمہ نقل کیا جس میں اللہ کے لیے حاظر کا لفظ موجود تھا پھر بزعم خود علمائے اہلسنت کے اس کے خلاف حوالہ جات نقل کیئے جبکہ عرض جہاں اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے حاظر و ناظر کا اقرار ہے وہاں علمیت مراد ہے اور جہاں نفی ہے وہاں لغوی اور حقیقی معنی مراد ہیں چونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کے لیے زمان و مکان ثابت ہوتا ہے اور اللہ زمان و مکان سے پاک ہے۔ گھمن صاحب خود لکھتے ہیں:۔

''درحقیقت کوئی مقام ایسا نہیں جسے اللہ کا مکان کہا جا سکے کیونکہ اللہ تو لامکان ہے اور وہ زمان و مکان کی قیودات سے مبراہ و برتر ہے۔''

(المہند پر اعتراضات کا جائزہ ص ۲۲۳)

جناب خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ کے ہر جگہ موجود ہونے کی حقیقت اور کنہ کو ہم پا نہیں سکتے۔ اتنا

جانتے ہیں کہ وہ اپنے علم محیط سے ہر چیز کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے۔"
(مطالعہ بریلویت ج ۵ ص ۲۶۵)

جناب نور الحسن بخاری صاحب لکھتے ہیں:۔
"اور کبھی نہ بھولیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ہر جگہ حاظر و ناظر ہونا۔۔۔۔ یہ سب
صفت علم کے اعتبار سے ہے۔ ورنہ ذات الٰہی تو جسم و تجسم سے پاک ہے۔"
(توحید و شرک کی حقیقت ص ۲۰۳)

لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ رب العزت کے ساتھ جب حاظر و ناظر کا لفظ ہوگا تو اس سے
صفت علم مراد ہے اور جہاں اس کی نفی ہے وہاں زمان و مکان کے لحاظ بمعنیٰ لغوی ہے۔

کنز الایمان ترجمے کی کمزوریاں یا گھمن صاحب کی جہالت

(۱) قال لا قتلنك ۔ (المائدہ: ۲۷)
گھمن صاحب سورہ المائدہ کی آیت نمبر ۲۷ کے ترجمہ پہ "لام۔" کا ترجمہ قسم
کرنے کے حوالے سے اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔
"قارئین کرام! شریعت میں قسم کے لیے الفاظ مقرر ہیں لیکن خان صاحب
کی ٹھوکر ملاحظہ کریں کہ لام تاکید اور نون تاکید ثقیلہ کو قسم سمجھ بیٹھے۔"
(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۱۲۱)

گھمن صاحب اگر آپ وہ الفاظ ہی نقل کر دیتے جن کو شریعت نے قسم کے لیے مقرر کیا ہے تو ہمارے ناظرین کے لیے آسانی ہوتی۔ اور جہاں تک بات ٹھوکر کھانے کی تو جناب ٹھوکر اعلیٰ حضرت نے نہیں آپ نے کھائی ہے جو قلت علم کے ساتھ اعلیٰ حضرت کے شاہکار ترجمہ کنز الایمان پہ اعتراضات شروع کر دیئے ہیں۔ جناب اگر آپ نے جلالین ہی پڑھی ہوتی تو کم از کم اس اعتراض سے پہلے کچھ سوچ و بچار ضرور کرتے۔ وہاں صاف صاف موجود ہے کہ لام قسم کے لیے بھی آتا ہے۔ چنانچہ دیوبندی مترجم اس کا ترجمہ یوں کرتا ہے (لام قسمیہ ہے) جلالین مع کمالین ج ۲ ص ۵۶۔

(۲)منھم امة مقتصدة و کثیرة منھم ساء ما یعملون ۔

(المائدہ : آیت٦٦)

ترجمہ :۔ان میں کوئی گروہ اعتدال پر ہے اور ان میں اکثر بہت ہی برے کام کر رہے ہیں۔

گھمن صاحب اس ترجمہ پہ اعتراض کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"کیا اس ترجمہ سے یہ نہیں واضح ہو رہا کہ اگر کوئی گروہ اعتدال پر ہے تو اس میں بھی اکثر لوگ برے کام کر رہے ہیں۔"

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص۱۲۱)

نہایت ہی لچر اور فضول قسم کا اعتراض ہے اور صرف کتاب کی ضخامت میں اضافہ کا سبب ہے کیونکہ منھم کا مرجع اہل کتاب ہیں اا اور اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں "اس میں" کا تعلق بھی گروہ اہل کتاب سے ہے نہ کہ اعتدال والے گروہ سے۔اس لیے کوئی اشکال نہیں۔

(۳)المائدہ کی آیت نمبر ٦٠ کا ترجمہ امام اہلسنت نے یوں کیا ہے:

ترجمہ: وہ جس پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب فرمایا اور ان میں سے کر دیے بندر اور سور اور شیطان کے پجاری۔

اس ترجمہ پہ بھی گھمن صاحب کو اعتراض کہ "اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ نے بعض کو بندر، سور اور شیطان کا پجاری بنا دیا حالانکہ یہ بات غلط اور تحریف قرآن ہے۔" جبکہ گھمن صاحب کی یہ اپنی اختراع ہے ورنہ اس کا مطلب صاف واضح ہے کہ شیطان کے پجاریوں پہ اللہ کا غضب ہوا۔تفسیر حقانی میں اسی آیت کا ترجمہ ہے:۔

"اور ان میں سے بندر اور سور بنا دیئے اور وہ لوگ جنہوں نے شیطان کو پوجا۔"

(تفسیر حقانی ج۲ ص۲۸۸)

ان گھمن صاحب کے اصول سے مفسر حقانی نے بھی قرآن میں تحریف کی ہے۔مزید سنیئے عبدالحمید صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں:۔

''اور بنایا ہے ان میں سے بعض کو بندر اور خنزیر اور وہ جنہوں نے شیطان کی پوجا کی۔'' (تفسیر معالم العرفان ج۶ ص ۲۹۴)

(۴) یہاں گھمن صاحب کو المائدہ کی آیت نمبر ۹۵ میں ''جزاء'' مویشی کو قرار دینے پہ اعتراض ہے جبکہ دیوبندی حضرات نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے جو ان کو بقول گھمن صاحب حنفیت سے علیحدہ کر رہا ہے:۔

اور جو شخص قتل کریگا اس شکار کو تم میں جان بوجھ کر پس بدلہ ہے اس کے قتل کیے ہوئے کے برابر مویشیوں میں سے

(تفسیر معالم العرفان ج۶ ص ۴۰۷)

اسی طرح تفسیر حقانی ج ۲ ص ۳۰۴ اور آسان ترجمہ قرآن ص ۳۶۷ پہ بھی بعینہ یہی ترجمہ موجود ہے۔ جس کی صاف وجہ یہی ہے کہ مترجمین نے اس مسئلہ میں اختلاف کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے۔ مگر گھمن صاحب کے فتوے کی رو سے یہ سب حنفیت سے علیحدہ ہو گئے۔

(۵) اس جگہ گھمن صاحب سورہ انعام کی آیت نمبر ۶۶ میں ''وکیل'' کے ترجمہ ''کڑوڑا'' پہ اعتراض کیا ہے عرض ہے کہ جس دور میں امام اہلسنت نے یہ ترجمہ کیا تھا، اس وقت بریلی اور قرب وجوار میں روہیل کھنڈ کی ٹکسالی زبان کا تسلط تھا۔ اور کڑورا'' اسی زبان کا لفظ ہے۔ اس کا معنی فرہنگ آصفیہ میں یوں بیان کیا گیا ہے:۔

''وہ شخص جو عاملوں اور محصلوں پر خیانت کی نگرانی کے واسطے کوئی حاکم مقرر کرے، افسروں کا افسر، حاکموں کا حاکم۔ بڑا عہدہ دار کس کے ماتحت اور عہدے دار بھی ہوں۔''

ایسے ہی فیروز اللغات میں ہے:۔

''حاکم اعلی۔ وہ حاکم جو اور افسروں پر افسر۔''

اور شبیر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں:۔

''اگر یہ نہیں سمجھتے تو کوئی آپ ان پر داروغہ بنا کر مسلط نہیں کیے گئے کہ زبردستی منوا کر چھوڑیں۔'' (تفسیر عثمانی ص ۷۸۹)

لہٰذا ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت کا ترجمہ درست ہے۔ جہاں تک یہ اعتراض کہ لفظ ''وکیل'' اور ''مصیطر'' کا ترجمہ ایک ہی لفظ سے کیا ہے تو یہی کام آپ کے شیخ الہند نے بھی کیا ہے انہوں بھی دونوں جگہ ''داروغہ'' کا لفظ استعمال کیا ہے۔

(۶) اس جگہ جناب نے سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۴۳ کے ترجمہ پہ سعیدی صاحب کی تنقید نقل کی جس کا امام اہلسنت سے کچھ تعلق نہیں۔ کیونکہ سعیدی صاحب اس جگہ مودودی صاحب کے ترجمہ پہ تنقید کر رہے ہیں۔ اور جناب کی پیش کردہ عبارت میں صاف موجود ہے:۔

''اس عبارت میں دیکھنے سے متبادر جاننا ہے۔'' (تبیان القرآن ج ۱ ص ۵۷۵)

یعنی مودودی صاحب کی عبارت میں دیکھنے سے مراد جاننا ہے نہ کہ مطلقا اس کا یہ معنی ہے اس واسطے اعتراض ہرگز درست نہیں۔

(۷) اعلیٰ حضرت نے ''لایستحی'' کا ترجمہ حیا نہیں فرماتا کیا ہے جس مقابلے میں جناب گھمن صاحب نے علامہ کاظمی کو پیش کیا ہے۔ جس پہ عرض ہے کاظمی صاحب نے کہیں بھی اس کو غلط نہیں کہا بلکہ حیا نہ فرمانے کی تشریح کی ہے، اور گھمن صاحب کا اس کو قابل اعتراض بنا کر پیش کرنا حسب سابق جہالت کے مظاہرے کے سوا کچھ نہیں۔

کنز الایمان اور طہارتِ نسبی

قارئین جناب نے اس جگہ اعتراض کیا ہے کہ کنز الایمان میں ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں لفظ ''اب'' کا ترجمہ باپ کیا گیا ہے اور پھر سعیدی صاحب سے نقل کیا ''چونکہ اردو محاورے میں چچا پر باپ کا اطلاق نہیں ہوتا'' اس لیے اعلیٰ حضرت کا ترجمہ غلط ہے اور یہاں مراد والد ہے اور پھر آگے چل کر قریشی صاحب اور سیالوی صاحب جی تنقید نقل کی کہ جو ایسا کہے وہ طہارت نسبی پہ حملہ کرتا ہے۔ (مخلصا کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۱۲۵۔۱۲۹)

قارئین پہلی بات تو یہ ہے کہ سعیدی صاحب لکھتے ہیں:۔

''عرب محاورات میں چچا پر باپ کا اطلاق ہوتا رہتا ہے۔''

(تبیان القرآن ج ۳ ص ۵۵۴)

اور اسی رعایت کے پیش نظر خود سعیدی صاحب نے بھی ترجمہ ''باپ۔'' ہی کیا ہے لہٰذا کنز الایمان پہ اعتراض تو رفع ہوا۔اب جہاں تک تعلق ہے سیالوی صاحب اور مفتی حنیف صاحب کی عبارات کا تو اس کا مختصر جواب یہی ہے کہ وہاں تحقیر کی نیت سے ہے کیونکہ تحقیق میں احتمال ہوتا ہے مگر یوں وثوق کے ساتھ ''آذر کو۔'' ابراہیم کا والد قرار دینا دلی بغض کا اظہار ہے، جیسے سواتی صاحب لکھتے ہیں:۔

''تارخ اور آزر ایک شخصیت کے دو نام ہیں اور دونوں بلا شبہ مشرک تھے۔''

(تفسیر معالم العرفان ج ۷ ص ۲۲۸)

جب اس قسم کا اسلوب آئے گا تو اس کو طہارت نسبی پہ حملہ ہی کہا جائے گا، کیونکہ اس انداز سے تحقیر کا پہلو جھلکتا ہے۔اور جن حضرات کا مفتی حنیف قریشی صاحب اور سیالوی صاحب رد کر رہے ہیں ان کے بغض رسالت میں کچھ شک نہیں اور خود دیوبندی مولوی مفتی عمیر لکھتا ہے:۔

''ثانیاً یہ کہ حضرت اوکاڑوی نے جو بغض صحابہ کہا ہے، وہ غیر مقلدوں کے لیے ہے، کیونکہ وہ صحابہ کرام سے بغض وحسد رکھتے ہیں۔''

(فضل خداوندی ص ۱۶۵)

بس ہماری طرف سے بھی یہی عرض ہے کہ جن حضرات کے بارے میں علمائے اہلسنت کا کلام ہے وہ حضرات بھی بغض رسالت رکھتے ہیں۔انہیں کے قطب الارشاد سے سوال ہوتا ہے کہ والدین مصطفی مومن تھے کہ نہیں تو جناب فرماتے ہیں:۔

''حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے
حضرت امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان انتقال حالت کفر میں ہوا

ہے۔" (فتاویٰ رشیدیہ ج ۳ ص ۳۲)

اور جناب ایوب صاحب لکھتے ہیں:۔

"مگر تبسم صاحب نے اسے رد کہیں بھی نہیں کیا پوری کتاب میں تو یہ اب تبسم کے گلے کی ہڈی ہے۔" (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص ۲۰)

لہٰذا یہ نظریہ جناب رشید احمد گنگوہی صاحب کا اپنا ہے۔ پھر ان کا یہ کہنا کہ امام اعظم کے نزدیک والدین مصطفی حالت کفر پر فوت ہوئے یہ بھی محل نظر ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے جناب عبدالجبار سلفی لکھتے ہیں:۔

"اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ "فی دور الکفر" یعنی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کفر کے زمانہ میں فوت ہوئے نہ کہ کفر کی حالت میں مرے۔" (تنبیہ الناس، ص ۴۰)

اور جو قول گنگوہی صاحب نے امام اعظم کی طرف منسوب کیا ہے اس کے متعلق جناب عبدالجبار صاحب لکھتے ہیں:۔

"دراصل یہ اہل تشیع کی قے ہے جس کو مماتیوں نے چاٹا ہے۔"

(تنبیہ الناس ص ۴۱)

مگر جناب کے علم شاید نہیں تھا کہ اسی قے سے جناب کے قطب الارشاد بھی لطف اندوز ہوئے ہیں۔ پھر یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کفر پہ فوت ہوئے اس کے متعلق ظفر احمد عثمانی صاحب لکھتے ہیں:۔

"مگر اس میں شک نہیں کہ زید کے اس قول سے سیدنا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت ہوتی ہے 'والذین یوذون رسول اللہ فلھم عذاب الیم۔" (امداد الاحکام ج ۱ ص ۱۴۳)

کنزالایمان اور شیخ جیلانی

جناب یہاں "ذنب" کی نسبت کے حوالے سے اعتراض کیا جبکہ ہم واضح کر آئے

ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے بھی ذنب کی کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کی ہے اور اس کی تغلیط نہیں کی اور نہ ہی شیخ جیلانی نے ذنب کی نسبت امت کی طرف کرنے پہ کوئی فتویٰ لگایا ہے لہٰذا اس سے کسی قسم کی کچھ مخالفت لازم نہیں۔ پھر ہم واضح کر چکے کہ مخالفت وہ مذموم ہے جس میں عقیدہ کا اختلاف پایا جائے جبکہ یہاں کسی قسم کے عقیدے کا اختلاف نہیں۔ قاسمی صاحب کا یہ اپنا اختراع ہے۔

کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے حاظر وناظر کا لفظ برے معنی کا احتمال رکھتا ہے

یہاں گھمن صاحب فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت نے حضور کے لیے شاہد کا ترجمہ حاظر وناظر کیا ہے پھر خود لکھا ہے کہ یہ لفظ برے معنی کے احتمال رکھتا ہے تو عرض ہے جناب گھمن صاحب اعلیٰ حضرت نے اس لفظ کا استعمال اللہ تعالیٰ کے لیے ممنوع کہا ہے کیوں اللہ رب العزت زمان ومکان سے پاک ہے اس لیے اگر حاظر وناظر لفظ لغوی معنی کے لحاظ سے بولا جائے تو یہ معنی غلط ہے۔ پھر گھمن صاحب کو پتہ ہونا چاہیے کہ نسبت بدلنے سے الفاظ کے معنی ببدل جاتے ہیں۔ (مودودی کے نظریات وفکار ص ۱۱۳، ۱۱۶، ۱۲۲)

لہٰذا یہ لفظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بولنا جائز ہے اور اللہ کے لیے یہ لفظ بمعنی ''علم'' استعمال ہوگا۔ پھر مزید عرض ہے کہ یہ لفظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے برے معنی کا احتمال نہیں رکھتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بحیثیت بشر زمان ومکان ثابت ہے۔ اس لیے کوئی اشکال نہیں۔

کنزالایمان سے پیدا ہونے والا ایک وہم یا گھمن صاحب کی کم فہمی

گھمن صاحب کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ بتھرالوی صاحب کے نزدیک جب بات قوم بنی اسرائیل کی ہو رہی ہو تو بغیر تخصیص کے ترجمہ کرنا غلط ہے۔'' اس پر جناب نے سورہ اعراف کی آیت نمبر ۱۴۰ کا ترجمہ نقل کر کے اعتراض کیا۔ جواباً عرض ہے اس آیت میں بنی اسرائیل بطور قوم نہیں بطور انسان مخاطب ہے اور انسان کو زمانے بھر میں فضیلت ہے لہٰذا اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں:۔

یعنی خدا کے انعامات عظیمہ کی شکر گذاری اور حق شناسی کیا یہ ہی ہوسکتی ہے کہ غیر اللہ کی پرستش کر کے اللہ ست بغاوت کی جائے۔ پھر بڑے شرم کی بات ہے کہ جس مخلوق کو خدا نے سارے جہان پر فضیلت دی وہ اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی مورتیوں نکے سامنے سر بسجود ہو جائے؟ (تفسیر عثمانی ص ۲۲۱)

مگر گھمن صاحب اس باریکیوں سے کہاں واقف ہیں اسلیے تو نہایت لچر قسم کے اعتراضات پہ مصر ہیں۔

کیا رسول بھی شہید ہوئے؟

قارئین گھمن صاحب کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے نزدیک کوئی رسول شہید نہیں ہوا جس کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ نے ترجمہ کیا جبکہ بھترالوی صاحب نے رسل کی شہادت کو تسلیم کیا ہے تو عرض ہے جن آیات میں شہادت انبیاء کا ذکر ہے ان سے مراد وہ انبیاء کرام جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیانی عرصہ میں آئے اور ان میں سے کوئی بھی صاحب شریعت جدیدہ نہیں تھا۔ اور صاحب شریعت جدیدہ کو رسول کہتے ہیں اس لحاظ سے کوئی رسول شہید نہیں۔ اور اعلیٰ حضرت نے بھی رسول بمعنی شریعت جدیدہ کے لحاظ سے یہ بات کہی ہے۔ دوسری بات پھر قرآن میں کئی آیات میں رسول بمعنی نبی استعمال ہوا ہے۔ یہ حال گھمن صاحب کی پیش کردہ آیت کا ہے۔ وہاں بھی رسول کا لفظ انبیاء کے لیے ہی استعمال ہوا ہے۔ ہم نے یہاں فقط اشارہ ہی کیا ہے۔ تفصیل کے لیے تحقیقات ص ۸۴ تا ۹۴ ملاحظہ کریں۔

انبیاء کی طرف قتل کی نسبت اور کنز الایمان

گھمن صاحب یہاں ''تسکین الجنان'' سے تنقید نقل کی کہ ''انبیاء کے لیے قتل کی نسبت جائز نہیں پھر کنز الایمان سے چند آیات کا ترجمہ نقل کیا جن میں انبیاء کی طرف قتل کی

نسبت موجود ہے۔'' قارئین گھمن صاحب کو حوالے اکٹھے کرنے کا شوق مگر جناب ان مطلب سمجھنے سے محروم ہیں۔ بھتر الوی صاحب کا اعتراض تھا ''ہر قتل شہادت کو مستلزم نہیں'' یعنی جب وقوع کو بیان کیا جائے گا تو یوں کہا جائے گا کہ انبیاء شہید ہوئے اور جناب نے جتنی آیات نقل کیں ان میں سے کسی ایک میں بھی وقوع کا ذکر نہیں لہٰذا کوئی اعتراض نہیں۔

تشریف لائے، اور آوے میں فرق

گھمن صاحب نے تنقید نقل کی کہ ''آوے'' کا لفظ میں کیسا ادب و احترام؟'' پھر جناب نے کنز الایمان کے تراجم نقل کیے۔ جن میں آئے کا لفظ ہے اور بھتر الوی صاحب نے لفظ ''آوے'' پہ اشکال وارد کیا ہے۔ ان کی تنقید کا تعلق ''آوے'' سے ہے، نہ کہ آئے سے۔ عبارت میں صاف صاف موجود ہے:۔

''ہر ذی شعور کے فہم وادراک سے بعید نہیں کہ تشریف لائے جس طرح ادب واحترام پر دال ہے اسی طرح ''آوے۔'' میں کیسے ادب واحترام؟''
(تسکین الجنان ص ۹۸)

اس لیے جناب کی ساری محنت بیکار ہے۔

کنز الایمان اور قرآن کا حقیقی مفہوم

گھمن صاحب نے بھتر الوی صاحب کی تنقید نقل کی کہ ''الموتی'' سے مراد کفار ہیں اسی لحاظ سے ترجمہ ہونا چاہیے۔ اس کے بعد بغیر سوچے سمجھے کنز الایمان سے کچھ آیات کا ترجمہ نقل کیا جس میں ''الموتی'' کا ترجمہ ''مردہ'' تھا۔ بس جناب کو موقع مل گیا اور لگے اعتراض کرنے۔ مگر جناب غور سے پڑھنے کی زحمت ہی گوارا کر لیتے تو جس آیت کے تحت بھتر الوی صاحب نے تنقید کی ہے وہاں یہ بات واضح نہیں ہے اس لیے ''الموتی'' کا ترجمہ کفار کیسے لحاظ سے کیا جائے گا مگر جو آیات گھمن صاحب نے نقل کیں ان کا سیاق وسباق خود ہی اس بات کو واضح کرتا ہے کہ مردوں'' سے مراد کفار ہیں۔ لہٰذا کوئی اعتراض نہیں۔

کنزالایمان میں نحوی خرابی یا گھمن صاحب کی ناسمجھی

جناب گھمن صاح نے سورۃ السبا کی آیت نمبر ۵۰ کے ترجمہ پہ بھتر الوی صاحب کی تنقید نقل کی جبکہ ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔اور گھمن صاحب کے نقل کردہ اکثر حوالہ جات کا یہی حال ہے جو بقول سرفراز صفدر ان کے پاگل ہونے کا واضح ثبوت ہے۔اس آیت کا ترجمہ اعلیٰ حضرت نے یوں کیا ہے:۔

"تم فرماؤ اگر میں بہکا تو اپنے ہی برے کو بہکا"

یہ ترجمہ واضح کر رہا ہے کہ گفتگو مستقبل کے لحاظ سے ہو رہی ہے جس کے بارے میں خود بھتر الوی صاحب نے لکھا:"زمانہ استقبال کے لحاظ سے صحیح ہے"لہٰذا کوئی اعتراض نہیں۔

کنزالایمان اور شرک کی نسبت

گھمن صاحب لکھتے ہیں:۔

یہاں فاضل بریلوی نے انبیاء کرام کی طرف شرک کی نسبت کی ہے جبکہ بھتر الوی صاحب لکھتے ہیں:۔

"مولوی فتح محمد کے ترجمہ میں شرک کی نسبت جمیع انبیاء کی طرف کی گئی ہے حالانکہ یہ بھی درست نہیں۔"

قارئین ذی وقار! کیا اعلیٰ حضرت بریلوی نے انبیاء کرام علیھم السلام کی طرف شرک کی نسبت نہیں کی؟ اگر مولوی محمد فتح کا ترجمہ غلط ہے تو فاضل بریلوی کے ترجمہ کے محاسن کیوں لکھے جائیں؟

(کنزلاایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۱۴۲۔۱۴۳)

قارئین گھمن صاحب سوچنے کی زحمت بالکل گوارا نہیں کرتے اور اعتراض نقل کر دیتے ہیں۔عرض ہے جناب بھتر الوی صاحب کی تنقید کا تعلق ان آیات کے ساتھ ہے جہاں شرک کی نسبت مستقبل کے معنوں میں کی گئی ہے۔مثلاً جو تنقید آپ نے نقل کی ہے وہ

بھتر الوی صاحب نے مندرجہ ذیل آیت کے ضمن میں کی ہے
کہ اگر تو نے شریک مان لیا تو اکارت جائیں گے تیرے عمل (محمود الحسن)
یعنی اگر شرک کرے گا تو اعمال ضائع ہوں گے۔ تو اس ترجمہ سے بھتر الوی صاحب کا پیش کردہ اشکال لازم آتا ہے۔ مگر جو آیت گھمن صاحب پیش کی وہ تو ماضی کی بات جو خود بخود اس بات کی گواہی دے رہی ہے کہ شرک سرزد ہوا ہی نہیں۔ لہٰذا ہر بار کی طرح یہ اعتراض بھی لغو ٹھہرا۔

کیا کنز الایمان میں نبی کریم کی گستاخی ہے؟

قارئین یہاں گھمن صاحب نے وارثتی جوڑ توڑ کا کھیل کھیلتے ہوئے سورہ الرحمٰن کا ترجمہ نقل کر کے اس پہ فیض احمد اویسی صاحب کی تنقید نقل کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سادہ لفظوں میں نہیں لینا چاہیے۔" اس پہ عرض ہے کہ جناب نے حسب سابق یہاں بھی اپنی جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے کیونکہ اویسی صاحب کی اس تنقید کا تعلق نداء سے ہے جس کا اعلیٰ حضرت کی عبارت سے تعلق ہی کوئی نہیں۔ لہٰذا یہ اعتراض سرے سے ہی لغو و باطل ہے۔

کہاں کی انیٹ کہاں کا روڑا
بھانت متی نے کنبہ جوڑا

اس کے بعد گھمن صاحب نے اعتراض کیا کہ ایک طرف تو علمائے اہلسنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر مانتے ہیں مگر دوسری طرف خود اس کو کفر کہتے ہیں۔" یہ بھی گھمن صاحب کی کم فہمی و جہالت ہے کہ جناب کو اردو کی عبارات سمجھ نہیں آتیں۔ کیونکہ انبیاء کو بشر کہنا یہ کفار کا طریقہ ہے اور کہنے پہ ہی اعتراض ہے ماننے پر ہرگز نہیں۔ اور خود خالد محمود نے بھی بشر کہہ کر پکارنے کو بے ادبی کہا ہے جناب لکھتے ہیں:۔

"اگر کسی نے کسی پیغمبر کو بشر کہہ کر یا آدمی کہہ کر بلایا تو انہیں اس طرح بشر کہنا واقعی بے ادبی کا ایک پیرایہ ہے۔"

(مطالعہ بریلویت، ج۵ ص۲۴۶)

کنز الایمان میں ازواج مطہرات کی توہین کا الزام

اس جگہ گھمن صاحب نے التحریم کی آیت نمبر ۴ کے ترجمہ پہ پیر کرم شاہ کی تنقید نقل کی جو ہمارے نزدیک معتبر نہیں ہیں اور نہ ہی ان سے کلی طور پہ اتفاق ضروری ہے اس لیے ان کو اعلیٰ حضرت کے مقابلے میں پیش کرنا خود دیوبندی اصول سے غلط ہے۔ پھر جناب نے حدائق بخشش حصہ سوئم کے اشعار پہ اعتراض کیا جس کا بارہا جواب دیا جا چکا ہے اور ہم خود ان اشعار پہ تفصیلی گفتگو اپنی کتاب ''رد اعتراضات مخبث'' میں کر آئے ہیں یہاں صرف اتنا عرض ہے کہ پہلی بات تو حدائق بخشش حصہ سوئم کی نسبت اعلیٰ حضرت کی طرف محل نظر ہے اور اس کو من و عن اعلیٰ حضرت کا کلام کہنا درست نہیں اور دوسری بات وہ اشعار اماں عائشہ کے بارے میں نہیں بلکہ مشرکہ عورتوں کے بارے میں ہیں۔ اور ہم تمام معاندین کو چیلنج کرتے ہیں کہ یہ اشعار وہ قطعاً اماں عائشہ کے بارے میں ثابت نہیں کر سکتے لحظہ توبہ کریں اور اس فضول اعتراض سے باز آجائیں۔ اس کے بعد ملفوظات کی عبارات پہ اعتراض کیا۔ قارئین ان اعتراضات کا بارہا جواب دیا جا چکا ہے مگر دیوبندی حضرات بجائے ان کے جواب الجواب کی زحمت کریں دوبارہ وہی گھسے پٹے اعتراض پیش کر دیتے ہیں جن کا بارہا جواب دیا جا چکا ہے یہاں بھی مختصر طور پہ کچھ عرض ہے۔ پہلا اعتراض یہ کیا کہ اعلیٰ حضرت نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ نبی پاک ﷺ کی توہین کیا کرتی تھیں؟ اس پہ جناب نے ملفوظات کا حوالہ دیا مگر عبارت نقل نہیں کی۔ عبارت یوں ہے:۔

> ''ام المومنین صدیقہ ؓ نے جو الفاظ شان جلال میں ارشاد کر گئی ہیں، دوسرا کہے تو گردن ماردی جائے۔ اندھوں نے صرف شان عبدیت دیکھی شان محبوبیت سے آنکھیں پھوٹ گئیں۔'' (ملفوظات، ص ۳۳۲)

قارئین ہم اس کا جواب خود جناب کے اپنے خالد محمود صاحب سے پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

"یہ الفاظ بظاہر ادب رسالت کے خلاف معلوم ہوتے ہیں مگر حضرت عائشہ صدیقہ کو آپ کی بیوی ہونے کے تعلق سے بھی ایک مقام ناز حاصل تھا اور آپ سے یہ الفاظ اسی ناز میں صادر ہوئے اور آنحضرت نے بھی اس پر نکیر نہ فرمائی۔" (آثار الاحسان، ج۲ ص۲۰۶)

یعنی یہ الفاظ مقام ناز میں کہے تھے یہی بات اعلیٰ حضرت نے لکھی کہ "اندھوں نے صرف شانِ عبدیت دیکھی شانِ محبوبیت سے آنکھیں پھوٹ گئیں۔" لہٰذا گھمن صاحب سے گزارش ہے کہ وہ علامہ خالد محمود صاحب پہ بھی گستاخی کا فتویٰ لگانے کی جرائت فرمائیں۔اس کے بعد گھمن صاحب نے ملفوظات کی ایک اور عبارت پہ اعتراض کیا جس کو مکمل کرنے کی اس دفعہ بھی جناب کو جرأت نہ ہوئی۔ مکمل عبارت یوں ہیں:۔

سیدی محمد بن عبدالباقی زرقانیؒ فرماتے ہیں کہ انبیاء علیھم الصوۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مظہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔" (ملفوظات ص ۳۶۲)

قارئین گھمن صاحب اس عبارت کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ "حالانکہ یہ عقیدہ شیعہ کا ہے" گھمن صاحب سے گزارش ہے کہ یہ عبارت اعلیٰ حضرت کی اپنی نہیں بلکہ محمد بن عبد الباقی زرقانی کی ہے جناب کو چاہیے کہ وہ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی پہ شیعہ ہونے کا فتویٰ لگائیں۔ پھر جناب کا یہ کہنا علمائے اہلسنت نے حضرت عائشہ کی توہین اس لیے کی کہ انہوں نے ہمارے عقیدوں کا رد کیا تو یہ ان کا سفید جھوٹ ہے مگر خود ان کو گھر کی تلاشی بھی لینی چاہیے کہ سماع الموتی۔" میں اماں عائشہ کے قول کے جواب میں سرفراز خانصاحب فرماتے ہیں:۔

"اما رایھا فرای النساء۔" (سماع الموتی ص ۲۸۶) اس عبارت کو خود دیوبندی مماتی مولوی امیر عبداللہ نے اپنی کتاب "اعلانِ حق" میں گستاخی قرار دیا اور حیاتی مولوی مجیب الرحمٰن نے اس کے جواب میں یہ تسلیم کیا کہ "یہ درست ہے کہ ان الفاظ میں ثقل ہے۔" (اظہار الحق ص ۱۰۵) لہٰذا جناب جب اپنے عقیدے پہ زد پڑی تو اماں عائشہ کی گستاخی

آپ لوگوں نے کی ہے اور ہم پہ صرف آپ کا الزام ہی ہے جس کا جواب ہم دے چکے ہیں۔

راہ دکھلانے کا ترجمہ اور گھمن صاحب کی کم فہمی

یہاں بھی گھمن صاحب نے نہایت ہی بدترین جہالت کا مظاہرہ کیا۔ جناب نے اپنی طرف سے تو بڑا زبردست قسم کا اعتراض کیا اور اس کے بعد لگے ڈینگیں مارنے، مگر عرض ہے جناب گھمن صاحب آپ نے جو بھتر الوی صاحب کی تنقید نقل کی ہے اس کا تعلق سورت فاتحہ کی آیت سے ہے جو دعائیہ فقرہ ہے جبکہ آپ کے دیگر نقل کردہ تراجم خبریہ ہیں لہٰذا جناب کا دعائیہ فقرے پہ خبریہ جملے کو قیاس کرنا ایک دفعہ پھر جناب کی جہالت کو ظاہر کرتا اور حضرت کی علمیت کا بھانڈا پھوڑتا ہے۔

حضور کی طرف عامی الفاظ کی نسبت کی تہمت

جناب نے الحجر کی آیت ۹۹ کے ترجمہ میں موجود ''مرتے دم تک۔'' کے الفاظ پہ اعتراض کیا جبکہ یہ ایک محاورہ ہے جس کے معنی ''آخری سانس تک۔'' کے ہیں۔ جناب اخلاق حسین قاسمی صاحب انہیں الفاظ پہ تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

> ''تعجب ہے کہ اسی قسم کے الفاظ اگر تقویۃ الایمان میں مولانا شہید نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کر دیئے۔ تو خان صاحب بریلوی کے حلقہ نے مولانا کے خلاف آسمان سر پر اٹھالیا ہے۔''
>
> (محاسن موضح قرآن ص ۲۱۱)

کیوں گھمن صاحب اب ذرا ادھر بھی نظر کرم ہو۔ اور جناب قاسمی صاحب کی خدمت میں عرض ہے حضور دہلوی صاحب نے اس قسم کے نہیں بلکہ بہت گھٹیا الفاظ ہیں جس پہ صرف ہم نے ہی نہیں خود دیوبندی حضرات نے بھی واویلہ کیا ہے جس کی تفصیل اسی کتاب میں موجود ہے۔

ایک اور اعتراض

گھمن صاحب اس مقام پہ "الحجر۔" کی آیت نمبر ۷۷ کے ترجمہ پہ اعتراض کیا جوابا عرض ہے کہ یہ ترجمہ بالکل درست ہے اختصار مانع ہے ورنہ ہم اس پہ تفصیل کے ساتھ گفتگو کرتے۔ فی الحال گھمن صاحب کی خدمت میں اتنا عرض کہ یہی ترجمہ "تفسیر حقانی۔" جلد سوئم صفحہ نمبر ۷۵ پہ موجود ہے اس لیے جناب ہمت کریں اور اسے بھی غلط قرار دیں مگر

؎ نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے

صلعم وغیرہ کے الفاظ پہ اعتراض

قارئین خود دیوبندی حضرات کو اعتراف ہے کہ یہ الفاظ کاتب حضرات کی غلطی کا شاخسانہ ہوتے ہیں لہٰذا قابل اعتراض نہیں۔ حوالہ جات کے لیے ملاحظہ ہو آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۹۷۔۱۹۹، فضل خداوندی ص، پھر خود گھمن صاحب اس اعتراض کی زد میں آتے ہیں جناب نے بھی "ص" کی علامت استعمال کی ہے۔ (قافلہ حق، ج۲ شمارہ ۱ ص ۳) جبکہ قاضی زاہد الحسینی لکھتے ہیں:۔

"حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کے ساتھ صرف 'ع' یا عم یا ص یا صلعم لکھنا گستاخی اور گناہ ہے۔" (با محمد باوقار ص ۱۴۱)

مونث کی جگہ مذکر ترجمہ یا گھمن صاحب کا دجل

گھمن صاحب نے اس جگہ انتہائی دجل کام لیتے ہوئے غلط ترجمہ نقل کر کے اعتراض کیا جبکہ صحیح ترجمہ ہے "اور جب جہنم کو بھڑکا یا جائے۔" مگر گھمن صاحب نے نقل کیا "اور جب جہنم بھڑکا یا جائے۔" یہ گھمن صاحب کا دجل وفراڈ ہے۔ اور اگلی بات عرض ہے جو ترجمہ امام اہلسنت نے کیا وہی ترجمہ عبدالحمید سواتی ساحب نے بھی ہے۔ (تفسیر معالم العرفان، ج۲، ص ۱۱۴) باقی گھمن صاحب گھر کی اردو بھی دیکھیں ایک صاحب لکھتے ہیں "ملحدین کا

سازشیں'' (دروس القرآن ص ۱۱۰) پھر گھمن صاحب نے اس کے بعد جو اعتراض کیا ہے اس میں خود تسلیم کیا ہے کہ یہ ترجمہ دوسری قراءت کے مطابق ہے اور جہاں تک یہ کہنا کہ دونوں قرأتوں کا ترجمہ کر دیتے تو عرض ہے کہ کچھ صفحات بعد جناب نے ڈبل ترجمہ کرنے پہ اعتراض کیا ہے مگر یہاں جناب خود ڈبل ترجمہ کرنے کی نصیحت کر رہے ہیں جو اس بات کو واضح کر رہی ہے کہ جناب کا مقصد سوائے برائے اعتراض کے اور کچھ بھی نہیں۔ اس کے بعد جو ''تصاحبنی۔'' کے ترجمہ پہ اعتراض کی بات تو خود آگے چل کر جناب نے تسلیم کیا کہ یہ ترجمہ دوسری قرأت کے واقف ہے۔ اسی طرح "ذو العرش المجید" کا ترجمہ بھی دوسری قرأت کے موافق ہے۔

کنز الایمان پہ فوجی فتویٰ یا گھمن صاحب کی غلط فہمی

گھمن صاحب نے اس جگہ اعلیٰ حضرت کے ترجمہ پہ کرنل انور مدنی کی تنقید نقل کی جو ہمارے مستند و معتمد نہیں اور نہ ہی ان کے حوالے ہم پہ حجت ہیں۔ مولوی فاروق صاحب نے اپنی تحریر سے رجوع کر لیا تھا۔ جو تحریری طور پہ موجود ہے اور بوقت ضرورت پیش کر دیا جائے گا۔

کنز الایمان اور ڈبل ترجمے

قارئین ڈبل ترجمہ کے حوالے سے ہم پہلے بھی عرض کر آئے ہیں کہ بعض اوقات مترجمین ترجمہ میں ایک سے زائد اقوال کو جگہ دے دیتے ہیں اور یہ کچھ قابل اعتراض نہیں ایسی مثالیں خود دیوبندی حضرات کے گھر میں بھی موجود ہیں۔ جناب اخلاق حسین قاسمی لکھتے ہیں:۔

> ''حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی اسلوب ہے کہ آپ مستند تفسیری اقوال اور فقہائے اسلام کے مختلف مسلکوں کو اپنے ترجمہ جمع کرنے اور جامع الفاظ الفاظ میں ان مختلف پہلوؤں کو سمیٹنے کی کوشش فرماتے ہیں تاکہ جامعیت اور وسعت کی جو شان اصل کلام میں موجود

ہے وہ ترجمہ کے اندر بھی برقرار رہے۔" (محاسن موضح قرآن ص ۳۰۴)

الفاظ کے ترجمہ نہ کرنے پہ اعتراض

قارئین یہ اعتراض بھی گھسن صاحب کی جہالت کا شاخسانہ ہے کیونکہ بعض اوقات مترجمین بامحاورہ ترجمہ کرتے ہوئے کچھ الفاظ کا ترجمہ نہیں کرتے۔ دیوبندی حضرات کی کتاب میں موجود ہے:۔

"م۔ص ۱۱۹۔س ا۔ان تقبل منهم میں منهم کا ترجمہ مجھے نہیں ملا۔

ا۔حضرت شاہ عبد القادر نے بھی نہیں لیا۔ان کی عبارت یہ ہے "اور موقوف نہیں ہوا قبول ہوتا ان کے خرچ کا مگر اسی پر کہ وہ منکر ہوئے ،حضرت مولانا دیوبندی نے بھی نہیں لیا۔ غالبا محاورہ کی رعایت کو تحت الفظ ترجمہ پہ ترجیح دی ہے۔تحت اللفظ ترجمہ سے سلاست نہیں رہتی۔" (حکیم الامت ص ۳۹۶)

تو جناب تھانوی صاحب کے بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کے بعض اوقات تحت الفظ کی بجائے بامحاورہ ترجمہ میں سلاست قائم رکھنے کے لیے ایسا کیا جاتا ہے جو قابل اعتراض نہیں۔

مشکل اور غیر فصیح الفاظ کے استعال کا جواب

اس قسم کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے بادشاہ تبسم صاحب لکھتے ہیں:۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اہل علم جانتے ہیں کہ اپنے علاقے کی ایک مخصوص بولی ہوتی ہے،ایک خاص زبان ہوتی ہے،ایک لفظ ایک جگہ بھدا معلوم ہوگا مگر وہی لفظ دوسری جگہ رہنے والوں کے لیے مانوس ہوگا۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ معترض ڈاکٹر صاحب اردو کی اتریخ سے نابلد نظر آتے ہیں مولانا احمد رضا خان صاحب نے اپنے ترجمہ قرآن میں جو الفاظ استعمال کیے ہیں وہ ہر اعتبار سے ٹکسالی زبان ہے واضح ہو کہ ان

کے دور میں تین دبستان اردو موجود تھے۔ دہلی، لکھنؤ اور روہیل کھنڈ (رامپور) جو زباندان ہیں اور جنہوں نے مولانا احمد رضا خان صاحب کے ترجمہ کا مطالعہ کیا ہے وہ اچھی طرح یہ بات جانتے ہیں کہ مولانا نے تینوں دبستانوں کے ٹکسالی الفاظ ترجمہ میں استعمال کیے اور اس میں کمال فن کا مظاہرہ کیا ہے۔" (کنزالایمان پہ اعتراضات کا تحقیقی جائزہ ص ۳۱)

مسئلہ استعانت

اس کے بعد گھمن صاحب نے مسئلہ استعانت کی بحث کرنی چاہی جس پہ ہم مقدمہ مین تفصیلی گفتگو کر آئے ہیں مگر یہاں گھمن صاحب سے یہ سوال کرنا چاہتے کہ جس طرح انبیاء نے مدد صرف اللہ سے مانگی ہے تو ان حضرات نے تو کسی وسیلہ و واسطہ بھی نہیں دیا کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ توسل ناجائز ہے؟؟

مسئلہ مختار کل

پہلی بات تو یہ ذہن نشین رہے کہ ہمارے نزدیک سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات اللہ عزوجل کے اذن اور تقدیر کے ساتھ مشروط ہیں۔ ہم ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اللہ نہ چاہے تو پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت دے سکتے ہیں یہ تو شرک سے بھی گندہ عقیدہ ہے لہٰذا اس تفصیل سے یہ واضح ہو گیا کہ گھمن صاحب کی پیش کردہ آیات ہمارے خلاف ہرگز نہیں ہیں۔ اور نہ ان آیات سے مطلقا اختیار کی نفی ہوتی ہے۔ دار صل دیوبندی حضرات کا یہ عقیدہ ہے کہ:۔

"جس کا نام "محمد یا "علی۔" ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"

(تقویۃ الایمان ص ۵۵)

اسی طرح جناب نور الحسن بخاری صاحب لکھتے ہیں:۔

"اور کسی کو کیا اختیار ہوگا جب محبوب خدا، سید الانبیاء، محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک تک کو ذرہ بھر اختیار نہیں۔"

(توحید اور شرک کی حقیقت ص ۲۴۰)

بس اپنی اسی خبیث نظریے کی خاطر گھمن صاحب نے یہ محنت کی جوان کے ہی گلے کی ہڈی ہے، جیسا کہ ہم پہلے بھی جناب تھانوی صاحب کا حوالہ عرض کر آئیں۔ اب مزید سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تشریعی وتکوینی اختیارات پہ خود ان کے گھر کی معتبر و مستند شہادت جو مقبول بارگاہ نبوی بھی ہے پیش کرتے ہیں تاکہ جناب کو کچھ افاقہ ہو۔ جناب قاضی زاہد الحسینی لکھتے ہیں:۔

"کیونکہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جو بات منجانب اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نازل ہوئی اس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پہچا دیا مگر آپ کو چند تشریعی اختیارات سے بھی نوازا گیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہاں بھی شریعت اور نہ بھی شریعت ہے جس کی مثالیں گذر چکی ہیں مزید تین یہاں درج کی جاتی ہیں۔

(ا) قرآن عزیز نے کسی واقعہ کے اثبات کے لیے دو مرسوں کا گواہ ہونا ضروری قرار دیا ہے ایک مرد اور دو عورتیں جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۲ میں ارشاد ہے مگر سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک واقعہ مین ایک مرد کی شہادت کو ہمیشہ کے لیے دو مردوں کی شہادت کے برابر اقرار دیا جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مستند کتاب "خصائص کبریٰ" میں ایک باب بعنوان "اختصاصه بانه يخص من شاء بماشاء من الا حكام "یعنی" یہ بھی سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خصوصیت ہے کہ جس کے لیے جو بھی حکم چاہیں خصوصی طور ر نافذ فرما دیں۔" بیان فرمایا ہے اس میں خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کا واقعہ ابو داؤ اور نسائی کے حوالہ سے روایت فرمایا ہے۔" (رحمت کائنات ص ۲۶۸)

اس طرح مزید فرماتے ہیں:۔

"فقہا اور محدثین حضرات کی علمی ابحاث سے قطع نظر یہ ثابت ہو جاتا ہے

کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریعی احکام میں جو ارشاد فرمائیں وہ شریعت ہے۔"

(رحمت کائنات ص ۲۶۹)

نیز:۔

"اسی طرح تکوینی امور میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ؐ خصوصیت عطا فرمائی تھی۔"

(رحمت کائنات ص ۲۷۰)

اس کتاب کے ٹائٹل پہ "مقبول بارگاہ نبوی" لکھا ہوا ہے۔اس کے علاوہ جناب عبدا الجبار سلفی صاحب اس کتاب کے متعلق لکھتے ہیں:۔

"جو کتاب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کیمیا میں مقبول ہو چکی ہے۔ وہ انبیاء علیہم السلام کے علمی ورثاء یعنی علماء کرام کی نگاہوں میں کیوں نہ جچے گی۔"

(تنبیہ الناس ص ۶۲)

کنزالایمان اور اثبات عموم قدرت باری تعالیٰ

گھمن صاحب نے یہاں یہ ثابت کرنا چاہا کہ اللہ اپنے وعدے کے خلاف کرسکتا ہے مگر جناب آپ کی پیش کردہ آیات میں تو موت پہ قدرت کا بیان ہے کہ اللہ چاہے تو "ہلاک" کردے۔ ان آیت میں تو موت دینے پہ قدرت کا بیان ہے نہ کہ یہ مفہوم کے اللہ اپنے وعدے کے خلاف کرسکتا ہے یہ غلیظ عقیدہ صرف آپ حضرات کی کتب میں ہی موجود ہے۔

اور جہاں تک بات ہے خدا کا پکڑا چھڑائے محمد تو اس کی وضاحت بھی مفتی صاحب نے کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب ایک گناہگار اپنے گناہ کے سبب رب العزت کی پکڑ میں ہوگا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے اس کی بخشش ہوگی اور یہ بھی اذن خداوندی سے ہوگی۔لہٰذا جناب کی پیش کردہ آیات کا اس سے کچھ تعلق نہیں۔اور جہاں تک نبی کا ترجمہ نبی کرنا ہے تو عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت نے دونوں ترجمے کیے ہیں جبکہ دیوبندی حضرات اس کا

دوسرا ترجمہ یعنی۔ ''اے غیب کی خبریں بتانے والے'' نہیں کرتے جس کے پیچھے ان کا مقصد اپنے عقیدے کو چھپانا ہوتا ہے لہٰذا یہ قابل گرفت ہے۔

ترجمہ کنز الایمان اور علم غیب

قارئین گھمن صاحب نے جتنی بھی آیات پیش کیں ان سب میں ذاتی علم غیب کی نفی ہے اور عطائی علم غیب خود دیوبندی حضرات مان چکے ہیں جیسا کہ پہلے ہم حوالہ جات عرض کر آئے ہیں۔

ہر جگہ حاظر و ناظر ہونے کی نفی؟

قارئین اس ضمن میں گھمن صاحب کی پیش کردہ تمام آیات کا تعلق جسم اقدس کے ہر جگہ حاظر و ناظر ہونے سے ہے کہ آپ اپنے جسم اقدس سے ہر جگہ موجود نہیں اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روحانیت کے اعتبار سے ہر جگہ حاظر و ناظر مانتے ہیں۔ باقی جتنی عبارات پیش کیں ان سب کا خلاصہ یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور کے اندر زندہ ہیں پوری کائنات کو ملاحظہ فرما رہے ہیں، اعمال امت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ پیش ہوتے ہیں، اللہ کے اذن سے دنیا میں بھی آسکتے ہیں یہ آنا جسم مثالی، روح یا جسم اصلی کے ساتھ وہ سکتا ہے۔ اور جہاں تک اویسی صاحب کا حوالہ تو انہوں نے خود اس بات کا اقرار کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر جگہ جسم اقدس کے ساتھ حاظر و ناظر نہیں۔

باب چہارم

خزائن العرفان پہ اعتراضات کا جواب

بشر کہنا کفار کا طریقہ

جناب گھمن صاحب نے صدر الافاضل کی جو عبارات نقل کیں ان میں پہلی عبارت خبریہ ہے،اس میں صدرالافاضل نے یہ کہا ہے کہ کفار کی عادت تھی کہ وہ انبیاء کرام کو اپنے جیسا بشر کہتے تھے۔یوسف بنوری صاحب لکھتے ہیں:۔

''کفار نے بلاشبہ طعنے کے طور پر کہا کہ یہ ہم جیسے بشر ہیں۔''

(چند اہم مضامین ص ۴۴)

اور جہاں تک بشر کہنے کی بات تو جناب خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:۔

''اگر کسی نے کسی پیغمبر کو بشر کہہ کر یا آدمی کہہ کر بلایا تو انہیں اس طرح بشر کہنا واقعی بے ادبی کا ایک پیرایہ ہے۔''

(مطالعہ بریلویت ج ۵ ص ۲۴۶)

من دون اللہ

جناب نے خزائن العرفان سے ایک عبارت لیکر یہ کہا کہ نعیم الدین صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر اللہ مانتے ہیں اور پھر مقیاس الحنفیت کی عبارت نقل کی کہ ''رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتوی کفر ارشاد فرمایا ہے۔'' اور مقالاتِ شیر اہلسنت میں اسے جہالت کہا گیا ہے۔ (کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۲۰۳۔۲۰۴)

قارئین اس سلسلہ میں عرض ہے کہ انبیاء اولیا ذات کے اعتبار سے اللہ کے غیر ہیں مگر یہ لوگ اللہ کے مدمقابل اس کے مخالف نہیں بلکہ اس کے اپنے ہیں۔لہٰذا قرآن میں جہاں ان سے الوہیت کی نفی ہے وہاں انبیاء اولیاء بھی شامل ہیں مگر جہاں اختیارات کی نفی کی گئی

ہے وہ غیروں سے یعنی بتوں سے ہے ان آیت کو اللہ کے ولیوں پہ چسپاں کرنا غلط ہے۔ اور مقیاس الحنفیت کی مکمل عبارت کچھ یوں ہے:۔

> ''ان آیات فرقانیہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسولوں کے درمیان فرق ڈالنے والوں اور رسولوں کو غیر اللہ کہنے والوں کے واسطے فتویٰ کفر ارشاد فرمایا ہے کیونکہ کافر اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان ایک غیریت کے رستے کا قائل ہے۔'' (مقیاس الحنفیت ص ۴۳)

لہٰذا یہاں فقط غیر اللہ کہنے پہ نہیں بلکہ انبیاء کو اللہ کا مدمقابل ماننے اور صرف اللہ کو ماننے اور اس کے انبیاء کا انکار کرنے پہ فتویٰ ہے اور جہاں تک ذات کا تعلق ہے تو انبیاء اولیا اس لحاظ سے اللہ کے غیر اللہ ہیں۔ مقالات شیر اہلسنت کا جو حوالہ دیا گیا اس کا تعلق بھی انبیاء کو مطلقا من دون اللہ میں شامل کر کے اختیارات کی نفی کرنے سے ہے نہ کہ ذات کے لحاظ سے غیر اللہ ماننے کو جہالت کہا ہے۔

میلاد شریف والی آیت کی تفسیر

جناب نے پھر یہ اعتراض کیا کہ مفتی صاحب سورت یونس کی آیت نمبر ۵۷ میں فضل اور رحمت سے قرآن، اسلام اور احادیث مراد لی ہیں اور بریلوی حضرات کہتے ہیں یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں اور آیت سے آپ کی ولادت پہ خوشی کرنا ثابت ہوتا ہے۔ جبکہ اس آیت میں خوش ہونے کی بات ہے۔ خوشی منانے کی نہیں۔ (کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ۲۰۴۔۲۰۵)

تھانوی صاحب لکھتے ہیں:۔

> ''فضل اور رحمت سے مراد حضور کا قدوم مبارک لیا جائے۔ اس تفسیر کے موافق جتنی نعمتیں اور رحمتیں ہیں خواہ وہ دنیوی ہوں یا دینی اور اس میں قرآن بھی ہے، سب اس میں داخل ہو جائے گی۔ اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود باوجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور مادہ ہے تمام رحمتوں

اور فضل کا۔ پس یہ تفسیر اجمع التفاسیر ہو جائے گی۔'' (میلاد النبی ص ۸۴)

مزید لکھتے ہیں:۔

''جب قرآن مجید میں خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود باوجود کی نسبت۔۔۔ صیغہ امر فلیفر حو موجود ہے تو اس فرحت کو کون منع کرتا ہے۔ غرض حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریفہ پر فرحت اور سرور کو کوئی منع نہیں کرسکتا۔''

(میلاد النبی ص ۷۰)

اور جہاں تک نعیم الدین صاحب کی پیش کردہ عبارت کا تعلق ہے تو انہوں نے ایک تفسیری قول پیش کیا ہے باقی اقوال کی تغلیط نہیں کی۔

غیر اللہ کو سجدہ کرنا

''جناب نے دیوان محمدی سے ایک شعر نقل کر کے اعتراض کیا کہ بریلوی حضرات مزارات پہ سجدہ تعظیمی کرتے ہیں اور پھر خزائن العرفان سے نقل کیا کہ سجدہ تعظیمی حرام ہے۔'' (کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۲۰۵)

قارئین ہم سجدہ تعظیمی کو حرام ہی سمجھتے ہیں اور اسی پہ عمل ہے جہاں تک دیوان محمدی کی بات تو یار محمد فریدی صاحب صاحب حال تھے اور صفدر محمود صاحب لکھتے ہیں:۔

''کسی بھی فرد کی لغزش یا تفرد کو اہل سنت والجماعت کا عقیدہ قرار نہیں دیا جاسکتا اس لیے کسی بھی شخص کے قول کو دیکھا جائے گا کہ جماعت نے اس کو کیا درجہ دیا ہے اگر عقیدہ کے درجہ میں قبول کیا ہے تو وہ عقیدہ ہوگا اگر احکام کے درجہ میں قبول کیا ہے تو وہ حکم ہوگا اور اگر اس کو شطحیات کے اندر داخل کیا ہے تو وہ شطحیات میں سے ہوگا یعنی نہ اس پر عمل ہوگا نہ اس کا قائل قابل مواخذہ ہوگا الغرض کسی آدمی کی ذاتی رائے جس کو جماعت نے قبول نہ کیا ہو اس کو جماعت کا عقیدہ قرار دینا کسی دجال کا ہی کام ہو

سکتا ہے۔'' (وحدت الوجود، ص ۶۔۷)

لہٰذا ایک صاحب حال شخص کی ذاتی رائے کو پوری جماعت کا عمل قرار دینا یہ گھمن صاحب کی دجالیت ہے اس کا حقیقت سے کچھ تعلق نہیں۔

مسئلہ علم غیب

اس کے بعد جناب نے خزائن العرفان کا ایک اقتباس پیش کیا جس میں صدر الافاضل نے ایک روایت نقل کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت خضرؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرماتے ہیں کہ ایک علم ایسا ہے جو میں جانتا ہوں آپ نہیں جانتے اور ایک علم ایسا ہے جو آپ جانتے ہیں میں نہیں جانتا۔

جبکہ ان عبارات میں سے ایک بھی علم غیب کی نفی کی دلیل نہیں بن سکتی۔ ان میں کسی عبارت کا یہ مفہوم نہیں کہ انبیاء کو مطلقاً علم غیب ہی نہیں ہوتا بلکہ پہلی عبارت میں صرف ایک علم کی نفی ہے مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں۔ اور یہاں حکایت نقل کی ہے اپنا عقیدہ بیان نہیں کیا جناب قارن صاحب لکھتے ہیں:۔

> ''اثری صاحب یہاں بھی اپنا روایتی چکر چلا رہے ہیں ورنہ انکے سامنے یہ بات واضح ہو گی کہ الشہاب المبین اور المسلک المنصور میں یہ عبارت نقل حکایت کے طور پر ہے۔۔۔۔نقل حکایت کی حیثیت اور ہوتی ہے اور اپنے نظریہ کے اظہار کی حیثیت اور ہوتی ہے۔''

(مجذوبانہ واویلا ص ۲۳۷)

تو یہاں نقل حکایت ہے اور جہاں تک عقیدہ کی بات ہے تو آپؒ لکھتے ہیں:

> ''تو انہیں غیوب پر مسلط کرتا ہے اور اطلاع کامل اور کشف تام عطا فرماتا ہے اور یہ علم غیب ان کے لیے معجزہ ہوتا ہے۔۔۔۔اور یہ آیت حضور کے اور تمام مرتضیٰ رسولوں کے لیے غیب کا علم ثابت کرتی ہے۔''

(خزائن العرفان ص ۱۰۶۲)

اور سرفراز خانصاحب لکھتے ہیں:۔

''حضرت شاہ صاحب کی ایسی صاف اور واضح عبارات کی موجودگی میں ان کی سابقہ عبارات کو مئولف مذکور کی طرح اپنے ذہن کے اختراعی معنی پر محمول کرنا کسی دیانت دار اور خدا خوف عالم کا کام نہیں۔''

(اتمام البرھان ص ۵۰۹)

پھر عقیدۂ علم غیب پر آپ کی ایک مسبوط کتاب ''الکلمۃ العلیاء'' موجود ہے اور جناب عبدالحق بشیر صاحب لکھتے ہیں:۔

''اسی طرح بندیالوی صاحب نے مفکر اسلام مولانا علامہ خالد محمود صاحب مدظلہ کی سینکڑوں صفحات پر مشتمل کتاب ''مقام حیات'' کو نظر انداز کرتے ہوئے ان کی ایک مجمل عبارت پر یہ فیصلہ صادر فرما دیا ہے کہ وہ بھی برزخ کی حیات جسمانی کے منکر ہیں۔ دراصل اسلام دشمنی اور عقیدہ حیات النبی کی مخالفت میں بندیالوی صاحب کی حالت اس مفتور العقل سی ہو چکی ہے جو دوپہر کی دھوپ میں سورج کے سامنے کھڑا ہو کر لوگوں سے پوچھتا پھرے۔

اوئے سورج کدوں چڑھنا جے''

(علمائے دیوبند کا عقیدہ حیات النبی اور مولانا عطاء اللہ بندیالوی ص ۱۰۹)

کیا خزائن العرفان میں گستاخی ہے؟

گھمن صاحب ایک دفعہ پھر جہالت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعتراض کیا کہ جی نعیم الدین صاحب نے آدم علیہ اسلام کے لیے فنا کا لفظ استعمال کیا ہے تو اگر ''نبی کا مٹی میں مل جانا'' بریلوی مذہب میں گستاخی ہے تو فنا ہو جانا گستاخی کیوں نہیں؟ عرف میں فنا ہو جانا کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے ہر اردو خوواں جانتا ہے۔ (کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۲۰۶)

جی ہاں ہر اردو خواں تو جانتا ہے مگر آپ اس کے معنی جاننے سے محروم ہیں۔عرف میں اس کا معنی ''وفات پانے'' کے معنی استعمال ہوتا ہے اور ''مر کر مٹی میں ملنا'' یہ صرف ہمارے نزدیک نہیں بلکہ دیوبندی حضرات کے نزدیک بھی گستاخی ہے۔جناب اللہ یار خان صاحب لکھتے ہیں:۔

''ان فرقوں کی تقلید میں آج کل کے اہلسنت والجماعت ہونے کا دعوی کرنے والے یہاں تک کہہ گئے ہیں کہ انبیا مر کر مٹی ہو گئے ہیں۔۔۔
ان لوگوں کا عقیدہ اجماع امت کے مخالف ہے۔
جو شخص اجماع امت کا مخالف ہے وہ در حقیقت امت محمدیہ کا فرد نہیں اس امت سے خارج ہے۔'' (عقائد و کمالات علمائے دیوبند ص ۱۵)

اب جناب لکھ تو بیٹھے کہ ایسا کہنا والا امت محمدیہ سے خارج ہے اور جب جناب کو پتہ چلا کہ یہ عبارت تو ان کے گھر میں موجود ہے تو جناب نے جان چھڑوانے کے لیے یہ کہا کہ جی یہ عبارت الحاقی ہے۔پوری داستان ملاحظہ ہو۔جناب لکھتے ہیں:۔

''بندہ کو گکھڑ منڈی سے ایک خط ۸۲۔۱۱۔۲۶ کو ملا۔لکھا ہے میرے ایک دوست جن کا نام قاری ریاض احمد ہے۔یہ خطیب مسجد اور مہتمم مدرسہ بھی ہیں ان سے کچھ اختلاف مسئلہ چل رہا ہے۔اس لیے آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔آپ نے اپنی کتاب عقائد و کمالات علمائے دیوبند میں عقیدہ رسالت میں لکھا ہے کہ آج کل کے اہل سنت والجماعت ہونے کا دعوی کرنے والے یہاں تک گئے ہیں کہ انبیا کرام مر کر مٹی گئے ہیں۔اس لیے وہ حقیقت امت محمدیہ کا فرد نہیں۔تو جناب عالی اپنے اکابرین مثلاً مولانا اسماعیل شہید و غلام اللہ صاحب و دیگر اکابرین دیوبند کی کتابوں میں ایسی عبارتیں ملتی ہیں جیسے تقویۃ الایمان و جواہر الایمان وغیرہ۔تو ان کے متعلق ہم کیا عقیدہ رکھیں کہ امت محمدیہ میں شامل ہیں کہ نہیں۔

فائدہ: حضرت اسماعیل شہید کا تو جناب نے نام لیا ہے، اصل تو تقویۃ الایمان حضرت اسماعیل شہید کی ہے ہی نہیں پھر پرانے نسخوں میں تو حضرات انبیا کے بارے میں ایسی کوئی بات موجود نہیں نئی کتابوں میں کسی نے مہربانی کردی ہوگی۔" (سیف اویسیہ ص ۱۰۴)

اسی طرح غلام غوث ہزاروی لکھتے ہیں:۔

"یہ دیکھو مسلمانوں میرے ہاتھ میں تذکرہ ہے اس میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مر کر مٹی ہو گئے۔ کیوں مسلمانوں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہے یا نہیں سب مسلمانوں نے بیک آواز کہا: توہین ہے توہین ہے۔" (سوانح غلام غوث ہزاروی ص ۱۹۹)

لہٰذا ان حقائق کے ہوتے ہوئے گھمن صاحب کا یہ قیاس دجل وفریب کے سوا کچھ نہیں۔ اس کے بعد جناب نے جو مختار کل کی نفی میں حوالہ پیش کیا اس سے بھی جناب کی بات نہیں بنتی کیونکہ وہاں دعا کا ذکر ہے اور ہم بھی مجازاً اور بمعنی توسل اس کے قائل ہیں۔ پھر مختار کل کا تعلق معجزہ کے زیر قدرت ہونے اور تشریعی اختیارات سے ہے جس میں سے ایک کی نفی بھی جناب کے پیش کردہ واقعہ میں نہیں۔ پھر حضرت صاحب نے نورانیت مصطفیٰ کی ضمن میں صدر الافاضل کی عبارت نقل کی جس میں سرکار کو نور ہدایت کہا گیا ہے۔ ہم صرف اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا نور ہدایت کہنے سے نور حسی کی نفی ہوتی ہے؟ نہیں ہوتی اور یقیناً نہیں ہوتی تو یہ حوالہ جناب کو سودمند نہیں۔ پھر جناب خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور حسی تسلیم کر چکے ہیں۔ (کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۷۲)

مختار کل کی نفی؟

مختار کل کی وضاحت بھی ماہ قبل میں ہو چکی ہے اور گھمن صاحب کی پیش کردہ عبارت یہاں بھی بطور نقل حکایت ہے۔

نورانیت مصطفی

صدر فاضل نے یہاں نور ہدایت ہونے کا ذکر ضرور کیا ہے مگر نور حسی کی نفی نہیں کی لہٰذا یہ حوالہ دیوبندی حضرات کو مفید نہیں۔ پھر خود گھمن صاحب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نور حسی تسلیم کر چکے ہیں۔ (کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۷۲)

باب پنجم

نورالعرفان پہ اعتراضات کا جائزہ

الزام نمبر ۱

گھمن صاحب نے یہاں اعتراض کیا کہ مفتی صاحب نے لکھا ہے کہ

''بخاری میں ہے کہ قادیانیوں کا بدترین کفر یہ ہے کہ وہ کفار کی آئتیں مسلمانوں پر لگاتے ہیں۔'' قارئین گرامی قدر یہ بات تو بالکل جھوٹ ہے کہ بخاری میں قادیانیوں کا ذکر ہے۔'' (کنزالایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۲۱۲)

قارئین یہ کتابت کی غلطی ہے جس کو بعد میں درست کرلیا گیا تھا جس کا ذکر خود ڈاکٹر خالد محمود نے بھی کیا ہے۔(مطالعہ بریلویت ج ۸ ص)

اس کے علاوہ گھمن صاحب نے جو فہرست کا حوالہ دیا تو اس کی ذمہ داری مفتی صاحب پر نہیں ڈالی جاسکتی۔ضمیمہ میں موجود مضمون مین اس اعتراض کا مکمل جواب موجود ہے وہی ملاحظہ کریں۔

الزام نمبر ۲

قارئین اس جگہ جو گھمن صاحب نے عبارت پیش کی ''کیونکہ میں پرانا صوفی عابد عالم فاضل دیوبند ہوں۔۔'' تو یہ بھی کتابت کی غلطی اصل عبارت میں فاضل دیوبند کے الفاظ موجود نہیں۔

الزام نمبر ۳

یہاں مفتی صاحب کی مندرجہ ذیل عبارت پہ اعتراض کیا:۔

''بخاری شریف میں ہے کہ حضور نے نبوت سے پہلے بھی بتوں کے نام کا ذبیحہ کھایا۔''

یہ بھی کتابت کی غلطی ہے اور اصل عبارت میں ''نہ'' کا لفظ موجود ہے جس کا واضح قرینہ

بخاری شریف کا حوالہ ہے۔ناظرین گھمن صاحب کے ایک بھی ایسی عبارت پیش نہ کر سکے
جس سے مفتی صاحب پہ کذب کا الزام ثابت ہوتا صرف کتابت کی غلطیاں پیش کر کے اپنے
خبث باطن کا اظہار کیا۔اور مفتی صاحب کے متعلق خود گھمن صاحب لکھتے ہیں:۔

مفتی احمد یار دوسرا احمد رضا تھا بلکہ اس سے بھی چار قدم آگے، مفتی احمد یار کی دیگر
کتابوں کو چھوڑیے صرف جاء الحق کو ہی دیکھ لیجیئے،شرک و بدعت اور دیگر رسومات کی تائید
میں بہترین کتاب ہے۔(فرقہ مماتیت کا تحقیقی جائزہ ص 72)

نور العرفان اور عظمت باری تعالیٰ

الزام نمبرا۔

گھمن صاحب کے نزدیک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلطنت الٰہیہ کا وزیر اعظم کہنا یہ
اللہ کی توہین کے مترادف ہے۔(مخلصا کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۲۱۶)

قارئین سب سے پہلے تو مفتی صاحب کی مکمل عبارت ملاحظہ ہو

''خیال رہے کہ جہاں تک سلطان کی سلطنت ہوتی ہے وہاں تک وہاں
تک وزیر اعظم کی وزارت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلطنے الٰہیہ کے گویا وزیر اعظم
ہیں،تو جس کا رب اللہ ہے اس کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں۔''

تو مفتی صاحب نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وزیر اعظم قرار نہیں دیا بلکہ شان مصطفی کی
وضاحت کے لیے مثال دی ہے۔جس پہ گھمن صاحب نے حسب سابق اپنی کم فہمی کی بنا پہ
اعتراض کر دیا۔اور اگر ایسا کہنا گستاخی ہے تو اس سے بہت سے دیوبندی حضرات گستاخ
قرار پاتے ہیں۔تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو کلمہ حق شمارہ نمبر ۱۲ ص ۳۰۔

الزام نمبر ۲۔

اس جگہ بھی گھمن صاحب نے عبارت پیش کرنے میں سخت خیانت کی اگر مکمل
عبارت پیش دیتے تو اشکال خود بخود رفع ہو جاتا۔جناب مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔

''اللہ تعالیٰ ہمارے کاموں کو ازل سے جانتا ہے وہ علیم وقدیم ہے اور ہمارے کام کرنے کی حالت میں بھی ہمارے کاموں کو دیکھتا ہے، یہ مشاہدہ فرمانا حادث ہے۔'' (تفسیر نور العرفان ص ۴۲۸)

الزام نمبر ۳۔

یہاں بھی گھمسن صاحب نے حسب عادت ہاتھ کی صفائی کا کمال دکھاتے ہوئے ادھوری عبارت کو پیش کیا اور لگے اپنی مرضی کا حاشیہ چڑھانے، مگر یہ یاد رکھیں اگر ان جیسے خائن موجود ہیں تو اللہ رب العزت نے ایسے لوگ بھی پیدا کیے ہیں جو ان کی خیانت کا پردہ چاک کرتے رہیں گے۔ جناب مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔

''خلاصہ یہ ہے کہ کفار تک آپ کا نور وفیض نہیں پہنچتا، اس لیے وہ ہدایت پر نہیں آتے، اگر یہ آڑ اٹھ جائے اور آپ ان تک پہنچ جائیں تو انہیں ایمان وعرفان سب کچھ مل جائے شعر ؎

کفر واسلام کے جھگڑے تیرے چھپنے سے بڑھے
تو اگر پردے اُٹھا دے تو تُو ہی تو ہو جائے۔''

مقام نبوت اور نور العرفان

کفار نے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ''رجلا مسحورا'' تو اللہ نے انہیں ضال کہا۔ جس پہ مفتی صاحب نے یہ عبارت لکھی کہ:۔

''حضور کی شان میں ہلکے لفظ استعمال کرنے، ہلکہ مثالیں دینا کفر ہے۔''

(نور العرفان ص ۴۵۷)

اس عبارت کا صاف مطلب ہے کہ ایسے الفاظ یا ایسی مثال دینا جس سے رسول اللہ کی توہین ہوتی ہو اور آپ کی شان کو کم کرنا مقصود ہو تو کفر ہے۔ جبکہ جو عبارات جناب نے نقل کی ہیں ان میں مثال سمجھانے کے لیے ہے جس سرکار دو عالم کی خصوصیات کو واضح کرنا ہے نا

کہ کسی کی نفی مقصود ہے جناب ابوایوب قادری صاحب لکھے ہیں:۔

''کیونکہ یہ تو اہل علم جانتے ہیں مثال اور تمثیل میں برابری نہیں ہوتی بلکہ مثال صرف سمجھانے کے لیے ہوتی ہے۔جیسا کہ ہمارے اکابر نے تصریح کی ہے۔'' (ختم نبوت اور صاحب تحذیر الناس ص۱۰۹)

لہٰذا ان مثالوں سے برابری لازمی نہیں آتی اور نہ ہی ان میں تحقیر کا پہلو موجود ہے۔کیونکہ تشبیہ اعلیٰ بہ ادنیٰ میں غرض تشبیہ کو دیکھا جاتا ہے اگر وہ تشبیہ کسی خصوصیت کے انکار کے لیے ہو تو وہ گستاخی ہے اور اگر وہ کسی خصوصیت کو اجاگر کرنے اور واضح کرنے کے لیے ہو تو وہ ہرگز گستاخی نہیں۔اور مفتی صاحب کی تمام عبارات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات کو واضح کرنے کے لیے ہیں لہٰذا یہ گستاخی کے ذمرے میں نہیں آتیں۔خود سرکار دوعالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین وایمان کو سانپ سے تشبیہ دی ہے:۔

ان الایمان لیارز الی المدینة کما تارز الحیة الی جحرھا۔

یعنی ایمان و دین حجامہ وحجاز کی طرف ایسے رخ کرتا ہے جیسے سانپ اپنے بل کی طرف۔

(مشکوۃ ص۱۶۰)

اس واسطے صرف ادنیٰ کو اعلی سے تشبیہ دینا ہرگز گستاخی نہیں۔

انبیاء علیہ السلام اور نور العرفان

گھمن صاحب نے یہاں نور العرفان میں انبیاء کی بے ادبی ثابت کرنے کی کوشش کی۔ترتیب وار جواب ملاحظہ ہو۔

۱۔نبی کا نبوت سے پہلے معصوم ہونا ضروری نہیں۔ (نور العرفان ص ۱۶۴)

یہ مفتی صاحب کا اپنا قول نہیں بلکہ انہوں آیت کی تفسیر مختلف اقوال نقل کیے ہیں اور ان اپنا دوٹوک واضح موقف موجود ہے۔مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔

''جمہور علماء نے انہیں پیغمبر نہیں مانا۔۔۔۔اس لیے ہم نے مقدمہ میں

عرض کیا کہ انبیائے کرام کا نبوت سے پہلے بدعقیدگی سے پاک ہونا اجماعی مسئلہ ہے اور گناہ کبیرہ سے پاک ہونا جمہور کا قول ہے اور بعد نبوت بھی گناہ کبیرہ سے پاک ہونے پر اجماع ہے۔'' (جاء الحق ص ۴۳۸)

۲۔ جو انبیاء کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے وہ مجاہد نہ تھے۔ (نور العرفان ص ۸۷۰)

گھمن صاحب پوری عبارت نقل کرنے کی زحمت گوارا کر لیتے تو معاملہ صاف ہو جاتا مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔

اس لیئے کوئی نبی میدان جہاد میں مقابلہ کرتے ہوئے شہید نہ ہوئے اور جو انبیاء کفار کے ہاتھوں وہ مجاہد نہ تھے اور ان کی شہادت ان کے غلبہ کا ذریعہ ہوئی کہ دین کا غلبہ ہوا۔

(نور العرفان ص ۸۷۰)

۳۔ آپ (سیدنا ابراہیم) کے پانچ ہزار کتے جانوروں کی حفاظت کے لیے تھے۔

قارئین تعصب کا واقعی کوئی علاج نہیں، اس عبارت کو متعدد مرتبہ پڑھنے کے باوجود ہم ابھی تک یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ گھمن صاحب کو اس میں کیا بے ادبی نظر آئی ہے؟ منہ اٹھا کر اعتراض کرنا یہ صرف انہی لوگوں کا مشغلہ ہے جو علم و عقل سے عاری ہوں۔

۴۔ تفسیر تنویر المقباس میں فرمایا کہ دل کی تنگی سے مراد جرأت کی کمی ہے۔

قارئین! مفتی صاحب نے یہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ تفسیری قول پیش کیا ہے۔ گھمن صاحب نقل کی بجائے اصل پہ فتویٰ لگائیں کیوں کہ ناقل پہ فتویٰ نہیں لگتا۔

(بریلویت کا شیش محل ص ۲۶)

۵۔ صرف ایک بار نہیں بلکہ بار بار جادو کیا گیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوش و حواس بجا نہ رہے۔

گھمن صاحب نے یہاں بھی حسب عادت ادھوری عبارت پیش کی۔ مکمل عبارت یوں ہے:۔

''اسی انہوں نے مسحور نہ کہا۔ بلکہ مسحر کہا۔ خیال رہے کہ نبی کے عقل و

حواس پہ جادو اثر نہیں کر سکتا۔ انہیں جادو سے دیوانگی نہیں آ سکتی۔"

(تفسیر نور العرفان ص ۵۹۵)

پھر جناب کو مفتی صاحب پہ اعتراض کرنے سے پہلے گھر کا دامن بھی دیکھنا چاہیے۔ مولوی اسمائیل لکھتا ہے:۔

"ایک گنوار کے منہ سے اتنی سی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بدحواس ہو گئے۔" (تقویۃ الایمان ص ۷۴)

۶۔ آدم پیدائش سے پہلے متقی نہ تھے۔

او بھلے مانس جب موصوف ہی نہیں تھے تو صفت کہاں سے معرضِ وجود میں آ گئی؟ کبھی سوچنے کی بھی زحمت گوارا کر لیا کریں ہمیشہ نقل مارنا اچھی عادت نہیں۔

۷۔ گناہ سے نبوت کے بعد معصوم ہوتے ہیں۔

اس کی وضاحت ہم کر آئے ہیں کہ مفتی صاحب تفسیری اقوال ذکر کر رہے ہیں اپنا عقیدہ بیان نہیں فرما رہے۔

مفتی صاحب نے انبیاء کی طرف خطاء کی نسبت کی اس پہ جناب کو اعتراض جبکہ مفتی محمود حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے لکھتے ہیں:۔

"قتل خطاء کا جواب تو یہ دیا کہ جس وقت مجھ سے یہ غلطی سرزد ہو گئی تھی۔"

(تفسیر محمود ج ۲ ص ۵۲۳)

قاری طیب صاحب فرماتے ہیں:۔

"انبیاء علیہم السلام کی ذاتی رائے سے بھی اختلاف حق ہے۔"

(خطابات حکیم السلام ج ۵ ص ۵۱۱)

مزید فرماتے ہیں:۔

"نبی کی ذاتی رائے سے بھی اختلاف ممکن ہے۔"

(خطابات حکیم الاسلام ج ۵ ص ۵۵۰)

اب ہم کہہ سکتے ہیں قاری طیب یہاں منکرین حدیث کے لیے راہ ہموار کر رہے ہیں۔

۸۔ ہم میں اور نبی میں وحی الٰہی کا فرق ہے وہ صاحب وحی ہیں ہم نہیں۔

جناب گھمن صاحب آپ پوری عبارات نقل کرنے کی زحمت کر لیں تو ہمیں کتاب لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ جناب مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔

"اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ ہم میں اور نبی میں وحی الٰہی کا فرق ہے کہ وہ صاحب وحی ہیں ہم نہیں۔ اس وحی کے فرق نے نبی کو امتی سے ایسا ممتاز فرما دیا جیسے ناطق نے انسان کو دیگر حیوانات سے، جیسے یہ نہیں کہا جس سکتا کہ انسان و جانوروں میں فرق ہی کیا صرف ناطق کا فرق ہے ایسے ہی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ہم میں اور رسول میں فرق ہی کیا ہے صرف وحی کا فرق ہے۔" (نور العرفان ۷۶۱)

۹۔ بعض علمائے اس آیت کی بنا پر فرمایا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے سارے فرزند نبی تھے۔

ہم پہلے جواب دے آئے ہیں کہ مفتی صاحب کا یہ اپنا نظریہ نہیں انہوں نے کچھ علماء کا قول نقل کیا ہے ان کا اپنا نظریہ بیان کیا جا چکا ہے۔

۱۰۔ جو فدیہ کفار بدر سے لیا گیا تھا وہ حلال طیب ہے لہٰذا فدیہ لینا جرم نہ تھا بلکہ انتظار وحی نہ فرمانے پر عتاب ہوا۔

جناب مفتی صاحب تصریح فرما چکے ہیں:۔

"یہ خطاب مسلمانوں سے ہے۔" (نور العرفان ص ۲۹۵)

۱۱۔ درود ابراہیمی نماز میں کامل ہے لیکن نماز سے باہر غیر کامل کہ اس میں سلام نہیں مفتی صاحب نے تو غیر کامل کہا ہے ناقص نہیں مگر جناب کے ہم مسلک دوست محمد قریشی لکھتے ہیں:۔

"درود کا لفظ ہماری زبان میں صلوٰۃ وسلام کو جامع ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے

ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوۃ وسلام دونوں پڑھنے کا حکم دیا ہے۔اس بناء پر شیعوں کا درود ناقص اور غیر تام رہے گا۔اور پورے طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کے سلسلے میں حق ادا نہ ہوگا لیکن اہلسنت کا درود چونکہ صلوۃ وسلام پر مشتمل ہے اس لیے ہمارا مسلک راجح ہے۔" (اہلسنت پاکٹ بک ص ۴۰۳)

۱۲۔اس جگہ گھمن صاحب نے مفتی صاحب کی ایسی عبارات نقل کیں جن میں "نسیان" کی نسبت حضور کی طرف تھی اور پھر اویسی صاحب کا فتویٰ نقل کیا۔جبکہ عرض ہے اویسی صاحب جس نسیان کا رد کر رہے ہیں وہ شیطانی اثر سے ہے۔مولف انوار الباری لکھتے ہیں:۔

"حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ نبوت کے منافی صرف وہی نسیان جو شیطان کے غلبہ وتسلط کے سبب ہو، ہر نسیان خصوصا جو امور طبع میں سے منافی نبوت نہیں۔" (انوار الباری ج ۵ ص ۱۰۰)

۱۳۔قارئین اس جگہ عرض ہے کہ یہ مفتی صاحب سے تحقیق کی غلطی ہوئی ہے لیکن دیوبندی حضرات کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کے نزدیک تو یہ غلطی نبوت کے ساتھ بھی جمع ہوسکتی ہے۔(البوادر النوادر) اور جہاں تک فتویٰ کی بات تو خود جناب اخلاق حسین صاحب لکھتے ہیں کہ ایسی اسرائیلیات علماء شہرت کی بنا پہ نقل کر دیتے ہیں جو قابل گرفت نہیں۔(محاسن موضح قرآن ص ۴۳۱)

۱۴۔اس جگہ عرض ہے کہ یہ سعیدی صاحب کا ذاتی موقف ہے اور ان کا شمار اصاغرین میں سے ہوتا ہے اور مفتی صاحب کا اکابرین میں سے، جناب خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:۔

"ہمارے علم میں منتسبین دیوبند میں کوئی ایسا نہیں جس نے تحذیر الناس کے ان مضامین کا کہیں انکار کیا ہو اور اگر کوئی ایسا فرد نکل بھی آئے تو یہ بات پیر صاحب بھی جانتے ہوں گے کہ ایسے مواقع پر اکابر کی بات کا اعتبار ہوگا یا اصاغر کے اختلاف کا۔یہ پیر صاحب کی زیادتی ہے کہ وہ

اکابر کی بجائے کسی مسلک کا تعارف ان کے اصاغر سے کراتے ہیں۔"

(تحذیر الناس مع مقدمہ ص ۳۵)

۱۵۔ جن پیغمبروں یا جن کتابوں کا قرآن نے ذکر نہ کیا وہ گم ہو کر رہ گئے کوئی انہیں جانتا بھی نہیں۔

پہلی بات تو گھمن صاحب نے عبارت ہی غلط نقل کی اس میں "بھی" کا لفظ موجود ہے۔ پھر اس میں بے ادبی کیا ہے؟ کیا گھمن صاحب ان دیگر انبیاء کے نام یا ان کی تفصیل بتا سکتے ہیں؟ نہیں تو پھر اعتراض کیوں؟

۱۶۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں:۔

"دوسرے یہ کہ حضور والدین جنتی ہیں، کیونکہ کوئی فرزند اپنے ماں باپ کے دوزخ رہنے پر راضی نہیں ہوتا، اور حضورر کو رب تعالیٰ راضی فرما دے گا (روح البیان) لہٰذا رب ان کو دوزخ میں ہرگز نہ بھیجے گا، تا کہ محبوب کو ایذا نہ ہو۔" (نور العرفان ص ۹۸۴)

کیونکہ یہ عبارت گھمن صاحب کے اکابرین کے عقیدہ کے خلاف تھی اس لیے جناب کے پیٹ میں مروڑ اٹھا اور اعتراض جڑ دیا جبکہ یہ عبارت بالکل بے غبار ہے اس کا صاف مطلب یہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ ایذا نہیں دینا چاہتا اس لیئے آپ کے والدین کو مومن بنایا۔ جبکہ یہ یادر ہے دیوبندی حضرات کے نزدیک والدین مصطفی کا انتقال کفر پہ ہوا۔

(فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۳ ص ۱۶۳)

عظمت صحابہ کرام اور نور العرفان

ا۔ قارئین ہمیں یہ عبارت مذکورہ صفحات پہ نہیں مل سکی اس لیے اس کے متعلق ہم کچھ عرض کرنے سے قاصر ہیں۔ لیکن اس کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو یہاں کینہ کا مطلب وہ ہرگز نہیں جو گھمن صاحب نے تراشا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ جو آپسی اختلاف کی وجہ سے رنجش

تھی وہ دور ہو جائے گی۔

۲۔ جو مرکز چھوڑ کر چلے گئے وہ طالب دنیا تھے۔

یہاں بھی ادھوری عبارت پیش کی۔ مکمل عبارت یوں ہیں:۔

''خیال رہے کہ یہاں دنیا سے مراد وہ دنیا نہیں جو دین کے مقابل ہو وہ مذموم ہے بلکہ اگر غنیمت حاصل کرنا غلط طریقے سے ہو تو وہ دنیا ہے اور قانونی طور پہ ہو تو دین ہے جہاد کا رکن ہے۔ (نورالعرفان ص۱۰۹)

۳۔اس جگہ بھی گھمن صاحب نے ہیرا پھیری سے کام لیا۔جبکہ مفتی صاحب کا مطلب یہی ہے کہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی کے درمیان اجتہادی اختلاف تھا اسی وجہ سے وہ ایک دوسرے کے مخالف تھے ان میں ذاتی رنجش کی بنا پہ مخالفت کا جھگڑا نہیں تھا اس لیے اعتراض لغو ہے۔

متفرق مسائل

۱۔ مسئلۂ بشریت

اس پہ ہم پہلے بھی عرض کر آئے ہیں کہ اعتراض بشر کہنے پہ ہے ماننے پہ نہیں۔لہٰذا دونوں چیزیں اپنی جگہ درست ہیں۔

۲۔ تحذیر الناس پہ بے جا اعتراض

گھمن صاحب لکھتے ہیں:۔

''اگر قادیانی نبی ہوتا تو وہ دنیا میں کسی کا شاگرد ہوتا۔''

(نورالعرفان ص۱۱۶)

۔۔۔۔دیکھئے کہ لفظ اگر محال کام کو بول دیا جانا جائز و حرام ہے تو پھر مفتی صاحب پر کیا فتویٰ لگے گا؟ مفتی صاحب ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

''ناممکن کو ممکن پر معلق کر سکتے ہیں۔'' (نورالعرفان ص۸۴۶)

تو یہ جملہ بالفرض حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی میں آ جائے تو ختم نبوت میں فرق نہیں آئے گا، ناممکنات میں سے ہے۔ پھر حضرت نانوتوی پر طعن کیوں؟'' (کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۲۳۳)

گھمن صاحب پہلی بات تو عرض ہے کہ نانوتوی کی عبارت میں بالفرض کا لفظ مہمل ہے۔ کیونکہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بالفرض کوئی نبی آئے تو فرق آتا ہے، یہ بات آپ کے گھر والوں کو بھی تسلیم ہے۔ جناب سرفراز صاحب لکھتے ہیں:۔

''اگر بالفرض کسی اور کو رسالت و نبوت مل جائے تو اس سے ختم نبوت پر زد پڑتی ہے۔'' (ختم نبوت، ص ۲۷)

لہٰذا ثابت ہوا کہ نانوتوی صاحب کی بات غلط ہے۔

۳۔ مسئلہ علم غیب

مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔ رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا۔

جبکہ امیر دعوت اسلامی کے نزدیک جن کے لے علم غیب کا عقیدہ رکھنا کفر ہے۔

قارئین کیونکہ دیو بندی حضرات خود شیطان کے لیے علم غیب تسلیم کرتے ہیں اس چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے مفتی صاحب اپنے خصم پہ الزام قائم کرتے ہیں۔ لہٰذا کچھ اعتراض نہیں۔ اور تفصیلی جواب ضمیمہ میں شامل مضمون میں موجود ہے۔

۴۔ مسئلہ قوالی

قوالی لہو کے طور پر ہو تو حرام ہے جیسے آج کل کی عام قوالیاں۔

مفتی صاحب نے یہ مطلقا قوالی کو حرام نہیں کہا بلکہ لہو لعاب والی قوالی کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ حرام ہے اور یہ بات مفتی صاحب کی درست ہے۔

۵۔ برأت تھانوی؟

''جب انسان بے خود ہو جائے تو اس پر شرعی احکام جاری نہیں ہوتے۔''

(نور العرفان ص ۲۰۳)

جب اُصول بریلوی مفتی نے بتا دیا تو پھر حکیم الامت حضرت تھانویؒ پر اعتراض بے جا ہے کیونکہ حضرت تھانوی کے مرید نے بے خود ہو کر خواب میں کلمہ پڑھا تھا۔"

(کنز الایمان کا تحقیقی جائزہ ص ۲۳۴)

گھمن صاحب صرف خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں بھی اس نے تھانوی صاحب پہ درود پڑھا تھا اور جہاں تک بے خود ہونے کی بات ہے تو اس کی حیثیت ایک طفلانہ مغالطے سے زیادہ کی نہیں کیوں کہ وہ بے خود ہرگز نہ تھا ورنہ کلمہ درست کرنے کی کوشش کا کیا مطلب ہے؟ اس بھونڈی تاویل کا تفصیلی جواب ہم "کلمہ تھانوی" میں عرض کر چکے ہیں جو ہماری کتاب "محاکمہ دیوبندیت" میں موجود ہے۔

۶۔ ترجمہ تسمیہ اور نور العرفان

عرض ہے کہ مفتی صاحب نے گھمن کی پیش کردہ عبارت میں بسم اللہ کا ترجمہ نہیں بلکہ فائدہ بیان کیا ہے اس کو ترجمہ بنا کر پیش کرنا گھمن صاحب کے خائن ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

۷۔ عموم قدرت باری تعالیٰ

گھمن صاحب نے جو مفتی صاحب کی عبارت نقل کی اس کا تعلق خلف وعید سے ہے جو کرم ہے اور دیوبندی کذب کے قائل ہیں جو نقص ہے اور تمام نقائص اللہ کی ذات پہ محال ہیں اور محال اللہ کی قدرت کے تحت نہیں۔ (یک روزہ)

۸۔ مسلمان ہونا کمال نہیں

مفتی صاحب نے لکھا کہ۔ "مسلمان ہونا کمال نہیں بلکہ مسلمان مرنا کمال ہے۔" اور گھمن صاحب کو اس پہ بھی اعتراض ہے۔ جناب گھمن صاحب مسلمان ہونے کے بعد کئی لوگ مرتد بھی ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے سابقہ اعمال ان کو کچھ فائدہ نہیں دیتے لیکن اگر ایمان پہ خاتمہ ہو تو ہی ان اعمال کی جزا ملنے کی امید ہوتی ہے اور یہی بات مفتی

صاحب نے کی ہے۔

۹۔ شیطان کے فضائل

قارئین گھمن صاحب کے اصول سے اگر ان پیش کردہ عبارات شیطان کے فضائل کے زمرے میں آتی ہیں تو جناب خود بھی ابلیس کے مداح خوانوں کی صف میں شامل ہیں۔ جناب خود ابلیس کی ثناہ خوانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں اپنے ساتھیوں سے کہتا ہوں ایسا بلا کا مناظر ہے جو خدا سے ٹکر لے چلا ہے ابلیس مناظرہ کس سے کر رہا ہے؟ خدا سے۔۔۔"

(مجالس متکلم اسلام ص ۱۱۶)

باقی جناب کی پیش کردہ عبارات کا جواب ضمیمہ میں شامل مضمون میں ہے۔

۱۰۔ کیا قادیانی مسلمان ہیں؟

قادیانی۔۔۔۔وغیرہ قومی مسلمان ہیں دینی مومن نہیں۔

قارئین! یہ اس وقت کی بات ہے جب قادنیوں کو ملکی سطح پہ کافر نہیں کہا گیا تھا اور ان کو مسلمان ہی سمجھا جاتا تھا اس لیے مفتی صاحب نے انہیں قومی مسلمان کہا ہے اور اس کی وضاحت بھی مکمل عبارت میں موجود ہے جس کو نقل کرنے میں ایک بار پھر گھمن صاحب نے خیانت سے کام لیا۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں:۔

"یعنی جو زبانی کلمہ پڑھ کر قومی مسلمان بن گئے مگر دینی مومن نہ بنے۔"

یعنی خود انہوں نے وضاحت کر دی کہ وہ دینی مومن نہیں۔ عبد القادر رائے پوری صاحب فرماتے ہیں:۔

"ہم لاکھ بکتے رہیں کہ کافر ہے کافر ہے مگر قوم کے نزدیک تو قادیانی مسلمان ہیں۔"

(مجالس حضرت رائے پوری ص ۱۴۴)

۱۱۔ مسئلہ ترکِ بدعات

عرض ہے مفتی صاحب کی عبارت کا صاف صاف مطلب یہی ہے کہ اگر کسی مستحب عمل میں کوئی عوارض غیر مشروع شامل ہو جائے یعنی اس کا جز بن جائے اور اس کے بغیر وہ وقوع پذیر ہی نہ ہو تب اس کو بند کیا جائے گا ورگرنہ ان عوارض کو دور کیا جائے گا جیسا کہ خود مفتی صاحب نے جاء الحق میں اس کی وضاحت کی ہے۔اور جو چیزیں گھمن صاحب نے پیش کیں ہیں ان کا تعلق انتظامی امور سے ہے نفس مسئلہ سے ان کا کچھ تعلق نہیں۔

مفتی صاحب بریلویوں کی زد میں یا گھمن صاحب کی غلط فہمی

گھمن صاحب نے مفتی صاحب کے ایک عبارت کے نقل کر کے اس پہ انور مدنی کی تنقید کی جو قطعا معتبر نہیں اور نہ ہی ان کی کوئی بات ہمارے لیے حجت ہے۔اور اس پوری کتاب میں گھمن صاحب نے غیر معتبر شخصیات کی کتب یا علمائے کرام کے تفرادات پیش کیے ہیں، یا حوالوں میں کتر بیونت کر کے اپنا یہ کٹ پیش تیار کیا ہے جس کا الحمد اللہ ہم جواب عرض کر چکے۔اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اسے قبول منظور فرمائے اور عوام الناس کے لیے نافع بنائے۔

یا اللہ عزوجل بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

دیوبندیوں کا شیطان سے تعلق وعشق

ہم الحمد اللہ عزوجل اپنے اس مضمون میں وہابی دیوبندی مولوی کے ایک کتابچہ کا منہ توڑ جواب دیں گئیں۔ اس سے ملتا جلتا ایک مضمون نام نہاد وہابی مناظر نے اپنے فورم پر بھی شائع کیا تھا جس کا جواب مولانا سعیدی صاحب نے اسلامی محفل پر دے کر دیوبندیوں کا منہ بند کیا تھا۔ الحمد للہ عزوجل۔ لیکن اسی مضمون کے اعتراضات اور کچھ ادھر اُدھر سے لے کر دیوبندی مولوی مفتری نجیب اللہ عمر نے ایک کتابچہ شائع کروایا جس کا نام ''بریلویوں کی شیطان سے محبت'' رکھا۔ جس میں نہایت خیانت، چلاکی، کذب بیانی اور بہتان بازی کا سہارا لیکر علمائے اہل سنت وجماعت کو بدنام کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ ہم ان شاء اللہ عزوجل اپنے اس مضمون میں دیوبندی مفتری کو منہ توڑ جوابات دیں گے اور دیوبندی مفتری کے بنائے ہوئے اُصولوں اور استدلال کو پیش نظر رکھتے ہوئے، یہ بتائیں گئے کہ دیوبندی مفتری کے اُصولوں اور استدلال کے مطابق خود دیوبندی وہابی مذہب کے علماء واکابرین شیطان سے عشق ومحبت کا اقرار کرتے رہے ہیں اور آج تک کر رہے ہیں بلکہ وہابی دیوبندی فرقہ وہ شیطانی گروہ ہے جس کی نشاندہی سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیوں قبل فرمادی تھی۔

دیوبندیوں کا شیطانی گروہ سے تعلق

نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شام اور یمن کے لیے دعا فرمائی ''اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ فی نجدنا۔ قال اللھم بارک لنا فی شامنا اللھم بارک لنا فی یمننا قالوا یا رسول اللہ و فی نجدنا

فا ظنه قال فی الثالثة هناك الزلازل و الفتن و بها یطلع قرن الشیطان۔"

خداوندا ہمارے لیے شام اور یمن میں برکت نازل فرما (دعا کرتے وقت وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نجد کے کچھ لوگ بھی بیٹھے تھے) انہوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد کے (لیے بھی دعا کیجئے) اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ خداوندا! ہمارے لیے شام اور یمن میں برکت نازل فرما۔ پھر دوبارہ نجد کے لوگوں نے عرض کیا اور ہمارے نجد میں (بھی برکت کے لیے دعا کیجئے) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! راوی کا بیان ہے کہ تیسری مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (نجد) زلزلوں اور فتنوں کی جگہ ہے اور وہاں سے شیطان کی سینگ (شیطان کی امت) نکلے گا۔ (صحیح بخاری جلد ۳ ص ۱۰۵۱)

صحیح بخاری کی اس حدیث مبارکہ میں نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجد سے ایک شیطانی گروہ کے نکلنے کی غیبی خبر دی ہے۔ اور اللہ عزوجل کا شکر ہے کہ خود علماء دیوبند نے اقرار کیا کہ یہ شیطانی گروہ "فرقہ وہابیہ" ہے۔ چنانچہ اسی حدیث کے تحت علمائے دیوبندی علماء کی مصدقہ کتاب فتح المبین میں یہ اقرار کیا گیا کہ اس شیطانی گروہ سے مراد فرقہ "وہابیہ" ہے۔ حوالہ ملاحظہ کیجیے۔

دیو بندیوں کی مصدقہ کتاب کا فتوی وھابی شیطانی امت

"هناك الزلازل و الفتن و بها یطلع قرن الشیطان" یعنی ملک نجد میں زلزلے اور فتنے اُٹھیں گے اور اُس سے نکلے گی۔ **امت شیطان کی**، سو موافق اس خبر مخبر صادق کے **گروہ وهابیه** جو پیرو محمد بن عبدالوہاب کے ہیں۔ (فتح المبین ص ۴۲۱)

پتہ چلا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس "قرن الشیطان" کی خبر دی تھی، وہ خود علماء دیوبند کے نزدیک "وہابی فرقہ" ہے اور دیوبندیوں نے قبول کیا کہ وہ پکے وہابی ہیں یعنی اپنے منہ خود قبول کرلیا کہ ان کا تعلق اس شیطانی امت سے ہے۔

دیو بندیوں کی اسی مصدقہ کتاب فتح المبین میں صحیح بخاری کی مذکورہ بالا حدیث پر

بحث کرتے ہوئے آ گئے جا کر لکھا گیا ہے کہ

''چنانچہ مختصر حال اس فتنہ خروج وہابیہ کا علامہ شامی نے ردالمحتار حاشیہ درمختار مطبوعہ مصر کی جلد سوم کے صفحہ ۳۰۹ میں اس طرح لکھا ہے [ترجمہ یعنی] جیسا کہ ہمارے زمانے میں واقعہ گزرا کہ **وہابیہ نے نجد سے خروج** کرکے حرمین پر تغلب کیا......اور جو کوئی ان کے اعتقاد کے مخالف ہوتا اس کو مشرک کہتے اور مباح کر دیا قتل اہل سنت کا اور ان کے علماء کا۔ (فتح المبین ص ۴۲۱)

بخاری شریف کی اس حدیث اور دیو بندیوں کی مصدقہ کتاب ''فتح المبین'' سے یہ ثابت ہو گیا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شیطانی گروہ [شیطانی امت] کی نشاندہی فرمائی تھی اس شیطانی امت سے مراد فرقہ ''وہابیہ۔'' ہے۔ اور ہم آگے بیان کریں گے کہ دیوبندی علماء نے اقرار کیا کہ ہم وہابی ہیں یعنی بقول فتح المبین کے یہ سب دیو بندی وہابی شیطانی امت ہے۔

یاد رہے کہ کتاب ''فتح المبین'' علماء دیو بند کے نزدیک معتبر و مستند کتاب ہے۔ اس کتاب کے بارے میں علمائے دیو بند کے مناظر و ترجمان محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ''حضرت مولانا منصور علی خان نے الفتح المبین، علماء اور مفتیان کرام کے سامنے پیش کی، وقت کے ایک سو چار (104) مفتی صاحبان نے اس کتاب کی توثیق و تصدیق فرمائی...... علمائے حرمین شریف نے احناف کی کتاب الفتح المبین کی تائید و تصدیق فرمائی۔

(تجلیاتِ صفدر جلد پنجم ۴۲۲)

یہاں کوئی دیو بندی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ جناب مولانا صاحب سے تحقیق میں غلطی ہو گی ہے کیونکہ اگر بات کسی ایک شخص کی تحقیق کی ہوتی تو یہ تاویل بھی مان ہی لی جاتی لیکن یہاں تو 104 علماء کی بات ہے۔ تو کیا ان سب سے ہی غلطی ہو گی؟ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ یہ جو کچھ لکھا علماء دیو بندی کا مصدقہ و تحقیق شدہ ہے۔

وھابی نجدی قرن الشطان کے بارے میں دیوبندی اقرار نامہ

☆علمائے دیوبند کے شیخ الہند حسین احمد مدنی صاحب کے منہ سے بھی یہ سچ غلطی سے نکل گیا اور اس نجدی فرقے کے بارے میں صاف لکھا دیا کہ "صاحبو! **محمد بن عبد الوھاب نجدی** ابتدائی تیرہویں صدی **نجد عرب سے ظاہر ہوا**۔ اور چونکہ یہ خیالاتِ باطلہ اور عقائدِ فاسدہ رکھتا تھا، اس لیے اس نے اہل سنت وجماعت سے قتل و قتال کیا، ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنمیت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیفِ شاقہ پہنچائیں۔ سلف اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کیے۔ بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا اور ہزاروں آدمی اس کے اور اسکی فوج کے ہاتھوں شہید ہوگئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا۔ اسی وجہ سے اہل عرب کو خصوصاً اس کے اور اس کے اتباع سے دلی بغض تھا اور ہے۔ اور اس قدر ہے کہ اتنا قوم یہود سے ہے نہ نصاریٰ سے نہ مجوس سے نہ ہنود سے...... (الشہاب الثاقب صفحہ ۴۲۔ حسین احمد مدنی)

☆ اسی طرح علمائے دیوبند کی سب سے معتبر و مستند کتاب جس میں درجنوں اکابرین وعلمائے دیوبند کی تصدیقات و دستخط موجود ہیں۔ اس میں خود دیوبندی اکابرین نے یہ قبول کیا ہے کہ محمد بن عبد الوہاب "نجد۔" سے نکلا۔ اور سخت ظلم وستم کرتے ہوئے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ

"ہمارے نزدیک انکا وہی حکم ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے اور

[یہ] خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام باطل یعنی کفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قید بناتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں۔ ان کا حکم باغیوں کا ہے اور پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لیے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے ''جیسا کہ ہمارے زمانے میں (محمد بن) عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ **نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے** اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ (المہند صفحہ ۴۲۔ خلیل احمد سہارنپوری)

یہ کتاب [المہند] بھی متعدد علماء دیوبند کی مصدقہ ہے۔ دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن صدر مدرسین دیوبندی، دیوبندی مولوی عزیز الرحمن مفتی دیوبندی، دیوبندی مولوی اشرف علی تھانوی، دیوبندی مولوی عبدالرحیم رائے پوری، دیوبندی مولوی حبیب الرحمن دیوبندی، دیوبندی مولوی محمد احمد (بن مولوی محمد قاسم نانوتوی) مہتم مدرسہ دیوبندی، دیوبندی مولوی مفتی کفایت اللہ شاہجہاں پوری، دیوبندی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی، دیوبندی مولوی محمد مسعود احمد بن مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہم اور ان کے علاوہ بقول علماء دیوبند کے اس کتاب کی تصدیق علمائے عرب نے بھی کی ہے۔ لہٰذا اس کتاب کے حوالے کا بھی کوئی دیوبندی انکار نہیں کرسکتا۔

آج کل اکثر دیوبندی کہہ دیتے ہیں کہ نہیں ہمارے مولوی صاحب سے غلطی ہوگی

تھی لیکن بعد میں تحقیق کی تو رجوع کر لیا اور شیخ نجد کو اچھا قرار دیا۔'' تو ہم دیوبندیوں کو کہتے ہیں کہ جناب بات صرف ایک مولوی کی نہیں ہے بلکہ اس کتاب کے بارے میں تو دیوبندیوں کا کہنا ہے کے بڑے بڑے دیوبندی علماء کے علاوہ عرب وعجم کے علماء نے اس کی تصدیق کی تو کیا ان سب دیوبندی اور عرب وعجم کے علماء سے غلطی ہو گی؟ لہٰذا دیوبندیوں میں اگر عقل ہوتی تو ایسی جہلانہ تاویلات نہ کرتے۔ بحرحال آگئے پڑھئے۔

وھابی کسے کھتے ھیں علماء دیوبند کی زبانی

وہابی کسے کہتے ہیں؟ اور وہ کون لوگ ہیں جو وہابی یعنی بقول دیوبندیوں کی مصدقہ کتاب ''فتح المبین'' کے شیطانی امت ہے تو اس سوال کا جواب بھی علماء دیوبند نے بیان کر کے یہ مشکل بھی حل کر دی اور خود ہی بتا دیا کہ وہابی ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو محمد بن عبدالوہاب نجدی کو ماننے والے ہوں۔

☆ علماء دیوبند کے معتبر و مستند عالم و اکابر رشید احمد گنگوہی کہتے ہیں کہ ''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔''

(فتاویٰ رشیدیہ، صفحہ ۲۵۱)

☆ اسی طرح دیو-بندی نیم حکیم اشرفعلی تھانوی لکھتے ہیں کہ ''اس لقب (وہابی) کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص مسلک میں ابن عبدالوہاب کا تابع یا موافق'' ہو۔ (امداد الفتاویٰ ج ۵ ص ۲۳۳)

اور پہلے حوالہ جات گزر چکے کہ یہ نجدی وہابی لوگ [یعنی محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اس کے پیروکار] اہلِ سنت و جماعت سے خارج، باغی، خونخوار، فاسق، گستاخ اور بے ادب اور شیطانی امت ہے۔

دیوبندیوں کا شیطانی امت یعنی وھابیه سے تعلق و رشته

پچھلے صفحات میں بیان ہو چکا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جس شیطانی فرقے [امت]

کی نشاندہی فرمائی تھی اس سے مراد خود علماء دیوبند نے ''فرقہ وہابیہ'' یعنی وہابیوں کو لیا۔ اور اب ملاحظہ کیجئے کہ خود دیوبندیوں نے اقرار کیا کہ ہم دیوبندی پکے وہابی یعنی شیطانی امت ہیں۔

☆ دیوبندی تبلیغی جماعت کے سربراہ دیوبندی مولوی منظور نعمانی لکھتے ہیں کہ ''اور ہم خود اپنے بارہ میں صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں۔ (سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی ص ۱۹۰)

☆ اسی طرح دیوبندی تبلیغی جماعت کے تبلیغی نصاب، فضائل اعمال، فضائل صدقات، فضائل صحابہ، فضاہل حج کے مصنف دیوبندی مولوی زکریا نے کہا ہے کہ ''میں خود تم سب سے بڑا وہابی ہوں۔

(سوانح مولانا محمد یوسف ص ۱۹۲)

☆ دیوبندیوں کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ جامع مسجد میں چند عورتیں نیاز کی چلیبیاں لائیں تو دیوبندی طالب علموں نے لیکر بغیر اجازت کھا پی گئے جس پر سخت ہنگامہ ہوا تب حضرت والا نے ان لوگوں کو سمجھ دیا کہ بھائی یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لیے کچھ مت لایا کرو اس سے بھی انھوں نے حضرت والا کو تو وہابی نہ سمجھا ان طالب علموں ہی کو سمجھا۔ (اشرف السوانح جلد ۱ صفحہ ۴۸)

☆ دیو بندی اشرف علی تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ ''میں تو کہا کرتا ہوں کہ اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو سب کی تنخواہ کر دوں۔ پھر دیکھو خود ہی سب وہابی بن جائیں۔ (الافاضات الیومیہ۔ حصہ ۲/ ۷۵)

☆ اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ ''ایک صاحب بصیرت و تجربہ کہا کرتے تھے کہ ان دیوبندیوں وہابیوں کو اپنی قوت معلوم نہیں۔

(الافاضات الیومیہ، جلد ۵ ص ۲۴۹)

اس تفصیلی گفتگو سے پتہ چلا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شیطانی گروہ [شیطانی

جو چھو بھی دیوے سگ کوچہ تیری اس کی نعش
تو پھر خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

(قصائد قاسمی ص ۷)

یعنی: شیطان کو مدینے پاک کا کتا چھولے تو پھر یہ دیو (شیطان) بندی شیطان کا مزار بنائیں گے۔ حیرت کی بات ہے کہ شیطان کو اگر مدینے کا کتا چھو جائے تو دیو بندی مذہب کے پیروکار اس کا مزار بنانے کی خواہش کریں۔

لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ اکرام علیہم الرضوان، اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کے مزارات گرانے کی حمایت کریں۔ مزاروں پر دیو بندی اعتراض کریں، دیو بندی وہابی علماء مزارات کو بت قرار دیں۔ عرب شریف (سعودیہ) میں مزاراتِ صحابہ گرائے گئے تو انہی وہابی دیو بندی علماء کے گروہ نے مزارات گرانے کی حمایت کی۔ لیکن یہ بات تو ہمیں اب سمجھ آئی ہے کہ دیو بندی مزارات کے کیوں خلاف ہیں اس لیے کہ وہ صرف اپنے ''شیخ نجدی'' شیطان کا مزار بنانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

دیوبندیوں کے شیطان سے کی طاقت

دیو بندیوں کے نیم حکیم اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ ''شیطان جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت بن کر خواب میں نہیں آسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض مظہر ہدایت ہیں اور شیطان محض مظہر ضلالت ہے اور ہدایت وضلالت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے بخلاف حق تعالیٰ کے کہ وہ مظہر ہدایت بھی ہے اور مظہر ضلالت دونوں ہیں **اس لیے شیطان خواب میں اللہ تعالیٰ کی صورت بن کر نمودار ہو سکتا ھے۔**

(تقریر ترمذی ص ۴۴۳)

کیا بات ہے جناب علماء دیو بند کے اس دیو (شیطان) کو کیا مقام حاصل ہے۔ شیطان (دیو) اللہ کی صورت میں نمودار ہو سکتا ہے۔ کیا شیطان نے اللہ کی کوئی صورت دیکھی

ہے جو اللہ کی صورت میں نمودار ہو سکتا ہے؟ یہ ہے دیوبندیوں کا اپنے آقا شیطان لعین سے عشق کہ اس کے عشق میں اس قدر مستغرق ہو چکے ہیں کہ کچھ نظر نہیں آتا۔ اور حیرت کی بات ہے کہ ہر بات پر دلیل طلب کرنے والے دیوبندیوں کو نہ یہاں کوئی دلیل کی حاجت ہے اور نہ کسی قسم کے شرک کا خوف۔

دیوبندی ابلیس کو ولی مانتے ہیں

دیوبندی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ ابلیس سے بڑی بڑی کرامتیں ثابت ہیں۔ تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ اس ابلیس سے "بڑی کھلی کھلی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں (جمال اولیاء ۱۵) اور علماء دیوبند نے کہا کہ کرامت کا ظہور سچے پابند شریعت اولیاء اللہ، راہ حق کا ہادی سے ہوتا ہے۔ (بریلوی فتنہ کا نیا روپ)

اب اگر دیوبندی مفتری کی زبان میں کلام کیا جائے تو دیوبندیوں پر یہ اعتراض قائم ہوتا ہے کہ انہوں نے شیطان کو ولی قرار دیا کیونکہ کرامت کا ظہور ولی سے ہوتا ہے۔ گویا علمائے دیوبند کے نزدیک شیطان (دیو) راہ حق کا ہادی اور دیوبندیوں کا مقبول ولی ہے۔ کہ اس سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ پوچھو وہابیوں سے کہ کرامت کا ظہور کس کے ہاتھ پر ہوتا ہے؟

دیوبندیوں کے نزدیک ابلیس کی قوت وطاقت

☆ علمائے دیوبند نے لکھا ہے کہ "ممکن ہے کہ (شیطان نے) بغیر (آدم علیہ السلام سے) ملاقات کے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ شیطان جنات میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے جنات کو بہت سے ایسے تصرفات پر قدرت دی ہے جو عام طور پر انسان نہیں کر سکتے ان کو مختلف شکلوں میں متشکل ہو جانے کی بھی قدرت دی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اپنی قوت جنیہ کے ذریعے مسمریزم کی صورت سے آدم وحوا کے ذہن کو متاثر کیا ہو۔
(گلدستہ تفاسیر جلد اول صفحہ ۱۲۱)

جو چھو بھی دیو ہے سگ کوچہ تیری اس کی نعش
تو پھر خلد میں ابلیس کا بنائیں مزار

(قصائد قاسمی ص ۷)

یعنی: شیطان کو مدینے پاک کا کتا چھو لے تو پھر یہ دیو (شیطان) بندی شیطان کا مزار بنائیں گے۔ حیرت کی بات ہے کہ شیطان کو اگر مدینے کا کتا چھو جائے تو دیو بندی مذہب کے پیروکار اس کا مزار بنانے کی خواہش کریں۔

لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، صحابہ اکرام علیہم الرضوان، اولیاءعظام رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کے مزارات گرانے کی حمایت کریں۔ مزاروں پر دیو بندی اعتراض کریں، دیو بندی وہابی علماء مزارات کو بت قرار دیں۔ عرب شریف (سعودیہ) میں مزاراتِ صحابہ گرائے گئے تو انہی وہابی دیو بندی علماء کے گروہ نے مزارات گرانے کی حمایت کی۔ لیکن یہ بات تو ہمیں اب سمجھ آئی ہے کہ دیو بندی مزارات کے کیوں خلاف ہیں اس لیے کہ وہ صرف اپنے ''شیخ نجد۔'' شیطان کا مزار بنانے کی خواہش رکھتے ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

دیوبندیوں کے شیطان سے کی طاقت

دیو بندیوں کے نیم حکیم اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ ''شیطان جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت بن کر خواب میں نہیں آسکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض مظہر ہدایت ہیں اور شیطان محض مظہر ضلالت ہے اور ہدایت وضلالت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے بخلاف حق تعالیٰ کے کہ وہ مظہر ہدایت بھی ہے اور مظہر ضلالت دونوں ہیں **اس لیے شیطان خواب میں اللہ تعالیٰ کی صورت بن کر نمودار ہو سکتا ہے۔**

(تقریر ترمذی ص ۴۴۳)

کیا بات ہے جناب علماء دیو بند کے اس دیو (شیطان) کو کیا مقام حاصل ہے۔ شیطان (دیو) اللہ کی صورت میں نمودار ہو سکتا ہے۔ کیا شیطان نے اللہ کی کوئی صورت دیکھی

ہے جو اللہ کی صورت میں نمودار ہو سکتا ہے؟ یہ ہے دیو بندیوں کا اپنے آقا شیطان لعین سے عشق کہ اس کے عشق میں اس قدر مستغرق ہو چکے ہیں کہ کچھ نظر نہیں آتا۔ اور حیرت کی بات ہے کہ ہر بات پر دلیل طلب کرنے والے دیو بندیوں کو نہ یہاں کوئی دلیل کی حاجت ہے اور نہ کسی قسم کے شرک کا خوف۔

دیوبندی ابلیس کو ولی مانتے ہیں

دیو بندی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ ابلیس سے بڑی بڑی کرامتیں ثابت ہیں۔ تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ اس ابلیس سے "بڑی کھلی کھلی کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں (جمال اولیاء ۱۵) اور علماء دیو بند نے کہا کہ کرامت کا ظہور سچے پابند شریعت اولیاء اللہ، راہ حق کا ہادی سے ہوتا ہے۔ (بریلوی فتنہ کا نیا روپ)

اب اگر دیو بندی مفتری کی زبان میں کلام کیا جائے تو دیو بندیوں پر یہ اعتراض قائم ہوتا ہے کہ انہوں نے شیطان کو ولی قرار دیا کیونکہ کرامت کا ظہور ولی سے ہوتا ہے۔ گویا علمائے دیو بند کے نزدیک شیطان (دیو) راہ حق کا ہادی اور دیو بندیوں کا مقبول ولی ہے۔ کہ اس سے بڑی بڑی کرامتیں ظاہر ہوئیں۔ پوچھو وہابیوں سے کہ کرامت کا ظہور کس کے ہاتھ پر ہوتا ہے؟

دیوبندیوں کے نزدیک ابلیس کی قوت وطاقت

☆ علمائے دیو بند نے لکھا ہے کہ "ممکن ہے کہ (شیطان نے) بغیر (آدم علیہ السلام سے) ملاقات کے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا ہوا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ شیطان جنات میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے جنات کو بہت سے ایسے تصرفات پر قدرت دی ہے جو عام طور پر انسان نہیں کر سکتے ان کو مختلف شکلوں میں متشکل ہو جانے کی بھی قدرت دی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اپنی قوت جنیہ کے ذریعے مسمریزم کی صورت سے آدم و حوا کے ذہن کو متاثر کیا ہو۔

(گلدستہ تفاسیر جلد اول صفحہ ۱۲۱)

دیوبندی اپنے ہی اصول سے شیطان کی محبت میں گرفتار نکلے

ہم مزید حوالہ جات بیان کرنے کی بجائے صرف اتنا کہتے ہیں کہ دیوبندی مفتری نے اپنے کتابچے ''بریلویوں کی شیطان سے محبت۔'' میں جس جس بات کو بنیاد بنا کر شیطان سے محبت کا ہم سنیوں پر الزام و بہتان لگایا ہے وہی سب باتیں خود دیوبندی مفتری کے دیوبندی وہابی [بقول فتح المبین کے شیطانی امت] کے گھر میں موجود ہیں۔اور دیوبندی مفتری ایسی باتوں کے بارے میں لکھ چکا کہ یہ باتیں شیطان سے محبت کی دلیل ہے۔

لہٰذا دیوبندی اپنے ہی بنائے ہوئے اصول کے مطابق اپنے دیوبندی علماء و اکابرین کے بارے میں اقرار کر چکا کہ ان کو شیطان سے محبت تھی۔

قارئین کرام! آپ ہماری اس تحریر کا بغور مطالعہ کیجیے تو آپ پر روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا کہ ہمارے ہر جواب میں دیوبندی مفتری کے اصول کے مطابق یہ ثابت ہو رہا ہے کہ دیوبندیوں کو شیطان سے محبت تھی۔بلکہ دیوبندی وہابی تو شیطان کے عاشق و دیوانے ہیں کیونکہ ان کا تعلق ہی قرن الشیطان سے ہے۔

لہٰذا دیوبندی مفتری صاحب کو ذرا ہوش کے ناخن لینے چاہیں اور خواہ مخواہ ہم اہل سنت و جماعت پر الزامات و بہتان باندھنے کی بجائے اپنے دیوبندی وہابی فرقے کا دفاع کریں جس کے خلاف خود ان کے اپنوں کا فیصلہ ہے کہ یہ شیطان کی امت ہے جو کہ موجودہ دور میں ''فرقہ وہابیہ۔'' سے مشہور و معروف ہے۔

اعتراضات کے جوابات

اعتراض:''شیطان کی عقیدت میں نبیوں کی توہین۔''۔

''اگر شیطان نہ ہوتا تو دنیا اور دین میں کچھ بھی نہ ہوتا کیونکہ پھر نہ بادشاہ کی ضرورت ہوتی اور نہ پولیس اور نہ کچہری اور نہ فوج وغیرہ کے محکمے،اسی طرح نہ پیغمبروں کی نہ

ولیوں اور پیروں کی دوزخ اور عذاب کے فرشتے بیکار رہتے۔" (تفسیر نعیمی)

گویا......شیطان بھی وجہ کائنات ہے، اسی کے دم سے دین اور دنیا باقی ہے گویا روح کائنات شیطان ہے ......پیغمبروں کو "نبوت" اور ولیوں کو "ولایت" پیروں کو "بزرگی" شیطان کے سبب سے ملی ہے۔ (بریلویوں کی شیطان سے محبت صفحہ ۱۳)

جواب: اصل میں نجدی وہابی دیو بندی جب تک سیدھی بات کو بھی الٹ کر کے پیش نہ کریں اس وقت تک ان کے "دیو ی بن" کے شریر نفس کو چین نہیں ملتا۔ غلط بیانی، دھوکا دہی اور بہتان بازی تو وہابیہ کا شیوہ ہے۔

بات صرف اتنی تھی کہ بعض لوگ شیطانی وسوسوں کا شکار ہو کر ذات باری تعالیٰ عزوجل پر بھی اعتراض کر بیٹھے اور ایسا ہی ایک اعتراض مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بھی پیش کیا گیا۔ آپ مکمل اعتراض و جواب ملاحظہ کیجیے۔ اعتراض: "حق تعالیٰ نے شیطان کو پیدا ہی کیوں کیا جو تمام گناہوں کی اصل ہے۔" جواب: تو اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "اگر شیطان نہ ہوتا تو دنیا اور دین میں کچھ بھی نہ ہوتا کیونکہ پھر نہ بادشاہ کی ضرورت ہوتی اور نہ پولیس اور نہ کچہری اور نہ فوج وغیرہ کے محکمے، اسی طرح نہ پیغمبروں کی نہ ولیوں اور پیروں کی دوزخ اور عذاب کے فرشتے بیکار رہتے نیز خدا کی صفتیں غفاری، ستاری، قہاری، جباری وغیرہ کا ظہور نہ ہوتا، کیونکہ یہ صفات بندوں کے گناہوں سے ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یوں کہو کہ پھر تو نہ آدم علیہ السلام دانہ کھاتے نہ زمین پر آتے نہ دنیا آباد ہوتی بلکہ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ گرم و سرد، پاک و ناپاک اچھی بری چیزوں سے ہی دنیا کا نظام قائم ہے۔"

یہ مکمل عبارت ہے جبکہ دیو کے بندے نے نامکمل و ادھوری عبارت پیش کر کے دھوکا دیا۔ اس کا سیدھا سا مطلب ہے کہ اگر یہ بدبخت لعین جو تمام فسادات کی جڑ ہے اگر یہی نہ ہوتا تو دنیا میں کسی قسم کا فتنہ و فساد کفر شرک اور کوئی گستاخ (وہابی) ہی نہ ہوتا۔ تمام دنیا راہ ہدایت پر ہوتی تو پھر پیغمبروں، ولیوں اور پیروں کی دنیا میں تشریف آوری کا مقصد بیکار

رہتا۔ اور جب سب لوگ ہدایت یافتہ ہوتے تو پھر دوزخ اور عذاب تیار کرنے کا کچھ فائدہ نہ ہوتا۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے شیطان کو پیدا کیا تو اس میں رب تعالیٰ کی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ جیسا کہ وہابیوں کے علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب میں لکھا کہ ''ابلیس اور اس کی فوج کو پیدا کرنے میں اتنی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن کی تفصیل صرف اللہ کو معلوم ہے۔'' (شفاء العلیل ۳۲۲ بحوالہ جن اور شیاطین کی دنیا: عمر سلیمان الاشقر ۲۲۸ مترجم عبدالسلام سلفی مکتبہ قدوسیہ۔ لاہور)

ابن تیمیہ کا مسلک یہ ہے کہ جس طرح آدم علیہ السلام انسانوں کی اصل اور بنیاد ہیں۔ اسی طرح شیطان بھی جنوں کی اصل اور بنیاد ہے۔ (مجموع الفتاویٰ ۴/ ۲۳۵، ۳۴۶ بحوالہ جن اور شیاطین کی دنیا، ص ۲۶)

☆ علمائے دیو بند کے سرفراز صفدر نے حافظ ابن قیم کو رئیس الموحدین کا لقب دیا۔ (تسکین الصدور ۱۳۵) اور اپنی کتابوں بلخصوص تسکین الصدور میں حافظ ابن قیم کی کتابوں کو جگہ جگہ بطور تائید پیش کیا۔ انہی علامہ ابن قیم نے ''شفاء العلیل'' صفحہ ۳۲۷ پر لکھا کہ ''اللہ تعالیٰ نے شیطان کو کسوٹی اور آزمائش بنایا ہے جس سے اچھے بڑے اور دوست دشمن میں تمیز ہو جائے، اسی لیے اس کی حکمت کا تقاضا تھا کہ اس (ابلیس) کو قیامت تک زندہ رکھا جائے تاکہ اس کی تخلیق کا جو مقصد ہے وہ پورا ہو جائے۔ (بحوالہ انسان اور شیطان ۲۱۶: حافظ مبشر حسین لاہوری)

اور اسی طرح دیو بندیوں کی اپنی پسندیدہ تفسیر روح البیان میں سورۃ ص: ۳۰۔ نعم العبد، انہ اواب میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خواہش پر دو دن ابلیس کو بند کیا گیا تو بازار ٹھنڈا پڑ گیا تو فرمایا گیا: اے سلیمان تو نہیں جانتا کہ جب تو نے اہل بازار کے مہتر کو بند کیا، معاملات خلق ماند پڑ گئے، اور خلق کی مصلحت نہ ہو سکی۔ وہ (ابلیس) دنیا کا معمار ہے، اور اموال و اولاد میں خلق کا حصہ دار ہے۔ یہاں دنیا بمقابلہ دین ہے۔ اور دنیا داری میں ابلیس کا رول بتایا گیا ہے۔...... [اصل حوالہ آخر میں موجود ہے]۔

اور اسی شیطان اور شیطانی افعال کی وجہ سے لوگوں کو اللہ عزوجل آزماتا ہے۔ تاکہ

سچے اور جھوٹے کی پہچان ہو سکے۔ اور ایسی آزمائش کا ذکر قرآن پاک میں متعدد مقامات پر موجود ہے۔

☆ اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَه لِیَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ۔ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ تو اپنے گروہ کو اسی لیے بلاتا ہے کہ دوزخیوں میں ہوں۔ (فاطر 6)

☆ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَیْرِ فِتْنَةً۔ اور ہم تمہاری آزمائش کرتے ہیں برائی اور بھلائی سے۔ (الانبیاء 35)

☆ وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّیِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ۔ اور ہم نے انہیں بھلائیوں اور برائیوں سے آزمایا کہ کہیں وہ رجوع لائیں۔ (الاعراف 168)

☆ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِیْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَیُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا۔ بیشک ہم نے زمین کا سنگار کیا جو کچھ اس پر ہے کہ انہیں آزمائیں ان میں کس کے کام بہتر ہیں۔ (الکہف آیت 7)

کیونکہ اگر یہ شیطان نہ ہوتا تو نہ آدم علیہ السلام دانہ کھاتے نہ زمین پر آتے نہ دنیا آباد ہوتی بلکہ غور سے معلوم ہوتا ہے کہ گرم و سرد، پاک و ناپاک اچھی بری چیزوں سے ہی دنیا کا نظام قائم ہے۔

باقی ''دیو'' کے بندے کا یہ کہنا کہ ''شیطان بھی وجہ کائنات ہے'' یہ وہابیہ دیو (شیطان) بندیہ کی اپنی شیطانی سوچ کا نتیجہ ہے۔ سنیوں کا بچہ بچہ کہتا ہے کہ اللہ عزوجل نے کائنات کو تخلیق ہی اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کیا۔ جیسا کہ ہمارے اکابرین کی متعدد کتب میں اس موضوع پر دلائل وقرآئن موجود ہیں۔ لیکن وہابی دیو بندی ان کے منکر ہیں۔

اسی طرح دیو کے بندے کی یہ بکواس کہ ''اسی کے دم سے دین اور دنیا باقی ہے گویا روح کائنات شیطان ہے'' اس دیو کے خائن سے پوچھو کہ مذکورہ حوالے میں یہ کہاں لکھا ہے کہ کائنات کی روح شیطان ہے؟ وہابی خواہ مخواہ جھوٹ بول کر وہ بات ہمارے ذمے لگا رہے

ہیں جس کا سرے سے ذکر ہی نہیں ہے۔ وہابیوں کے اس جھوٹ پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں ''جھوٹوں پر اللہ کی لعنت''۔

اسی طرح دیو بندی مفتی کے یہ الفاظ ''پیغمبروں کو ''نبوت'' اور ولیوں کو ''ولایت'' پیروں کو ''بزرگی'' شیطان کے سبب سے ملی ہے۔'' معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! یہ الفاظ دیو بندی مفتری کی کذب بیانی اور بہتان بازی ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے الفاظ ہرگز نہیں لکھے۔ اگر وہابی سچے ہیں تو یہ الفاظ نکال کر دیکھائیں ورنہ جھوٹوں کے لیے جو قرآن نے بیان فرمایا ہے وہ اس کے یقینی حق دار ہیں۔

لہٰذا نجدی وہابی دیو بندی مفتی نے ''شیطان کی عقیدت میں نبیوں کی توہین'' کا عنوان باندھا کر جو علماء اہل سنت کو نبیوں کا بے ادب و گستاخ قرار دینے کی کوشش کی وہ دیو بندی مفتی کی جہالت ہے اور ذبر دستی مسلمانوں کو گستاخ بنانے کا جنون سوار ہے۔ حالانکہ نبیوں کے گستاخ تو خود وہابی ہیں اور وہابیوں نے اپنی کتابوں [تقویۃ الایمان، صراط مستقیم، حفظ الایمان، براھین قاطعہ، تحذیر الناس وغیرہ] میں کھلے عام اللہ تبارک وتعالیٰ، انبیاء اکرام و اولیاء عظام کی گستاخیاں بکیں ''شیطان کی عقیدت میں نبیوں کی توہین'' کی۔ اور آج دن تک وہابی نجدی دیو بندی ان گستاخانہ عبارات کو اسلامی ثابت کرنے پر باضد ہیں۔

[نوٹ: اہلحدیث عبد الہادی عبد الخالق مدنی سعودی عرب کی تصنیف ''ابلیس و شیاطین سے متعلق چند حقائق۔'' داعی احساء اسلامک سینٹر۔ سعودی عرب۔ صفحہ 56 کا مطالعہ کرے۔ جس میں ابلیس کے وجود کی حکمتیں لکھی گئی ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے، اس کا کوئی کام حکمت و مصلحت سے خالی نہیں۔ اس نے خیر و شر دونوں پیدا کیے ہیں ......انبیاء و اولیاء ابلیس اور اس کے لشکروں سے معرکہ آرائی کے ذریعہ بندگی کے مراتکب کی تکمیل کرتے ہیں ......محبت و انابت، توکل و صبر و رضا اور اس جیسی عظیم عبادات جو اللہ کو محبوب ہیں، اللہ کی راہ میں قربانی کے بعد ہی حاصل ہوتی ہیں، اگر ابلیس اور اس کے لشکروں سے معرکہ آرائی نہ ہوتی تو یہ بے شمار فوائد کہاں سے حاصل ہوتے؟......اگر ابلیس اور اس کا لشکر نہ ہوتا تو شکر کی

بہت سی قسمیں ادا ہونے سے رہ جاتیں، آپ غور کریں کہ آدم علیہ السلام اپنے دشمن ابلیس کے فریب میں آ کر گناہ کر بیٹھے ہیں، پھر توبہ کرتے ہیں اور اللہ ان کی توبہ قبول فرماتا ہے...... متضاد صفات کے وجود سے مقابل کا حسن ظاہر ہوتا ہے، اگر بدصورتی نہ ہوتو خوبصورتی کی ودر نہ جانی جائے گی...... اگر ابلیس نہ ہوتا اور اس نے انبیاء کی مخالفت ودشمنی پر آمادہ کر کے لوگوں سے کفر نہ کرایا ہوتا تو بہت ساری الٰہی نشانیاں اور عجائبات قدرتی ظاہر نہ ہوتے جیسے طوفان نوح، عصائے موسیٰ، غرقابی فرعون وغیرہ۔]

اعتراض: ''کیا شیطان نبیوں کو گمراہ کر سکتا ہے۔''۔

''کوئی شخص اپنے سے شیطان کو دور نہ جانے اور نہ اپنے تقوے اور پرہیز گاری کا بھروسہ کرے...... دوسرے یہ کہ بڑوں بڑوں کو عورتوں کے ذریعے پھنساتا ہے۔'' (تفسیر نعیمی ج۱ ص۲۹۱)

''یقیناً بعض قارئین اس جگہ کچھ حیرت زدہ ہوں گے کہ اس میں بھلا کون سی بات سے شیطان کے فضائل کا عقیدہ ہے۔ تو ایسے حضرات سے گزارش ہے کہ اگر شاہ اسماعیل شہیدؒ کی عبارت میں لفظ بڑے سے انبیاء مراد لے کر انہیں گستاخِ رسول، کافر وغیرہ کے فتوے بدعتی حضرات کی طرف سے لگائے جاسکتے ہیں تو میرے خیال میں یہاں بھی ''بڑے بڑوں۔'' کے لفظ سے انبیاء کرام کی توہین و گستاخی کی وجہ سے مفتی احمد یار بریلوی کو کھری کھری سنائی جاسکتی ہیں...... اور پھر شیطان کے متعلق یہ کہنا کہ وہ بڑے بڑوں کو عورتوں کے ذریعے پھنساتا ہے۔ گویا انبیاء کرام بھی شیطان سے محفوظ نہیں...... کیا...... انبیاء کی توہین نہیں ہورہی؟ (بریلوں کی شیطان سے محبت، صفحہ ۱۳، ۱۴)

جواب:

کیابات ہے دیو کے مفتری کی کیا ہی نرالی تحقیق ہے۔ اَشرفعلی تھانوی نے صحیح کہا تھا کہ ''نہیں معلوم کہ ساری دنیا بدفہموں ہی سے آباد ہے یا ایسے (بدفہم دیوبندی) چھنٹ چھنٹ کر میرے ہی حصہ میں آ گئے ہیں۔'' (الافاضات الیومیہ حصہ دوم ص۱۵۱)

ہمیں دیو بندی مفتری کی نرالی تحقیق پر کچھ حیرت نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی کوئی حیرت زدہ ہے کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ''دیوی بن۔'' کے متاثرین بقول اَشرَفعلی تھانوی کے چھانٹے ہوئے بدفہم ہیں۔ دیو بندی مفتری نے جو یہ الفاظ لکھے ''گویا انبیاء و اولیاء شیطان سے محفوظ نہیں۔'' یہ محض دیو بندی مفتری کا جھوٹ، بہتان اور ان کے سرخیل دیو کا تصرف ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ہرگز یہ نہیں فرمایا۔ بلکہ خود مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تو فرماتے ہیں کہ ''انبیاء کرام عارف باللہ پیدا ہوتے ہیں نیز ان کے نفوس پاک ہیں اور وہ شیطانی اثر سے محفوظ ہیں۔ (جاء الحق)

اور خود دیو بندی وہابی مفتری نے بھی مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت اپنی اسی کتاب کے صفحہ ۱۴ پر لکھی کہ نور العرفان ص ۴۷۹۔ ''میں صاف لکھا ہے کہ ''شیطان نبی کو گمراہ نہیں کرسکتا اور ان سے گناہ نہیں کرا سکتا۔'' لہٰذا جب خود دیو بندی مفتری کو یہ اقرار ہے تو پھر حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ پر مذکورہ بالا اعتراض صریح بہتان و کذب بیانی ہے۔

پھر اگر دیو بندی مفتری کی بات کو مانا جائے تو یہ سودا بھی دیو بندیوں کو مہنگا پڑے گا کیونکہ اس سے خود ان کے اشرفعلی تھانوی صاحب بھی محفوظ نہیں رہیں گے تھانوی صاحب کی کتاب میں ہیڈ نگ نمبر ۱۱۵ متفرقات، تنبیہ اکابر بر عدم الامن من الشیطان۔'' (بڑے سے بڑے کامل کو شیطان سے بے فکر نہیں ہونا چاہیے) یہ ہیڈ نگ لگائی اور اس کے تحت حدیث بھی لکھی کہ...... ترجمہ: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور اسی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''دشمن خدا یعنی ابلیس ایک شعلہ آگ کا لایا تا کہ اس کو میرے منہ میں لگائے۔'' (اسی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محفوظ رکھا) ف: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خواہ کوئی کتنا ہی بڑا کامل نہ ہو جائے مگر اس کو شیطان سے بے فکر نہ ہونا چاہیے بلکہ ہمیشہ ہوشیار و بیدار رہے کہ کسی موقع پر اس کو لغزش میں نہ ڈال، اس خبیث کی جرات دیکھئے کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی تک پہنچنے کا اس کو حوصلہ ہوا، مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام سے گناہ نہیں کرا سکتا اس لیے اضرار جسمانی ہی کی ہوس ہوئی۔ (التکشف: حقیقۃ الطریقہ من السنۃ الانیقہ ۵۳۸)

اب دیوبندی مفتری بتائے کہ اس کے اصول کے مطابق یہاں بھی بڑے سے بڑے سے مراد نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے کہ نہیں؟ جبکہ تھانوی تو اس ہیڈنگ کے تحت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا باقعیدہ ذکر بھی کررہا ہے۔ آخر اس حدیث کو یہاں لکھ کر کیا ظاہر کرنے کی کوشش کی؟ لہٰذا اگر دیوبندی مفتری کے طرز کو اختیار کیا جائے تو بے شمار دیوبندی علماء و اکابرین کی عبارات پیش کی جاسکتی ہے۔ اور دیوبندی مفتری کو خوب کھری کھری سنائی جا سکتی ہیں......۔

لہٰذا تقویۃ الایمان اور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو نہ سمجھنا یا سمجھ کر بھی ایسی جہالانہ باتیں کرنا دیوبندی مفتری ہی کو زیب دیتا ہے، مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ علیہ کی عبارت میں عموم ہے۔ ایسی بات ہرگز نہیں جو صاحب تقویۃ الایمان نے لکھی ہے۔

اور بالفرض محال اگر اس عبارت ''بڑوں بڑوں کو عورتوں کے ذریعے پھنساتا ہے'' میں انبیاء و اولیاء کو شامل بھی کیا جائے تو بھی یہاں پھنسانے سے مراد دھوکا دہی ہے اور ہم آگے حوالہ جات پیش کررہے ہیں جس میں علماء دیوبند نے صاف لکھا کہ شیطان نے حضرت حوا کو دھوکے میں ڈالا اور پھر حضرت حوا کے کہنے پر حضرت آدم علیہ السلام نے جنت میں دانا کھالیا تھا۔ لیکن وہاں چونکہ بات دیوبندیوں نے لکھی ہے اس لیے دیوبندیوں کی زبان کے ساتھ قلم بھی بند ہیں۔

تقویۃ الایمان کی عبارت کا دیوبندی ناکام دفاع

جناب مفتری صاحب! اسماعیل دہلوی کی عبارت کا اگر دفاع کرنے ہی تھا تو سرِ عام سامنے آکر دفاع کرتے اور شاہ اسماعیل دہلوی کی عبارت کو مکمل نقل بھی کردیتے۔ لیجئے دہلوی صاحب کی عبارت ہم پیش کردیتے ہیں۔ ملاحظہ کیجیے۔

☆ دہلوی صاحب کہتے ہے کہ ''اور یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔'' (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ ۲۵)

اور پھر دوسری جگہ لکھا کہ ''اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء و اولیاء اس کے رو برو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔'' (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان ۵۳) معاذ اللہ عزوجل

دیوبندی مفتری صاحب آپ اس بات کی خوب تحقیق کر سکتے ہیں کہ آپ کے شاہ اسماعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں مخلوقات کو صرف دو ہی اقسام میں تقسیم کیا ہیں۔ ایک چھوٹی مخلوق اور دوسری بڑی مخلوق۔ چھوٹی مخلوقات سے تو عام لوگوں کو مراد لیا لیکن بڑی مخلوق سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کو لیا۔

☆ شاہ صاحب کہتے ہیں کہ ''انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے۔'' (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ ۳۲)

☆ پھر کہتے ہیں کہ ''جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے...... یہ بڑے لوگ اول اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سیکھاتے ہیں۔'' (تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان صفحہ ۵۹)

پتہ چلا کہ وہابی دہلوی کے نزدیک مخلوقات کی صرف دو ہی اقسام ہیں۔ ایک بڑی اور دوسری چھوٹی۔ بڑی مخلوق سے مراد تو انبیاء و اولیاء ہیں اور چھوٹی سے مراد عام لوگ ہیں۔

☆ اسی طرح دیوبندی وہابی علماء نے ''تقویۃ الایمان مع تذکر الاخوان۔'' میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ ''تو اس سبب سے صاحب تقویۃ الایمان علیہ الرحمۃ والغفر ان نے ایسے عوام لوگوں کے گمان باطل کرنے کو جو بزرگان دین اور اولیاء اللہ کو سمجھتے ہیں کہ جو چاہیں سو کریں لکھا کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان مع تذکر الاخوان، صفحہ ۲۳۹)

تو اس عبارت سے بالکل واضح ہو گیا کہ خود اسماعیل دہلوی صاحب کے پیروکاروں کو بھی تسلیم ہے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اس میں بزرگان دین اور اولیاء اللہ شامل ہیں۔

☆ اسی طرح دیو بندی امام رشید احمد گنگوہی صاحب سے کسی سائل نے اسی مذکور عبارت کو لکھ کر سوال پوچھا کہ "اس عبارت کے مضمون کا کیا مطلب ہے مولانا علیہ الرحمۃ نے کیا مراد لیا ہے۔۔" تو گنگوہی نے اس کا مطلب سمجھاتے ہوئے لکھا کہ "اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی بے نہایت برائی ظاہر کرنا ہے کہ اس کی سب مخلوقات اگر چہ کسی درجہ کی ہو اُس سے کچھ مناسب نہیں رکھتی۔ کمہار لوٹا مٹی کا بنا دے اگر چہ خوبصورت پسندیدہ ہو اس کو احتیاط سے رکھے مگر توڑنے کا بھی اختیار ہے اور کوئی مساوات کسی وجہ سے لوٹے کو کمہار سے نہیں ہوتی۔ پس حق تعالیٰ کی ذات پاک جو خالق محض قدرت ہے اس کے ساتھ کیا نسبت و درجہ کسی خلق کا ہو سکتا ہے چمار کو شہنشاہ دنیا سے اولاد آدم ہونے میں مناسبت و مساوات ہے اور شہنشاہ نہ خالق و رازق چمار کا ہے تو چمار کو تو شہنشاہ سے مساوات بعض وجودہ سے ہے بھی مگر حق تعالیٰ کیساتھ اس قدر بھی مناسبت کسی کو نہیں کہ کوئی عزت برابری کی نہیں ہو سکتی۔۔ فخر عالم علیہ السلام باوجودیکہ تمام مخلوق سے برتر و معزز و بے نہایت عزیز ہیں کہ کوئی مثل ان کے نہ ہوا نہ ہوگا مگر حق تعالیٰ کی ذات پاک کے مقابلہ میں وہ بھی بندہ مخلوق ہیں۔ تو یہ سب (جو عبارت لکھی) حق ہے مگر کم فہم اپنی کجی فہم سے اعتراض بیہودہ کر کے شانِ حق تعالیٰ کو گھٹاتے ہیں اور نام حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھتے ہیں۔ (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۲۲۴)

تو گنگوہی صاحب کو بھی اقرار ہے کہ اسکی سب مخلوقات اگر چہ کسی درجہ کی ہو (یعنی ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی) اُس سے کچھ مناسب نہیں رکھتی۔...... فخر عالم علیہ السلام باوجودیکہ تمام مخلوق سے برتر و معزز و بے نہایت عزیز ہیں (اور دہلوی کے مطابق تو اسی مخلوق کا یہی درجہ تو بڑی مخلوق ہے کہ کوئی مثل ان کے نہ ہوا نہ ہوگا مگر حق تعالیٰ کی ذات پاک کے مقابلہ میں وہ بھی بندہ مخلوق ہیں۔ تو یہ سب (یعنی اسماعیل دہلوی نے جو کہا کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے) حق ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

لہٰذا امام الوہابیہ شاہ اسماعیل دہلوی نے "بڑی چھوٹی مخلوق کی۔" خود تخصیص فرما دی۔ لہٰذا دیوبندی مفتری کی بدفہمی ہے کہ اس نے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے

محض عمومی حکم کو تخصیص سمجھ لیا۔

کچھ اعتراضات کا جواب دینے سے پہلے ہم اہلسنت و جماعت کا عصمت انبیاء علیہ السلام کے متعلق عقیدہ ناظرین کی خدمت میں پیش کریں گئیں۔

عصمت انبیاء اور عقیدہ اہل سنت

سب سے پہلے تو یہ یاد رہے کہ انبیاء اکرام علیہ السلام معصوم ہوتے ہیں اور عصمت انبیاء کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کی مستند و معتبر کتب میں موجود ہے۔ جیسا کہ خود حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''جاء الحق۔'' میں ''قہر کبریا بر منکرین عصمتِ انبیاء'' کے نام ایک مکمل باب تحریر فرمایا۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''عصمت انبیاء قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ اجماع امت دلائل عقلیہ سے ثابت ہے اس کا انکار وہ ہی کرے گا۔ جس کے پاس دل و دماغ کی آنکھیں نہ ہوں۔ رب تعالیٰ نے شیطان سے فرمایا (ترجمہ) اے ابلیس میرے خاص بندوں پر تیری دسترس نہیں۔'' شیطان نے خود بھی اقرار کیا تھا کہ ''اے مولیٰ میں ان سب کو گمراہ کر دونگا سوا تیرے خاص بندوں کے'' معلوم ہوا کہ انبیاء کرام تک شیطان کی پہنچ نہیں اور وہ انہیں نہ تو گمراہ کر سکے اور نہ بے راہ چلا سکے پھر ان سے گناہ کیونکر سرزد ہوں تعجب ہے کہ شیطان تو انبیاء کو معصوم مان کر ان کو بہکانے سے اپنی معذوری ظاہر کرے اس زمانہ کے بے دین ان حضرات کو مجرم مانیں۔...... انبیائے کرام شرک اور گناہ کرنے کا کبھی ارادہ نہیں فرماتے یہ ہی عصمت کی حقیقت ہے...... ان حضرات کے نفوس انہیں فریب دیتے ہی نہیں ......نبوت نور ہے اور گمراہی تاریکی، نور و ظلمت کا اجتماع ناممکن ہے......انبیاء کرام عارف باللہ پیدا ہوتے ہیں نیز ان کے نفوس پاک ہیں اور وہ شیطانی اثر سے محفوظ ہیں۔ (جاء الحق)

اور اسی طرح ''جاء الحق۔'' کے اسی باب اور ''تفسیر نعیمی۔'' میں بھی مکمل تفصیل قرآن و احادیث اور علمائے امت کے حوالہ جات کی روشنی میں موجود ہے۔ للہذا معترضعین کی طرف

سے جو شکوک وشبہات عوام الناس کے اذہان میں اہل سنت و جماعت کے خلاف ڈالے گے ہیں۔ یہ محض کذب بیانی اور بہتان بازی ہے اگر انصاف و ایمانداری کے ساتھ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جاء الحق اور تفسیر نعیمی کا مطالعہ کریں تو کسی قسم کا اعتراض قائم ہی نہیں ہو سکتا۔

دیوبندی امام قاسم نانوتوی کا عقیدہ

دیو بندی مفتری نے ہم اہل سنت و جماعت پر تو اعتراض کر دیا لیکن اپنے دار العلوم دیو بند کے بانی قاسم نانوتوی کی کتاب کا مطالعہ نہیں کیا، قاسم نانوتوی کہتے ہیں کہ ''پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں اور ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔'' (تصفیۃ العقائد صفحہ 22)

دیو بندی قاسم نانوتوی کہتے ہیں کہ ''ہاں جس جگہ دفع فساد خود کذب پر ہی موقوف ہو جیسا کبھی اصلاح بین الناس میں ہوتا ہے تو پھر یہ تامل بیجا ہے بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنیٰ سمجھنا کہ یہ معصیت ہے، اور انبیاء علیہ السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔'' (تصفیۃ العقائد صفحہ 24)

دیوبندی علماء کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں عقیدہ

یہ تو تھا مسئلہ عصمت انبیاء اکرام کا، علماء دیو بند کے نزدیک تو اللہ تبارک و تعالیٰ بھی گناہ یعنی افعالِ قبیحہ [جھوٹ وغیرہ] بولنے پر قادر ہے۔

☆ محمود الحسن دیوبندی لکھتا ہے ''افعال قبیحہ مقدور باری تعالیٰ ہیں۔'' ملخصا (الجہد المقل جلد ا ص ۲۱) یعنی جو جو افعال قبیحہ (بُرے کام) ہیں وہ دیو بندی مولانا کے نزدیک اللہ بھی کر سکتا ہے۔ ہم تو کہتے ہیں کہ ہر عیب و نقص اللہ و رسول اللہ کے لیے محال ہے۔ لیکن دیو بندیوں کا یہ عقیدہ صاف سامنے آ گیا کہ اللہ ہر عیب پر قادر ہے۔ (نعوذ باالله تعالیٰ عن ذالك علواً كبيراً)۔

☆ مولوی خلیل احمد دیوبندی نے بھی لکھا کہ جو کام آدمی کرسکتا ہے اللہ بھی کرسکتا ہے اگر نہ کرے گا تو انسان کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ جائے گی۔ "اگر حق تعالیٰ کلام کاذب پر قادر نہ ہوگا تو قدرتِ انسانی قدرت ربانی سے زائد ہوجائے گی۔ (الجہد المقل ۴۴) مزید لکھا "کذب متنازعہ فیہ صورت ذاتیہ میں داخل نہیں بلکہ صفاتِ فعلیہ میں داخل ہے۔ (الجہد المقل ۴۰)

☆ مولوی محمود الحسن نے اپنی کتاب میں نقل کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ "یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کو جھوٹ بولنے پر قادر نہیں سمجھتے اور اس کا جھوٹ بولنا محال سمجھتے ہیں یہ اللہ کی تعریف نہیں ہوسکتی۔" مفہوم (الجہد المقل)

☆ اسماعیل دہلوی صاحب نے اپنے سالہ یک روزی صفحہ ۴۵ پر کہا "یعنی ہم نہیں مانتے کہ جھوٹ بولنا محال بمعنی مسطور (تحت قدرتِ الٰہی نہیں) آگے لکھتے ہیں کہ "اگر خدا جھوٹ نہ بول سکے تو یہ لازم آئے گا کہ انسان کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ جائے۔"

☆ علماء دیوبندی کے رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ لکھتے ہیں کہ "صاحب براہین قاطعہ نے جو تحریر کیا ہے وہ دراصل کذب نہیں بلکہ صورت کذب ہے اسکی تخصیص میں طول ہے الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے...... کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے...... پس ثابت ہوا کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہو وھو علی کل شیء قدیر۔" (فتاوی رشیدیہ ۲۳۸) اسی طرح علمائے دیوبند کی کتاب "براہین قاطعہ" میں دیوبندی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کہتے ہیں کہ "امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا۔" (براہین قاطعہ، صفحہ ۶)

نعوذ باللہ تعالیٰ عن ذالك علواً کبیرا۔ یہ ہے دیوبندیوں کا ہمارے پاک رب عزوجل کے بارے میں عقیدہ۔ دیوبندی علماء کے مسئلہ امکان کذب الٰہی کے رد میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مدلل و مستند کتاب تحریر فرمائی جس کا نام ہے "اللہ جھوٹ سے پاک ہے"۔ اور دیوبندی آج دن تک اس کتاب کا رد نہیں لکھ سکے۔ الحمدللہ عزوجل۔

حق آگاہ نظر سے کیوں کر وہ پوشیدہ رہ پائے گی
جھوٹ کی رنگین چادر سے تم جو سچائی ڈھانک رہے ہو

لھٰذا دیو بندی مفتری اپنے مسلک کا ماتم کرے۔ جسمیں نبی تو نبی، خدا بھی جھوٹ بولنے اور افعال قبیحہ پر قادر ہے۔ معاذ اللہ عزوجل۔ اب ''دیو'' بندی مفتری صاحب کے اعتراضات کے جوابات ملاحظہ کیجیے۔

اعتراض: ''شیطان نبی سے بھول چوک کرواسکتا ہے۔''۔

''شیطان نبی کو گمراہ نہیں کرسکتا اور ان سے گناہ نہیں کراسکتا، مگر ان سے بھول چوک کراسکتا ہے۔'' (نور العرفان ص ۴۷۹)

''شیطانی قدرت کا واضح انداز میں اقرار ہو رہا ہے، انبیاء کرام علیہ السلام جو کے مقدس اور پاک نفوس کے مالک ہوتے ہیں شیطان ان کو بھول چوک کروائے یہ تو دور کی بات وہ تو انبیاء کے قریب بھی نہیں بھٹک سکتے۔'' (بریلویوں کی شیطان سے محبت، ص ۱۴)

جواب:

الحمد للہ عزوجل! خود دیو بندی مفتری کے قلم سے بھی یہ گواہی محفوظ ہو گی کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ''شیطان نہ ہی کسی نبی کو گمراہ کرسکتا ہے اور نہ ہی ان سے کوئی گناہ کراسکتا ہے۔''۔ حق وہ جو مخالف کی زبان سے نکلے تو پتہ چلا کہ دیو بندی بھی مانتے ہیں کہ اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی علماء کا عقیدہ یہی ہے لیکن دیو بندی مفتری صرف تفرقہ بازی اور اپنے قرن الیشطان کو ذلت سے بچانے لیے غلط بیانی اور کذب بیانی کر کے اہل سنت و جماعت (سنیوں) کو بدنام کرتے ہیں۔

اب رہا یہ مسئلہ کہ ''ان سے بھول چوک کراسکتا ہے'' تو بھول چوک کوئی گناہ نہیں بلکہ خلافِ اولیٰ امر مراد ہے۔ وہابیوں دیو بندیوں کی اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھا ہے کہ

☆ ''حضرات انبیاء کے حق میں ترک اولیٰ ایسا ہے جیسا کہ دوسروں کے حق میں

خفاء۔ حاشیہ ملا عبد الحکیم علی الخیالی صفحہ ۲۶۱۔ حضرات انبیاء کی خطاء کے معنیٰ یہ ہے کہ افضل اور اولیٰ سے چوک گئے اور بھولے سے غیر اولیٰ اور غیر افضل کے مرتکب ہوئے اور اوروں کی خطا کے معنیٰ یہ ہیں کہ حق اور ہدایت سے چوک گئے۔ (معارف القرآن جلد اص ۱۳۸ دیو بندی)

☆ دیو بندی تفسیر معارف القرآن میں قسم چہارم کے تحت ہے کہ "انبیاء کبائر سے تو بالکلیہ پاک ہوتے ہیں البتہ صغائر یعنی خلافِ اولیٰ امور کبھی کبھی سہواً اور نسیاناً ان سے صادر ہو جاتے ہیں...... (معارف القرآن ج ا صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱)

☆ دیو بندی مفسر لکھتے ہیں کہ "اور حضرت آدم کی معصیت سہو اور نسیان اور ذہول اور غفلت کی بنا پر تھی اس لیے انکو بارگاہِ خداوندی سے کلمات معذرت کا القاء اور الہام ہوا۔ (معارف القرآن جلد ا صفحہ ۱۳۳)

علمائے دیو بند کے ان مفسر صاحب کی اس تفسیر سے پتہ چلا کہ انبیاء اکرام کی بھول چوک کوئی گناہ نہیں۔ اور یہی بات مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ باقی خود دیو بندی وہابی مفتری نے حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب کا یہ حوالہ نقل کیا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ کے نزدیک "شیطان نہ ہی کسی نبی کو گمراہ کر سکتا اور نہ ہی ان سے گناہ کرا سکتا"۔ لہٰذا جو خبیث معنیٰ دیو بندی مفتری اخذ کر کے عوام الناس کے سامنے پیش کرنا چاہتا تھا وہ خود اس کے اپنے نقل کردہ حوالہ سے ختم ہو گیا۔ الحمد للہ عز وجل۔

اب رہا "شیطان کا ان کو بھول چوک کروانے کا اعتراض تو "نور العرفان ص ۴۷۹" کی اسی عبارت میں صاف لکھا ہے کہ "شیطان نبی کو گمراہ نہیں کر سکتا اور ان سے گناہ نہیں کرا سکتا" اور یہ بات خود دیو بندی مفتری نے بھی اپنی اسی کتاب میں لکھی لہٰذا اس سے بھی بالکل واضح ہو گیا کہ بھول چوک جن کاموں کو کہا گیا وہ خلاف اولیٰ کام ہیں۔ کوئی گمراہی و گناہ نہیں۔ خود علماء دیو بند نے بھی اپنی کتب و تفاسیر میں اس بات کا اقرار کیا ہے۔ کہ شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو لغزش میں ڈالا تھا۔ ملاحظہ کیجیے۔

☆ دیو بندی مفسرین نے لکھا کہ "اب ابلیس کو ایک موقعہ ہاتھ آیا اور اس نے

حضرت آدم وحوا کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ شجر ''شجر خلد'' ہے...... یہ سن کر حضرت آدم کے انسانی اور بشری خواص میں سب سے پہلے نسیان (بھول چوک) نے ظہور کیا۔ (گلدستہ تفاسیر ۱/۱۱۶)

جی دیو بندی مفتری یہ تو آپ کے گھر کے وہابی بزرگ ہیں جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ابلیس نے حضرت آدم وحوا کے دل میں وسوسہ ڈالا...... (آدم علیہ السلام پر) سب سے پہلے نسیان نے ظہور کیا۔ لہٰذا اب بتاؤ کہ کیا کہوں گے؟ مزید آگے چلیے اور مزید اپنے دیو بندی مذہب کے حوالے ملاحظہ کیجیے۔

☆ علماء دیو بند کی مشہور تفسیر میں شیطان کے بارے میں ہے کہ شیطان کی ''اسی حیثیت نے اندر جا کر حضرت آدم وحوا سے گفتگو کی اور ان کو لغزش میں ڈال دیا۔ (گلدستہ تفاسیر ۱/۱۱۶)

☆ دیو بندی تفسیر میں لکھا ہے کہ ''حضرت آدم کے ظلم کے معنی یہ ہیں کہ اے پروردگار ہم نے شیطان کے دھوکہ میں آکر اپنا نقصان کیا۔ (گلدستہ تفاسیر جلد ۲ ص ۴۸۴)

☆ علمائے دیو بند حضرت آدم علیہ السلام کی لغزش کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''ممکن ہے کہ (شیطان نے) بغیر (آدم علیہ السلام سے) ملاقات کے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا ہوا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ شیطان جنات میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے جنات کو بہت سے ایسے تصرفات پر قدرت دی ہے جو عام طور پر انسان نہیں کر سکتے ان کو مختلف شکلوں میں متشکل ہو جانے کی بھی قدرت دی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اپنی قوت جنیہ کے ذریعے مسمریزم کی صورت سے آدم وحوا کے ذہن کو متاثر کیا ہو۔ (گلدستہ تفاسیر جلد اول صفحہ ۱۲۱)

☆ اسی دیو (شیطان) بندی تفسیر میں شیطان کے بارے میں ہے ''غرض شیطان نے کوشش کی کہ عصیان کرا کر آدمؑ کے بدن سے بطریق مجازات جنت کا خلعت فاخرہ اتوا دے۔ یہ میرا خیال ہے۔ (گلدستہ تفاسیر جلد ۲ زیر آیت مذکورہ صفحہ ۴۸۲)

پتہ چلا کہ دیو بندی مذہب میں شیطان انبیاء کرام کو لغزش و دھوکہ میں ڈال سکتا ہے

بلکہ ان سے عصیان کرا سکتا ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر میں تو صرف ''بھول'' کی بات پر دیو مفتری نے اعتراضات کی بارش برسا دی۔ لیکن یہاں خود دیو بندی علماء واکابرین کی تفاسیر میں تو بات آگے چلی گئی کہ شیطان ان کو لغزش میں ڈال سکتا ہے، یہ شیطانی دھوکے میں آ سکتے ہیں، شیطان ان کو عصیان میں مبتلا کر سکتا ہے۔ لہٰذا دیو بندی مفتری نے ناسمجھی میں اپنے دیو بندی اکابرین کے مذہب کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ کنواں تو ہم اہل سنت و جماعت کے لیے گھودا تھا لیکن اس میں دیو بندی اکابرین ومفسرین گِر کر مٹی میں مل گے۔

دیو بندی مفتری نے ان سب باتوں کو ہم سنیوں کے خلاف اس لیے لکھا کہ دیو بندی استدلال کے مطابق یہ باتیں شیطان سے محبت کی دلیل ہیں تو اب ہمارے پیش کردہ دیو بندی حوالہ جات سے دیو بندی مفتری کے استدلال کے مطابق دیو بندی علماء کی شیطان سے محبت ثابت ہوئی۔ مبارک ہو تمھارا یہ سلسلہ تا قیامت قائم رہے۔

دیوبندی مفتی اپنے اعتراض کی زد میں

دیو بندی نے نور العرفان ص ۴۷۹ کی یہ عبارت لکھی کہ ''شیطان نبی کو گمراہ نہیں کر سکتا اور ان سے گناہ نہیں کرا سکتا، مگر ان سے بھول چوک کرا سکتا ہے۔'' (بریلویوں کی شیطان سے محبت صفحہ ۱۴) تو اس عبارت کو لکھ کر دیو بندی مفتری نے لکھا کہ ''شیطانی قدرت کا کس واضح انداز میں اقرار ہو رہا ہے؟'' (بریلویوں کی شیطان سے محبت صفحہ ۱۴)

یعنی دیو بندی مفتی کے اصول کے مطابق شیطان کا وسوسہ ڈالنا شیطان کی قدرت یا طاقت کا اقرار کرنا ہے تو دیو بندی مفتری کے اصول کے مطابق علماء دیو بند نے شیطان کی یہ قوت وطاقت تسلیم کر لی ہیں۔ کیونکہ ہمارے پیش کردہ مذکورہ بالا دیو بندی کتب کے حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ دیو۔ بندیوں کے مطابق

☆ ''ابلیس...... نے حضرت آدم وحوا کے دل میں وسوسہ ڈالا۔ (گلدستہ تفاسیر ۱/۱۱۶)

☆ شیطان نے حضرت آدم...... کو لغزش میں ڈالا۔ (گلدستہ تفاسیر ۱/۱۱۶)

☆ ''حضرت آدم...... نے شیطان کے دھوکہ میں آکر اپنا نقصان کیا۔ (گلدستہ تفاسیر جلد ۲ ص ۴۸۴)

لہٰذا دیو بندی مفتری کے مطابق شیطان کے لیے یہ قدرت علماء دیو بند نے تسلیم کی۔ اور جو اعتراض ہم پر کرنے نکلے تھے خود دیو بندی علماء کے گلے کا پھندہ بن گیا۔ لہٰذا اب اگر دیو بندی مفتری میں ہمت ہے تو اپنے ان دیو بندی علماء پر بھی وہی فتوے جاری کرے جو کہ ہم سنیوں پر کیا ہے۔

کیا انبیاء کرام علیہم الصلوۃ السلام کے قریب شیطان نہیں آسکتا؟

دیو (شیطان) بندی مفتی نے علماء اہل سنت کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے آنکھیں بند کر کے یہ اعتراض کر دیا کہ ''انبیاء کرام علیہم السلام جو کہ مقدس و پاکیزہ نفوس کے مالک ہوتے ہیں شیطان ان کو بھول چوک کرائے یہ تو دور کی بات ہے وہ تو انبیاء کے قریب بھی نہیں بھٹک سکتے۔'' (بریلویوں کی شیطان سے محبت صفحہ ۱۴)

جواب:

دیو بندی مفتری کہتا ہے کہ شیطان ''انبیاء کے قریب بھی نہیں بھٹک سکتے۔'' لیکن اس کے برعکس دیو بندیوں کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ صاحب کہتے ہیں کہ ''جب حقیقت حال یہ ہو کہ شیطان، انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس بھی آتے ہیں ان کو اذیت پہنچاتے ہیں ان کی نماز میں فساد اور خلل ڈالتے ہیں تو دوسرے لوگوں کا کیا حال ہوگا۔'' (کتاب الوسیلہ ۷۳)

دیو بندی مفتری کا کہنا کچھ اور ہے اور دیو بندی شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا کہنا کچھ اور ہے۔ اولاً تو بتایا جائے کہ ان دونوں وہابیوں میں سے کس کی بات سچی اور کسی کی جھوٹی ہے؟ اگر دیو بندی مفتری کی بات سچی مانی جائے تو دیو بندیوں کے شیخ السلام ان کے فتوے کی زد میں آتے ہیں اور جھوٹے بھی کہلاتے ہیں اور اگر ابن تیمیہ کی بات مانی جائے تو دیو بندی مفتری صاحب کا دعویٰ ان کے برعکس ثابت ہوتا ہے۔ بحر حال اگر دیو بندی مفتری

صاحب اگر سچے ہیں تو ابن تیمیہ کے بارے میں علماء دیو بند کا کیا حکم ہے؟

اب دو مشہور روایات ملاحظہ کیجیے اور دیو بندی مفتری کی اس بات کا خود فیصلہ کیجیے کہ کس حد تک صحیح ہے؟

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے شیطان کو کنکریاں کیوں ماریں؟

تمام مسلمان جب حج پر جاتے ہیں تو شیطان کو کنکریاں مارتے ہیں، کیا دیو بندی مفتری صاحب ہمیں بتانا پسند کریں گے کہ یہ کنکریاں سب سے پہلے کس نے ماریں؟ اور کس کو ماریں؟ اور کیوں ماریں؟ اگر نہیں بتا سکتے تو سنئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو قربانی کو حکم ہوا تو منیٰ میں شیطان نے آپ کا مقابلہ کیا لیکن آپ جیت گئے، پھر حضرت جبریل آپ کو جمرہ عقبیٰ پر لے گئے لیکن شیطان نے وہاں بھی رکاوٹ ڈالنا چاہی تو آپ نے اس کو سات کنکریاں ماریں اور چل پڑے، پھر شیطان نے جمرہ وسطیٰ میں آ کر رکاوٹ ڈالنا چاہی تب بھی آپ نے سات کنکریاں ماریں حتی کہ وہ بھاگ گیا۔ (شعب الایمان بیہقی۔ بحوالہ تاریخ جن وشیاطین، صفحہ 337) اسی طرح اس قسم کی روایات مسند احمد، مجمع الزوائد، کنز العمال کے حوالے سے اسی کتاب میں موجود ہے۔

لہٰذا دیو بندی مفتری صاحب بتایئے کہ اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ کیا ان مقامات پر شیطان وسوسے ڈالنے کے لیے نہیں پہنچا تھا؟ دیو بندی مفتری تو کہتا ہے کہ شیطان ”انبیاء کے قریب بھی نہیں بھٹک سکتے۔“ (بریلویوں کی شیطان سے محبت صفحہ ۱۴) لیکن اس روایت سے تو ثابت ہوا بلکہ تمام مشرق تا مغرب کے مسلمان یہی بات مانتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شیطان کو کنکریاں اسی وجہ سے ماریں تھیں کہ وہ قربانی کے عمل کو روکنے کے لیے آ پہنچا تھا۔ اب بتایئے کہ دیو بندی مفتی کی بات کو مانا جائے کہ اس روایت کو؟ لیکن یاد رہے کہ حملہ یا وسوسے ڈالنے کی کوشش کرنا ایک الگ بات ہے اور گناہ میں مبتلا کرنا ایک الگ بات ہے، مزید وضاحت آگے آرہی ہے۔

شیطان لعین "آنحضرت ﷺ" کے مقابلہ میں

تاریخ جنان وشاطین میں دیو بندی مترجم نے یہی مذکورہ بالا ہیڈ ینگ لگائی۔ اور لکھا کہ "حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو ہم نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "اعوذ بالله منك" میں تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا "العنك بلعنة الله" میں تجھ پر خدا کی لعنت بھیجتا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے اس طرح سے ہاتھ بڑھایا گویا کہ وہ کوئی شئے پکڑنا چاہتے ہیں۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم نے آپ سے ایسی بات سنی ہے جو آپ نے پہلے کبھی نہیں فرمائی اور آپ نے اپنے ہاتھ بھی پھیلائے تھے۔ (آپ ﷺ نے) فرمایا اللہ کا دشمن ابلیس آگ کا شعلہ لے کر آیا اور اس کو میرے منہ میں دینا چاہا تو میں نے کہا "اعوذ بالله منك" تو وہ پیچھے نہ ہٹا، میں نے پھر یہی (تین مرتبہ لعنت بھیجی) تب بھی نہ ہٹا۔ تو میں نے اس کے گرفتار کرنے کا ارادہ کرلیا۔ اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو صبح کو بندھا ہوا ہوتا اور مدینہ والوں کے بچے اس سے کھیلتے ہوتے۔ (مسلم نسائی [منہ] مسلم کتاب المساجد حدیث ۴۰، نسائی کتاب السہو باب ۱۹، دلائل النبوۃ بیہقی ۷/۹۸ بحوالہ تاریخ جنات وشیاطین 350,349 وہابی مترجم) علمائے وہابیہ کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کتاب الوسیلہ مترجم میں بھی یہی روایات صفحہ 70 پر موجود ہیں۔

اسی کتاب "تاریخ جنات وشیاطین" کے آخری صفحہ میں لکھا ہے کہ "امام بغوی شرح السنہ میں ذکر کرتے ہیں کہ ابلیس مشرک کی طرح طاہر العین ہے اور انہوں نے استدلال اس سے کیا کہ آنحضرت ﷺ نے شیطان کو نماز میں پکڑا تھا اور نماز نہیں توڑی تھی، تو اگر ابلیس نجس ہوتا تو آپ اس کو نماز میں نہ پکڑتے۔ ہاں یہ نجس الفعل اور خبیث الطبع ضرور ہے۔

(تاریخ جنات وشیاطین 420 مترجم دیوبندی)

لہٰذا مفتی احمد خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بات لکھی ان جیسی روایات کے پیش نظر ہی لکھی کہ شیطان کے حملے یعنی وسوسے سے کوئی بھی محفوظ نہیں۔

لیکن یاد رہے کہ حملہ یا وسوسے ڈالنے کی کوشش کرنا ایک الگ بات ہے اور گناہ میں مبتلا کرنا ایک الگ بات ہے، پھر وسوسہ اور گناہ دو الگ الگ باتیں ہیں۔ پھر برگزیدہ ہستیوں پر حملے کرنا اور حملے میں کامیاب ہونا دونوں ایک ہی بات نہیں۔ بلکہ دیکھئے ان روایات سے شیطان کا حملہ کرنا ثابت ہوتا ہے لیکن اللہ عزوجل نے اس کو یہ طاقت وقوت ہرگز نہیں دی کہ اس کا تسلط کسی نبی پر چل سکے۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی کتب و تفاسیر میں بار بار یہی کہا گیا کہ "وہ شیطان کے تسلط سے معصوم و محفوظ ہیں۔" (نور العرفان ۷۹۰) اور عصمت انبیاء کے بارے میں ہم پہلے بات کر چکے اور قرآن پاک بھی یہی فیصلہ ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغٰوِیْنَ. بیشک میرے بندوں پر تیرا کچھ قابو نہیں سوا ان گمراہوں کے جو تیرا ساتھ دیں۔ (پارہ 14 الحجر آیت 42) اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ وَ كَفٰی بِرَبِّكَ وَكِیْلًا۔ بیشک جو میرے بندے ہیں۔ ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب کافی ہے کام بنانے کو۔ (پارہ 15 الاسراء 65)

دیو۔بند مفسرین پر دیو۔بندی مفتری کے فتوے

جی دیو بندی مفتری صاحب! اب آنکھیں کھولو اور دیکھو کہ جو اعتراض تم خواہ مخواہ گھڑ کر علماء اہل سنت و جماعت پر لگانا چاہتے تھے وہی سب تو تمھاری دیوی بن کے متاثرین دیو بندی مفسرین پر عائد ہوئے۔ اب دیو بندی مفتری کا یہ اعتراض دوبارہ پڑھئے "انبیاء کرام علیہم السلام جو کہ مقدس و پاکیزہ نفوس کے مالک ہوتے ہیں شیطان ان کو بھول چوک کرائے یہ تو دور کی بات ہے۔ وہ انبیاء کرام کے قریب بھی نہیں بھٹک سکتا...... اگر یہ عقیدہ رکھا جائے تو کفار کی طرف سے یہ اعتراض وارد ہوسکتا ہے کہ اگر انبیاء کرام علیہم السلام سے بھول چوک ممکن ہے اور شیطان بھول چوک کرا سکتا ہے تو پھر قرآن اور شریعت سے متعلق یقینیت کہاں رہی۔"۔

اب خود فیصلہ کیجیے کہ کیا علماء دیو بند کے مذکورہ بالا مفسرین اسی دیو بندی مفتری کے

اعتراضات سے محفوظ رہے؟ ہر گز نہیں۔لہٰذا معلوم ہوا کہ دیو بندی مفتری نے جو اعتراض ہمارے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ پر کیا تھا وہ محض بغض و عناد کی بناء پر تھا ورنہ اگر اس کے دل میں کچھ بھی خوف خدا ہوتا تو اپنے گھر کی خبر لیتا۔

اعتراض: ''شیطان کے وسوسہ سے انبیاء بھی محفوظ نہیں''۔

''کوئی شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسے سے محفوظ نہیں، آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں داؤ مار دیا۔'' (نور العرفان ص ۲۴۱)

''تمام انبیاء و اولیاء شیطان سے پناہ مانگتے رہے کیونکہ اگرچہ وہ شیطان کے تسلط سے معصوم و محفوظ ہیں مگر وسوسے سے کوئی امن میں نہیں۔'' (نور العرفان ص ۷۹۰)

''ابلیس نے چار طرح آدم علیہ السلام کو وسوسے دے کر ورغلایا۔'' (تفسیر نعیمی ص ۸۹۸ ج ۱۶)

''وسوسہ ابلیس اور آپ کی خطاء و نسیان، رونا، توبہ کرنا اور ابدی زندگی کے لالچ، دائمی بادشاہت مل جانے کی خواہش، ابلیس کے جانسے میں آجانا، اس کا داؤ چل جانا...... یہ سب کچھ آپ کی بشریت کی واردات ہے۔ (تفسیر نعیمی ج ۱۶)

جواب:

دیو بندی مفتری صاحب قرآن پاک اور پھر اپنے گھر کے دیو بندی علماء کی تفاسیر کا مطالعہ کر لیتا تو کبھی ایسی بدفہمی کا مظاہرہ نہ کرتا۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

☆ فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وٗرِيَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ۔ وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ۔ پھر بہکایا (وسوسہ ان کو شیطان نے تاکہ کھولدے اُن پر وہ چیز کہ اُن کی نظر سے پوشیدہ تھی اُن کی شرمگاہوں سے اور وہ بولا کہ تم کو نہیں روکا تمہارے رب نے اس درخت سے مگر اسی لیے کہ کبھی تم ہو جاؤ فرشتے یا ہو جاؤ ہمیشہ رہنے والے۔اور اُن کے آگے قسم کھائی کہ میں البتہ تمہارا دوست ہوں

پھر مائل کرلیا اُن کو فریب سے۔ (الاعراف 20،21)

☆ دیو بندی مفسرین نے لکھا کہ ''اب ابلیس کو ایک موقعہ ہاتھ آیا اور اس نے حضرت آدم وحوا کے دل میں وسوسہ ڈالا کہ شجر ''شجر خلد۔'' ہے...... یہ سن کر حضرت آدم کے انسانی اور بشری خواص میں سب سے پہلے نسیان (بھول چوک) نے ظہور کیا......اور انہوں نے اس درخت سے پھل کھالیا۔ (گلدستہ تفاسیر ۱/۱۱۶)

☆ اسی طرح قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے کہ "فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰۤاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى۔ تو شیطان نے اسے وسوسہ دیا بولا اے آدم کیا میں تمہیں بتادوں ہمیشہ جینے کا پیڑ اور وہ بادشاہی کہ پرانی نہ پڑے (طہ 120)

☆ دیو بندی تفسیر میں ہے کہ ''پس وہ ہمارے اس عہد کو بھول گئے اور شیطان کی قسم کھانے سے دھوکہ کھا گئے......ابلیس کے وسوسے سے ان کی طبعیت نرم پڑ گئی......اس لیے نسیان واقعہ ہوا۔ (گلدستہ تفاسیر جلد ۵ طہ صفحہ ۱۶۵)

☆ دیو بندی تفسیر میں ہے کہ ''شیطان نے اس طرح سے حضرت آدمؑ کو دھوکہ دیا۔''
(گلدستہ تفاسیر جلد ۵ طہ صفحہ ۱۶۶)

☆ دیو بندی مفسرین نے لکھا کہ ''اس طرح شیطان کے دھوکے میں آکر شجرہ ممنوعہ کو شجرۃ الخلد سمجھ بیٹھے۔ اور بھولنے سے اپنے پیرور دگار کی نافرمانی اور خلاف حکم کر بیٹھے۔ پس اس طرح وہ راہ صواب سے ہٹ گئے اور لغزش کھا گئے۔ (گلدستہ تفاسیر جلد ۵ طہ صفحہ ۱۶۷)

☆ اسی طرح علمائے دیو بند کی دوسری مشہور معتبر تفسیر میں ہے کہ ''حضرت آدم اور حواء دونوں جنت پر شیدا اور فریضہ تھے اس لیے ابلیس کی قسم سے دھوکہ میں آ گئے۔ (معاف القرآن جلد ۱ ص ۱۳۸)

☆ خود علماء دیو بند کی مشہور تفسیر میں ہے کہ ''یعنی باوجود نبوت ورسالت کے پھر میں بشر ہوں فرشتہ نہیں۔ تمہاری طرح کھاتا اور پیتا ہوں۔ اپنی حوائج ضروریہ کے لیے بازاروں میں بھی آتا جاتا ہوں۔ یہ سب بشریت کے لوازم اور خواص ہیں۔ نبوت ورسالت کے

منافی نہیں۔ بہر حال سہو اور نسیان انسانیت کے لوازم میں سے ہے ...... سہو اور نسیان بھی نبوت اور عصمت کے منافی نہیں۔ (معارف القرآن ج ۱ صفحہ ۱۴۱)

☆ اسی دیو بندی تفسیر میں ہے "شیطان تاک میں تھا کہ ان سے کوئی گناہ اور لغزش صادر ہو ...... چنانچہ حضرت آدمؑ کے بہکانے اور پھسلانے کی فکر شروع کی۔ حضرت آدم اور حضرت حواؑ کے پاس گیا ...... حضرت آدمؑ اور حواؑ ابلیس کی ان دلفریب باتوں سے تردد اور اضطراب میں پڑ گئے ...... اور قرب اور وصال کے حصول کے شوق میں لا تقربا هذه الشجرة کے حکم سے ذہول ہو گیا اور اس کی عداوت کو بھی بھول گئے ...... پس شیطان نے آدم اور حوا کو اس درخت کے بچنے سے اس طرح پھسلا دیا اور معلوم نہیں کہ حضرت حواؑ اور حضرت آدم کے سامنے اس لعین نے کیا کیا دلفریب باتیں بنائی ہوں گی جس سے وہ دھوکہ میں آ گئے ...... (اسی میں آگے لکھا کہ) "شیطان نے بذریعہ وسوسہ حضرت آدم اور حوا کو لغزش دی۔ (معارف القرآن جلد ۱ صفحہ ۱۳۰ تا ۱۳۳)

اعتراض: "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعض آیات کا نسیان۔"

"کہ یہ ممکن ہے کہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو) بعض آیات کا نسیان ہوا ہو۔" (ملفوظات حصہ ۳ ص ۹)

"ممکن ہے۔" بول کر قرآن سے متعلق جو شکوک پیدا کرنے چاہیے تھے اور شیعیت کے لیے جو راستہ ہموار کرنا چاہتے تھے وہ اس میں انشاء اللہ ناکام رہیں گے۔" (بریلویوں کی شیطان سے محبت ۱۵)

جواب:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سہو (بھول) ہونا کسی حکمت الٰہیہ پورا کرنے لیے ہو سکتا ہے، دماغی کمزوری سے بھولنا عیب ہے اس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے: میں بھولتا نہیں بلکہ بھلایا جاتا ہوں۔ (الشفاء، موطا) ...... پس نبی کا از خود بھولنا عیب ہے مگر من جانب اللہ بھلایا جانا اور بھولنا عیب ہرگز نہیں۔ حافظہ کی کمزوری یا نسیان کی بیماری سے آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پاک ہیں۔ بلکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو دوسروں کو حافظہ عطا فرماتے ہیں، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھنے سے بھولا ہوا حافظہ واپس آجاتا ہے۔

ما ننسخ من آیة او ننسها۔ سورۃ البقرۃ:١٠٦: جب کوئی آیت ہم منسوخ فرمادیں یا بھلادیں......

سنقرئك فلا تنسى الا ماشاء الله۔ سورۃ الاعلیٰ:٦۔٧: اب ہم تمہیں پڑھائیں گے کہ تم نہ بھولو گے مگر جو اللہ چاہے۔ تفسیر زاد المسیر ابن جوزی میں ہے: قوله عزّ وجلّ:

سَنُقْرِئُكَ فَلا تَنْسى إِلَّا ما شاءَ اللهُ فيه ثلاثة أقوال:

أحدها: إلا ما شاء الله أن ينسخه فتنساه، قاله الحسن، وقتادة.

والثاني: إلا ما شاء الله أن تنساه ثم تذكره بعد. حكاه الزّجّاج.

والثالث: أنه استثناء ألّا يقع، قال الفرّاء: لم يشأ أن ينسى شيئاً، فإنما هو كقوله تعالى: خالِدِينَ فِيها ما دامَتِ السَّماواتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا ما شاءَ رَبُّكَ، ولا يشاء.

منسوخ التلاوۃ والحکم بھلائی گئیں یا نہیں؟ دونوں قول موجود ہیں۔ حضرت حسن و حضرت قتادہ منسوخ آیات کے بھلائے جانے کا قول کرتے ہیں۔ حضرت فراء فرماتے ہیں کہ نہ اللہ نے چاہا اور نہ یہ بھلانا واقع ہوا۔ اسی لیے امام احمد رضا نے احتمال وامکان ذکر کیا ہے۔

اعتراض:

"ابلیس آواز کی مشابہت کرسکتا ہے۔"

"ابلیس پیغمبر کی شکل تو نہیں بن سکتا مگر آواز ان کی آواز سے مشابہ کر دیتا ہے۔" (نور العرفان ۵۳۱، مواعظ نعیمہ ۱/۱۴۱)

"بریلوی جماعت کا کیسا ایمان شکن عقیدہ ہے کہ پیغمبر کی خوبصورت آواز کے مشابہ ابلیس لعین کی آواز ہوسکتی ہے۔" (بریلویوں کی شیطان سے محبت، ص۱۶)

جواب:

اولاً: تو وہابی اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں خود ان کے نیم حکیم اَشرفعلی تھانوی نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ شیطان ''اللہ'' کی صورت اختیار کر سکتا ہے، اسی تھانوی نے ہمارے پیارے صحابہ اکرام علیہم الرضوان کے بارے میں لکھا کہ شیطان ''صحابہ'' کی صورت اختیار کر سکتا ہے۔ لہٰذا دیو بندی مفتری یہاں بھی ہمت سے کام لے اور یہ کہے کہ دیو بندیوں کا کیسا ایمان شکن عقیدہ ہے کہ اللہ کی صورت اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی صورتیں اختیار کرنے پر شیطان کو قادر مانتے ہیں۔ لیکن گھر کے لیے تو دیو بندیوں کے انصاف کا تروازہ ہی جدا ہے، اپنے دیو بندی علماء پر تو کسی قسم کا فتوے نہیں لگتے، فتوے تو صرف سنیوں کے لیے ہیں۔

دوم: شیطان اپنی آواز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کے مشابہ کر سکتا ہے۔ اس مسئلہ میں علمائے امت کا اختلاف ہے۔ اس سلسلہ میں جو مختلف روایات پائی جاتی ہیں۔ ان میں اضطراب ہے جو قابل استدلال نہیں، نیز ان روایات میں ایسی روایات موجود ہیں جو کہ مجاہیل اور متہم بالکذب ہیں۔ طوالت کے پیش نظر مختصر اور جامع و مدلل جواب دینے پر اکتفا کرتے ہیں۔

☆ علامہ خفاجی حنفی علیہ الرحمۃ شرح شفاء میں لکھتے ہیں: "(را کثر الطرق) التی روایات منہا (عنہم فیہما) ای فی ھذہ القصۃ (واھیہ) ساقطۃ۔ الخ۔ (۲) واختلاف کلماتہ، ھو قریب من الاضطراب۔ الخ۔ (۳) وفی سیرۃ مغلطاء ان الشیطان والقاہ فی امنیہ کما ذکرہ الکلبی عن باذان عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، وقد قالو: انہ باطل نقلاً و عقلاً و سیاتی ما فی سندہ۔ (۴) کلبی کے متعلق علامہ جرجانی اور ابن معین فرماتے ہیں "انہ یضع الاحادیث و کذاب لا یحتج بہ۔" (۵) محدث بزار فرماتے ہیں: انہ کذاب وضاع لا یوثق بہ۔ (نسیم الریاض جلد ۵ ص ۲۶۲ تا ۲۶۶) علماء سے سہو ہو جانا ممکن ہے۔

(بحوالہ آئینہ اہلسنت ۵۵۳)

سوم: خود علمائے دیو بند کے حکیم اشرفعلی تھانوی نے تو یہاں تک لکھا کہ ''ایک واقعہ کی تحقیق کی غلطی ہے، جو علم و فضل یا ولایت بلکہ نبوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے۔'' (بوادر النوادر صفحہ ۱۹۷) لہٰذا جب مذہب وہابیہ اس بات کا قائل ہے کہ واقعہ کی تحقیق میں غلطی نبوت کے ساتھ بھی جمع ہو سکتی ہے تو امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علماء سے اگر کسی واقعہ میں سہو ہو جائے تو تنقید کا نشانہ کیوں بناتے ہیں علماء سے سہو ہو جانا ممکن ہے مگر اس وجہ سے ان پر طعن کرنا قطعاً جائز نہیں۔

چھارم: خود علماء دیو بند شیخ التفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی دیو بندی نے بھی اپنی تفسیر معارف القرآن میں قرآن پاک کی اس آیت "وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ اور ہم نے تم سے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے سب پر یہ واقعہ گزرا ہے کہ جب انہوں نے پڑھا تو شیطان نے ان کے پڑھنے میں لوگوں پر کچھ اپنی طرف سے ملا دیا تو مٹا دیتا ہے اللہ اس شیطان کے ڈالے ہوئے کو پھر اللہ اپنی آیتیں پکی کر دیتا ہے اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔ (سورۃ حج زیر آیت 52) کے تحت دیو (شیطان) بندی مفسر شان نزول میں لکھتے ہیں کہ ''مفسرین نے اس آیت کے شان نزول میں ایک قصہ ذکر کیا جو اشکال کا سبب بنا اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آیت کی تفسیر سے پہلے اس قصہ کو ذکر کر دیا جائے وہ قصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ مکہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۃ نجم ایک مجلس میں پڑھی جس میں مشرکین مکہ بھی حاضر تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت یعنی "اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ الْعُزّٰى۔ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى۔" (النجم ۱۹، ۲۰) پر پہنچے تو شیطان نے اس کے ساتھ آپ کی طرف سے یہ الفاظ پڑھ دیئے۔ "تلك الغرانيق العلى۔ وان شفاعتهن لترتجى ''......شیطان نے یہ عبارت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لہجے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کے ساتھ اس طرح ملا کر پڑھی جس سے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ الفاظ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی زبان سے نکلے ہیں۔ الخ......

[یہ لکھنے کے بعد دیوبندی مفسر آگے لکھتے ہیں کہ] اس قصہ کے بارہ میں علماء کے دو گروہ (ہیں) چونکہ یہ قصہ بظاہر منصب نبوت اور شانِ عصمت کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کو یہ قدرت حاصل ہو جائے کہ نبی کی اثناء تلاوت میں اپنی طرف سے کوئی آمیزش کر سکے اس لیے اس قصہ کی روایت کے بارے میں علماء کے دو گروہ ہو گئے۔ علماء کی ایک جماعت یہ کہتی ہے کہ یہ قصہ بالکل باطل اور بے اصل اور موضوع ہے اور علماء کے دوسری جماعت کہتی ہے کہ یہ قصہ بالکل بے اصل نہیں بلکہ فی الجملہ کسی درجہ میں اس کا ثبوت ملتا ہے جس کو روایت کی تفصیل دیکھنا منظور ہو وہ تفسیر درمنثور کو دیکھئے۔ بہر حال اس قصہ کی روایت کے بارے میں علماء کے دو گروہ ہو گئے......

گروہ اول: امام بیہقی اور امام ابن حذیمہ اور قاضی عیاض اور امام رازی اور امام بزار اور امام ابو منصور ماتریدہ وغیرہ رحمہم اللہ اور دیگر حضرات محققین یہ فرماتے ہیں کہ یہ قصہ بالکل باطل ہے...... **دوسرا گروہ:** دوسرا گروہ علماء کا وہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ یہ قصہ اگرچہ پورا صحیح نہیں مگر بالکلیہ باطل اور بے اصل بھی نہیں بلکہ فی الجملہ ثبوت رکھتا ہے۔ حافظ عسقلانیؒ اور جلال الدین سیوطیؒ کا میلان اسی طرف ہے اس لیے کہ یہ قصہ متعدد اسانید سے منقول ہے اگرچہ ان میں سے بعض روایتیں مرسل ہیں اور بعض منقطع ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس واقعہ کی کچھ نہ کچھ اصل ہے......(معارف القرآن جلد ۵ سورۃ حج زیر آیت 52 صفحہ ۳۱۸ تا ۳۲۲)

اس تفصیلی گفتگو کا مقصد صرف اتنا ہے کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ایسی روایات [جن کا ذکر دوسرے گروہ کے علماء نے کیا] کے پیش نظر سہو ہو گیا ہے۔ اور اگر اب مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرتے ہیں تو مذکورہ بالا صفحات پر ہم نے جس دوسرے گروہ کا ذکر علماء دیو بند کی تفسیر کے حوالے سے پیش کیا، ان علماء پر بھی فتوے لگانے چاہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ پر تو تنقید کی جائے اور حافظ عسقلانی اور جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جیسے اکابرین امت کو نظر انداز کر دیا جائے۔

پنجم: اسی طرح خود دیو بندی مفسر کاندھلوی صاحب کی تفسیر میں ہے کہ "پس

ایسی حالت میں شیطان نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز بنا کر یہ الفاظ پڑھ دیئے جو کفار اور مشرکین شیطان کے قریب تھے انہوں نے ان الفاظ کو سنا اور گمان کیا کہ یہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے ہیں اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح پڑھا ہے۔ (معارف القرآن جلد ۵ سورۃ حج زیر آیت 52 صفحہ ۳۳۰)

مزید آگے دیوبندی لکھتے ہیں کہ ''غرض یہ ہے کہ یہ الفاظ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز ہرگز اپنی زبان مبارک سے نہیں پڑھے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اس کا علم بلکہ تصور بھی نہ تھا شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر پڑھ دیئے جن کو کفار نے سن کر مشہور کر دیا جو فتنہ کا سبب بن گیا۔ (معارف القرآن جلد ۵ صفحہ ۳۳۱)

بلاتی ہیں موجیں طوفانوں میں اترو کہاں تک چلو گے کنارے کنارے

اب ''دیوبندی۔'' مفتری کے فتوے کے مطابق علماء دیوبند کے مفسر ادریس کاندھلوی صاحب بے ادب و گستاخ قرار پائے۔ میرے خیال سے اہل حق وانصاف کے لیے اتنی تفصیل ہی کافی ہے رہے ڈھیٹ وہٹ دھرم قسم کے لوگ تو ان کے ماننے یا نہ ماننے سے اہل سنت وجماعت پر کچھ فرق نہیں پڑتا۔

اہل حدیث کے شیخ الاسلام اور تفسیر میں غلطیاں

☆ غیر مقلدین اہلحدیث کے شیخ الاسلام حضرت مولانا ابو الوفا ثناء اللہ امرتسری صاحب نے ایک تفسیر لکھی جس میں الٹے سیدھے مسائل لکھنے پر مسلک اہلحدیث میں کافی ہلچل مچ گئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود وہابیوں نے ان پر کسی قسم کا فتویٰ نہیں دیا۔ خود لکھتے ہیں کہ ''ہاں شاہدان صاحب کا مولانا ثناء اللہ صاحب پر اعتراض ہو کہ ان کی تفسیر یا اور کسی تحریر میں کچھ غلطیاں ہیں تو جواب یہ ہے کہ کتاب وسنت صحیحہ کے سوا کوئی تفسیر کسی بھی یا اور کوئی تحریر غلطی سے خالی نہیں، پھر مولانا کی کیا تخصیص ہے۔ سب پر ہاتھ صاف کریں۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ۱ ص ۲۱۱)

☆ اہل حدیث مفتی سے سوال ہوا کہ ''آپ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب کو کافر یا

بدعتی سمجھتے ہیں یا اہل حدیث؟ (تو وہابی مفتی نے جواب دیا کہ) ''میں حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب سے بعض مسائل میں اختلاف رکھتے ہوئے بھی آپ کو شیخ الاسلام معدن العلوم و الفنون رئیس المناظرین علمبردار مذہب اہل حدیث مانتا ہوں، آپ کے اہل حدیث ہونے میں کیا شک ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ جلد ا ص ۲۱۱)

ویسے اگر آپ عبدالعزیز سیکرٹری جمعیۃ مرکزیہ اہلحدیث ہند لاہور کی تالیف ''فیصلہ مکہ۔'' ملاحظہ کیجیے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اصل غلطی کسے کہتے ہیں۔ وہابی ثناء اللہ امرتسری نے اپنی اسی تفسیر میں قادیانیوں کی اقتداء کو جائز کہا۔ (فیصلہ مکہ ۷) مرزائیوں کے پیچھے نماز کو جائز کہا۔ (فیصلہ مکہ ۳۶) مرزائیوں کو مسلمان ماننا۔ (فیصلہ مکہ ۳۶) یادر ہے کہ فیصلہ مکہ کتابچہ علماء اہل حدیث کا ہے۔

☆ غیر مقلدین اہلحدیث کے شیخ الکل نذیر حسین دہلوی کی مصدقہ کتاب ''ردتقلید'' ص ۱۲ پر حسین خاں نے لکھا ہے: کہ انبیاء علیہم السلام سے احکام دینی میں بھول چوک ہو سکتی ہے۔ (ردتقلید)

لہٰذا جب مذہب وہابیہ میں انبیاء علیہم السلام سے بھول چوک ممکن ہے تو پھر علماء اکرام سے سہو ہو جانا کیوں کر ممکن نہیں۔ اور پھر اس مسئلہ کی بناء پر اگر علماء اہلسنت پر فتویٰ دیتے ہیں تو پھر علماء اکرام کو وہ دوسرا گروہ جس کا ذکر ہم خود دیو۔بندی تفسیر سے بیان کر چکے، اس گروہ پر بھی فتویٰ لگانا چاہیے۔ لیکن وہاں دیو۔بندی وہابی خاموش ہو جاتے ہیں۔ آخر کیوں؟

اعتراض:

''نبی کو شیطانی علوم دیئے گئے''۔

''سارے جہاں والوں کا علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا، جہاں والوں میں حضرت آدم، ملائکہ اور مالک الموت اور شیطان وغیرہ سب ہی ہیں۔'' (جاء الحق ۸۱)

''شیطانی علوم کو نبی کے لیے ثابت مان کر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ کے لیے...... کسی شقاوت ایمانی کا ارتکاب کیا ہے؟۔'' (بریلویوں کی شیطان سے محبت ص ۱۷)

جواب:

دیو بندی بدفہم مفتری کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ شیطانی علوم بُرے ہوتے ہیں اس لیے ان علوم کا نبی پاک ﷺ کے لیے ماننا شقاوت ایمانی ہے۔

اولاً: علم ہر چیز کا کمال ہے حتکہ کفریات محرمات کا علم بھی قبیح نہیں البتہ کفریات، محرمات افعال قبیحہ کا ارتکاب کرنا قبیح ہے۔ مثلاً زنا کسے کہتے ہیں؟ اس کا علم قبیح نہیں قبیح زنا کرنا ہے۔ کفریات کا علم جاننا قبیح نہیں بلکہ کفریات بکنا قبیح ہے۔ شیطان ان کاموں پر اکستا تا وابھارتا ہے اسلیے وہ خبیث ہے۔

دوم: پھر وہابی دیو بندی یہ بتائیں کہ شیطان کو جو حقیر علوم حاصل ہیں۔ وہ اللہ عزوجل کی عطا سے حاصل ہیں یا بغیر عطا کہ؟ اگر بغیر عطاء الٰہی تو یہ علم ذاتی ٹھہرا جو غیر اللہ کے لیے ماننا کفر ہے اور اگر اللہ عزوجل کی عطا سے حاصل ہوئے تو لازم کہ اللہ عزوجل خود اس سے متصف ہو اور بقول وہابیوں کے یہ شیطانی علوم ذلیل و حقیر ہیں تو لازم کہ اللہ عزوجل حقیر و ذلیل کیساتھ متصف بالفعل ہے اور یہ کفر ہے۔ [تحقیقات 314]

لہٰذا اگر وہابیہ کا فلسفہ تسلیم کیا جائے تو اس فلسفہ کی بناء پر ذات باری تعالیٰ پر بھی اعتراض وارد ہوتا ہے۔ پس وہابیہ کا اعتراض ہی جہالت پر مبنی ہے۔

اعتراض:

''شیطان اور علم غیب۔''

☆ دیو بندی منتری نے یہ اعتراض کیا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی نے نور العرفان ۲۴۱ پر لکھا کہ ''شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا۔'' (بریلویوں کی شیطان سے محبت ۱۸)

☆ دوسرا حوالہ بھی نور العرفان ص ۱۵۳ کا دیا کہ ''رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا کہ اس نے آئندہ کے متعلق جو خبر دی آج ویسا ہی دیکھا جا رہا ہے۔'' (ایضاً ۱۹)

☆ تفسیر نعیمی ۸/ ۳۳۶ میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو علم غیب بخشا ہے۔'' (ایضاً ۲۰)

☆ تفسیر نعیمی ۸/ ۳۳۶ میں ہے کہ ''جب شیطان کو عطائے علم غیب ہوئی تو مقبول

بندوں کے لیے علم غیب عطاء ماننا کیسے شرک ہوسکتا ہے۔'' (ایضا۲۱)

☆ نورالعرفان ۱۵۷ میں ہے کہ ''رب نے شیطان کو اتنا وسیع علم اور قدرت بخشی کہ وہ بہکانے کے طریقے جانتا ہے رب نے شیطان کو بھی علم غیب دیا۔'' (ایضا۲۱)

اسی طرح تفسیر نعیمی ۳/ ۱۱۴ کا حوالے سے کہا گیا کہ ''ابلیس کی نظر تمام جہاں پر ہے کہ وہ بیک وقت سب کو دیکھتا ہے اور تمام مسلمانوں کے ارادوں بلکہ دل کے خطرات سے خبر دار ہے۔'' (ایضاً۱۹)

جواب:

مختلف معنی اور تاویل سے ایک ہی لفظ کا استعمال خود علماء دیوبند کی کتب میں موجود ہے جیسا قرآن میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ہے "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے (الانبیاء 107)

لیکن علمائے دیوبند نے لفظ ''رحمۃ اللعالمین'' کو اپنے وہابی علماء کے لیے استعمال کرنے کو جائز قرار دیا۔ اور نہ صرف جائز کہا بلکہ اپنے دیوبندی اکابرین کو ''رحمۃ اللعالمین'' کے القابات سے نواز کر عملی نمونہ بھی فراہم کر دیا۔ شیطان کی وسعت علم، علم محیط کا اقرار خود علمائے دیو (شیطان) بند نے نصوص قطعیہ سے ثابت کیا۔ جس پر علماء دیوبند کے حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

دیوبندی مذہب اور شیطان کا علم

علماء دیوبند کے قطب الاقطاب رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ اعظم خلیل احمد انبیٹھوی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کا علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کے علم) سے زیادہ ہے اور نصوص قطعیہ سے ثابت ہے چنانچہ لکھا کہ ''اور ملک الموت اور شیطان کو جو وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ (صریح دلائل) سے معلوم ہوا۔'' (براہین قاطعہ ۵۵)

وہابیوں دیوبندیوں کی تحقیق دیکھیے کہ ان کو شیطان لعین کے وسعت علم کا مشاہدہ بھی ہو گیا اور ان کو نصوص قطعیہ بھی معلوم ہو گئیں جس سے شیطان لعین کے وسعت علم کو علماء دیوبند

مان بیٹھے۔ لیکن افسوس صد افسوس اس مذہب وہابیہ دیوبندیہ پر! کہ آج دن تک ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسعت علم کا نہ ہی ان وہابیوں دیو (شیطان) بندیوں کو مشاہدہ ہوا اور نہ ہی ان کو کوئی نص ملی۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ مزید آگے پڑھئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ملک الموت کے علم سے بھی کم

اکثر دیوبندی کہہ دیتے ہیں کہ شیطان کو چونکہ خبیث علوم بھی حاصل ہیں اسلیے یہ خبیث علوم شیطان کو تو حاصل ہیں لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل نہیں۔ حالانکہ یہ ایک دھوکا ہے کیونکہ علم کوئی بھی بُرا نہیں، جس کا جواب ہم آگے پیش کریں گے تاہم سر دست اتنا کہتے ہیں کہ دیوبندی مذہب میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شیطان کے علم ہی سے کم نہیں بلکہ مالک الموت کے نورانی علوم بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل نہیں۔

چنانچہ خلیل احمد انبیٹھوی کہتے ہیں کہ ''اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور مالک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان اُمور میں مالک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔'' (براہین قاطعہ ۵۲)

پتہ چلا کہ دیوبندی مذہب میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم مبارک صرف شیطان کے علم ہی سے کم نہیں بلکہ ملک الموت کے (روحانی) علم سے بھی کم ہے۔ لہٰذا دیوبندی حضرات جو شیطانی علوم و روحانی علوم کی بحث کرتے ہیں وہ محض راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

دیوبندی مذہب میں شیطان کا علم نص سے ثابت

یہی دیوبندی مولانا خلیل احمد انبیٹھوی مزید لکھتے ہیں کہ ''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے۔'' (براہین قاطعہ ص ۵۵) معاذ اللہ۔

مذکورہ بالا دونوں عبارات سے ثابت ہوا کہ علماء دیو بند کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان لعین کے علم کی وسعت نص سے ثابت ہے۔ مگر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسعت علم کی کوئی نص (آیت، حدیث) نہیں۔ مسلک دیو بند میں شیطان لعین کے لیے وسعت علم ماننا دیو بندی ایمان ہے لیکن اسی دیو بندی مذہب میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وسعت علم کا عقیدہ رکھنا کھلا شرک ہے۔

ناظرین ذرا غور تو کیجیے علماء دیو بند کے قطب الاقطاب رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ اعظم خلیل احمد انبیٹھوی نے شیطان لعین کے لیے زمین کا علم محیط نص سے ماننا لیکن ساتھ ہی ہمارے آقا و مولا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اسی وسعت علم کو شرک قرار دیتے ہوئے کہا کہ نصوص قطعیہ کے خلاف ہے اور شرک ہے۔ یعنی معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! ابلیس لعین کا علم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور نصوص سے ثابت ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ!

تمام دیو بندیوں سے مطالبہ

جیسا کہ آپ نے علماء دیو بند کا یہ عقیدہ و دعویٰ پڑھا کہ "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔" (براہین قاطعہ ص ۵۵)

لہٰذا اب ہم تمام دیو بندیوں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنے شیخ نجد شیطان لعین کے وسعت علم پر نص بیان کریں۔ اور یہ بھی بیان کریں کہ آخر وہ کون سی دلیل ہے جس کے تحت شیطان لعین کے لیے وسعت علم کا عقیدہ رکھنا مذہب وہابیہ دیو بندیہ میں عین ایمان ہے اور یہی وسعت علم کا عقیدہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے رکھنا کفر و شرک ہے؟ ہم ان وہابیوں سے کہتے ہیں وہ نص کہاں ہے؟ جس کے تحت تم شیطان کے لیے وسعت علم ثابت کرتے ہو؟

دوسری بات یہ کہ امام المحدثین حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ "جو شخص کسی کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ علم مانے وہ کافر ہے۔" [شفا شریف بحوالہ جاء الحق ص ۴۲۶]
لہٰذا قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتوے سے انبیٹھوی صاحب خارج از اسلام ٹھہرے کہ نہیں؟

دیوبندیوں کا شیطانی عقیدہ

مذہب وہابیہ دیو بندیہ میں شیطان کا علم تو نص قطعی سے ثابت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی وسعت کو قبول کرنے کو وہابیہ کا دل گوارا نہیں کرتا۔ اسلیے علماء دیو بند کے قطب الاقطاب کے خلیفہ اعظم خلیل احمد انبیٹھوی نے کہہ دیا کہ

☆ حضور کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں۔ (براہین قاطعہ)

☆ دیو (شیطان) بندی کہتے ہیں کہ ''خود فخر عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم۔" بخدا مجھے خبر نہیں کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا۔'' (براہین قاطعہ ۵۱)

حالانکہ یہ حدیث مع آیت "وما ادری ما یفعل بی ولا بکم۔" (پارہ ۲۶ رکوع ۱) منسوخ ہے لیکن افسوس ہے کہ دیو (شیطان) بندی فرقہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیسا گستاخانہ عقیدہ رکھتا ہے۔

وہابی مذہب میں تو اگر بعض مغیبات کا علم اللہ کے بتائے سے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مانے تو تب بھی شرک ہے۔ (براہین قاطعہ ۵۱)

اس پر قہر یہ کہ ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہ مانیں اور اپنے دیو (یعنی شیطان) لعین کے لیے تمام زمین کا علم محیط حاصل جانیں۔ اور اس پر دیو (شیطان) کے بندوں کا یہ عذر کہ دیو (ابلیس) کی وسعتِ علم نص سے ثابت ہے، لیکن فخرِ عالم کی وسعتِ علم کی کونسی نص قطعی ہے (براہین قاطعہ) پھر ستم، قہر یہ کہ جو کچھ ابلیس دیو (شیطان) کے لیے خود دیو بندیوں نے ثابت مانا وہی ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ماننے پر جھٹ حکمِ شرک جڑ دیا یعنی جس بات کو دیو بندی اللہ تعالیٰ عزوجل کی خاص صفت بتاتے ہیں وہی خاص صفت مذہب وہابیہ دیو بندئیہ میں ابلیس کے لیے تو ثابت ہے، مگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے ثابت کرو تو شرک ہو جاتا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

دیوبندی عقیدہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں لیکن کافر کو ہے۔

علمائے دیو بند کے اَشرَفعلی تھانوی لکھتے ہیں کہ " آج کل لوگ چونکہ فن تصوف کی حقیقت سے واقف نہیں اسلیے بعض ایسی چیزوں کو جو واقع میں کچھ نہیں بہت بڑا سمجھتے ہیں اُنہیں میں سے ایک کشف ہے کہ اُس کو لوگ بڑی چیز سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس کی مثال تو ایسی ہے کہ جیسے کسی کی نظر اتنی قوی ہو جائے کہ اس کی شعاعیں دیوار کے پار چلی جاویں اور اس وجہ سے اس کو وہ چیز جو دیوار کے پرلی طرف ہے یہاں بیٹھے نظر آ جائے اور دیوار حجاب نہ رہے تو کیا یہ کوئی کمال اور بزرگی ہے کہ جو چیز سب لوگ دیوار کے پرلی طرف جا کر دیکھ سکتے تھے وہ اُس نے یہاں بیٹھے دیکھ لی۔ یہ بات تو کافر تک کو بھی حاصل ہو سکتی ہے۔"۔(افاضات الیومیہ حصہ دہم جز اول صفحہ ۷۲ ملفوظ ۱۰۵)

اسی طرح دیو بند علماء نے لکھا کہ "اس زمانہ میں کشفی حالت دیوان جی (وہابی بزرگ) کی اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ باہر سڑک پر آنے جانے والے نظر آ رہے تھے۔ در ودیوار کا حجاب ان کے درمیان ذکر کہ وقت نہیں رہتا تھا۔" (سوانح قاسمی ۲/ ۷۳)

اس سے پتہ چلا کہ دیوار کی ایک طرف کھڑے ہو کر دیوار کے دوسرے طرف دیکھ لینے کی قوت وطاقت دیو بندی بزرگوں کو بھی حاصل ہے بلکہ دیو۔بندی تھانوی جی کے مطابق کافر کو بھی یہ قوت حاصل ہو سکتی ہے۔

لیکن یہی وہابی جو اپنے دیو بندیوں کے لیے حتٰکہ کافروں کے لیے ایسی باتیں مانتے ہیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کہتے ہیں کہ "حضور کو دیوار کے پیچھے کی بھی خبر نہیں۔" (براہین قاطعہ) یہی دیو بندی کہتے ہیں کہ "اگر حضور کو دیوار کے پیچھے کی سب باتیں معلوم ہو جایا کرتی تھیں تو حضرت بلال سے نام دریافت کرنے کی ضرورت تھی۔" (فیصلہ کن مناظرہ ۱۴۶)

خدارا انصاف کیجیے علماء دیو بند اپنے بزرگوں بلکہ کافروں کے لیے بھی یہ تسلیم کرتے

ہیں کہ ان کو دیوار کے پیچھے کا علم ہو جاتا ہے لیکن جب بات ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آئے تو یہ کہیں کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔ معاذ اللہ عزوجل!

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیوں کلمہ پڑھنے کا بھی احسان گیا

دیوبندیوں کے نزدیک پاگلوں، جانوروں کو علم غیب

اور اس سے بھی چار قدم آگے علماء دیوبند کے نیم حکیم اشرفعلی تھانوی نے کہہ دیا جیسا علم غیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر پاگل، ہر چوپائے کو ہوتا ہے۔ معاذ اللہ عزوجل۔ علماء دیوبند کے اَشرفعلی کہتے ہیں کہ

"پھر یہ کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات مقدسہ پر **علم غیب** کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا **علم غیب** تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان ص ۸)

مذکورہ بالا عبارات سے ثابت ہوا کہ علمائے دیوبند کے ہاں ابلیس (یعنی دیو) کو وسعت علم حاصل ہے اور بچوں، پاگلوں اور جانوروں (کتا، گدھا، خنزیر، بندر) سب کو علم غیب ہے، ان کے لیے یہ علوم ماننا کسی آیت و حدیث (نص) کے خلاف نہیں لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے وسعت علمی کا اقرار کریں اور عطائی علم غیب مانیں تو علماء دیو (شیطان) کے دیو (شیطان) بندی مذہب میں یہ عقیدہ رکھنا آیات و احادیث اور اقوالِ فقہاء کے خلاف ٹھہرتا ہے۔ معاذ اللہ عزوجل۔

دیوبندی مفتی کی شیطانی ذہنیت کا کرشمہ

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وسعت علمی کے بارے میں یہ فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسعت علمی کا یہ مقام ہے کہ "سارے جہاں والوں کا علم حضور

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیا گیا، جہاں والوں میں حضرت آدم، ملائکہ اور مالک الموت اور شیطان وغیرہ سب ہی ہیں۔'' (جاء الحق) اب اگر وہابی دیو (شیطان) بندی میں ایمان کی رتی بھی ہوتی تو کہہ دیتے کہ بالکل بات صحیح ہے لیکن چونکہ علماء دیو بند کے مذہب میں نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وسعت علمی پر یقین رکھنا اور اس عقیدے کو قبول کرنا شرک اور نصوص قطعیہ کے خلاف ہے جیسا کہ براہین قاطعہ میں خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا۔لہٰذا اس لیے دیو بندی مفتری کی شیطانی ذہنیت کی رگ پھڑک اٹھی اور یہ جہلانہ اعتراض داغ دیا کہ سنی ''شیطانی علوم کو نبی کے لیے ثابت مان کر اور امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ کے لیے اس کا ثبوت مان کر رضا خانی حضرات نے کیسی شقاوت ایمانی کا ارتکاب کیا؟ ناپاک شیطانی علوم...... نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں تسلیم کرنا کیسی کھلی بے دینی ہے؟ (بریلویوں کی شیطان سے محبت، ص ۱۷)

مسلمانوں دیکھا آپ نے علمائے دیو بند کے اس کوا خور مفتری کو کہ جب وسعت علم نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بات آئی تو کیسے کائیں کائیں کرنے لگا۔اس بچارے کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ نفس علم کوئی بھی برا نہیں ہوتا۔جس پر ہم آگے گفتگو کریں گے لیکن عوام الناس کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے یہ کوا خور دیو بندی مفتری کیسے مظلوم بن کر مگر مچھ کے آنسو رو رہا ہے۔

اس دیو بندی کوا خور مفتری سے پوچھو کہ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا علم زیادہ ہے یا شیطان کا؟ اور بقول دیو بندی خلیل احمد انبیٹھوی شیطان کو علم محیط زمین کا جو نص سے ثابت ہے اس میں کون کون سا علم داخل ہے اور کون کون سا خارج؟ اگر کوئی علم خارج ماننے کی صورت میں علم محیط زمین کی جو شیطانی وسعت علمی ہے اس کا انکار لازم آئے گا کہ نہیں اور نصوص قطعیہ سے شیطان کی جو وسعت علمی ثابت ٹھہری ان نصوص قطعیہ کا انکار لازم آئے گا کہ نہیں؟

دیوبندی عقیدہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیوبند کے طالب علم

... معاذ اللہ عزوجل

دیو بندی مذہب میں شیطان لعین کے لیے وسعت علم کا عقیدہ نصوص قطعیہ سے ثابت ہے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی یہ حیثیت ہے کہ ان کو اردو زبان تک نہیں آتی بلکہ نبی

پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اردو زبان سیکھنے کے لیے دارالعلوم دیو بند کے شاگرد بن گئے (معاذ اللہ عزوجل)

یہی خلیل احمد انبیٹھوی اپنے مدرسۂ دیو بند کی فضلیت بیان کرتے ہوئے ایک من گھرٹ خواب اپنی اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ایک نیک شخص کو خواب میں فخر عالم علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ ''تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اردو میں کلام کرتے دیکھا تو پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کلام (زبان) کہاں سے آگئی، آپ تو عربی ہیں، (تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیو بند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا۔ (براہین قاطعہ ص ۳۰)

یہاں دیو بندی اپنے مدرسہ کی فضلیت بیان کرنے کے لیے یہ لکھ رہے ہیں کہ نبی کو اردو زبان دیو بند سے آئی۔ نبی تو عربی تھے ان کو اردو زبان پہلے نہیں آتی تھی، لیکن جب [معاذ اللہ] دیو بندی مدرسہ میں آنا شروع کیا تو یہاں سے آپ نے یہ زبان سیکھ لی۔ اور یہ بھی یاد رکھے کہ یہ خواب مصنف نے بطور حجت اپنے مدرسہ کی عظمت بیان کرنے کی تائید میں بیان کیا۔ لہٰذا کوئی یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ یہ تو خواب ہے خواب حجت نہیں ہوتا۔

علمائے دیو بند جو چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں جب ان کی اصلیت عوام الناس پر آشکار ہونے لگی تو پینترا بدل کر ''الٹا چور کتوال کو ڈانٹے'' کا نمونہ بن گئے اور ہم سنیوں پر ہی بیہودہ اعتراضات کرنا شروع کر دیئے۔ اور مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ کی یہ عبارت بطور الزام پیش کی کہ ''جب اس بہکانے والے (شیطان) کی وسعت علم کا یہ حال ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادی بندوں، حضرات انبیائے کرام، اولیائے کرام کے علم کا کیا پوچھنا۔ (تفسیر نعیمی ۳/ ۱۱۴ (بریلویوں کی شیطان سے محبت صفحہ ۲۰)

لیکن دیو بندی مفتری نے خواہ مخواہ صفحات سیاہ کیے اور یہ باآوار کرانا چاہا کہ سنیوں کے ہاں اس شیطان کو وسعت علم ثابت ہے۔ تو اس پر ہم دیو۔ بندی کواخور مفتری سے پوچھتے ہیں کہ ذرا اپنی قلم کو جنبش دو اور یہ فتویٰ جاری کرو کہ جو شیطان لعین کے لیے وسعت علمی کا دعویٰ کرے وہ شیطان کا چیلہ ہے؟ یا وہ کافر و مشرک ہے؟ لیکن دیو بندی مفتری

صاحب یاد رکھنا کہ تمھارے کوا خور دیو بندی مذہب والوں کے گلاوں میں ایک ایسی سخت ہڈی پھنسی ہوئی ہے جو قیامت تک نہیں نکل سکتی اور وہ ہڈی خود علماء دیو بند کے خلیل احمد انبیٹھوی نے شیطان کے علم کی وسعت کا اقرار بلکہ نصوص قطعیہ سے ثابت مان کر پھنسا دی۔

اب سنو کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ علیہ کی جس بات کو لیکر دیو بندی کوا خور مفتری نے اعتراض کا نشانہ بنایا وہ علماء دیو بند کے اس عقیدے کا رد ہے جس میں شیطان کے لیے وسعت علم مانا گیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وسعت علم کا شرک قرار دیا گیا۔ اس لیے مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "جب اس بہکانے والے (شیطان) کی وسعت علم کا یہ حال ہے (جس شیطانی وسعت علمی کو دیو۔بندی مان چکے ہیں) تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادی بندوں، حضرات انبیائے کرام، اولیائے کرام کے علم کا کیا پوچھنا۔ (تفسیر نعیمی ۳/ ۱۱۴)

یعنی دیو بندیوں جب شیطان جو دشمن الہی ہے اس کو بقول تمھارے دیو بندی علماء کے وسعت علمی دی گی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادی بندوں، حضرات انبیائے کرام، اولیائے کرام کے علم کا کیا پوچھنا؟ اور بالخصوص حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان ہے کہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "سارے جہاں والوں کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا، جہاں والوں میں حضرت آدم، ملائکہ اور مالک الموت اور شیطان وغیرہ سب ہی ہیں۔" (جاءالحق)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "یہ بھی خیال رہے کہ شیطان بھی اشیاء کے نام نہ بتا سکا، اس لیے سجدہ نہ کرنے کی وجہ اپنا ناز سے پیدا ہونا بیان کیا، نام بتانے کی جرات نہ کی، اب جو (وہابی) شخص کہے کہ شیطان کا علم حضور سے زیادہ وہ اس آیت کا منکر ہے۔ اس (دیو یعنی شیطان) کا علم تو حضرت آدم کے علم کا کڑوڑواں حصہ بھی نہیں۔ (تفسیر نعیمی ۱/ ۲۳۵)

لیکن دیو کے چیلوں کو یہ بات کہاں ہضم ہو سکتی ہے کہ ان کے دیو بندی آقا

شیطان لعین کے علم سے ہم مسلمانوں کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم زیادہ بتلایا جائے۔ اسلیے وہ حیلہ بہانے کر کے ہمارے آقا و مولا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی نفی کرنا چاہتا ہے۔

دیو بندی مفتری نے نور العرفان کے حوالے سے لکھا کہ ''رب نے شیطان کو اتنا وسیع علم اور قدرت بخشی...... (تفسیر نور العرفان ص ۲۵۱)

شیطان کی وسعت علمی کا اقرار خود علماء دیو بند کے خلیل احمد انبیٹھوی کر چکے۔ جس پر ہم نے تفصیلی گفتگو پہلے پیش کر دی۔ لہٰذا اگر دیو بندی مفتری کو اعتراض ہے تو سب سے پہلے علماءِ دیو بند کے بارے میں فتویٰ جاری کرے۔ ورنہ خواہ مخواہ اعتراض کرنا اس کی جہالت یا ہٹ دھرمی کے سواء کچھ بھی نہیں۔

دیو بندی مفتری نے اپنے بڑوں کی کتابوں سے نقل مارتے ہوئے یہ اعتراض بھی کیا کہ ''احمد رضا خان لکھتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے، ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔ خالص الاعتقاد ص ۶۔ یعنی احمد رضا خان کی اس عبارت کا واضح مقصد ہے کہ شیطان کا علم وسیع تو ہے وسیع تر نہیں ہے۔ یعنی ان سے زیادہ ہے لیکن بہت زیادہ نہیں۔ (بریلوی کی شیطان محبت ۲۱)

دیوبندی مفتری کا جھوٹ

اولاً تو دیو بند کے اندھے مفتری نے جھوٹ بولا اور بے ایمانی و خیانت کا بدترین مظاہرہ کیا کیونکہ یہ بات ''خالص الاعتقاد'' میں ہرگز ہرگز موجود نہیں۔ شیخ الاسلام حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ ''خالص الاعتقاد۔'' اول تا آخر پڑھ کر دیکھ لیجیے۔ یہ عبارت اس میں دور دور تک موجود نہیں۔ لہٰذا یہ دیو (شیطان) کے بندے مفتی کوا خور کا صریح جھوٹ ہے۔ لہٰذا وہابیوں دیو (شیطان) بندیوں کے اس جھوٹ پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ "لَّعۡنَتَ اللّٰهِ عَلَى الۡكٰذِبِيۡنَ۔ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ڈالیں۔

عشاقِ دیو! جب اپنے بڑے بوڑھوں کے کفریات اٹھانے سے عاجز آ گئے تو جھوٹ فریب، مکر و کید، دجل و فریب، افترا و بہتان کی آندھی چلا کر دنیا کی آنکھوں میں دھول

جھو نکنے کوشش کرتے ہو۔ دیو کے چیلوں کچھ تو شرم وحیاء کرو۔

الٰہی یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

ناظرین دیکھا آپ نے کہ کس طرح دیو کے چیلے مفت کے دیو بندی مفتری نے اپنی طرف سے ایک عبارت گڑھ کر اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی طرف منسوب کر دی۔ اور اس کے لیے صفحہ ۶ بھی اختراع کرلیا۔

ہاں اس کے ہم معنی ایک عبارت "رماح القہار" میں ہے اور رماح القہار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب نہیں بلکہ مولانا سید عبدالرحمن صاحب کی کتاب ہے۔ لہٰذا یہ بات وہابیوں نے اپنی طرف سے گھڑ کر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سر تھوپ دی۔ [تحقیقات صفحہ 36]

دیو بند کے اس کوا خور مفتی کی طرح کچھ عرصے قبل ایک اشتہار "رضا خانی عقائد باطلہ ان کے اقوال کے آئینہ میں" دیو (شیطان) کے مرکز کے قاری طیب نے بھی اپنے چہرے پر گھونگھٹ ڈال کر ایسے اعتراضات کرنے کی کوشش کی اور اس اشتہار میں بھی "خالص الاعتقاد" کا نام لیکر جھوٹ بولا گیا۔ جس کا جواب علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "تحقیقات" میں صفحہ ۳۵ تا ۴۵ تقریباً دس صفحات میں دیا۔ جس کا جواب علمائے دیو (شیطان) بند پر آج تک قرض ہے۔ تفصیل کے لیے اس کتاب کی طرف رجوع کیجیے۔

رماح القہار کی عبارت میں بھی "وسیع تر" میں "تر" کی قید احترازی نہیں بلکہ دیو بندیوں پر تعریض کے لیے ہے اس لیے اسکا بھی مفہوم مخالف معتبر نہیں۔ چونکہ دیو بندیوں کا یہ ناپاک عقیدہ ہے کہ "ابلیس لعین کا علم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے وسیع تر ہے۔ جیسا کہ ابھی دیو بندی کتاب براہین قاطعہ کی عبارت گزر چکی ہے۔ دیو بندیوں کے اسی گندے عقیدے پر تعریض کرتے ہوئے مولانا سید عبدالرحمن صاحب فرماتے ہیں کہ "ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے۔ ابلیس لعین کا علم معاذ اللہ

!علم اقدس سے وسیع تر نہیں جیسا کہ دیو بندیوں کا عقیدہ ہے کہ وہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ابلیس لعین کا علم معاذ اللہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم اقدس سے وسیع تر ہے۔" (رماح القہار)

چونکہ "وسیع تر" میں "تر" کی قید احترازی نہیں بلکہ دیو بندیوں کے عقیدے پر تعریض کے لیے ہے اس لیے اس کا مفہوم مخالف معتبر نہیں ہوگا اور جب مفہوم مخالف معتبر نہیں تو وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات صحیح نہیں۔ اس لیے اس عبارت کا یہ مطلب کسی طرح درست نہیں کہ اس سے لازم آتا ہے کہ ابلیس لعین کا علم، علم اقدس سے وسیع ہوا۔

لہٰذا یہاں وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات ایسی ہی جہالت ہے جیسے آیۃ کریمہ "لَا تَأْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً" اے مومنو! دونا دون سود نہ کھاؤ۔ (عمرآن 130) سے سود کا جواز اور آیت کریمہ "وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا" اپنی باندیوں کو زنا پر مجبور نہ کروا اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں۔ (پارہ 18 النور 33) سے بدچلن باندیوں کو زنا پر مجبور کرنے کی اجازت کا اثبات ہے۔ اور جیسے ان آیتوں سے نفی کے مقید پر داخل ہونے کے باوجود مطلق سود کا جواز ثابت نہیں، بدچلن باندیوں کو زنا پر مجبور کرنے کی اجازت ثابت نہیں، تو رماح القہار کی عبارت میں وسیع تر کی نفی سے وسیع کا اثبات لازم نہیں۔ الحمد للہ عزوجل! اہلِ علم حضرات پر وہابیوں دیو بندیوں کے جہلانہ اعتراض کی حقیقت آشکار ہوگی۔

اعتراض: "نبی کے علم کو شیطان کے علم سے تشبیہ۔"

"شیطان بیماری ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علاج جب بیماری کی قوت یہ ہے تو نبی کا علم اس سے زیادہ ہونا چاہیے۔" (تفسیر نور العرفان ص ۱۲۴۱)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو کس طرح شیطان کے علم سے تشبیہ دی جارہی ہے اگر یہ عمل کسی دوسرے سے سرزد ہو جاتا تو فتوے کفر کا لگ جاتا۔" (بریلوی کی شیطان محبت ۱۹)

جواب:

اس کو کہتے ہیں مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ! مفت کے دیو بندی کو اخور مفتری یہاں

کہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم مبارک کو تمہارے دیو یعنی شیطان کے علم سے تشبیہ دی گئی؟ آنکھوں کھول کر پڑھو جو بات اس عبارت میں ہے ہی نہیں وہ کہاں دیو(شیطان) نے تمہارے قلب خبیثہ میں داخل کر دی؟

یہاں تو شیطان کو بیماری سے تشبیہ دی گئی یعنی اس شیطان کی وجہ سے انسان کفر و شرک اور طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور اس بیماری کو دور کرنے لیے اللہ عزوجل نے ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔ بتاؤ اس میں کون سی بات گستاخی یا کفر ہے؟

قرآن پاک سورۃ الناس میں شیطان کے اس عمل کا ذکر موجود ہے کہ شیطان لعین دلوں میں وسوسوں کی بیماریاں داخل کرتا ہے۔ "مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔ اس کے شر سے جو دل میں برے خطرے ڈالے اور دبک رہے۔ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ۔ وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ۔ جن اور آدمی۔" (پارہ 30 الناس)

اس شیطانی شر(بیماری) کی وجہ سے بعض لوگ اس دیو(شیطان) کے پیرکار ہو کر اس کی بندگی کرنے لگتے ہیں اور خدا کی بندی یا بندہ بننے کی بجائے دیو۔بندی بن جاتے ہیں۔

لیکن مسلمانوں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کا خصوصی کرم ہے کہ ان کے لیے وہ رحمۃ العلمین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھیجے جو ایسی تمام تر گندی بیماریوں سے مسلمانون کو پاک وصاف فرمادیتے ہوئے انہیں نجات عطا فرماتے ہیں۔ اور جب یہ شیطانی بیماری کے جراثیم مسلمانوں پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان بیماریوں کو دور کرنے کا علم عطا فرمایا گیا۔ تاکہ ان بیماریوں سے مسلمانوں کو دور کر کے پاک وصاف کیا جائے۔ قرآن میں رب کریم عزوجل فرماتا ہے:

"رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْكُمْ اٰیٰتِ اللّٰهِ مُبَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ۔ وہ رسول کہ تم پر اللہ کی روشن آیتیں پڑھتا

ہے تا کہ انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے اندھیریوں سے اجالے کی طرف لے جائے۔ (پارہ28 الطلاق 11)

☆ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے۔ (پارہ4 آل عمران 164)

اور قرآن کا یہ قطعی فیصلہ ہے کہ نبی پاک ﷺ تمام عالمین کے لیے رحمت ہیں۔ لہٰذا جب شیطان لعین کی شیطانی قوت بیماری بن کر ہم پر حملہ آوار ہوتی ہے تو اللہ عزوجل کے پیارے نبی ﷺ رحمت فرما کر اس بیماری کو ہم سے دور کر کے ہمیں پاک وصاف فرماتے ہیں۔ لیکن وہابیوں کو یہ باتیں کہاں ہضم ہو سکتیں ہیں اس لیے بات کو کھینچ تان کر الٹے مفہوم بیان کر کے اہل سنت وجماعت کو بدنام کرتے ہیں۔

اعتراض:

"شیطان ہر جگہ حاظر وناظر۔"

"شیطان اور اس کی ذریت سارے جہاں کے لوگوں کو دیکھتے ہیں لوگ انہیں نہیں دیکھتے جہاں کسی نے کسی جگہ اچھے کام کا ارادہ کیا، اسے اس کی نیت کی خبر ہوگئی، فوراً بہکا دیا جب رب نے گمراہ گر کو اتنا علم دیا کہ وہ ہر جگہ حاضر وناظر ہے تو نبی کریم ﷺ جو سارے عالم کے ہادی ہیں انھیں بھی حاضر وناظر بنایا۔ (نور العرفان)

"ہر جگہ حاضر وناظر ہونا ہر ایک کی ہر وقت خبر رکھنا جب یہ قوتیں اللہ نے ابلیس کو دی ہیں بہکانے کے لیے۔" (تفسیر نعیمی) "ابلیس حاضر وناظر ہے۔" (تفسیر نعیمی ۸/۳۳۵)

"ابلیس بیک وقت ہر سمت سے ہر شخص کے پاس پہنچ سکتا ہے۔ وہ کسی سمت کا پابند نہیں۔" (تفسیر نعیمی ۸/۳۲۶)

جواب:

یہ اعتراض بھی دیو بندی مفتری کی جہالت ولاعلمی کا نتیجہ ہے۔ دیو بندی مفتری اگر ہم پر اعتراض کرنے سے قبل اپنے گھر کے دیو بندی علماء کی کتب کا مطالعہ کر لیا ہوتا تو ایسی جہالت کا مظاہرہ نہ کرتے کیونکہ خود علماء دیو بند نے شیطان کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانا ہے تو پھر اپنے ان دیو بندیوی علماء کو نظر انداز کر کے صرف علماء اہل سنت و جماعت پر اعتراض کرنا بغض و عناد نہیں تو اور کیا ہے؟ ورنہ بتائیے کہ وہی بات جو اہل سنت و جماعت کریں کفر و شرک ٹھہرے لیکن جب زبان وہابیہ سے یہی بات نکلے تو ایمان و اسلام قرار پائے۔ یہ دو رنگی انصاف نہیں تو اور کیا ہے؟

دیو بندی علماء اپنے وہابی مذہب کی کتاب ”براۃ الابرار عن مکائد الاشرار۔“ اٹھا کر مطالعہ کریں۔ یہ کتاب چھ سو سولہ (616) وہابی علماء کے دستخطوں کے ساتھ مدینہ برقی پریس بجنور سے شائع ہوئی ہے۔ اسی کتاب میں خود علماء وہابیہ دیو بندیہ نے لکھا ہے کہ

”حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ (دیو (شیطان) بندی) نے فرمایا کہ ملک الموت اور شیطان مردود کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اور محفل میلاد میں جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ☐ کا تشریف لانا نصِ قطعی سے ثابت نہیں ہے۔“ (براۃ الابرار عن مکائد الاشرار صفحہ ۵۷)

لاحول ولاقوۃ الا باللہ! ان وہابیوں دیو بندیوں کو حضور اقدس خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کس قدر کھلی ہوئی عداوت و دشمنی ہے کہ حضرت ملک الموت علیہ الصلوۃ والسلام اور شیطان ملعون کے لیے تو ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نصِ قطعی سے ثابت بتا دیا لیکن حضور اقدس محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لیے نص قطعی سے ثبوت کا انکار کر دیا۔

علمائے دیو بند کی اس کتاب ”براۃ الابرار۔“ پر دستخط کرنے والے چھ سو سولہ (616) وہابیہ دیو بندیہ جن کے فتوے اس کتاب میں چھپے ہیں وہ سب اسی کتاب کے مضامین کو درست اور شیطان کے بارے میں حاضر و ناظر ہونا کا عقیدہ نصِ قطعی سے تسلیم کر چکے۔

علمائے دیوبند کے مفتی حماد نے مجلہ ''راہ سنت'' لاہور شمارہ ۵ ص ۳۲ پر اسی کتاب ''براۃ الابرار'' کا نام فخر سے پیش کیا، اسی طرح ''سیف حق'' نامی مجموعہ مغلظات کے صفحہ ۵۲ پر بھی اسی کتاب کا ذکر کیا گیا، اسی طرح علماء دیوبند کے رسالے ''نور سنت'' کراچی شمارہ نمبر ۴ میں بھی اسی کتاب ''براۃ الابرار'' میں ذکر کیا گیا۔ دیوبندی مفتی نے ایک یہ حوالہ بھی دیا کہ ''ابلیس بیک وقت ہر سمت سے ہر شخص کے پاس پہنچ سکتا ہے۔ وہ کسی سمت کا پابند نہیں۔'' (تفسیر نعیمی ۸/۳۲۶)

جب علمائے دیوبند کے نزدیک ابلیس ہر جگہ حاضر و ناظر ہے تو پھر اس عبارت پر اعتراض کرنا ہی ضد وہٹ دھرمی ہے۔

اور پھر قرآن پاک میں بھی ہے کہ "ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ط پھر ضرور میں [ابلیس] ان کے پاس آؤں گا ان کے آگے اور ان کے پیچھے اور ان کے داہنے اور بائیں سے (پارہ ۸ اعراف ۱۷)

تفسیر جلالین کا اردو ترجمہ وشرح علماء دیوبند کے مولانا محمد نعیم استاذ تفسیر دار العلوم دیوبندی نے کی اسی میں ہے کہ ''وسوسہ اندازی چونکہ ایک طرح کا نفسانی تصرف ہے جس کے لیے مکان کی دوری روک نہیں بنتی۔ اس لیے بالمشافہ آدم وحوا سے شیطان کی ملاقات ثابت کرنے کے لیے تکلفات کی ضرورت نہیں ہے زمین پر رہتے ہوئے بھی شیطان جنت میں وسوسہ کے اثرات پہنچا سکتا ہے۔ (کمالین ترجمہ وشرح تفسیر جلالین جلد دوم ص ۲۳۷ پ ۸ الاعراف ۱ تا ۲۵)

لہٰذا دیوبندی حضرات ذرا ان عبارات کے بارے میں بھی فتوی جاری کریں۔ لیکن ان لوگوں نے تو صرف اہل سنت و جماعت کے خلاف زہر اگلنے کا ٹھیکا اٹھا رکھا ہے۔

وھابیوں کے 616 علماء پر اسماعیل دھلوی کا فتوی

علمائے دیوبند اپنے امام اسماعیل دہلوی کی کتاب تقویۃ الایمان کو عین اسلام قرار دیتے ہیں۔ (فتاوی رشدیہ) اور علماء وہابیہ دیوبندیہ کے عین اسلام تقویۃ الایمان کا فتوی

ہے کہ جو شخص کسی نبی وولی ......جن اور شیطان کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانے وہ ہر طرح مشرک و کافر ہے۔ دہلوی صاحب لکھتے ہیں کہ

"اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی سو ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے......اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت اور پری میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جاوے گا۔"

(تقویۃ الایمان مع تذکیر الاخوان 21)

تو اب بیچارے سنی مسلمانوں کو مشرک و کافر بنانے والے یہ 616 دیو بندی وہابی علماء خود اپنے عین اسلام تقویۃ الایمان کے فتوے سے شیطان کو حاضر و ناظر مان کر کافر و مشرک قرار پائے۔

اعتراض:

"شیطان اور اس کی طاقت۔"

"اس رجیم مخلوق شیطان کو بھی اللہ نے اتنی طاقت دے رکھی ہے کہ وہ سیر کرنے پر آئے تو تھوڑی ہی دیر میں پوری دنیا کا چکر لگا لے۔" (تحفظ عقائد اہلسنت، ص ۴۶۸)

جواب:

شیطان کی یہ طاقت خود علماء دیو بند کے حکیم الامت اشرفعلی تھانوی نے تسلیم کی ہے۔ تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ "ابو یزید سے پوچھا گیا طے زمین کی نسبت، آپ نے فرمایا یہ کوئی چیز کمال کی نہیں دیکھو ابلیس مشرق سے مغرب تک ایک لحظہ میں قطع کر جاتا ہے۔" (حفظ الایمان صفحہ ۱۰) یہاں تھانوی صاحب نے ایک لحظہ میں آنے جانے کی قوت مانی۔ لگاؤ فتاویٰ تھانوی پر۔ جی دیو بندی مفتری آپ کو پتہ چلا کہ جو بات آپ کو خلاف اسلام نظر آئی وہی بات آپ کے دیو بندی حکیم الامت اشرفعلی تھانوی نے قبول کی لہٰذا انصاف کا مظاہرہ کرتے ہوئے تھانوی صاحب کے بارے میں فتویٰ جاری کیجیے۔ اور اگر تھانوی صاحب پر

کوئی فتویٰ نہیں تو پھر ہم پر اعتراض کرتے ہوئے شرم کیجئے۔

اعتراض:

''شیطان نبوت کا حقدار۔''

''اگر نبوت اعمال پر ہوتی تو شیطان کو ملنا چاہے تھی۔'' (تفسیر نعیمی ۱/ ۳۱۲)

''کیا شیطان کے اعمال دیکھئے جائیں تو وہ نبوت کا حق دار ہے؟'' (بریلویوں کی شیطان سے محبت، ص ۲۴)

جواب:

دیو بندی مفتری نے محض حجت بازی سے کام لیکر عوام الناس کو دھوکا دیا ہے۔ دیو بندی کا یہ اعتراض کرنا کہ [''کیا شیطان کے اعمال دیکھئے جائیں تو وہ نبوت کا حق دار ہے؟''] محض ضد وہٹ دھرمی اور اہل سنت و جماعت سے بغض وعناد کی بنا پر ہے۔ کیونکہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تو یہ بات بتا رہے ہیں کہ نبوت کا دار مدار اعمال یا مال پر نہیں یا زیادہ سجدوں، چلوں، سہ رزوں پر نہیں بلکہ یہ تو اللہ عز وجل کی عطا ہے۔

وَاِذَا جَآءَتۡهُمۡ اٰيَةٌ قَالُوۡا لَنۡ نُّؤۡمِنَ حَتّٰى نُؤۡتٰى مِثۡلَ مَاۤ اُوۡتِىَ رُسُلُ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَعۡلَمُ حَيۡثُ يَجۡعَلُ رِسَالَتَه سَيُصِيۡبُ الَّذِيۡنَ اَجۡرَمُوۡا صَغَارٌ عِنۡدَ اللّٰهِ وَعَذَابٌ شَدِيۡدٌ بِمَا كَانُوۡا يَمۡكُرُوۡنَ۔

اور جب ان کے پاس کوئی نشانی آئے تو کہتے ہیں ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک ہمیں بھی ویسا ہی نہ ملے جیسا اللہ کے رسولوں کو ملا۔ اللہ خوب جانتا ہے جہاں اپنی رسالت رکھے۔ عنقریب مجرموں کو اللہ کے یہاں ذلت پہنچے گی اور سخت عذاب بدلہ ان کے مکر کا۔ (الانعام 124)

ولید بن مغیرہ نے کہا تھا کہ اگر نبوّت حق ہو تو اس کا زیادہ مستحق میں ہوں کیونکہ میری عمر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہے اور مال بھی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ تو بتایا گیا کہ اللہ جانتا ہے کہ نبوّت کی اہلیت اور اس کا استحقاق کس کو ہے کس کو نہیں، عمر و مال سے کوئی مستحقِ

نبوّت نہیں ہوسکتا اور یہ نبوّت کے طلب گار تو حسد، مکر، بدعہدی وغیرہ قبائح افعال اور رذائل خِصال میں مبتلا ہیں، یہ کہاں اور نبوّت کا منصبِ عالی کہاں۔

تو یہی بات مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ علیہ فرما رہے ہیں کہ نبوت و رسالت کا مستحق کوئی مال و عبادات نہیں کیونکہ اگر مال و عبادت کا ہونا ہی اس کے مستحق ہونے کا ذریعہ ہوتا تو پھر ''تو شیطان کو ملنا چاہیے تھی۔'' (تفسیر نعیمی ۱/ ۳۱۲)

اب رہا یہ کہ شیطان کے بارے میں یہ تسلیم کیا گیا کہ وہ اچھے اعمال کیا کرتا تھا تو گزارش یہ ہے کہ یہاں شیطان کے جن اعمال کا ذکر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ اس وقت کے اعمال ہیں جب وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے مردوہ ہو کر نکالا نہیں گیا تھا۔ اور سب اہل علم جانتے ہیں کہ شیطان بارگاہ خدواوندی میں مردود ہونے سے قبل اپنے علم و عمل میں بہت مشہور تھا جس کا ذکر خود علماء دیوبند کی مشہور تفسیر میں بھی ہے کہ

''ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ نافرمانی سے پہلے وہ (یعنی ابلیس) فرشتوں میں تھا۔ عزازیل اس کا نام تھا۔ زمین پر اس کی رہائش تھی اجتہاد اور علم میں بہت بڑا تھا اور اسی وجہ سے دماغ میں رعونت تھی اور اس کی جماعت کا اور اس کا تعلق جنون سے تھا۔ اس کے چار پر تھے۔ جنت کا خازن تھا، زمین اور آسمان دنیا کا سلطان تھا۔ (گلدستہ تفاسیر ۱/ ۱۱۵)

☆ حضرت سعد بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں......شیطان ''فرشتوں کے ساتھ عبادت کرتا رہا۔'' ابی جریر، ابن ابی حاتم۔ (تاریخ جنات و شیاطین 324 مترجم دیوبندی)

لہٰذا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے شیطان کے جن اعمال کا ذکر کیا وہ اس وقت کے اعمال تھے جب وہ آسمان و زمین کی دنیا کا سلطان تھا۔

پھر دیوبندی مفتی کی جہالت دیکھئے کہتا ہے کہ ''کیا شیطان کے اعمال دیکھئے جائیں تو وہ نبوت کا حق دار ہے؟۔'' یعنی اس دیوبندی مفتری کے نزدیک اگر کوئی اچھے اعمال کرتا ہے تو وہ نبوت کا حق دار ٹھہرتا ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ! دیوبندی مفتری کیا ثابت کرسکتا ہے کہ اچھے اعمال سے نبوت کا حق دار ہوجاتا ہے؟ معاذ اللہ عزوجل۔

دیوبندی مفتی یہاں بھی کوئی فتویٰ لگائے

شیطان مردود ہونے سے قبل بہت بلند مقام رکھتا ہے جس کا ثبوت متعدد روایات میں موجود ہے۔ امام محدث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ علماء دیوبند واہلحدیث کے بھی متفقہ بزرگ محدث ہیں ان کی کتاب "لقطا المرجان فی احکام الجان" کا ترجمہ خود علمائے دیوبند کے مولانا امداد اللہ نور سابق معین التحقیق، مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ نے اردو زبان میں بنام "تاریخ جنات وشیاطین" کیا، اسی سے چند روایات پیش خدمت ہیں۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابلیس فرشتوں میں بڑا درجہ رکھتا ہے، اس کا قبیلہ بھی فرشتوں کے قبیلوں سے افضل تھا، یہ جنتیوں کا داروغہ اور ذمہ دار تھا، آسمانِ دنیا پر اس کا حکم چلتا تھا، مجمع البحرین (بحیرہ روم اور فارس) بھی اس کے تصرف میں تھے ایک مشرق کی طرف چلتا اور دوسرا مغرب کی طرف، یہ زمین کا حکمران بھی تھا...... ابن جریر طبری۔ (تاریخ جنات وشیاطین، صفحہ 320)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا...... ابلیس "آسمان اور زمین کا حکمران تھا۔ ابن جریر طبری (تاریخ جنات وشیاطین صفحہ 321)

☆ حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعود اور دیگر کئی صحابہ کرام علیہم الرضوان اجمعین فرماتے ہیں کہ ابلیس کو پہلے آسمان کا ذمہ دار قرار دیا گیا تھا...... یہ جنت کا نگران اور ذمہ دار تھے، ابلیس اپنی حکومت سمیت جنت کا بھی نگران تھا الخ۔ ابن جریر طبری (ایضاً صفحہ 321)

☆ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو دس فرشتے ہوا کا نظام سنبھالتے تھے ان میں سے ایک یہ ابلیس بھی تھا۔ ابن ابی الدنیا (تاریخ جنات وشیاطین صفحہ 321)

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابلیس کا اصل نام عزازیل تھا، یہ چار پروالے فرشتوں میں بڑا مرتبہ رکھتا تھا۔ ابن ابی الدنیا (تاریخ جنات وشیاطین صفحہ 321)

لہٰذا ابلیس کا یہ مقام ومرتبہ اس وقت تک تھا جب تک وہ اللہ و نبی کا گستاخ نہ تھا۔ لیکن

جیسے ہی گستاخ بنا اور نبی کی کی تعظیم کا منکر ہوا تو اللہ عزوجل نے اس کی توحید کو بھی قبول نہ کیا بلکہ لعنت کا طوق گلے میں پہنا کر ہمیشہ کے لیے مردود قرار دیا۔

اعتراض:

شیطان اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم سنگ ہونے کا عقیدہ۔

دیو بندی مفتری نے کہا کہ تذکرہ غوثیہ صفحہ ۲۵۷ میں ہے

بر مذہب عاشقاں یک رنگ ابلیس و محمد است ہم سنگ

جواب:

دیو بندی مفتری کی بے حیائی دیکھئے کہ جس کتاب ''تذکرۃ غوثیہ'' کا حوالہ بیان کر کے ہم اہل سنت و جماعت کو بدنام کرنے کی ناکام سعی کی ہے اس کتاب کے مصنف شاہ غوث علی پانی پتی اپنی تصریح کے مطابق امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی اور شاہ محمد اسحاق دہلوی کے شاگرد ہیں'' دیکھئے تذکرہ غوثیہ صفحہ ۱۷[بحوالہ آئینہ اہلسنت صفحہ ۶۸]

لہٰذا دیو بندیوں کے شاگرد کا حوالہ بیان کر کے ہم اہل سنت و جماعت کو بدنام کرنا کہاں کا انصاف ہے؟ بلکہ دیو بندی مفتری کا الزام خود اس کے اپنے وہابی مذہب کی طرف لوٹ گیا۔ لہٰذا یہ وہابیوں کا عقیدہ ٹھہرا ہمارا ہرگز نہیں۔ مبارک ہو دیو بندی مفتری کو کہ خود اس کا فتوے اس کے اپنے مذہب پر عائد ہو گیا۔

پھر دیو بندی مفتری کی جہالت یا ہٹ دھرمی ہے کہ وہ ایسی کتاب کا الزام ہمارے سر تھونپ رہا ہے جس کتاب کی تردید ہمارے اکابرین و علماء اہل سنت و جماعت بار بار کر چکے۔ تذکر غوثیہ ہم سنیوں کی کتاب ہی نہیں ہے بلکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''کتاب تذکرہ غوثیہ جس میں غوث علی شاہ پانی پتی کا تذکرہ ہے ضلالتوں، گمراہیوں بلکہ صریح کفر کی باتوں پر مشتمل ہے......ایسی ناپاک بے دینی کی کتاب کا دیکھنا حرام ہے جس مسلمان کے پاس ہو جلا کر خاک کر دے۔[فتویٰ رضویہ جلد ۱۵ کتاب السیر مسئلہ نمبر ۷۴]

لہٰذا جس کتاب کی تردید ہمارے اکابرین کر چکے ایسی کتاب سے حوالہ بیان کر کے

ہمارے سر تھونپنا ہم اہل سنت وجماعت سے دیو بندی مفتی کی بدترین بغض وعناد کی علامت ہے۔

اعتراض:

شیطان اور اقرار توحید۔

تفسیر نعیمی ۳/ ۹۴ میں ہے کہ "صرف اللہ کی توحید کو تو شیطان بھی مانتا ہے اور بہت سے کفار بھی موحد ہیں۔"

نئی تقریریں ص ۷۶ میں ہے کہ "موحد نہ بننا ورنہ مارے جاؤ گے۔"

جواب:

یہ بات تو بالکل صحیح ہے کہ صرف اللہ کی توحید کا اقرار کرنا ہی کافی نہیں ورنہ اللہ کی توحید کا اقرار تو شیطان کو بھی تھا، جیسا کہ خود دیو بندیوں کے حکیم اشرف علی تھانوی نے استفسار کیا کہ بعض کتب میں مدح ابلیس کی پائی جاتی ہے اور چونکہ توحید وعشق اس (ابلیس) کا علیٰ درجے کا تھا سجدہ آدم گوارا نہ کیا۔ [شمائم امدادیہ حصہ دوم صفحہ ۶۱، ۶۲]

لہٰذا صرف توحیدی (موحد) تو شیطان بھی تھا اور اور اہل علم بھی جانتے ہیں کہ بعض کفار بھی توحید باری تعالیٰ کے قائل ہیں۔ لیکن محض موحد ہونا (یعنی اللہ کو ماننا) ہی کافی نہیں کیونکہ قرآن کا حکم ہے کہ ایمان تو یہ ہے کہ "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓىٕكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا۔ اے ایمان والو ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے ان رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اُتاری اور جو نہ مانے اللہ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو تو وہ ضرور دور کی گمراہی میں پڑا۔ (النساء 136)

اور قرآن کا حکم یہ ہے کہ ایسا ایمان لاؤ جیسے صحابہ اکرام علیہم الرضوان ایمان لائے تھا لیکن کفار منکر ہو کر کہتے تھے کہ "وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَاۤ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْۤا اَنُؤْمِنُ كَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَهَآءُؕ اَلَاۤ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَ لٰكِنْ لَّا یَعْلَمُوْنَ۔ اور

جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں سنتا ہے؟ وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں۔ (القرآن)

اس لیے اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ صرف اللہ عزوجل کو ماننا ہی ایمان و اسلام نہیں ورنہ آج بھی کئی فرقے و مذہب موجود ہیں جو اللہ عزوجل پر تو ایمان رکھتے ہیں لیکن کوئی ختم نبوت کا منکر ہے، کوئی قرآن کا منکر ہیں، کوئی فرشتوں کا منکر ہے۔ تو اس لیے جب تک ایسا ایمان نہیں لائیں گے جیسا ایمان لانے کا حکم دیا اس وقت تک صرف موحد ہونا کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اب اگر موسیٰ علیہ السلام بھی آجائیں تو ان کو بھی مجھ پر ایمان لائے بغیر نجات نہیں۔" کما قال علیہ الصلوۃ والسلام۔

دیوبندی موحد ایسے ہی ہوتے ہیں

تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ "ایک موحد سے لوگوں نے کہا اگر حلوا و غلیظ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ انہوں نے بشکل خنزیر ہو کر گونہہ (پیخانہ) کھا لیا پھر بصورت آدمی ہو کر حلوا کھایا۔ الخ (امداد المشتاق مصنفہ تھانوی صفحہ ۱۰۱)

اب بتایا جائے کہ اگر محض موحد ہونا ہی اہل حق ہونا ہے تو پھر تھانوی صاحب اس موحد کی شان میں گستاخی کررہے ہیں کہ نہیں؟

اعتراض:

شیطان پکا موحد، مشرک نہیں۔

نور العرفان ۱۹۴ میں ہے کہ بت پوجنا، بتوں کی تجارت، سب حرام ہے یعنی شیطان یہ کام کراتا ہے خیال رہے کہ یہ حرکات شیطان خود نہیں کرتا دوسروں سے کراتا ہے خود تو پکا موحد ہے۔"

نور العرفان ۸۲۲ "شیطان خود مشرک نہیں لیکن لوگوں سے شرک کراتا ہے۔"

جواب:

پہلے تو دیوبندی اپنے گھر کا ایک حوالہ پڑھ لیں دیوبندی مفتی عبد الحق حقانی اور دیگر

دیوبندیوں مفتیوں کے فتوے پر مشتمل فتویٰ حقانیہ میں سوال ہوا کہ

''سوال: فتاویٰ قاضی خاں میں ہے (من رضی بلکفر الغیر یعید کافر) تو اگر کوئی شخص بتوں کی خرید وفروخت یا ان کے تراشنے کا کام کرتا ہوں تو کیا اس کو کافر کہنا صحیح ہے یا نہیں۔

جواب: بتوں کو تراشنا یا ان کی خرید وفروخت کرنا نہ بت پرستی ہے اور نہ ہی اس سے بت پرستی پر رضا مندی لازم آتی ہے، ایسے شخص کو کافر کہنا جہالت اور لاعلمی ہے، فقہاء کی عبارات میں اس کے نظائر موجود ہیں۔ الخ (فتاویٰ حقانیہ جلد ا ص ۱۴۵)

لہٰذا ذرا یہاں بھی کچھ خیال ودھیان کیجیے اور ذرا دیوبندی مفتیوں کے بارے میں بھی کچھ حکم دیجیے۔

اب آئے جواب کی طرف تو دیوبندی مفتری نے یہودیانہ طرز عمل اختیار کرتے ہوئے سخت خیانت سے کام لیا ہے۔ قبلہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا کہ ''بت بنانا، بتوں کی تجارت سب حرام ہے، ایسے ہی فال کھولنا فال کھولنے پر اجرت لینا یا دینا یہ سب حرام ہے، یعنی شیطان یہ کام کراتا ہے۔ خیال رہے کہ یہ حرکات شیطان خود نہیں کرتا دوسروں سے کراتا ہے۔ خود تو پکا موحد ہے۔'' (صفحہ ۱۹۴)

اور اسی طرح ضرورت نبوت ومقام نبوت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''اس سے معلوم ہوا کہ شیطان لوگوں سے شرک کراتا ہے خود کبھی بت پرستی یا شرک نہیں کرتا وہ بڑا موحد ہے، ایسا موحد کہ اس نے خدا کے حکم سے بھی آدم علیہ اسلام کو سجدہ تحیۃ نہ کیا۔ کیونکہ اس کو اس سجدہ سے شرک کی بو آتی تھی، یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی کا انکار کر کے ساری ایمانی چیزوں کا ماننا ایمان نہیں۔ شیطان رب تعالیٰ کی ذات صفات، جنت، دوزخ، حشر، نشر سب کا قائل تھا مگر کافر رہا، کیونکہ صرف اس لیے کہ نبی کا منکر تھا جس پر مدار ایمان ہے وہ نبوت کا عقیدہ ہے۔ (نور العرفان صفحہ ۱۴۴۱) بحوالہ 514۔

ایک عام طالب علم بھی سمجھ سکتا ہے کہ ''ایسا موحد کہ اس نے خدا کے حکم سے بھی آدم علیہ اسلام کو سجدہ تحیۃ نہ کیا...... الخ۔ یہ جملے طنزاً کہہ گئے۔ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے کہا جائے کہ

دیوبندی بہت بڑے با ادب ہیں ایسے کہ اللہ کے نبی کی تعظیم عام بشر کی سی تعظیم سے کم کرنے کا حکم دیتے ہو۔ (تقویۃ الایمان) تو کیا کوئی کہے گا کہ دیوبندیوں کو باادب قرار دیا گیا؟ ہرگز نہیں بلکہ مراد طنزاً یہ کہنا ہے کہ تم دیوبندی بے ادب ہو۔اسی طرح وہاں بھی شیطان کے بارے میں کہ وہ بہت بڑا موحد (خدا کو ماننے والا) ہے ایسا (موحد) ماننے والا ہے کہ اس نے خدا کے حکم سے بھی آدم علیہ السلام کو سجدہ تحیۃ نہ کیا۔''

پھر یہ تاثر دینا کہ مفتی احمد یار نے شیطان کو مسلمان قرار دیا یہ وہابیہ کی جہالت ہے جس کی وضاحت اوپر ہو چکی اور مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید آگے اس کو ''شیطان'' کہا۔اب ہوسکتا ہے کہ علمائے دیوبند کے ہاں شیطان یعنی ابلیس کسی اہل ایمان کا نام ہو یا کوئی ایمان یافتہ ہونے کی سند ہو ہمارے ہاں تو شیطان [ابلیس] اسی کو کہا جاتا ہے جو کافر ہو۔

اب یہ بات کہ شیطان بتوں کی پوجا کرتا ہے کہ نہیں اور کیا ان کے آگے سر جھکاتا ہے کہ نہیں؟ تو شیطان نے حضرت آدم علیہ السلام کو تکبر کی وجہ سے ایک تعظیمی سجدہ نہیں کیا۔لہٰذا جب وہ اتنا مغرور و متکبر ہے تو بتوں کے سامنے خود شیطان سجدہ ریز نہیں ہوتا کیونکہ وہ تمام مخلوقات سے خود کو افضل و اعلیٰ سمجھتا ہے۔اسلیے وہ مشرکین و کفار کو دھوکا دیکر ان سے ایسے کام تو کرواتا ہے لیکن خود نہیں کرتا بلکہ قرآن میں حکم ہے کہ۔

" كَمَثَلِ الشَّيْطٰنِ اِذْ قَالَ لِلْاِنْسَانِ اكْفُرْ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّنْكَ اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۔ شیطان کی کہاوت جب اس نے آدمی سے کہا کفر کر پھر جب اس نے کفر کر لیا بولا میں تجھ سے الگ ہوں میں اللہ سے ڈرتا ہوں جو سارے جہان کا رب۔(الحشر 16)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان کفر کرواتا ہے اور خود کہتا ہے کہ میں تجھ سے الگ ہوں یعنی جو کچھ توں نے کیا میں ایسا نہیں کرتا "اِنِّيْٓ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ" کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔اب اگر مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی بات پر اعتراض ہے تو

یہاں پر بھی اعتراض کریں۔

اعتراض:

شیطان، عالم، عباد صوفی۔

نور العرفان ۷ ۴ ۳ میں ہے کہ ''حالانکہ میں (شیطان) لاکھوں برس کا عابد، عالم، صوفی ہوں۔

جواب:

دیوبندی مفتری نے عوام الناس کو دھوکا دینے کی کوشش کی ہے۔ شیطان کا یہ کلام کوئی ابھی کی نہیں بلکہ شیطان کا یہ کلام اس وقت کا ہے جب اس کو سجدے کا حکم دیا گیا اور اس نے تکبر کرتے ہوئے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ نہیں کیا تھا۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن واحادیث وتفاسیر کے حوالہ جات کو سامنے رکھتے ہوئے شیطان کے تکبر اور شیطانی سوچ کا مکمل نقشہ کھینچتے ہوئے ان کا خلاصہ پیش کیا کہ اس نے تکبر کیا کیونکہ وہ ابلیس خود کو بہت بڑا صوفی (عبادت گزار)، عالم فاضل (اہل علم) سمجھتا تھا۔ اور حضرت آدم علیہم السلام کو معاذ اللہ حقیر جانتا تھا۔ [جیسے کہ آج وہابیوں کا بھی عقیدہ ہے کہ ''سب انبیاء واولیاء اللہ کے آگے چمار سے ذلیل ہیں۔'' ملخصاً۔ تقویۃ الایمان]

☆ پھر دیوبندی مفتری نے یہاں بھی نامکمل عبارت لکھ کر خیانت سے کام لیا۔ اصل عبارت یہ ہے کہ شیطان نے کہا ''کیونکہ میں پرانا صوفی عالم فاضل ہوں اور آدم علیہ السلام نے ابھی کچھ سیکھا نہ عبادت کی، یعنی آگ خاک سے افضل ہے اور جو افضل سے بنے وہ بھی افضل ہے۔'' (نور العرفان صفحہ ۳۰۷) یعنی یہ سب تذکرہ اس وقت کا ہے جب شیطان کو سجدے کا حکم دیا گیا تھا اور خود علماء وہابیہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ شیطان پہلے بہت بڑا عبادت گزار اور اہل علم تھا۔ ملاحظہ کیجئے۔

☆ علماء دیوبند کی مشہور تفسیر میں ہے کہ ''ابن عباس ؓ کہتے ہیں کہ نافرمانی سے پہلے وہ (یعنی ابلیس) فرشتوں میں تھا۔ عزازیل اس کا نام تھا زمین پر اس کی رہائش تھی اجتہاد اور

علم میں بہت بڑا تھا اور اسی وجہ سے دماغ میں رعونت تھی اور اس کی جماعت کا اور اس کا تعلق جنون سے تھا۔ اس کے چار پر تھے۔ جنت کا خازن تھا، زمین اور آسمان دنیا کا سلطان تھا۔

(گلدستہ تفاسیر ۱/۱۱۵)

پتہ چلا کہ ابلیس کو بھی علم دیا گیا تھا یعنی وہ بھی عالم فاضل تھا۔ تو جب حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر علم کا تاج سجایا کر تمام فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا گیا تو ابلیس نے سجدہ نہیں کیا۔

☆ قَالَ يٰۤاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ۔ فرمایا اے ابلیس تجھے کس چیز نے روکا کہ تو اس کے لیے سجدہ کرے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ کیا تجھے غرور آ گیا یا تو تھا ہی مغروروں میں۔ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَه مِنْ طِيْنٍ۔ بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔ (ص 74,75)

☆ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۔وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔ اور یاد کرو جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔ (البقرۃ 34)

لہٰذا ابلیس نے ہر لحاظ سے خود کو حضرت آدم علیہ السلام سے افضل و اعلیٰ جانتے ہوئے تکبر کیا۔

☆ دیوبندی تفسیر میں ہے ''بہر حال حضرت آدم کو صفت علم سے اس طرح نوازا گیا کہ فرشتوں کے لیے بھی ان کی برتری اور استحقاق خلافت کے اقرار کے علاوہ چارہ کار نہ رہا ...... بلاشبہ یہ صرف حضرت انسان ہی کے لیے موزوں تھا کہ وہ زمین پر خدا کا خلیفہ ہے اور ان تمام حقائق و معارف اور علوم فنون سے واقف ہو کر نیابت الٰہی کا صحیح حق ادا کرے۔

(گلدستہ تفسیر ۱/۱۱۶)

لہٰذا شیطان نے تکبر کرتے ہوئے آدم علیہ السلام کے مقام و مرتبہ، خصائص و کمالات کا انکار کیا اور خود کو ان سے اعلیٰ بتایا جس کی وجہ سے وہ کافر ہو گیا

اعتراض:

شیطان کے پاس طاقت علم اور عبادت موجود ہے۔

نور العرفان ۱۸۷ ’’یہ بھی معلوم ہوا کہ ہدایت اپنی طاقت یا علم یا عبادت سے نہیں ملتی، رب کا خاص عطیہ ہے ورنہ شیطان پکا مومن ہونا چاہے تھا کیونکہ اس کے پاس یہ سب چیزیں موجود تھیں۔‘‘

جواب:

جناب دیو بندی مفتری صاحب یہ کوئی صرف اہل سنت و جماعت کا ہی نقطہ نظر نہیں بلکہ اگر آپ نے کبھی زحمت گوارہ کی ہوتی اور اپنے دیو بندی وہابی علماء کی تفاسیر کا مطالعہ کیا ہوتا تو آپ ایسی بدفہمی کا مظاہرہ ہی نہ کرتے۔ ہمیں دیو بندی مفتری پر حیرت ہے کہ یہ مفتی کس طرح بن گیا، ایک ادنیٰ سا علم رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ ابلیس کو پہلے بہت مقام دیا گیا تھا، اس کو علم بھی حاصل تھا، بلکہ بلکہ زمین وآسمان کا سلطان تھا چنانچہ خود

☆ علمائے دیو بند کی مشہور تفسیر میں ہے کہ ’’ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نافرمانی سے پہلے وہ (یعنی ابلیس) فرشتوں میں تھا۔ عزازیل اس کا نام تھا زمین پر اس کی رہائش تھی اجتہاد اور علم میں بہت بڑا تھا...... جنت کا خازن تھا، زمین اور آسمان دنیا کا سلطان تھا۔

(گلدستہ تفاسیر ۱/۱۱۵)

باقی اس عبارت پر اعتراض ’’کہ ہدایت اپنی طاقت یا علم یا عبادت سے نہیں ملتی، رب کا خاص عطیہ ہے۔‘‘ تو ہوسکتا ہے کہ مذہب وہابیہ میں یہ بات کفر و شرک یا غلط ہو اہل سنت و جماعت کا تو یہی عقیدہ ہے کہ جب تک اللہ عزوجل ہدایت عطا نہ فرمائے لاکھوں کڑوروں کی رقم خرچ کرنے، یا بڑی بڑی کتابیں پڑھنے، بستر اٹھا کر چالیس چالیس دن گھومنے، یا ساری ساری رات عبادت کرنے سے بھی نہیں مل سکتی۔

خود قرآن نے بتا دیا کہ وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدّٰى. اور اس کا مال اسے کام نہ آئے گا جب ہلاکت میں پڑے گا ’’اِنَّ عَلَيْنَا لَلْهُدٰى‘‘ بے شک ہدایت فرمانا

ہمارے ذمہ ہے۔(پارہ30،اللیل12)

لہٰذاہدایت کادارمدار مال ودولت پرنہیں۔اگر ہدایت کادارمدار طاقت،علم یاعبادت پر ہی ہوتی تو شیطان نے بھی انکار تعظیم نبی علیہ السلام کرنے سے قبل بڑی بڑے عبادتیں کیں،اس کے پاس علم بھی تھا،اس کو طاقت (حکومت) بھی دی گئی تھی۔لیکن وہ ہدایت نہ پا سکا۔کیونکہ "اِنَّ عَلَيۡنَا لَلۡهُدٰىؗ"بے شک ہدایت فرمانا ہمارے ذمہ ہے (پارہ30، اللیل12)

اوراسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ‌ وَهُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُهۡتَدِيۡنَ۔ ہاں اللہ ہدایت فرماتا ہے جسے چاہے اور وہ خوب جانتا ہے ہدایت والوں کو۔(پارہ20 القصص56) پتہ چلا کہ ہدایت اللہ کی طرف سے ہے یہ دولت،شہرت یا بڑے بڑے چلے لگانے سے حاصل نہیں ہوتی۔لہٰذا وہابیوں کا اعتراض محض جہالت کی بنا پر ہے اور خواہ مخواہ عوام الناس کے اذہان میں اہل سنت وجماعت کے خلاف ذہر بھرنا ہے۔

اعتراض:

شیطان جھوٹ نہیں بولتا۔

احکام شریعت ۵ ۱۳ میں ہے کہ" وہ (شیطان) کذب کواپنے لیے بھی پسند نہیں کرتا۔"

جواب:

شیطان جھوٹ کواپنے لیے پسند نہیں کرتا۔شیطان نے کہا کہ: لَأُغۡوِيَنَّهُمۡ أَجۡمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِينَ۔(ص:۸۳۔حجر:۴۰)ضرور میں اُن سب کو گمراہ کردوں گا مگر جواُن میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔...... یہاں شیطان نے استثنا لاکر اپنے دعوے کو جھوٹا ہونے سے بچایا۔ہے۔تفسیر رازی:توبہ:۱۲۰:-

إِنَّ إِبۡلِيسَ إِنَّمَا ذَكَرَ هَذَا الِاسۡتِثۡنَاءَ، لِأَنَّهُ لَوۡ لَمۡ يَذۡكُرۡهُ لَصَارَ كَاذِبًا فِي ادِّعَاءِ إِغۡوَاءِ الۡكُلِّ، فَكَأَنَّهُ اسۡتَنۡكَفَ عَنِ الۡكَذِبِ فَذَكَرَ هَذَا الِاسۡتِثۡنَاءَ، وَإِذَا كَانَ الۡكَذِبُ شَيۡئًا يَسۡتَنۡكِفُ مِنۡهُ إِبۡلِيسُ، فَالۡمُسۡلِمُ

أَوْلَى أَنْ يَسْتَنْكِفَ مِنْهُ. تفسیر رازی: سورۃ الحجر:-

المسألة الأُولَى: اعْلَمْ أَنَّ إِبْلِيسَ اسْتَثْنَى الْمُخْلَصِينَ، لِأَنَّهُ عَلِمَ أَنَّ كَيْدَهُ لَا يَعْمَلُ فِيهِمْ، وَلَا يَقْبَلُونَ مِنْهُ، وَذَكَرْتُ فِي مَجْلِسِ التَّذْكِيرِ أَنَّ الذى حمل إبليس على ذكر الِاسْتِثْنَاءِ أَنْ لَا يَصِيرَ كَاذِبًا فِي دَعْوَاهُ فَلَمَّا احْتَرَزَ إِبْلِيسُ عَنِ الْكَذِبِ عَلِمْنَا أَنَّ الْكَذِبَ فِي غَايَةِ الْخَسَاسَةِ.

(تفسیر رازی: سورۃ ص)

الْفَائِدَةُ الْأُولَى: قِيلَ غَرَضُ إِبْلِيسَ مِنْ ذِكْرِهِ هَذَا الِاسْتِثْنَاءِ أَنْ لَا يَقَعَ فِي كَلَامِهِ الْكَذِبُ لِأَنَّهُ لَوْ لَمْ يَذْكُرْ هَذَا الِاسْتِثْنَاءَ وَادَّعَى أَنَّهُ يُغْوِي الْكُلَّ لَكَانَ يَظْهَرُ كَذِبُهُ حِينَ يَعْجَزُ عَنْ إِغْوَاءِ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَكَأَنَّ إِبْلِيسَ قَالَ: إِنَّمَا ذَكَرْتُ هَذَا الِاسْتِثْنَاءَ لِئَلَّا يقع الكذب فى هذا الكلام، وعند هَذَا يُقَالُ إِنَّ الْكَذِبَ شَيْءٌ يَسْتَنْكِفُ مِنْهُ إِبْلِيسُ فَكَيْفَ يَلِيقُ بِالْمُسْلِمِ الْإِقْدَامُ عَلَيْهِ؟ تفسیر نیشاپوری۔توبہ:-

ومن مثالب الكذب أن إبليس مع تمرّده و كفره استنكف منه حتى استثنى فى قوله لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ. ثم المقتضى لقبح الكذب هو كونه كذبا عند المعتزلة و كونه مغضيا إلى المفاسد عند الأشاعرة والله أعلم.

تفسیر رازی اور تفسیر نیشاپوری کی عبارات پیش ہیں۔امام احمد رضا نے جو بات کی یہاں بھی وہی بات ہے۔

اعتراض:

انبیاء سے جھوٹ ممکن۔

تفسیر نعیمی ۱/ ۱۷۲ میں انبیاء سے جھوٹ ممکن بالذات لکھا ہے۔

جواب:

دیوبندی مفتری نے آدھی عبارت لکھی اصل عبارت یہ ہے کہ ''انبیاء کرام کا جھوٹ

بولنا ممکن بالذات اور محال بالغیر ہے۔" (تفسیر نعیمی جلد ا ص ۱۷۲) لہٰذا دیو بندی مفتری نے خیانت سے کام لیا ہے۔

دیو بندی مفتری صاحب اپنے دار العلوم دیو بند کے بانی قاسم نانوتوی کی کتاب کا مطالعہ کیجیے، قاسم نانوتوی کہتے ہیں کہ "پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں اور ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔ (تصفیۃ العقائد صفحہ 22)

قاسم نانوتوی کہتے ہیں کہ "ہاں جس جگہ دفع فساد خود کذب پر ہی موقوف ہو جیسا کبھی اصلاح بین الناس میں ہوتا ہے تو پھر یہ تامل بیجا ہے بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے، اور انبیاء علیہ السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں۔ (تصفیۃ العقائد صفحہ 24)

تو اب کیا فتویٰ لگائیں گے؟ کاش کے دیو بندی علماء اپنے گھر کی بھی کچھ خبر رکھا کریں لیکن ان لوگوں نے تو صرف ایک ہی بات سیکھی ہے کہ اہل سنت و جماعت کو خواہ مخواہ بد نام کرنا ہے چاہیے خود جو مرضی ہے کرتے رہیں۔

اعتراض:

شیطان نمازی ہے۔

احمد رضا ایک من گھڑت روایت لکھ کر شیطان کو نمازی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لکھتے ہیں کہ "ایک پہاڑ پر ابلیس نماز پڑھ رہا ہے۔" (بریلویوں کی شیطان سے محبت)

جواب:

دیو بندی مفتری نے خواہ مخواہ اس واقعہ پر اعتراض کیا ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت حکایت کے رنگ میں بیان فرمائی ہے اور یہ روایت امام حافظ ابی الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی "الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ۔" میں، امام حافظ شمس الدین محمد بن احمد الذھبی نے "میزان الاعتدال" امام حافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی "لسان المیزان" اور اسی طرح "تاریخ جرجان صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴" میں بھی الفاظ مختلفہ سے موجود

ہے۔لہٰذا اگر دیو بندی مفتری صاحب اعتراض کرنے سے قبل ایک دو کتابیں پڑھ لیتے تو یوں ان کی جہالت کا بھانڈہ نہ پھوٹے۔لو اب مکمل حوالہ جات ملاحظہ بھی کرو۔

۱ ☆ الامام الحافظ ابی الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی ''الاصابہ۔'' میں نقل فرمایا

"عن جابر رضی الله تعالی عنه، ان امراة من الجن كانت تاتی النبی ﷺ فی النساء من قومیها، فابطأت علیه مرة،ثم جاء ت، فقال: ما بطأ بك ؟قالت: موت میت لنا بارض الهند

فذهبت فی تعزیته فرأیت ابلیس فی طریقی قائما یصلی علی صخرة، فقلت: ما حملك علی ان اضللت آدم ؟ قال: دعی عنك هذا، قلت: تصلی وانت أنت؟ قال: نعم،یارعة بنت العبید الصالح، انی لأرجو من ربی إذا أبر قسمه ان یغفر لی الخ۔ بے شک ایک پری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آتی تھی۔ایک بار وہ نہ آسکی اور پھر آئی،توسرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہ آئی؟ بولی: ہندوستان میں ہماری ایک فوتیدگی ہوگئی تھی۔میں وہاں تعزیت کرنے گئی تھی۔میں نے اپنے راستے میں دیکھا کہ ابلیس [شیطان] ایک پہاڑ پرنماز پڑھ رہا تھا۔میں نے کہا: تو نے آدم کو کیوں بھول میں ڈالا؟ وہ بولا: تم یہ بات چھوڑو۔میں نے کہا: تو ایسا کیسا نماز پڑھتا ہے؟ بولا: ہاں۔اے فارعہ بنت العبد الصالح! میں اپنے رب سے امید کرتا ہوں کہ جب اُس کی رحمت غالب ہوتو مجھے بخشش دے۔(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ص ۸۶)

2 ☆: الامام الحافظ شمس الدین محمد بن احمد الذھبی [المتوفی سنۃ ۷۴۸ھ] میزان الاعتدال میں نقل فرماتے ہیں: "عن جابر رضی الله تعالی عنه قال كانت جنية تأتی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی نساء منهم، فابطأت علیه، فاتت، فقال: ماا بطأ بك؟ قالت: مات لنا میت بالهند، فذ هبتُ فرأیت فی طریقی إبلیس یصلی علی صخرة، فقلت: ما حملك علی ان اضللت آدم؟ قال دعیی هذا عنك، قلت: تصلی، وانت أنت! قال: انی

لأرجو من ربی إذا أبر قسمه ان یغفر لی۔ فما ضحك رسول الله صلی الله علیه وسلم ضحكة یومئذ۔ قال بن عدی حدثنا عبد المؤمن بن أحمد ثنا منفر فذ کرہ۔ (میزان الاعتدلال: جلد سادس 525)

3 ☆ الامام الحافظ احمد بن علی بن حجر العسقلانی ''لسان المیزان'' میں نقل فرمایا ''عن جابر رضی الله تعالی عنه قال؛ كانت جنية تأتی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فی نساء منهم، فابطأت علیه، فاتت فقال: ما بطأ بك ؟قالت: مات لنا میت بالهند،فذهبت فرأیت فی طریقی إبلیس یصلی علی صخرة، فقلت: ما حملك علی ان اضللت آدم ؟ قال: دعی هذا عنك، قلت :تصلی وانت أنت! قال انی لأرجو من ربی إذا أبر قسمه ان یغفر لی فما ضحك رسول الله صلی الله علیه وسلم ضحكة یومئذ قال بن عدی حدثنا عبد المؤمن بن أحمد ثنا منفر فذ کرہ انتهی الخ (لسان المیزان: جلد سادس 171)

ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ بھی وہی ہے جو پہلے ترجمہ میں بیان ہو چکا۔لہٰذا اب وہابیوں کے تمام اعتراضات امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے اٹھ کر ان اکابرین علماء امت مسلمہ پر جا ٹکے ہیں۔

لہٰذا وہابیوں اب کہوں کہ امام حافظ ابی الفضل احمد بن علی بن حجر العسقلانی، امام حافظ شمس الدین محمد بن احمد الذھبی وغیرھما کے نزدیک بھی شیطان نمازی ہے۔اور اس واقعہ کو لیکر جو جو اعتراضات والزام تراشیاں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کی جاتی ہیں وہی سب ان بزرگوں پر بھی کریں لیکن ہمیں یقینا ہے کہ کوئی وہابی دیو بندی ہرگز ہرگز ان بزرگوں کو بُرا بھلا نہیں کہہ سکتے کیونکہ وہابیوں کو بغض وعناد تو صرف ان علماء کرام سے ہیں جنھوں نے ان کے علماء وہابیہ کی بے ادبیوں و گستاخیوں پر گرفت فرمائی تھی۔اور وہابیوں کے فتوے بھی صرف اور صرف علمائے اہل سنت وجماعت حنفی بریلوی کے لیے ہوتے ہیں باقی جو مرضی ہے

لکھے، زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکالیں گے۔

اعتراض:

یہ تمام موضوع روایات ہیں۔اس لیے ان کا الزام محدثین حضرات پر عائد نہیں ہوتا جبکہ احمد رضا خان صاحب پر الزام عائد ہوگا کیونکہ انہوں نے اس کو قبول کیا اور کسی جگہ موضوع نہیں کہا۔

جواب:

حدیث ضعیف جو موضوع نہ ہو اس سے استحباب اور جواز ثابت ہوسکتا ہے۔ اور پھر اکیلے ابن جوزی نے موضوع کہا ہے اور وہ جرح میں متشدد ہے۔ کسی راوی کے غیر معروف ہونے سے روایت ضعیف ہوجاتی ہے نہ کہ موضوع۔ "الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ" میں حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس روایت پر اعتماد کرتے ہوئے (فارعۃ الجنیہ) کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت حکایت کے رنگ میں ملفوظ میں بیان کی ہے۔ تو اس پر اعتراض کرنے سے پہلے حافظ ابن حجر عسقلانی کی اصابہ پر اعتراض کیا جائے۔

شیطان عبادت کا ڈھونگ رچا کر مسلمانوں کو دھوکا دیتا ھے

اہلِ علم حضرات جانتے ہیں کہ شیاطین مختلف طریقوں سے مسلمانوں کو دھوکے دیتے ہیں کبھی ان کے سامنے خودساختہ توحید کو رکھ کر انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر سے روکتے ہیں۔ کبھی شرک کی آڑ میں یہ کہتے ہیں کہ نبی کی تعظیم ایک بشر کی سی کرو۔ شیطان ایسے کام مختلف شکلوں میں آکر کرتا ہے جس طرح شیطان نے شیخ نجد کی شکل میں آکر گستاخانِ رسول کی مدد کی تھی۔ اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف قتل کا مشورہ دیا تھا۔

[سیرۃ ابن ہشام، تاریخ طبری، البدائیہ والنہایہ، معارف القرآن دیوبندی]۔

اسی طرح بعض علماء محدثین نے روایات نقل فرمائیں ہیں کہ شیطان دھوکا دہی کے لیے مسلمانوں کے سامنے عابد و شیخ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ کبھی بظاہر نماز پڑھتا دیکھائی

دیتا ہے، کبھی تبلیغ کرتا نظر آتا ہے اور کبھی حدیث کا نام لیکر مسلمانوں میں تفرقہ بازی کرتا ہے۔
اسی طرح کی بہت ساری روایات علماء محدثین کرام نے اپنی کتب میں نقل فرمائیں ہیں۔

امام طبرانی و جلال الدین سیوطی اور شیطان کی نماز

پھر دیوبندی مفتری جو اعتراض اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر کر رہا ہے وہی اعتراض علمائے دیوبند و اہلحدیث کے متفقہ و مسلمہ بزرگ امام جلال الدین سیوطی پر بھی عائد ہوگا کیونکہ انہوں نے بھی "لَقطُ المرجان فی اَحکام الجَانِ" میں شیطان کے نماز پڑھنے کا واقعہ لکھا۔

☆ امام جلال الدین سیوطی کی نادر تالیف "لَقطُ المرجان فی اَحکام الجَانِ" کا اردو ترجمہ علماء دیوبند کے مولانا امداد اللہ انور نے کیا۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ امام طبرانی و سیوطی نے لکھا "عن عبد اللہ بن عمرو، ان رسول اللہ ﷺ قال: یوشئك ان تظهر فیم شیاطین کان سلیمان بن داود او ثقها فی البحر، یصلون معکم فی مساجدکم، یقرؤون معکم القرآن، ویجادلونکم فی الدین، وانهم لشیاطین فی صور الانس۔" (امام طبرانی: المعجم الکبیر حدیث ۱۴۳۵۳ ص ۳۸۴ امام سیوطی جمع الجوامع المعروف بالجمع الکبیر حدیث ۲۸۳۷۷/۱۷۵۰ ص ۱۰ ۴، سیوطی: لَقطُ المرجان فی اَحکام الجَانِ)

دیوبندی امداد اللہ نے اس کا ترجمہ یوں کیا "حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ "حضرت سلیمان بن داؤد نے شیاطین کو سمندر میں پابند کر دیا تھا وہ زمانہ قریب ہے جب شیاطین تم میں ظاہر ہوں گے تمہارے ساتھ تمہاری مسجدوں میں نمازیں ادا کریں گے، تمہارے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کریں گے اور تمہارے ساتھ دین کے بارے میں جھگڑا فساد کریں گے، خبردار! یہ انسان کی صورت میں شیاطین ہوں گے۔ [تاریخ جنات و شیاطین صفحہ 150,149]

اور دیوبندی مولوی نے حاشیہ میں اس حدیث کا ماخذ بھی لکھا کہ "طبرانی (منہ) جامع

کبیر سیوطی ۱/ ۱۰۱۹، کنز العمال ۱۰/ ۲۹۱۲۶، دلائل النبوۃ بیہقی بلقطہ ۲/ ۵۵۰۔ [حاشیہ تاریخ جنات وشیاطین صفحہ 150]

امام جلال الدین سیوطی اور شیطان کی نماز

امام جلال الدین سیوطی کی نادر تالیف "لَقطُ المرجان فی اَحکام الجَانِ" کا اردو ترجمہ علماء دیوبند کے مولانا امداد اللہ انور نے کیا۔ اس کتاب میں لکھا ہے کہ ''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک دوست رات میں ......نوافل پڑھا کرتا تھا۔ جب وہ نماز شروع کرتا......ایک شخص سفید لباس پہنے اس کے پاس آتا اور قریب میں نماز شروع کر دیتا، اس کا رکوع وسجدہ ہمارے دوست کے رکوع اور سجدے سے زیادہ خوبصورت ہوتا......مجھ سے پوچھا کہ کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا: تم اس نمازی سے کہو کہ وہ سورۃ بقرہ پڑھ کر دیکھئے اگر وہ اس پر بھی ٹھہرا رہا تو فرشتہ ہے اور اس کو مبارک ہو اور اگر بھاگ جائے تو وہ شیطان ہے......تو جب اس نے سورت بقرۃ پڑھی تو وہ شیطان پیٹھ دے کر بھاگ گیا۔ حکایات الصوفیہ ابو عبداللہ محمد بن باکویہ شیرازی [تاریخ جنات وشیاطین صفحہ 413 دار المعارف ملتان]

امام سیوطی و صاحب کنز العمال کے مطابق شیطان کا فساد

☆ علامہ علاء الدین علی المتقی بن حسام الدین الہندی البرہان فوری [التوفی ۹۷۵) نقل فرماتے ہیں کہ "ان سلیمان بن داود اوثق شیاطین فی البحر فاذا کانت سنۃ خمس و ثلاثین و مائۃ خرجوا فی صور الناس و ابشارھم فی المجالس و المساجد و نازعوم القرآن و الحدیث۔" الشیرازی فی الالقاب۔عن ابن عمر۔ (کنز العمال: الجزء العاشر حدیث نمبر ۲۹۱۲۷ ص ۲۱۳۔ امام سیوطی "لَقطُ المرجان فی اَحکام الجَانِ")

اور اس کا ترجمہ دیوبندی امداد اللہ یوں کیا کہ ''حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ''حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام نے شیاطین کو سمندر میں پابند کر دیا تھا جب سنہ (۱۳۵) ہوگا تو یہ انسانوں کی شکل اور صورتوں میں مساجد

اور مجالس میں ظاہر ہوں گے اور ان کے ساتھ قرآن وحدیث میں جھگڑے کریں گے۔

[تاریخ جنات وشیاطین صفحہ 150]

☆ اس سے اگلی روایت میں لکھا کہ "اذا کان سنة خمس و ثلاثین و مائة خرج مردة الشیاطین الذین کان حبسهم سلیمان بن داود فی جزائر البحور فیذهب منهم تسعة اعشارهم الی العراق یجادلونهم بالقرآن ویبقی عشرهم بالشام۔" (کنز العمال : الجزء العاشر حدیث نمبر ۲۹۱۲۸، ص ۲۱۳، سیوطی: 'لقط المرجان فی أحکام الجانِ)

جب ۱۳۵ھ ہوگا تو وہ شیاطین جن کو حضرت سلیمان بن داود نے سمندر کے جزیروں میں قید کیا تھا وہ نکلیں گے ان میں سے نو دہائیاں [۹۰ فیصد] عراق کا رخ کریں گے اور ان کے ساتھ قرآن پاک کے ساتھ فساد برپا کریں گے [یعنی غلط تاویلات کر کے امت کو گمراہ کریں گے جیسا کہ آج بھی نااہل لوگ قرآن کے ساتھ یہ کھیل کھیل رہے ہیں] اور ایک دہائی [۱۰ فیصد] شام کا رخ کریں گے۔ [تاریخ جنات وشیاطین صفحہ 151]

امام سیوطی و بیهقی کے مطابق شیطان کا فساد

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''دلائل النبوۃ'' کا ترجمہ دیوبندی علما نے کیا اور دیوبندی دارالاشاعت کراچی والوں نے شائع کیا۔ اسی کتاب سے چند روایات ملاحظہ کیجیے۔

☆ ''اور ہم نے روایت کیا ہے حدیث میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ بے شک شیطان البتہ آدمی کی صورت وشکل بنا کر لوگوں کے پاس آئے گا اور ان کو حدیث بیان کرے گا جھوٹی روایت جس سے ان میں تفرقہ پڑ جائے گا۔ (دلائل النبوۃ)

☆ [دوسری روایت لکھی کہ] اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ بے شک سمندر میں شیاطین [جنات] مقید ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے ان کو جکڑ دیا تھا قریب تھا کہ وہ نکل آئیں گے اور وہ لوگوں پر قرآن پڑھنے لگیں گے اور یہی روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوعاً بھی مروی ہے۔ (دلائل النبوۃ)

☆[ایک اور روایت لکھی کہ]...... نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہو گی حتی کہ ابلیس بازاروں میں چکر لگائے اور کہے گا ہمیں حدیث بیان کی ہے فلان بن فلاں نے اسی طرح سے ۔(دلائل النبوۃ)

☆[مزید ایک روایت ہے]......سفیان کہتے ہیں ''ہمیں حدیث بیان کی اس نے جس نے ایک قصہ گو واقعہ سنا تھا وہ مسجد خیف میں یا اس کی مثل میں وعظ کر رہا تھا۔ میں نے اس کی تلاش کی تو وہ شیطان تھا۔'' (دلائل النبوۃ جلد ۳ حصہ ششم باب ۲۲۰ صفحہ ۳۴۴،۳۴۵)

☆حضرت سفیان فرماتے ہیں مجھے اس آدمی نے بیان کیا جس نے ایک قصہ گو کو مسجد خیف میں قصہ گوئی کرتے ہوئے دیکھا وہ کہتا ہے کہ جب میں نے اس [قصہ گو] کو طلب کیا تو وہ شیطان نکلا۔ [امام سیوطی: 'لَقطُ المرجان فی اَحکام الجَانِ، تاریخ جنات و شیاطین صفحہ 151 دیوبندی مترجم]

☆اسی طرح ایک اور روایت لکھی کہ ''حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا جس نے خود دیکھا تھا کہ شیطان مسجد منیٰ میں آنحضرت ﷺ کی طرف منسوب کر کے [من گھڑت] احادیث سنا رہا تھا اور لوگ اس سے ان احادیث کو سن کر لکھ رہے تھے۔ [امام سیوطی: 'لَقطُ المرجان فی اَحکام الجَانِ، تاریخ جنات و شیاطین صفحہ 151]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسی طرح سے شیطان حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی ملا تھا۔ اس نے کہا تھا اے موسیٰ: اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رسالت کے لیے منتخب فرمایا ہے اور آپ سے کلام فرمایا ہے میں بھی خدا کی مخلوق ہوں، میں نے گناہ کیا اب توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ اپنے پیرور دگار کے سامنے میرے لیے سفارش کرو تاکہ وہ میری توبہ کو قبول فرمادے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی، اللہ ن فرمایا: اے موسیٰ میں نے تیری حاجت پوری کر دی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ابلیس سے ملے اور فرمایا مجھے یہ حکم ملا ہے کہ تم حضرت آدم کی قبر کو سجدہ کر دو تو تمہاری توبہ قبول کر لی جائے گی۔ تو اس نے تکبر کیا اور غصہ میں آ کر کہنے میں نے اس کی زندگی میں سجدہ نہ کیا اب مر جانے کے

بعد کیسے کروں؟ (تاریخ جنات وشیاطین صفحہ 330)

☆ اسی طرح کی ایک اور روایت بھی لکھی کہ "حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی لنگر انداز ہوئی تو آپ نے ابلیس کو کشتی کے پچھلے حصہ میں موجود دیکھا تو فرمایا......تم توبہ کرلو تو اس نے کہا پھر آپ اللہ عزوجل سے پوچھیں کہ کیا میری توبہ قبول ہونے کی گنجائش ہے؟ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اس کی توبہ کی صورت یہ ہے کہ وہ آدم کی قبر کو سجدہ کرے تو حضرت نوح نے شیطان سے فرمایا تیری توبہ مقرر ہوگئی ہے۔اُس نے پوچھا کیسے؟ فرمایا تو قبر آدم کو سجدہ کر دے۔اس نے کہا میں نے زندگی میں اس کو سجدہ نہیں کیا تھا اب اس کے مرجانے کے بعد کیسے کرلوں۔(تاریخ جنات وشیاطین صفحہ 331)

جی دیوبندی مفتری صاحب! آپ کی خارش ٹھیک ہوئی کہ نہیں؟ اگر نہیں تو پھر بتائیں کہ ان روایات کو نقل کرنے والے محدثین اکرام کے بارے میں بھی کیا وہی کچھ اعتراض کرو گے جو شیخ الاسلام والمسلمین حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ پر کرتے ہو؟

پھر یہ وہابیہ کی بدفہمی ہے کہ شیطان کے ایسے دھوکے سے یہ سمجھ لیا کہ وہ نمازی ہے۔حالانکہ شیاطین ایسے کام محض دھوکا وفریب دینے کی غرض سے کرتے ہیں جیسا کہ منافقین دھوکا وفریب دیتے ہوئے نمازیں پڑھتے ہیں۔حالانکہ ان کا عمل محض دھوکا وفریب کے سوا کچھ نہیں؟

اعتراض:

شیطان اور احمد رضا ایک حقہ سے کش لگاتے ہیں۔

"بفضلہٖ تعالیٰ میں (شیطان کو) بھوکا ہی مارتا ہوں یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بسم اللہ اور جب چھالیہ منہ میں ڈالی بسم اللہ شریف، ہاں حقہ پیتے وقت نہیں پڑھتا۔" (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت)

ذرا تصور کیجئے کہ بسم اللہ نہ پڑھ کر شیطان کو اپنے ساتھ حقہ پینے مین شریک کرنے

والے احمد رضا خان کا حقہ نوشی کا وہ منظر کیسا قابل دید ہوگا جب حقہ سے ایک کش شیطان لگاتا ہوگا اور پھر اسی سے دوسرا کش احمد رضا خان لگاتا ہوگا۔ (بریلویوں کی شیطان سے محبت)

جواب:

دیو بند کے متاثرین کی گندی ذہنیت میں گندے منظر ہی آئیں گے جس وہابی مذہب میں نماز میں بیل و گدھے اور بیوی کے ساتھ مجامعت کا خیال بہتر ہو۔ (صرط مستقیم، اسماعیل دہلوی) ان سے اچھی ذہنیت کی امید بھی کس طرح کی جاسکتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ اس عبارت سے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی شان و عظمت ظاہر ہو رہی تھی کیونکہ ان کو شیطان سے اس قدر شدید و سخت دشمنی تھی کہ فرماتے ہیں کہ "میں "حقہ پینے سے قبل بسم اللہ نہیں پڑھتا طحاوی میں اس کی ممانعت لکھی ہے وہ خبیث (شیطان) اگر اس میں شریک ہوتا ہو تو ضرر (تکلیف) ہی پاتا ہوگا عمر بھر کا بھوکا پیاسا اس پر دھوئیں سے کلیجہ جل بھوک پیاس میں حقہ بہت برا معلوم ہوتا ہے۔ ملخصاً۔

خدا انصاف کیجیے! بات کیا تھی اور کس بے ہودہ انداز سے دیو بندی مفتری نے پیش کر دی۔ لیکن ہم داد دیتے ہیں کہ وہابی اپنی خباثت ذہنیت میں ابلیسی ذہنیت سے بھی عروج پر پہنچ چکے ہیں۔ باقی بسم اللہ شریف نہ پڑھنے کی وجہ خود اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمائی کہ طحاوی شریف میں اس کی ممانعت ہے اس لیے نہیں پڑتا۔ ہاں اگر وہابیوں کے ہاں کوئی ایسی دلیل ہے کہ حقہ، تمباکو، نسوار، سگریٹ نوشی سے قبل بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے تو پیش کریں۔

وهابیوں کے منہ میں خانہ ابلیس

اب آئیے وہابیہ کے گھر سے "قابل دید منظر" ملاحظہ کیجیے۔ مولوی غلام غوث دیو بندی نے اپنے امیر شریعت کے منہ میں خانہ ابلیس (شیطان کا آلہ تناسل) بطور بخار کے نسخے ڈالا۔ دیو بندیوں کے امیر شریعت نے سب کچھ جان لینے کے بعد بھی غیرت نہ کھائی اور نہ ہی قے کی بلکہ قہقہ لگایا اور خایہ ابلیس کو معدے سے آنت میں منتقل کرتے ہوئے بطور ڈکار یہ قطعہ لکھا

حضرت غوث ہزارہ کے حکیم حاذق جو کہ بیمار سے کم فیس لیا کرتے ہیں
اب یہ معلوم ہوا کہ بخاروں میں حضور کشتہ خایہ ابلیس دیا کرتے ہیں
(سواطع الالہام 92)

دیو بندی مفتری صاحب اب آپ کو پتہ چلا کہ قابل دید منظر کیسا ہوتا ہے؟ دیو بندی صاحبان ذرا تصور کیجئے کہ شیطان کا آلۂ تناسل (خایہ ابلیس) جب دیو بندی امیر شریعت کے منہ میں گیا ہوگا پھر منہ سے گھومتا ہوا گلہ میں، گلے سے نالیوں میں، نالیوں سے معدے میں اور معدے سے اپنا اثر دیکھا کر دیو بندی امیر شریعت کے خون اور جسم کی تمام رگوں میں گیا ہوگا تو کیا خوب عمدہ اثر اس ''کشتہ خایہ ابلیس'' کا دیو بندی امیر شریعت کے جسم پر ہوا ہوگا۔ اور جو خایہ ابلیس معدے میں باقی رہا ہوگا وہ آنتوں کے رستے سے ہوتا ہوا دیو بندی امیر شریعت کے مقعد سے خارج ہوا ہوگا۔ تو یہ سارا منظر قابل دید تو نہیں لیکن دیو بندیوں کے لیے ذلت کا سبب ضرور ٹھہرا۔

دیوبندی مولوی کے منہ شیطان کا فضلہ

مولوی احمد رضا بجنوری نے دیو بندی نے مولوی انوار شاہ کشمیری دیو بندی کے بارے میں لکھا ہے کہ انہیں:

''پان تمباکو کے ساتھ کھانے کی عادت تھی۔'' (انوار الباری جلد ۱۱ ص ۱۱۶)

اب آیئے اور مولوی اشرف علی تھانوی کے استاد قاری عبدالرحمن پانی پتی کی سوانح سے ان کا یہ واقعہ ملاحظہ کریں اس میں لکھا ہے کہ ''آپ نے اپنی صاحبزادی کو قرات کا حکم دیا یہ منہ میں پان تمباکو دبائے ہوئے تھیں اس لیے کسی حرف کا مخرج سمجھانے باوجود نہ نکال سکیں۔ آپ نے انہیں پاس بلایا تو منہ میں سے تمباکو کی بھبک آئی اس پر آپ جھلا اٹھے اور فرمایا جب منہ میں شیطان کا فضلہ بھرا ہوا ہو تو درست تلفظ کی توفیق ہو چکی جاو چلی جاؤ میرے پاس سے۔'' (تذکرۃ الرحمانیہ ص ۱۸۴، ۱۸۵)

بقول استادِ اشرفعلی تھانوی تمباکو والا پان شیطان کا فضلہ ہے تو دیو بندی شیخ السلام کو

پان تمباکو کے ساتھ کھانے کی عادت تھی۔اب دیو بندی مفتری صاحب کی اس واقعہ کی کچھ وضاحت فرمائیں یا منہ میں تمباکو والا پان (شیطان کا فضلہ) رکھ کر خاموش رہیں۔

اعتراض:

شیطان ضرور غائبانہ امداد کرسکتا ہے۔

مقیاسِ حنفیت میں ہے کہ شیطان بھی غائبانہ مدد کرسکتا ہے۔(مقیاس حنفیت ص ۴۸۳)

جواب:

امام جلال الدین نے اپنی کتاب میں لکھا کہ ”ابلیس عبداللہ بن ہلال (جادوگر) کے پاس آیا اور اس کو کہا مجھ پر تمہارا مجھ پر احسان ہے کیونکہ تُو نے بچوں کو مجھے گالیاں دینے سے روکا ہے، میں تمہیں اس کا بدلہ دینا چاہتا ہوں پھر اس کو اپنی انگوٹھی دے کر کہا تجھے جو حاجت بھی ہو اس سے پوری کر لینا، چنانچہ اس کو جو بھی ضرورت پیش آتی تھی اسی وقت پوری ہو جاتی تھی۔“[حاشیہ تاریخ جنات وشیاطین صفحہ 417]اب بتاؤ امام جلال الدین سیوطی پر کیا فتویٰ لگاؤ گے؟

☆ اسی کتاب میں ہے کہ ”احمد بن عبدالملکؒ کہتے ہیں عبداللہ بن ہلال شیطان کا دوست تھا اور شیطان کی خاطر عصر کی نماز نہیں پڑھتا تھا اس کے کام اسی وقت میں پورے ہوتے تھے چنانچہ ایک شخص اس کے پاس آیا اور کہا کہ میرا ایک دولت مند ہمسایہ ہے وہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرتا ہے اور بڑے کام آتا ہے۔اس کی ایک حسین بیٹی ہے میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں، میں چاہتا ہوں کہ تم ابلیس کے پاس میرے لیے سفارش لکھ دو تا کہ وہ کوئی شیطان بھیج کر میرے لیے اس لڑکی کو نکاح کا پیغام دے دے۔کہتے ہیں کہ اس (عبداللہ بن ہلال) نے ابلیس کو اس طرح سے خط لکھا کہ ”اگر تو یہ پسند کرے کہ مجھ سے اور اپنے سے زیادہ خبیث اور شریر آدمی دیکھے تو میرے اس حامل رقعہ کو دیکھ لے اور اس کا کام کر دے۔“......(یہ خط لیکر ابلیس کے پاس گیا) جب شیطان نے اس کا مضمون دیکھا تو اس کو بوسہ دے کر سر پر رکھ لیا!......(پھر اس نے ایک گونگا، بہرہ اور اندھا شیطان) اس دولت مند شخص کے گھر روانہ کر دیا تا کہ اس کو اس کی بیٹی کا پیغام نکاح دے آئے۔[حاشیہ تاریخ جنات و

شیاطین صفحہ 419]

☆ابن تیمیہ جن کی بزرگی کے علماء دیوبند بھی قائل ہیں اور دیوبندی تفسیر معارف القرآن میں جگہ جگہ ابن تیمیہ کے نام کے ساتھ ”رح۔“ لکھا ہے۔اوراسی طرح علماء دیوبند کے سرفراز صفدر نے اپنی کتابوں میں جگہ جگہ ”شیخ الاسلام ابن تیمیہ۔“ کہا۔ (دیکھو تسکین الصدور صفحہ ۱۱۲، صفحہ ۱۱۷، صفحہ ۱۳۶، صفحہ ۱۳۸، صفحہ ۱۵۸) اس کے علاوہ متعدد مقامات ہیں۔

☆یہی ابن تیمیہ کہتا ہے کہ ”جو لوگ غیر حاضر فوت شدہ بزرگوں سے ان کی قبروں کے پاس امداد طلب کرتے ہیں ...... جس بزرگ سے مدد طلب کی جاتی ہے شیطان اس کے بھیس میں ظاہر ہوتا ہے۔لوگوں پر کچھ باتیں کشف کرتا ہے...... لازمی نہیں کہ شیطان جو کچھ اپنے چیلے چانٹوں کو بتائے وہ جھوٹ ہی ہو...... شیاطین بعض اوقات لوگوں کی بعض ضرورتیں پوری کردیتے ہیں اوران کی بعض تکالیف کو رفع کردیتے ہیں۔لوگ اس گمان میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ وہ جس شیخ کو پکارتے تھے اُسی نے غیب سے ظاہر ہوکر یہ کارنامے سر انجام دیے ہیں...... حالانکہ وہ محض شیطان ہوتا ہے۔ (کتاب الوسیلہ صفحہ ۳۸۷)

☆ جن لوگوں نے مجھ (ابن تیمیہ) سے یا دوسرے لوگوں سے مدد طلب کی انہوں نے دیکھا کہ ہم ہوا میں اڑتے ہوئے آئے اور ہم نے اُن کی تکلیف رفع کردی ...... (حالانکہ) جسے تم نے دیکھا تھا وہ شیطان تھا جس نے میری اور دوسرے مشائخ کی ...... صورت اختیار کرلی تھی ...... یہ لوگ جو فوت شدہ انبیاء وصلحاء، شیوخ اور اہل بیتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریاد کرتے ہیں ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ ان پر بھی بعض امور غیب منکشف ہوجائیں جب کسی پر شیطانی مکاشفات ہوجاتے ہیں تو یہ سمجھتا ہے کہ اُس کے مشرکانہ فعل کی کرامت اور معجزہ ہے۔بعض لوگ جب کسی بزرگ کی قبر پر جاتے ہیں جس سے مدد طلب کرتے ہیں تو فضا سے ان پر کھانا، روپیہ اور ہتھیار وغیرہ یا دوسری اشیاء جو وہ مانگتا ہے نازل ہونے لگتی ہیں ...... یہ سب شیطان کی شعبدہ بازیاں ہیں ...... (کتاب الوسیلہ صفحہ ۳۸۸)

☆ آگے لکھتے ہیں کہ ”اس کے برعکس شیاطین لوگوں کی امداد کرتے ہیں۔اور

انسانوں کا روپ دھار کر ان کے سامنے آتے ہیں......ان شیاطین میں سے کوئی کہتا ہے کہ میں ابراہیم علیہ السلام ہوں، میں مسیح علیہ السلام ہوں، میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہوں، میں خضر علیہ السلام ہوں، میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہوں، میں عمر رضی اللہ عنہ ہوں، میں عثمان رضی اللہ عنہ ہوں، میں علی رضی اللہ عنہ ہوں، یا یوں کہتا ہے میں فلاں شیخ اور بزرگ ہوں، کبھی وہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں تو ایک دوسرے کو کہتا ہے یہ فلاں نبی ہے، یہ خضر علیہ السلام ہے۔ حالانکہ یہ سب جنات ہوتے ہیں۔"......(کتاب الوسیلہ صفحہ ۵۱) معاذ اللہ عزوجل۔

شیطانی طاقتیں اور ابن تیمیہ

"کبھی یہ شیطان ان کو غیب کے امور کے بارے میں خبریں بتاتے ہیں، اور کبھی ان لوگوں (شیطانی دوستوں) کو تکلیف دینے والوں کو قتل کر کر مرض میں مبتلا کر دیتے ہیں اور اذیت دیتے ہیں، کبھی آدمیوں کو اٹھا کر ان کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں اور کبھی ان کے لیے لوگوں کے اموال مثلاً نقدی، کھانا، کپڑے اور دیگر اشیا چوری کرتے ہیں......ان شیاطین میں سے بعض ایک انسان کو اٹھا کر رات عشاء کے وقت میدان عرفات میں※ لے جاتے ہیں اور پھر لے کر واپس آجاتے ہیں۔"......(کتاب الوسیلہ ۷۸)

☆ بالفاظ دیگر تصرفات و مکاشفات اگر ولایت کی دلیل ہوتی تو ان کا ظہور اولیاء اللہ کے ہاتھ پر ہی ہونا چاہیے۔ جب کہ تم دیکھتے ہو کہ خرقِ عادت کرشمے کفار و مشرکین اور یہود و نصاریٰ کے ہاتھ پر بھی ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں ...... (کتاب الوسیلہ ۸۲) اور اسی طرح صفحہ ۸۳، ۸۴ پر بھی مزید باتیں لکھیں ہیں۔

☆ اسی طرح "دیوبندی مولوی کی ترجمہ شدہ کتاب "تاریخ الجنان ۲۰۱ تا ۲۰۲۔" کا مطالعہ کیجیے جس میں متعدد واقعات لکھے ہیں کہ شیطان گمراہ کرنے کے لیے حاجتیں پوری کرتا ہے۔

لہٰذا دیوبندی مفتری کو چاہیے کہ تھوڑا وقت نکال کر اپنے گھر کے ان حوالوں کا بھی مطالعہ کر لے تا کہ دوسروں پر فتوے لگانے کی بجائے اپنے ہی گھر کی پہلے اصلاح کر سکے۔

اعتراض:

شیطان کی دعا سے تقدیر بدلتی ہے۔

''ہاں بزرگوں کی دعا سے تقدیر بدل جاتی ہے آدم علیہ السلام کی دعا سے ......شیطان کی دعا سے اس کو عمر دراز کی گئی۔'' (نور العرفان ص ۳۸۳)

جواب:

اس عبارت کو پیش کر کے **دیو**بندی نے دو اعتراضات کیے۔ پہلا تو یہ کہ سنیوں کے نزدیک شیطان بھی بزرگوں کی فہرست میں شامل ہے۔ اور دوسرا یہ کہ سنیوں کے نزدیک شیطان کی دعا سے تقدیریں بھی بدل جاتی ہیں۔

الجواب: اولاً تو اس عبارت میں سخت بد دیانتی وخیانت کی گئی ہے اور مکمل عبارت بھی پیش نہیں کی۔

دوم: پھر نور العرفان میں صرف اتنا لکھا ہے کہ ''شیطان کی دعا سے اس کی [اپنی] عمر دراز کی گئی۔''، لیکن یہ کہیں نہیں لکھا کہ ''شیطان کی دعا سے تقدیریں بھی بدل جاتی ہیں۔'' یہ الفاظ محض مفتری دیوبندی کی بہتان بازی ہے۔ جس پر ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

رہی یہ بات کہ ''شیطان کی دعا سے اس کو عمر دراز کی گئی۔'' (نور العرفان) تو اللہ تبارک وتعالیٰ صرف مسلمانوں کا ہی رب نہیں بلکہ وہ ''رب العلمین'' ہے۔ وہ گناہ گاروں، سیاہ کاروں، مسلمانوں، کافروں، مومنین ومشرکین سب کا رب ہے۔ حتیٰ کہ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے کہ قَالَ فَاهْبِطْ مِنْهَا فَمَا يَكُونُ لَكَ اَنْ تَتَكَبَّرَ فِيْهَا فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ۔ فرمایا تو یہاں سے اُتر جا تجھے نہیں پہنچتا کہ یہاں رہ کر غرور کرے، نکل تو ہے ذلت والوں میں۔ قَالَ اَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ۔ بولا مجھے فرصت دے اس دن تک کہ لوگ اُٹھائے جائیں۔ قَالَ اِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ۔ فرمایا تجھے مہلت ہے۔ (الاعراف 13 تا 15) دیکھئے قرآن سے ثابت ہوا کہ شیطان نے اللہ عزوجل سے دعا مانگی تو اس کی مراد

پوری ہوئی۔

☆ اسی طرح حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ (مشہور تابعی مفسر) فرماتے ہیں ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے یہ خواہش (دعا) کی تھی کہ وہ خود تو دیکھیں لیکن کوئی دوسرا (انسان) ان کو نہ دیکھ سکے، اور یہ کہ وہ زمین کے نیچے سے بھی نمودار ہو سکے اور یہ کہ جب وہ بوڑھا ہو تو دوبارہ جوان ہو جائے، اس کی یہ تینوں خواہشات (دعائیں) پوری کی گئیں۔ (تفسیر ابو الشیخ [منہ] بحوالہ تاریخ جنات وشیاطین 287 مترجم دیوبند مولانا امداد اللہ)

☆ دیو بندی تفسیر میں ہے کہ "دنیا میں کافر کی دعا بھی قبول ہو سکتی ہے۔ یہاں تک کہ ابلیس جیسے اکفر کی دعا بھی قبول ہو گئی، مگر آخرت میں کافر کی دعا قبول نہ ہو گی۔ (معارف مفتی اعظم، گلدستہ تفاسیر جلد ۲ ص ۴۸۱)

پھر یہ بھی یاد رہے کہ اولیاء اللہ کی دعاؤں کو قبول ہونا ان کی شان وعظمت ہے لیکن کفار وشیاطین کی دعا قبول ہونے میں اللہ عزوجل کی خفیہ تدبیر اور ان کو ڈھیل دینا ہے۔

چنانچہ خود علماء دیوبند کے مفسر لکھتے ہیں کہ "دعا کی قبولیت صرف فرماں بردار اور اطاعت گزاروں کے لیے ہی مخصوص نہیں نہ یہ ضروری ہے کہ دعا کرنے والا مقبول بندہ ہو بلکہ کبھی کافر کی دعاء ڈھیل دینے کے لیے بھی قبول کر لی جاتی ہے۔ اس میں بندوں کا امتحان ہوتا ہے اور در پردہ اس طرف اشارہ ہوتا ہے کہ بہتری اس کی دعاء کے خلاف کرنے میں ہی ہوتی ہے۔ تفسیر مظہری (گلدستہ تفاسیر جلد ۲ ص ۴۸۱)

☆ اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں کہ "اور یہ کہا ہے کہ شیطان کی درخواست نا تمام منظور ہوئی اس نے قیامت تک مہلت مانگی تھی مگر قرب قیامت تک قبول ہوئی اور مجھ کو یہ قول بعید معلوم ہوتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو قرآن میں ضرور کوئی قید مذکورہ ہوتی جس قید کے حذف کرنے سے مقصود کے خلاف کا وہم ہو اس کا حذف کرنا مقتضی حال ہے اور اس آیت سے معلوم ہو کہ کافر کی دعا بھی گاہے مقبول ہو جاتی ہے مگر اس سے اکرام اور محبت لازم نہیں آتی۔ (تسہیل بیان القرآن الاعراف زیر آیت ۱۵ صفحہ ۳۲۱)

لہٰذا دیو بندی مفتری صاحب بتائیں کہ قرآن پاک کی اس آیت اور علمائے دیو بند کی اس تفسیر کے بارے میں بھی وہی انداز تحریر اختیار کریں گے جو ''تفسیر نور العرفان'' کے بارے میں کیا؟ وہابیوں دیو بندیوں کا عجیب مذہب ہے کہ خود جو مرضی ہیں کرتے رہیں، سب کچھ جائز وروا لیکن اگر ہم اہل سنت و جماعت وہی بات کہیں تو اعتراضات کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ''نور العرفان'' کی جس تفسیر کی بنا پر وہابی دیو بندی مفتری کے پیٹ میں درد پڑا ہوا تھا اس سے کچھ افاقہ ہوا کہ نہیں؟

☆ اسی طرح وہابی اہلحدیث مولوی ابو الخالق صدیقی و دیگر معاونین وہابی علماء مذکورہ آیت (الاعراف 13 تا 15) کے تحت لکھتے ہیں کہ ''دیکھئے ابلیس نے دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھے قیامت تک مہلت دے دے، اور مانگی بھی اس وقت جب وہ راندہ درگاہ ہو چکا تھا اور کیا مانگتا ہے کہ تیرے نبی دنیا سے رخصت ہو جائیں، ولی فوت ہو جائیں، صالحین قبروں میں سو جائیں، لیکن میں (ابلیس) زندہ رہوں۔ فرمایا، جاؤ تمہاری دعا قبول کی جاتی ہے، جاؤ تمہیں مہلت دی جاتی ہے۔ (اولیاء اللہ کی پہچان 426)

لہٰذا ثابت ہوا کہ وہابیوں کو تکلیف صرف علماء اہل سنت و جماعت ہی سے ہیں ورنہ جو بات ہمارے علمائے اہل سنت و جماعت نے تحریر فرمائی اس کا اقرار و ثبوت خود علماء وہابیہ دیو بندیہ کی کتب و تفاسیر میں موجود ہے۔ لہٰذا ہم پر اعتراض کرنے سے قبل وہابی حضرات اپنے وہابی علماء پر فتویٰ لگائیں۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ وہابی دیو بندی ایسا ہرگز نہیں کریں گے۔ کیونکہ خود وہابیوں کو لیے تو سب کچھ جائز ہے۔

اعتراض:

شیطان نبی یا ولی۔

دیو۔بندی مفتری صاحب نے ''شیطان نبی یا ولی؟'' کی سرخی لگائی۔ اور اس کے تحت کہا کہ ترجمہ کنز الایمان بمع خزائن العرفان میں ایک عنوان ہے ''انبیاء اولیاء دور سے

سنتے، دیکھتے اور مدد کرتے ہیں۔''

اس دعوے کے ثبوت میں لکھے جانے والے دلائل میں جائیں تو آپ کو دوسری دلیل میں یہ آیت ملے گی۔ انه یرا کم هو و قبیله من حیث لا ترو نهم ۔" (سورة الاعراف، آیت ۲۷) آپ اس کا ترجمہ احمد رضا کی زبانی سنیے اور دیکھئے یہ آیت کس سے متعلق ہے؟ احمد رضا خان ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ'' بے شک ہم نے شیطانوں کو ان کا دوست کیا جو ایمان نہیں لاتے۔''......(ایضاً صفحہ ۳۰)

دیوبندی کا اعتراض یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کا ذکر کرتے ہوئے شیطان کو شامل کیا گیا۔ لہٰذا احمد رضا خان صاحب کے نزدیک شیطان بھی نبی یا ولی ہے۔ معاذ اللہ عزوجل

جواب:

دیوبندی مفتری کا یہ اعتراض نہایت بچگانہ ہے۔ ہم بجائے اس کے دیوبندی مفتری کی جہالت پر بحث کریں مناسب یہی ہے کہ جس فہرست مضامین کو دیوبندی مفتری دلیل بنا کر اعتراض کر رہا ہے اس فہرست مضامین کی حقیقت آپ کے سامنے پیش کر دیں تاکہ'' نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔''۔

اصل میں دیوبندی مفتری نے یہاں بھی کذب بیانی سے کام لیا ہے کیونکہ جس فہرست کو دیوبندی مفتری صاحب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر رہا ہے وہ فہرست اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی بنائی ہوئی ہے ہی نہیں، کنز الایمان شریف کے قدیم نسخوں میں تو سرے سے یہ فہرست مضامین ہی موجود نہیں ہے۔ بلکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد بھی تقریبا چالیس، پچاس سال تک جو کنز الایمان شریف شائع ہوتا رہا اس میں بھی یہ فہرست سرے سے موجود ہی نہیں تھی۔ بلکہ یہ فہرست تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تقریباً چالیس، پچاس سال کے بعد کسی ناشر نے اپنی طرف سے تیار کر کے کنز الایمان شریف کے آخر میں شامل کر دی تھی۔ لہٰذا اس کا الزام اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے سر لگانا بہت بڑا بہتان و ظلم عظیم ہے۔

☆ مناظرِ اسلام حضرت علامہ مطیع الرحمن صاحب مدظلہ العالیہ فرماتے ہیں کہ "ادارہ الفلاح کراچی کے شائع شدہ کنزالایمان کے نسخے میں یہ فہرست موجود ہی نہیں۔ حالانکہ یہ نسخہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد شائع ہوا۔ ملخصاً (بحوالہ مناظرہ اثارسی)

☆ مناظرِ اسلام حضرت علامہ مطیع الرحمن صاحب مدظلہ العالیہ فرماتے ہیں کہ "حضرت علامہ مولانا شرف قادری صاحب نے کنزالایمان کا نسخہ شائع کروایا اس نسخے میں بھی یہ فہرست نہیں ہے۔ (بحوالہ مناظرہ اثارسی)

پتہ چلا کہ یہ فہرست نہ ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے تیار فرمائی اور نہ ہی کنزالایمان کے قدیم نسخوں میں ایسی کوئی فہرست موجود تھی بلکہ یہ تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے سالوں بعد کسی ناشر نے اپنی طرف سے تیار کر کے کنزالایمان شریف کے ساتھ منسلک کر دی۔ لہٰذا اس فہرست کو لیکر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر اعتراض کرنا دیو۔بندیوں کی جہالت و لاعلمی کا بدترین ثبوت ہے۔

ہمارے متعدد علمائے اہل سنت و جماعت حنفی بریلوی نے اس فہرست کی تردید فرمائی ہے۔ علمائے اہلِ سنت کی عظیم شخصیت حضرت مولانا جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فہرستِ مضامین کی تردید فرمائی چنانچہ "بزرگوں کے عقیدے" نامی کتاب کے صفحہ ۱۱ میں لکھا کہ "اور جو ترجمہ کنزالایمان مع تفسیر خزائن العرفان کے ساتھ قرآن کریم کی جھوٹی فہرست شائع کی جارہی ہے اور اس سے سنیت کو نقصان پہنچ رہا ہے، اس کے غلط ہونے کا اعلان صرف آپ [یعنی حضرت مولانا جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ] نے کیا۔"

(بزرگوں کے عقیدے، صفحہ ۱۱)

☆ اسی طرح حضرت مولانا عبدالمبین نعمانی صاحب نے بھی یہی فرمایا کہ "واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ یا صدرالافاضل علیہ الرحمۃ والرضوان نے مضامین قرآن کی کوئی فہرست تیار نہیں کی، نہ قدیم نسخے میں کوئی فہرست مضامین طبع ہوئی۔ حال کے ناشرین نے بغیر مرتب کی نشاندہی کیے ہوئے ایک فہرست مضامین شائع کر دی جس سے غلط فہمی پیدا

ہوتی ہے کہ یہ فہرست مترجم [اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ] یا مفسر علیہ الرحمہ کی ہو۔ہم نے یہ غلط فہمی دور کردی۔(بحوالہ مناظر و اثار سی)

لہٰذا یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ یہ فہرست ہی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں بلکہ ان کی طرف غلط منسوب ہے تو پھر دیو-بندیوں کا اس فہرست کو لیکر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان بازی کرنا اور ان کو معاذ اللہ عزوجل بے ادب ثابت کرنا دیو-بندیوں وہابیوں کا نہایت ہی قبیح عمل اور اپنی دنیا و آخرت کو مزید برباد کرنا ہے۔

خضر حیات دیوبندی کے مطابق قاضی مظہر دیوبندی گستاخ

دیو-بندی مفتری صاحب نے تو خواہ مخواہ بغض وعناد سے کام لیا ہے لیکن آیئے ہم دیو-بندی مفتری صاحب کو ان کے گھر کا ایک ایمان شکن حوالہ بتاتے ہیں اور اس اس حوالے کی گواہی بھی خود ان کے اپنے دیوبندی بھائی دے رہے ہیں چنانچہ دیو-بندی مولوی خضر حیات صاحب ''المسلک المنصور'' میں اپنے ہی دیو-بندی مولوی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ''اسی طرح قاضی مظہر صاحب [دیوبندی] کا خارق عادت گدھے کی دوبارہ زندگی کو قانون بنا کر حیات الانبیاء پر استدلال کرنا توہین انبیاء کرام کا شبہ ہونے کی وجہ سے ایمان شکن جسارت بھی ہوگی۔

(المسلک المنصور ۱۷۰)

اور مزید ایک جگہ لکھا ''قاضی صاحب [دیوبندی] نے جو حیات الانبیاء کرام کو گدھے کی حیات سے مثال دی ہے اگر یہ شان انبیاء میں بدترین گستاخی اور بے ادبی نہیں تو آپ خود گستاخی اور بے ادبی کی تعریف فرمادیں۔(المسلک المنصور ۱٦٦)

غیر کی آنکھ کا تنکا تجھ کو آتا ہے نظر
دیکھ اپنی آنکھ کا غافل ذرا شہتیر بھی

یہ اعتراض ہم نے نہیں کیا بلکہ خود دیوبندی حیاتی فرقے پر ان کے اپنے ہی دیوبندی

مماتی فرقے والوں نے کیا ہے اور اس کو انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی شان میں بدترین گستاخی، بے ادبی نہیں اور ایمان شکن جسارت بھی قرار دیا ہے۔ اب مفتری صاحب خود ہی گھر کے اس معاملے کو حل کریں ہم کچھ کہیں گے تو جناب کو شکایت ہوگی۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات بالذات کی طرح ہی دجال بھی حیات بالذات

دیوبندی مفتری صاحب دوسروں پر بہتان وکذب بیانی کی بجائے اپنے گھر کا خیال کیجیے آپ کے دیوبندی اکابر قاسم نانوتوی نے تو دجال کی حیات کو سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ والتسلیمات کی حیاتِ مبارکہ کی مثل قرار دیا۔ لیجیے ذرا آنکھیں کھول کر پڑھیے:

> ''جیسے رسول اللہ صلعم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بوجہ منشائیت ارواح مومنین جس کی تحقیق سے ہم فارغ ہو چکے۔ متصف بحیات بالذات ہوئے ایسے ہی دجال بھی بوجہ منشائیت ارواح کفار جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں متصف بحیات بالذات ہوگا۔'' (آبِ حیات صفحہ ۱۶۹)

دیوبندی مفتی اپنے علماء پر فتویٰ لگائے

دیوبندی علماء نے اپنے وہابی مماتی دیوبندی فرقے کے خلاف ''مماتی فتنہ علماء دیوبند کی نظر میں'' ایک تحریر لکھی۔ جس پر صدر وفاق المدارس مولانا سلیم اللہ خان، مہتمم جامعہ بنوری ٹاؤن مولانا ڈاکٹر عبد الرازق اسکندر، جامعہ اشرفیہ لاہور کے دیوبندی شیخ الحدیث مولانا صوفی محمد سرور، جامعہ مدینہ جدید لاہور کے مفتی محمد حسن، جامعہ حقانیہ ساہیوال کے مفتی عبدالقدوس ترمذی جیسے دیوبندی حضرات کی تصدیقات موجود ہیں۔

اس دیو۔بندی تحریر کے صفحہ نمبر 6 پر عنوان ''قرآن وسنت کی روشنی میں عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' دیا گیا۔ اسی عنوان کے تحت دیوبندی علماء نے کہا کہ ''ہر مسئلہ میں صریح آیت ضروری نہیں۔ اگر مماتی حضرات (دیوبندی فرقہ) اس مسئلہ (یعنی حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں صریح آیت طلب کریں تو پھر انھیں گدھے کا گوشت کھانا چاہیے کیونکہ اس کے کھانے میں

کوئی صریح آیت موجود نہیں ہے، اسی طرح بندر کا بھی یہی حکم ہوگا مماتی حضرات کے لیے۔"

اب دیوبندی مفتری سے گزارش ہے کہ ذرا عنوان دیکھیئے، عنوان تو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے "قرآن وسنت کی روشنی میں عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم" لیکن ثبوت میں یہ کہا جا رہا ہے کہ گدھے اور بندرے کے گوشت کے حرام ہونے پر صریح آیت نہیں۔ تو جو اصول دیوبندی مفتری نے قائم کیا اگر اسی سے دیکھا جائے تو مسئلہ کیا بیان ہو رہا ہے اور مثال گدھے اور بندر کی دی جا رہی ہے۔

علمائے دیوبند کے ہاں تو ویسے بھی بیل و گدھے بلکہ کل حیوانات کو بڑی فضلیت حاصل ہے جیسا کہ وہابی امام اسماعیل دہلوی نے کہا کہ نماز میں بیل و گدھے کے خیال کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ کے خیال سے بہتر کہا۔ ملخصاً [صراط مستقیم] اور دیوبند اشرفعلی تھانوی نے جانوروں [بیل، گدھے، گھوڑے، کتے......] کے لیے بھی علم غیب تسلیم کیا۔ تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ

"ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی (بچہ) ومجنون (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔" (حفظ الایمان ص ۱۳)

یعنی جیسا علم غیب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا علم غیب ہر ایرا غیرا بلکہ بچوں، پاگلوں اور جانوروں کو بھی ہے تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کون سی خوبی وخصوصیت ہے۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔**

اسی طرح علماء دیوبند نے اپنی کتب میں شیطان لعین کی طاقتوں، قوتوں، اختیارات و تصرفات کا اقرار کیا۔ جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں کتب وہابیہ کے حوالے درج کر دیئے ہیں۔ لیکن وہابی عجیب قوم ہے کہ

شیطانوں کی طاقتوں، قوتوں، اختیارات وتصرفات پر تو ایمان رکھیں گے لیکن جب ان کے سامنے انبیاء کرام علیہم الرضوان یا اولیاء عظام رحمۃ اللہ علیہ اجمعین کا معاملے آئے تو کفر وشرک کے سوا ان کی زبانوں سے کچھ نکلتا ہی نہیں۔

اعتراض:

شیطان دنیا کا معمار ہے۔ ''شیطان دنیا کا معمار ہے۔۔'' (مدار الاحکام)

جواب:

جناب دیو بندی مفتری صاحب نے آنکھیں بند کر کے اعتراض کر دیا اور وہ بھی خوب کھینچا تانی کے ساتھ اور اصل جو بات تھی اس کو غلط انداز میں پیش کیا۔ بہر حال دیو-بندی مفتری صاحب کو معلوم ہونا چاہے کہ یہی بات ان کی اپنے علماء و اکابرین دیو بند کی پسندیدہ تفسیر روح البیان میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ ملاحظہ کیجیے تفسیر روح البیان میں ہے۔ (سورۃ ص، ۳۰۔نعم العبد، انہ اواب)

سلیمان روزی تمنی کرد۔ گفت: بار خدایا جن وانس وطیور ووحوش بفرمان من کردی، چہ بود کہ ابلیس را نیز بفرمان من کنی، تا او را بند کنم۔ گفت: ای سلیمان این تمنی مکن کہ در ان مصلحت نیست۔ گفت: بار خدایا گرہم دو روز باشد این مراد من بدہ۔ گفت: دادم۔ سلیمان ابلیس را در بند کرد، ومعاش سلیمان با آن ہمہ ملک ومملکت از دست رنج خویش بود، ہر روز زنبیلی بافتی وبدو قرص بدادی ودر مسجد با درویشی بہم بخوردی و گفتی: مسکین وجالس مسکینا یک گدا ابود سلیمان بعصا وزنبیل ... یافت از لطف تو آن حشمت وملک آرایی آن روز کہ ابلیس را در بند کرد دزنبیل بباز ار فرستاد وکس نخرید کہ در بازار آن روز ہیچ معاملت وتجارت نبود ومردم ہمہ بعبادت مشغول بودند۔ آن روز سلیمان ہیچ طعام نخورد۔ دیگر روز ہمچنان بر عادت زنبیل بافت وکس نخرید۔ سلیمان گرسنہ شد، باللہ نالید۔ گفت: بار خدایا گرسنہ ام وکس زنبیلی نمی خرد۔ فرمان آمد کہ: ای سلیمان نمی دانی کہ چون تو مہتر بازاریان در بند کنی در معاملات بر خلق فروبستہ شود ومصلحت خلق نباشد او معمار دنیاست ومشارک خلق در اموال واُولاد۔

خلاصہ یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی خواہش پر دو دن ابلیس کو بند کیا گیا تو بازار ٹھنڈا پڑ گیا تو فرمایا گیا: اے سلیمان تو نہیں جانتا کہ جب تو نے اہلِ بازار کے مہتر کو بند کیا، معاملاتِ خلق ماند پڑ گئے، اور خلق کی مصلحت نہ ہو سکی۔ وہ (ابلیس) دنیا کا معمار ہے، اور

اموال واولاد میں خلق کا حصہ دار ہے۔

یہاں دنیا بمقابلہ دین ہے۔اور دنیاداری میں ابلیس کا رول بتایا گیا ہے۔...... پھر خیر الفتاویٰ دیو (شیطان) بندیہ (ج ا ص ۲۵۲،سطر ۳) میں تفسیر روح البیان کا شمار تفاسیر صحیحہ میں کیا گیا ہے۔اور دیو بندی تبلیغی جماعت کے مولوی زکریا نے اپنی کتب فضائل اعمال میں جگہ جگہ تفسیر روح البیان کے حوالے بیان کیے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے: أَلَا إِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُونَةٌ مَلْعُونٌ مَا فِيهَا إِلا ذِكْرُ اللهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ أَوْ مُتَعَلِّمٌ۔ خبردار بے شک دنیا لعنت شدہ ہے۔اس کی ہر شئے ملعون ہے سوائے ذکر اللہ،اور اس ذکر سے ولا رکھنے والے اور عالم یا متعلم کے۔......تو شیطان کے دنیا کے معمار ہونے سے مراد اُس کا دنیاداری کی لعنت کا معمار ہونا ہوا۔مال و اولاد فتنہ بھی ہیں،اور زينة الحيٰوة الدنيا بھی ہیں،اور ان میں جب اکثر شیطان مشارک ہے تو ایک حد تک معمار دنیا ہے۔

❈ ❈ ❈ ❈

{... حرف آخر ...}

الحمدللہ عزوجل ہم نے اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن کنزالایمان پر دیوبندی مفتری کی تمام بہتان بازیوں اور کذب بیانیوں کا منہ توڑ جواب دے دیا ہے۔ان بد باطنوں نے کنزالایمان کے خلاف بہت سازشیں رچیں، بہتان تراشے، پابندیاں لگانے کی کوششیں کیں، تحریفات سے کام لیا۔۔۔لیکن جادووہ جوسر چڑھ کر بولے

الحمدللہ کنزالایمان کی بڑھتی مقبولیت پوری دنیا میں برقرار ہے۔بے شمار زبانوں میں اس ترجمے کو ڈھال کر عام کیا جارہا ہے۔

آخر میں گزارش کرتے ہیں کہ اگر کوئی بات نا مناسب ہم نے لکھی ہو تو اس پر معذرت خواہ ہیں۔ہمیں مجبوراً دیوبندی زبان میں بات کرنی پڑی اور دیوبندی مفتری کے اُصولوں کے مطابق ہمیں یہ سب تحریر لکھنی پڑی ہے۔ ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سر بستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

علمائے اہل سنت و جماعت سے گزارش ہے کہ بتقاضۂ بشریت اس تحریر میں اگر کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ہماری اصلاح فرما دیجیے۔ان شاءاللہ عزوجل! ہم کو رجوع کرتا ہوا پائیں گے۔تاہم ہماری کسی قسم کی غلطی کی ذمے داری مسلکِ اہلِ سنت و جماعت کے سر عائد نہیں کی جاسکتی۔اللہ عزوجل ہمیں حق کہنے اور حق پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ اورنگ آباد کی اشاعتی سرگرمیاں

الحمد للہ.......اللہ اور اسکے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے وطفیل......صرف 3.2 / سال کے عرصے میں اس تنظیم کی جد و جہد سے مندرجہ ذیل کتب شائع ہو کر ملک و بیرون ملک تک پہنچ چکی ہے۔ اور بحمدہ تبارک وتعالی یہ سلسلہ جاری ہے۔ جن میں سے چند مطبوعات کا نام پیش خدمت ہے۔

1) سنو......چپ رہو مجلد (حضور تاج الشریعہ) 2) دفاع کنزالایمان مجلد (حضور تاج الشریعہ)
3) ردالمہند (علامہ حشمت علی خان علیہ الرحمہ) 4) اکرام امام احمد رضا (حضور برہان ملت)
5) الصوارم الہندیہ مع جدید تصدیقات (علامہ حشمت علی خان علیہ الرحمہ)
6) دعوت و تنظیم (سید شاہ تراب الحق قادری علیہ الرحمہ) 7) گناہ بے گناہی (ڈاکٹر مسعود احمد علیہ الرحمہ)
8) امام احمد رضا اور عالم اسلام مجلد (ڈاکٹر مسعود احمد علیہ الرحمہ) 9) اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ (علامہ حسن علی میلسی صاحب)
10) غیر مقلدوں کا آپریشن مجلد (علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ) 11) اعدائے مدینہ کا انجام بد (علامہ فیض احمد اویسی علیہ الرحمہ)
12) اعلی حضرت کا فقہی مقام مجلد (علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری علیہ الرحمہ)
13) کانا دجال (احمد مصطفی قاسم الطحطاوی) 14) مسلک اہل بیت (علامہ غلام مرتضی ساقی)
15) ہم میلاد کیوں مناتے ہیں (ڈاکٹر آصف اشرف جلالی) 16) صراط الابرار مجلد (علامہ شہزاد ترابی)
17) فقہی مسائل مجلد (علامہ شہزاد ترابی) 18) کیا مرنے کے بعد مومن خاک ہو جاتا ہے (علامہ شہزاد ترابی)
19) اہلسنت کی حقانیت کا ثبوت (میثم عباس رضوی) 20) اعلی حضرت کا قلمی جہاد (علامہ فیض احمد اویسی)
21) ہجرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم (حضور تاج الشریعہ) 22) میں سنی کیوں ہوا..........؟
23) عید میلاد النبی قرآن و حدیث کی روشنی میں 24) رد صلح کلیت (مولانا عبداللطیف رضوی)
25) بیس 20 رکعت تراویح کا ثبوت (حضور محدث اعظم پاکستان)
26) کنزالایمان اور مخالفین مع داستان فرار پہ ایک نظر (انجینئر ممتاز تیمور قادری رضوی)
27) تیمور قادری صاحب کی، دشت و گریباں کا تحقیقی جائزہ - زیر طبع -

اس کے علاوہ اور کئی مطبوعات ہیں- اور دور حاضر کے فرقہائے باطلہ کے رد میں ہزار ہا ہزار پوسٹر، پمفلٹ وغیرہ چھپوا کر دور دراز مقامات تک تقسیم کیے گئے- پروردگار عالم ان تمام دینی خدمات کو قبول فرمائے اور تا زندگی حیات اپنی اور اپنے پیارے حبیب کی رضا و خوشنودی کے کاموں میں مشغول رکھ کر خاتمہ بالخیر فرمائے-
قبر و حشر کی منزل آسان فرمائے اور میدان محشر میں اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں
آمین ثم آمین

نوٹ اس سال 99/واں عرس رضوی کے موقع پر 5 کتابوں کا سیٹ شائع کیا جا رہا ہے..جلد سے جلد کتابوں کا سیٹ بک کریں

رابطہ کریں: فقیر محمد گل خان حنفی رضوی
سیکریٹری: جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ اورنگ آباد

hanfirazvi@gmail.com
₹ 250/-

Published by:
JAMAT RAZA-E-MUSTAFA
Aurangabad, Maharashtra
Mob.: 9373655309, 9665947865, 9970077786
Distributed by: TAJUSH-SHARIA KITAB GHAR
Aurangabad, Maharashtra, Mob.: 09665947865, 8956171400

Biradran e Ahle Sunnat ke Sachhe pakke Sunni Sahi ul Aqeedah bhaiyon ko fakeer D Tariq Hussain ki Janib se Assalam o Alaikum Wa Rahmatullahi Wa Barakatahu.

Aap Tamami Hazraat ki Khidmat me Mukhalefin ki Janib se Aala Hazrat Rahmatullahi Ta'ala alaihi par Jo be buniyaad aor jhuthe Ilzamo aor Takiya baziyo or Mantiki Ilzamo ke Radd aor Unhi ki kitabo se Ilzami Jawab par Mushtamil ek Behtrin Kitab hai. Jisme Kanzul iman, Malfuzaat e Aala Hazrat, khazayinul Irfan par Dayabna ke Be buniyad Ilzamo ke tehkeeki Jawab mojood hai.

Mere Ajeez Dosto Se ek Aham guzarish Ha Hum me se har koi Munazir, Muqarrir, Alim nahi ban Sakte lekin Ham in kitabo ko What's app wa telegram ke Zariye Apne Dosto Aolmao Tak Pahuncha Kar Aham Kaam kar Sakte hai lehaza is Kitab ko zyada se Zyada logo tak pahunchane ki Zahmat kare Aor ALLAH KI ZAAT se Neki ki Ummid Rakhe.